فاعتبروا یا اولی الابصار

بتفضلات رب غفور یہ کتاب نور علی نور الموسوم بہ



از تالیف عجیبہ حضور لامع النور رائے بہادر کنہیا لال صاحب اگزیکٹو انجینیر لاہور

مطبع وکٹوریا پریس لاہور باہتمام اہلکاران مطبع چھپی

فہرست مطالب مندرجہ کتاب تاریخ لاہور

نمبر	نام	نمبر	نام	نمبر	نام	نمبر	نام
۱۲۳	ویشنو دیوی کا مندر	رر	مزار سبز گنبد	۱۷۱	مسجد دہلی دروازہ	۱۹۱	ٹھاکردوارہ باوا منگل داس
۱۲۴	شوالہ دلبانغ رائے	۱۴۹	بھاٹی دروازے والی مسجد	رر	مزار سید مٹھہ	۱۹۲	سمادہ رتن سنگھ و خوشحال سنگھ
۱۲۵	شوالہ ٹبی والا	رر	مسجد طلائی یعنی سنہری مسجد	۱۷۲	مسجد کہنہ حمام والی	۱۹۳	سمادہ رام سنگھ پسر خوشحال سنگھ
۱۲۷	ٹھاکردوارہ چوڑ مور والا	۱۵۲	مزار پیر شیرازی	رر	مسجد مفتیان	۱۹۵	سمادہ جمعدار خوشحال سنگھ
۱۲۸	مکان بھدرکالی	۱۵۳	مزار پیر بہولا	۱۷۳	مسجد تکیہ سادہوان	۱۹۶	سمادہ راجہ اودم سنگھ و سوچیت سنگھ
۱۲۹	ٹھاکردوارہ جوالا مائی	رر	مسجد بازار ٹبی	۱۷۴	مسجد مرزا موٹا	۱۹۷	سمادہ اودہیم سنگھ
۱۳۰	مکان رام دوارہ	۱۵۴	مسجد پری محل	۱۷۵	مسجد امیر شاہ و دی مسجد	۱۹۹	سمادہ سردار جواہر سنگھ
۱۳۱	بھیرون کا استھان	رر	نیچی مسجد	۱۷۶	صوفی والی مسجد	۲۰۰	سمادہ بھائی روپا
۱۳۲	مندر باوا مہر داس	رر	مسجد محمد صالح کمبو	رر	مسجد سیادہ ایمان والہ	۲۰۱	شوالہ شیوگر سنیاسی
۱۳۵	شوالہ پنڈت رادہاکشن	۱۵۸	مسجد نواب وزیر خان مرحوم	۱۷۸	مسجد ثانی بیبی ایمان والی	۲۰۲	رانی جھجھی کا ٹھاکردوارہ
رر	مندر کالی دیوی	۱۶۴	مزار سید اسحاق گازرونی	۱۷۹	مسجد پٹولیاں والی	۲۰۳	ٹھاکردوارہ بھورگر
۱۳۶	ٹھاکردوارہ پنڈت رادہاکشن	۱۶۶	مقبرہ امام علام محمد	۱۸۰	مسجد نواب امام الدین خان	۲۰۴	سمادہ بھائی وستی رام
۱۳۷	چوبارہ چھجو بھگت اندرون لاہور	رر	مقبرہ سید صوف	۱۸۱	مسجد حفیظ چابک سوار	۲۰۶	سمادہ باوا جھینگر شاہ
۱۳۹	سادھو چوڑ کا شوالہ	۱۶۷	مزار سید سربلند	۱۸۲	مسجد موران	۲۰۹	ٹھاکردوارہ رانی جنداں
۱۴۱	دوسری قسم	رر	مزار پیر ذکی	۱۸۴	مسجد بوکن خان	رر	سمادہ گورارجن صاحب
رر	مسجد بادشاہی	۱۶۸	پیر بلخی	۱۸۵	مسجد امام شاہ	۲۱۰	سمادہ حقیقت رائے
۱۴۵	مسجد بھٹی دروازہ	۱۶۹	مزار پیر ڈھل	۱۸۶	مسجد ملا مجید	۲۱۲	سمادہ دریاگر سنیاسی
۱۴۶	مسجد خورد وزیر خان	رر	مزار گنج شہیداں	۱۸۷	ذکر معابد و مقابر و مناور بیرونی لاہور	۲۱۳	سمادہ مہاراجہ شیر سنگھ والی پنجاب
۱۴۷	ٹکسالی والی مسجد	۱۷۰	مزار ملک ایاز	رر	چوبارہ چھجو بھگت	۲۱۵	دھرم سال بھائی گوما سنگھ
رر	خانقاہ شاہ ضیا قادری	رر	مسجد یکی دروازہ	۱۸۹	استھان سیتلا ماتا	۲۱۷	شوالہ پیرزادہ بدھو والا

نمبر	نام	نمبر	نام	نمبر	نام	نمبر	نام
۲۱۷	شوالہ دیوی دوارہ سنگا پربت	۲۵۰	مکان رسول شاہیان	۲۷۱	مزار حسو تیلی	۲۹۴	مزار شیخ طاہر بندگی
۲۱۹	مکان شہید گنج	۲۵۱	مقبرہ شاہ محمد غوث	۲۷۲	مقبرہ علی جانی خان	۲۹۹	مقبرہ پیر ہادی رہنما
۲۲۰	سمادھ مہاراجہ رنجیت سنگھ	۲۵۳	مسجد محمد صالح سندھی	۲۷۳	مقبرہ شاہزادہ پرویز	۳۰۰	مزار شاہ شرف
۲۲۴	سمادھ مہاراجہ کھڑک سنگھ کنور نونہال سنگھ	۲۵۴	مزار شاہ رحمت اللہ قریشی	۲۷۴	مزار قطب شاہ قادری	رر	مزار شاہ اسماعیل
۲۲۶	مکان ہرگہٹ	رر	مسجد نقیبان	رر	مقبرہ نواب میاں خان	۳۰۱	مزار شیخ سعدی بلخاری
رر	شوالہ لالہ رتن چند ڈھیٹی والہ متصل تالاب سرائے	۲۵۵	خانقاہ حامد قادری	۲۷۶	مزار فتح شاہ	۳۰۲	مزار شاہ درگاہی
۲۲۸	مکان چھٹی بادشاہی	۲۵۶	مقبرہ علی مردان خان	۲۷۷	مزار ابو تراب شاہ گدا	رر	مسجد دائی لاڈو
۲۲۹	ملتانی دہرم سالہ	۲۵۷	مقبرہ شاہ شمس الدین	۲۷۸	مزار شاہ حسین زنجانی	۳۰۴	مزار سید صدر دیوان
۲۳۰	مکان ٹہلی صاحب	۲۵۹	روضہ شیخ محترم	رر	گورستان بیگم پورہ	رر	امام بارہ شیعہ امامیہ
۲۳۲	مندر بھدر کالی	۲۶۰	مقبرہ بہادر خان	۲۸۱	سفید گنبد	۳۰۵	مقبرہ شاہ مردانی
۲۳۳	تہان بہیرو	۲۶۱	مسجد قصاب خانہ والی	رر	مسجد خواجہ ایاز	۳۰۶	مقابر میدان زین خان
۲۳۶	دوسری قسم مکانات بیرونی لاہور متعلق با سلام	۲۶۲	مقبرہ مخدومہ بیگم	۲۸۲	مقبرہ موج دریا بخاری	۳۰۷	مقبرہ شاہ کنٹھہ
رر	خانقاہ مادھو لال حسین	۲۶۳	مقبرہ شیخ محمود شاہ	۲۸۴	مقبرہ سید شاہ چراغ	رر	مزارات بی بی پاکدامنان
۲۳۸	مزار سید شاہ بلاول	۲۶۴	مقبرہ نواب نصرت خان	۲۸۵	مقبرہ عبد اللہ شاہ	۳۰۹	مقبرہ دائی انگہ گلابی باغ
۲۳۹	مزار گھوڑے شاہ	۲۶۵	مسجد نواب زکریا خان	۲۸۶	مقبرہ شاہ ابو اسحاق قادری	۳۱۱	قبور تکیہ املی والہ
۲۴۰	مزار میاں اسمٰعیل وڈا	۲۶۶	مقبرہ مسکین شاہ امری	۲۸۷	مقبرہ شاہ ابو المعالی	۳۱۲	مقبرہ زیب النسا بیگم
۲۴۲	روضہ خواجہ خاوند محمود	۲۶۷	مقبرہ شرف النسا	۲۸۸	مزار تاج شاہ مجذوب	۳۱۵	مزار شاہ رستم غازی
۲۴۵	مقبرہ میاں میر	۲۶۸	مقبرہ سید عبد الوہاب	۲۸۹	مقبرہ عبد الرزاق مکی	رر	مقبرہ محمد صالح
۲۴۸	مقبرہ شیخ موسیٰ آہنگر	رر	مقبرہ سید جان محمد حضوری	۲۹۰	مزار خواجہ محمد سعید	۳۱۶	مزار سید شاہ کمال
۲۵۰	مقبرہ شیخ چوہڑ	۲۷۰	مسجد دائی انگہ	۲۹۱	مزار داتا گنج بخش لاہوری	۳۱۷	مزار شاہ جمال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وہ یکتا ایک ہے ذاتِ پروردگار — فقط بیشماری ہے جسکا شمار
وہ یکتا ایک خالق ہے نام خدا — نہین جسکا ثانی کوئی دوسرا
وہ یکتا ایک رازق ہے روزی رسان — کہ ہے جسکا محتاج سارا جہان
وہ یکتا ایک قادر ہے ربِ قدیر — خبر گیر حالِ صغیر و کبیر
وہ یکتا ذات ہے حضرت پاکذات — کہ ہین ذات سے جسکے ظاہر صفات
بہر جا و ہر ملک و شہر و دیار — پرستش کے لایق ہے وہ کردگار
بہر ابتدا ہے وہی ابتدا — وہی ہے بہر انتہا انتہا
وہ ہر ایک صورت مین موجود ہے — وہ ہر ایک ملت کا معبود ہے
وہ ہر ایک کو رزق دلواتا ہے — لکھا اُسکی قسمت کا پہنچاتا ہے
کسیکو بھی خالی نہین چھوڑتا — رخ اپنا کسی سے نہین موڑتا
جو ہین جن و انسان و وحش و طیور — بد و نیک خرد و کلان مار و مور
اُسی ایک سے پرورش پاتے مین — اُسی ایک کے بندے کہلاتے مین

وہ ہے سب کی مشکل کا مشکل کشا | ہے سب کی حاجت کا حاجت روا

بندھا ذات واحد پہ جسکا یقین | دوئی اسکے پھر دل مین رہتی نہین

خبر گیر عالم خدا ہے کریم | خداوند رحمان غفور الرحیم

اُسی سے ہے روشن چراغ جہان | اُسی سے ہے سرسبز باغ جہان

بتعریف و توصیف پروردگار | بتشریح ذات خداوندگار

کرے کیا بیان ہندئے کم زبان | کہ ہے طول توحید کی داستان

عرض حال مصنف و باعث تصنیف کتاب

خداوند زمین و زمان خلاق کون و مکان کی حمد کے بعد بندۂ نیاز مآل خوشہ چین خرمن اہل کمال رائے بہادر کنہیا لال المتخلص بہندی خلف جنت مکان عرش آشیان لالہ ہرنرائن کایستھ ماتھر جلیسری حال متوطن شہر لاہور خدمت مین ارباب فضل و کمال کی عرض پرداز ہے کہ اگرچہ تالیف و تصنیف کا مشکل کام میرے کرنے کا کام نہ تھا اور نہ اسقدر فرصت تھی کہ سرکاری مفوضہ خدمات سے ایکدم فارغ ہو کر اس مفید و کارآمد کام کی طرف توجہ ہو مگر محض بتائید یزدانی و تفضلات سبحانی یہ دونو کام سالہا سال ایسی خوبی و خوش اسلوبی سے انجام پاتے رہے کہ سرکاری خدمات مین بھی کسیطرح کی فروگذاشت واقع نہوئی بڑے بڑے اہم کام کارخانہ تعمیر مین جو گورنمنٹ عالیہ کے حکم سے میری تفویض رہے بخیر و خوبی انجام پاتے رہے اور حکام والا مقام کی جوہر شناسی و قدردانی سے ترقی پر ترقی نصیب ہوئی۔ خلعت و خطاب و انعام بھی حاصل ہوئے تصنیف و تالیف کا کام بروز روشن انجام پانا تو ناممکن بلکہ کالعدم تھا اسلیئے یہ سب کام رات پر منحصر رکھا گیا اور چراغ

کی روشنی اسکی مدد و معاون رہی اور یار مددگار شمع تابان + رباعی +

فی الحقیقت جاگنے والونکو کب آتی ہے نیند	رو برو اتنے ہوئے بھی آنکی شرماتی ہے نیند
شام سے وقت سحر تک بندۂ بیدار دل	سو نہین سکتا ولیکن آپ سو جاتی ہے نیند

اس شبانہ ریاضت و محنت شاقہ سے وقت بوقت نیک نتیجہ حاصل ہوتا رہا اور نظم و نثر آٹھ کتابین فارسی و اردو مین تحریر ہوئین - اوّل گلزار ہندی ایک منظوم نسخہ فارسی زبان مین مضامین پند و نصایح لکھا گیا اور چار بار چھپکر مشتہر ہوا اس گلزار تازہ بہار کے بعد ایک کتاب منظوم بندگی نامہ تحریر ہوئی یہ کتاب اگرچہ ایک مختصر اور چھوٹے حجم کی ہے مگر قل و دل کا مصداق ہے اسکے موحدانہ اشعار اور تصوفانہ مضامین عاشقانہ خیال مردان خداپرست و خدا دوست نہایت محبت کے ساتھ پڑھتے ہین یہ ایک ترکیب بند نامقیمان کی طرز اور بحر پر لکھا گیا ہے اور بسبب اختصار کے کمال مطبوع ہے - اسکے بعد ایک عجیب و غریب منظوم فارسی نسخہ یادگار ہندی نام تحریر ہوا جسکے چار حصص مین پہلے حصہ مین اوتارون کا حال دوسرے مین پیغمبرون کا ذکر تیسرے مین حکما کا احوال چوتھے مین بعضے نیک طینت بادشاہون کا ذکر ہے من بعد مناجات ہندی کی تحریر عمل مین آئی یہ ایک منظوم دیوان اردو زبان مین حضرت خلاق کی حمد و مضامین توحید و تصوف و پند و نصایح و ترک و تجرید مین لکھا گیا ہے پہلے اس لاثانی دیوان کی ایکسو سولہ غزلین دوبار چھپکر شایقین با تمکین کی خدمت مین مفت بے قیمت پیش ہوئین تیسرے چھاپہ مین اسکی ایزادی پر توجہ ہوئی اور یہ سوائے نظم سابق کے چند ترکیب و ترجیع بند و مخمس و مسدس و رباعیات و قطعات ایزاد ہوکے اور بے قیمت تقسیم عمل مین آئی - چوتھے چھاپہ مین اور بھی یہ دیوان زیادہ ہوگیا ساٹھ غزلین نو ردیف وار ایزاد ہوئین اور ایک ایک ترکیب بند

ترجیع بند و مخمس و مسدس بن موقع موقع پر زیب اندراج پایا پانچوین چھاپہ بین پھر
ما بہ غزلین ردیف وار وو ترکیب دو ترجیع ایک مسدس چار مخمس کی ایزادی
عمل مین آئی اب یہ دیوان چھٹی دفع چھپ چکا ہے اور بارہ بند بحر طویل کے حرف
واحد حقیقی کی توجیہ کے ذکر مین لکھ کر کتاب کے اول درج کئے گئے ہین غرض یہ
مبارک کتاب اور ہر دل عزیز دیوان ہر ایک چھاپہ کے وقت بڑھکر چھپا ہے
اگر اسکو بڑھتی دولت کہا جائے تو بیجا نہو گا + اُسکے بعد کتاب اخلاق ہندی کی
تحریر عمل مین آئی یہ اردو منظوم نسخہ اخلاق کے علم مین ایسی طرز کے ساتھ لکھا
گیا ہے کہ ہر ایک بات کے آخر مین ایک ایک دلچسپ حکایت مندرج ہوئی ہے جسکے
ملاحظہ سے طبیق آدمی بکمال مسرور ہوتا ہے - من بعد کتاب ظفرنامہ رنجیت سنگھ
المعروف رنجیت نامہ بزبان فارسی منظوم لکھا گیا یہ تاریخی کتاب مشہور مہاراجہ فرمان
فرمائے خطہ پنجاب رنجیت سنگھ کے تذکرے مین بہ تتبع مولانا نظام الدین نظامی گنجوی
مصنف سکندرنامہ بحر تقارب مین تحریر ہوئی ہے اور مہاراجہ ممدوح کی سوانح
عمری اُس مین ایسی خوبی کے ساتھ تحریر ہوئی ہے کہ گویا مہاراجہ رنجیت سنگھ
کے وقت کے واقعات اسکے مطالعے کے وقت برائے العین شایق کو نظر آجاتے
ہین اور ماضی کے واقعات حال کے پیرایہ مین جلوہ گر ہوکر طراوت بخش دیدۂ
اہل بصیرت ہوجاتے ہین - اُسکے اختتام و طبع کے بعد تاریخ پنجاب ایک
عام تاریخ مہاستہاے پنجاب کی لکھی گئی اسمین بابا نانک کے وقت سے سکھون
کے دسون گورؤون و جانشینون کا مفصل حال اور سکھون کی بارہ مثلون
کے ظہور کی مشرح تشریح اور سابق و موجودہ حال ریاستون کا ذکر اور خاندان مہاراجہ
رنجیت سنگھ اور اُن کے ظہور و عروج و ترقی و زوال کا تمام و کمال حال و ریاست
موجودہ جمون و کشمیر کی من وعن کیفیت نثر بزبان اردو تحریر ہوئی یہہ کتاب

دو بار طبع ہو چکی ہے پہلے چھاپہ مین سے چارسو پچاس جلدین تو چندبار کرکے سرکار
دولتمدار نے ہی خرید کرلین تھی اور اب کے چھاپہ ایکسو جلدین محکمہ ڈائرکٹر صاحب بہادر
مین طلب ہوئی ہین - اُسکے پیچھے نگارین نامہ المعروف ہیر رانجھا ایک نسخہ منظوم
فارسی بہ تتبع نامی مولانا عبدالرحمان جامی مصنف یوسف زلیخا تحریر ہوا ہے اور
داستان دو عاشقان جان باز ہیر او رانجھا کا اُسمین بیان کیا گیا ہے یہ وہ
عجیب و غریب داستان ہے جو پنجاب کے ملک مین نیک و بد خورد و کلان امیر
فقیر کی زبان پر ہے کوئی ایسا بشر نہین جو ان کے عشق و محبت سے واقف نہوگا
اکثر کتابین اس داستان کے بیان مین پہلے بزبان پنجابی تصنیف ہو چکی ہین مگر
سوائے پنجابیون کے اور کوئی صاحب زبان اُس سے مستفید نہین ہو سکتا تھا
اسلئے راقم نے وہ کتاب بزبان فارسی لکھی تاکہ ہر ایک ملک کا آدمی اُس سے
بہرہ یاب ہو یہ نگین نظم ابھی پہلی دفعہ چھپ چکی ہے یقین ہے کہ منظور نظر اہل
بصیرت ہوگی چونکہ آجکل کوئی مسودہ تصنیف کا زیر قلم نہ تھا بعض دوستان
صداقت کیش و محبان محبت اندیش مکلف حال نیاز مآل ہوئے اور فرمایا کہ تم بفضل
ربانی و تفضلات سبحانی تیس برس سے افسر و سرپرست محکمہ بارگ ماسٹری ہو مکانات
قدیمہ و جدیدہ موجودہ شہر لاہور کا حال جیسا تمکو معلوم ہے کسیکو نہین بڑی بڑی
عمارتین سرکاری جو فی الحال باعث زیب و زینت و فخر و افتخار شہر لاہور مین
سب تمہارے ہاتھ سے تعمیر ہوئی ہین ایسی حالت مین نہایت ضرور ہے کہ
ایک تاریخ خاص شہر لاہور کی جسمین مفصل حالات مکانات قدیمہ و جدیدہ
اندرونی و بیرونی شہر ہون لکھی جائے تاکہ یہ تاریخ اور تو الیف و تصانیف
کی طرح تمہارے نام سے زمانہ ناپائدار مین یادگار رہے پس راقم نے بتعمیل فرمان
محبان محبت عنوان کمر ہمت کی چست باندھکر اسکا مسودہ ہی لکھنا شروع کیا و بعد دریافت

و تلاش ضروری حال ہر ایک مکان کا لکھکر یہ مجموعہ بنایا تاریخ لاہور نام رکھا چار حصوں مین
تقسیم کیا + **پہلا حصہ** - اس ذکر مین کہ شہر لاہور کب آباد ہوا کس نے آباد
کیا کون کون وقت اسکی آبادی مین ترقی ہوئی اور کس کس زمانہ مین غارت و انہدام
کے صدمے پہنچتے رہے اور اس وقت اسکی کیا صورت ہے کون کون قومین
اس مین رہتی ہین اور مشہور رؤسا و حکماء و فضلا و علما و اطبا و شعرا و غیر صاحبان
کسب و ہنر کون ہین خاندانہاے قدیمہ و جدیدہ مین سے کون کون شخص بالائق
اعزاز و صاحب تکریم ہے + **دوسرا حصہ** - اس ذکر مین کہ عہد سلطنت
چغتائی مین جب لاہور کی آبادی کی ترقی قدیمہ حصار کے باہر ہوئی تو کس سمت
کو ہوئی اور اس آبادی کے مشہور محلے کون تھے اور اُن محلون مین نامور
مکانات اور کٹڑے کہاں کہاں اور کس کس امیر کے تھے اور اُن مکانات کا کوئی
نشان اب بھی باقی ہے یا نہین + **تیسرے حصہ** - مین تشریح اُن مکانات
اندرونی و بیرونی شہر لاہور کی جو زمانہ سلف یا حال مین تعمیر ہوئے اور ابتک موجود
ہین از قسم عمارات حویلی و باغچہ و مقبرہ و مسجد و مندر وغیرہ یہ حصہ تین قسم پر منقسم ہے +
پہلی قسم مین ذکر اُن مکانات کا ہے جو ہندوؤن کے مذہب سے متعلق ہین
یعنی شوالہ و ٹھاکردوارہ و دیوی دوارہ وغیرہ **دوسری** مین تشریح اُن مکانات
کی جو ملت اسلام سے علاقہ رکھتے ہین مثل مسجد و خانقاہ وغیرہ **تیسری قسم**
مین تفصیل اُن مکانات کی جو کسی مذہب و ملت سے علاقہ نہین رکھتے مثل
حویلی و باغ و کٹڑہ وغیرہ اور واضح رہے کہ تیسرے حصہ کے تینون اقسام دو دو
فصل پر منقسم ہین ایک مین شہر کے اندرونی مکانات کا ذکر ہے دوسرے مین
بیرونی کا + **چوتھا حصہ** اُن مکانات کے ذکر مین جنکی تعمیر بعہد سلطنت
انگریزی بحکم سرکار ذوی الاقتدار ہوئی مثل کوتوالی و کچہری عدالت ضلع و ہسپتال و

کالج وغیرہ - اگرچہ اس کتاب کے مندرجہ حالات کی تلاش وتحقیق مین بہت سی عرقریزی ومحنت مولف کی طرف سے وقوع مین آکر یہہ عجیب وغریب مجموعہ لکھا گیا ہے مگر عند المطالعہ اگر مورخان ذی استعداد ومنشیان عطارد رقم اسکے کسی تاریخی حال یا تحریر مین نقص پائین تو از راہ پردہ پوشی صلاح فرمائین کیونکہ آدمی از سہو خطا پاک نیست ✣ آب روان بے خس وخاشاک نیست

قطعہ تاریخ تصنیف کتاب از مصنف سلمہ اللہ تعالی

یہہ تاریخ لاہور لکھی گئی ہے
جو تھا ماضی اور حال کا حال سارا
بصدق وصفا سب لکھا گیا ہے
خدا یا ہین اسکے تازہ مضامین
جو طالع ہین اسکو مطبوع سمجھین
کوئی دیکھکر اسکو ہر وقت خوش ہو
بتقدول وجان زمانہ ہو سارا
یہہ ہے مصرع سال تاریخ ہندی

بہت خوشنما بلکہ نور علے نور
بکلک فصاحت ہوا اسمین مسطور
ہوا ہے جو ذکر اسمین مشہور ومذکور
بہر جا وہر ملک وہر شہر مشہور
جو اہل نظر ہین کرین اسکو منظور
کوئی ہو بہر حال پڑھ پڑھ کے مسرور
اسیکا خریدار نزدیک اور دور
کہ ہے جوہر عقل تاریخ لاہور
۱۸۸۲

پہلا حصہ

اس ذکر مین کہ شہر لاہور کب آباد ہوا کس نے آباد کیا کون کون وقت اسکی آبادی مین ترقی ہوئی اور کس کس زمانہ مین غارت وانہدام کے صدمے پہنچتے رہے اور اسوقت اس کی کیا صورت ہے کون کون قومین اس ملین رہتی ہین مشہور روساء وحکما وفضلا وعلما واطبا وشعرا وغیرہ صاحبان کسب وہنر کون ہین -

خاندان قدیمہ و جدیدہ مین سے کون شخص لائق اعزاز و مستحق تعظیم و تکریم ہے +

شہر لاہور

یہہ شہر دار الحکومت و دار السلطنت ملک پنجاب کا ہے دریاے راوی کے بائین کنارے پر بفاصلہ دو میل آباد ہے صدہا سال سے یہی شہر خطہ پنجاب کا حاکم نشین اور صوبہ کا مقام رہا ہے کبھی تغیر و تبدل نہین ہوا اگرچہ شاہان چغتائی کی عملداری سے پہلے پنجاب کا دار الحکومت دیپالپور تھا اور سلاطین تغلقیہ و خلجیہ و لودیہ وغیرہ کے عہد مین بھی دیپالپور ہی دار الحکومت تصور کیا جاتا تھا مگر بابریہ و ہمایونی عہد مین شہر لاہور ہی دار السلطنت قرار پایا اور حاکم نشین ہونے کے سبب رونق اس کی روز بروز بڑھتی گئی پہلی تاریخون مین اسکا نام کہین لہاور اور کہین لہانور اور کہین لوپور اور کہین لاہور تحریر ہے امیر خسرو دہلوی نے بھی اپنی مصنفہ کتاب قران السعدین مین اس شہر کا نام لاہور درج کیا ہے اور فرمایا ہے + از حد سامانہ تا لاہور + ہیچ عمارت نہ مگر در قصور + اس سے معلوم ہوا کہ آٹھوین صدی ۸۰۰ھ ہجری کی ابتدا مین جب امیر خسرو شاعر نامور دہلوی زندہ تھا تو نام اس شہر کا لاہور ہی تھا کتاب فوائد الفوائد ملفوظ شیخ المشایخ نظام الدین بداونی دہلوی مین اس شہر کو لہانور کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ اس شہر کے بانی کا نام بسبب گزر جانے مدت دراز کے بخوبی معلوم نہین ہوتا اور نہ بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ پہلے پہل اس نامور شہر کی بنیاد کس نے رکھی ہے کیونکہ کتب تواریخ مین مختلف روایتین لکھی ہین عموماً مشہور ہے کہ مہاراجہ رامچندر اوتار کے فرزند مسمی لو نے یہ شہر آباد کیا اور لوپور نام رکھا تھا۔ صدہا بلکہ ہزارہا سال کی مدت گزرنے کے سبب سے

لوپور کا لفظ بگڑ کر لاہور مشہور ہو گیا بلکہ صاحب خلاصۃ التواریخ بھی اسی قول
تصدیق کرتا ہے اور لکھتا ہے کہ لو اور کشو۔ دو فرزندان دلبند مہاراجہ
رامچندر اوتار کے تھے جب وہ دونو پنجاب مین رونق افزا ہوئے تو لو نے
لوپور یعنی لاہور اور کشو نے کشور یعنی قصور آباد کیا مگر شیخ احمد زنجانی صاحب
رسالہ تحفۃ الواصلین جسنے وہ کتاب ۵۴۳ھ ہجری عہد سلطان مسعود
غزنوی مین بمقام لاہور اس شہر کے علما و فضلا کے حال مین لکھی ہے۔
صاحب خلاصۃ التواریخ کے قول کے برخلاف لکھتا ہے کہ اس شہر کو اول
اول راجہ پریچھت نے جو پانڈوان کی اولاد سے بڑا راجہ تھا آباد کیا کمیقدر
مدت کے بعد قحط وغیرہ صدمات سے یہ بستی ویران ہو گئی اور صدہا سال
تک ویران رہی جب راجہ بکرماجیت کا وقت آیا تو اُسکے حکم سے دوبارہ اسکی
آبادی کی بنیاد قایم ہوئی۔ ابھی آباد ہونے نہین پایا تھا کہ بکرماجیت مرگیا
اور سمندپال جوگی تخت نشین ہوا اُسکے وقت مین آبادی اسکی باتمام پہنچی
اور سمندپال نگری نام رکھا گیا۔ وہ آبادی بھی مدت مدید تک قایم رہی سن بعد
جب راجہ دیپ چند دہلی کے تخت پر بیٹھا تو اُس نے پنجاب کا علاقہ اپنے برادرزادے
لوہارچند کی جاگیر مین دیدیا جب اُسکا کامل تسلط پنجاب پر ہو گیا تو اُس نے
اس شہر کو دارالحکومت بنایا اور اسکی آبادی و ترقی مین بہت کوشش کی اور
سمندپال نگری نام موقوف کر کے لوہارپور نام اپنے نام پر رکھا جو مدت مدید
مین بکثرت استعمال بگڑ کر لاہور مشہور ہو گیا جب اسلام کا زمانہ آیا اور مسلمان
بادشاہون نے غربی ملکون مین قوت حاصل کی تو سلطان محمود سبکتگین غزنوی
نے پنجاب پر حملہ کیا اُسوقت بھی اس شہر کا نام لاہور ہی تھا اور راجہ
جیپال برہمن پنجاب کا فرمان فرما لاہور مین صاحب تخت و تاج تھا جس کی

لڑائیاں سلطان سبکتگین اور اُسکے فرزند سلطان محمود غزنوی کے ساتھ ہوئی تھین پہلے اس شہر کی کھلی آبادی تھی فصیل شہر پناہ نہ تھی اکبر بادشاہ نے اسکے گرد پختہ حصار بنوایا فصیل کی دیوار بہت بلند اور چوڑی تعمیر کی ایک ایک دروازہ کے درمیان دس دس برج کلان بنوائے دروازے پختہ تعمیر کیئے قلعہ بھی پختہ بنوایا وہ فصیل اخیر سلطنت سکھی تک قایم رہی انگریزی عہد مین اسقدر بلند فصیل فضول متصور ہو کر پہلے بقدر نصف کے گرائی گئی دوسری دفعہ باقی ماندہ گرا دینے کا حکم ملگیا اور اُسکی جگہ ایک مختصر دیوار پختہ بنوا دی گئی جوب موجود ہے + اس شہر کے بارہ دروازے اور ایک چھوٹا دروازہ ہے جسکو موری دروازہ کہتے ہین- **اول دہلی دروازہ** - یہ دروازہ مشرق کی سمت گویا شہر دہلی کی طرف ہے اسلیئے اسکو دہلی دروازہ کہتے ہین لاہور کے نامی دروازون مین سے یہ دروازہ ہے اور آمد و رفت لوگون کی بکثرت ہے کیونکہ اسی دروازہ کے باہر سٹیشن ریلوے بنایا گیا ہے اور اسی سمت کو بڑے بڑے شہر امرتسر و جالندھر وغیرہ مین ریل پر سوار ہونے والے مسافر اور تجار سب اسی دروازے سے نکلتے ہین اور جو باہر سے آتے ہین اسی سے داخل شہر ہوتے ہین اسی دروازے کے اندر سے سیدھی سڑک قلعہ کو جاتی ہے - مسجد وزیر خان جو ایک نامی عمارت و باعث اقتدار شہر ہے اسی دروازے کے اندر ہے سرائے وزیر خان و حمام وزیر خان جو مسجد کے اوقاف مین سے شمار ہوتا ہے اسی دروازے کے پاس ہے پُرانی عمارت اکبری اس دروازے کے انگریزی عہد تک موجود تھی مگر نہایت بوسیدہ و خراب اور دروازہ پست و زمین دوز ہو چکا تھا یہانتک کہ ہاتھی کا گذر نا محال تھا سرکار انگریزی نے بنظر رفع اس تکلیف کے پہلے دروازے کو

گرا دیا اور مسجد سلطان ٹھیکہ دار کی معرفت عمارت موجودہ حال بنوائی یہ دروازہ
دو منزلہ نہایت مقطع بنایا گیا ہے دونو طرف دروازے کے دو منزلہ عالیشان عمارت
ہے اور وسط مین دروازہ ہے نیچے کی دو طرفہ مکانات مین پولیس کے سپاہی
رہتے ہین اور اوپر کی منزل مین ایک طرف تو مکان نشست و کچہری صاحبان
آنریری مجسٹریٹان و میونسپل کمیٹی کے ممبرون کے اجلاس کے لئے مکلف و
مصفا بنا ہے جسمین کچہری ہوتی ہے اور دوسری طرف پولیس کے افسر رہتے
ہین جنکی تعیناتی دروازے کی حفاظت پر ہوتی ہے - **دوم اکبری دروازہ**
اس دروازے کو بادشاہ وقت محمد جلال الدین اکبر نے اپنے نام سے موسوم کیا
اور ہر قسم کے غلہ کی منڈی اس دروازے کے اندر مقرر فرما کر اُسکو بھی
اکبری منڈی کے نام سے موسوم کیا چنانچہ اب تک دروازہ اور منڈی دونو
اکبر کے نام سے موسوم ہین یہ دروازہ بھی خستہ و بوسیدہ ہو چکا تھا اور
سرکار انگریزی کے عہد مین قدیمی قطع پر از سر نو بنایا گیا - **تیسرا موتی دروازہ**
المعروف موچی دروازہ یہ دروازہ موتی رام جمعدار ملازم اکبری کے نام سے
موسوم ہے جو تمام عمر اس دروازے کی حفاظت پر تعینات رہا تھا مدت العمر
کی ملازمت کے سبب سے اس دروازے نے بھی موتی کے ساتھ پوری نسبت
پیدا کر لی اور ہمیشہ کے لئے موتی بنگیا سکھی عہد مین موتی کے نام سے بدلکر موچی
مشہور ہوا اب بھی موچی دروازہ مشہور ہے اس دروازے کی شرقی دالان
مین ایک قبر چھوٹی سی زمانہ سلف کی پختہ بنی ہوئی موجود ہے لوگ مشہور کرتے
ہین کہ یہان کسی شہید کا سر مدفون ہے اب سرکار انگریزی کے حکم سے یہ دروازہ
مع دو نو برجون کے گرا دیا گیا اور اینٹین فروخت کر دی گئی ہین یقین ہے کہ عنقریب
نیا دروازہ تعمیر ہوگا - **چوتھا شاہ عالمی دروازہ** - یہ دروازہ

شاہ عالم بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے بیٹے کے نام سے موسوم ہے پہلے اسکا نام کچھ اور تھا چند نون مین بادشاہ لاہور مین آیا تو چاہا کہ اکبر بادشاہ اپنے جداعلے کی طرح ایک دروازہ اس شہر کا اپنے نام سے موسوم کرے اور اپنی رونق افزا ہونے کی یادگار لاہور مین چھوڑ جائے اُس نے یہ تجویز قائم کرکے منادی کرادی کہ آیندہ یہ دروازہ شاہ عالمی پکارا جائے چنانچہ اُس روز سے آجتک شاہ عالمی دروازہ کہلاتا ہے یہ دروازہ بھی انگریزی عہد مین دوبارہ پہلے دروازے کی قطع پر تعمیر ہو چکا ہے - **پانچوان لہاری دروازہ** - اصلی نام اسکا لاہوری دروازہ ہے غلط العام لہاری دروازہ مشہور ہے اس دروازے کو خاص لاہور کا دروازہ تصور کرنا چاہیے اور زور آبادی اہل اسلام سے اسی نام سے موسوم ہے باعث یہ ہوا کہ جب سلطان محمود غزنوی نے چاہا کہ راجہ جیپال بن انگپال بن جیپال بن جے پال کو لاہور سے بیدخل کرکے پنجاب کا علاقہ اپنے ماتحت کرلے تو راجہ جیپال چندماہ تک اس شہر مین محصور ہو کر لڑتا رہا آخر بھاگ گیا محمود نے شہر کو آگ لگادی رعایا کو قتل کیا جس سے شہر بالکل ویران و برباد ہو گیا رعایا کچھ تو قتل ہوئے اور کچھ بھاگ گئے چندسال یہ شہر غیر آباد رہا آخر جب ملک ایاز پنجاب کے انتظام کے لئے نامور ہوا تو اُس نے شہر کو دوبارہ آباد کرنا چاہا سب سے اول آبادی شہر کی اسی محلہ سے شروع ہوئی جسکو لاہوری منڈی کہتے مین اور سب سے اول یہی دروازہ تعمیر ہوا جسکا نام لاہوری دروازہ رکھا گیا اس دروازے کی عمارت سابقہ نہایت بوسیدہ تھی صاحبان انگریز نے از سر نو قدیمی قطع وضع پر اسکو بنوایا جو اب تک موجود ہے + **چھٹا موری دروازہ** - یہ چھٹا سا دروازہ لوہاری اور بھاٹی کے درمیان

فصیل کے برج کے گوشہ مین بنا ہوا تھا قدیمی دروازہ تو بہت چھوٹا تھا
جسمین اسپ سوار کا گذر بمشکل ہوتا تھا گذرنے کے وقت بہرحال سوار کو
زین تک گردن اوٹھانی پڑتی تھی سرکار انگریزی کے وقت یہ دروازہ کشادہ
کردیا گیا جس سے یہ صورت دروازہ کی ہنگئی اور اس لایق ہوگیا کہ گاڑی اونٹ
گھوڑا اوس سے بخوبی گذرجاوے یہ دروازہ بھی موری دروازے کے
نام سے بعہد ملک ایاز موسوم ہوا اسواسطے کہ جن دلون مین بعہد راجگی
راجہ جیپال سلطان محمود نے شہر کو محصور کیا ہوا تھا راجہ تو شہر سے بیخبر
بھاگ گیا مگر شہر کے لوگ بدستور لڑتے رہے سلطان چاہا کہ شہر
مین داخل ہوکر شہر والون کو سزا دیوے مگر کسی راستہ سے دخل نہ ملا
آخر اس مقام سے دیوارون کو گرا کر داخل شہر ہوا ملک ایاز نے جب
پھر شہر کو آباد کیا تو فتح کی یادگار کے طور اس جگہ دروازہ قایم کردیا اور
بسبب اسکے کہ چھوٹا دروازہ تھا موری دروازہ نام رکھا کیونکہ موری پنجابی
زبان مین اوس بدرو کو جسمین سے پانی گھر کا نکلتا ہو کہتے ہین **ساتوان**
بھاٹی دروازہ یہ دروازہ بھاٹ کی قوم سے منسوب ہے جو بعد
آبادی ایاز کے اس دروازہ کے اندر یکجا آباد ہوے تھے اور صدہا
سال آباد رہے اسواسطے یہ دروازہ اون کے نام سے موسوم ہوگیا اگرچہ
اوس محلہ مین کوئی بھاٹ قیام پذیر نہین ہم آن فتح شکست واتِ ساقی
نماند کا نقش نمودار ہے مگر نام قوم بھاٹ کا ابتک لیا جاتا ہے کیونکہ
بوقت آبادی انہون نے حاکم سے شرط کرلی تھی کہ ہم اس شہر پناہ کا محلہ اس
موقع پر کرتے ہین کہ دروازہ ہمارے نام سے موسوم ہو چنانچہ حاکم نے منظور
کرکے یہ دروازہ اون کے نام سے موسوم کردیا **قطعہ**

کام کیہ ایسا کہ تیرے بعد بھی ٭ نیکنامونمین تیرا روشن ہو نام
یادگار اپنی کوئی دنیامین چھوڑ ٭ جسنے تکو یاد رکہین خاص و عام
نام قایم ہو قیامت تک تیرا ٭ ذکر جاری ہر جگہہ ہو صبح و شام

یہ دروازہ بھی پرانا ہوگیا تھا صاحبان انگریز نے اسکو اگرا کر انگریزی قطع کا بنوایا ہے **آٹھوان ٹکسالی دروازہ** شہر لاہور کی غربی فصیل مین صرف یہی دروازہ ہے جسکو ٹکسالی کہتے ہین اسلئے کہ شاہان سلف کے عہد مین اس دروازہ کے اندرونی شمالی میدان مین دارالضرب شاہی ایک عالیشان مکان بنا ہوا تھا اور اسی جگہہ ہر ایک کا سکہ سکوک و مضروب ہوتا تھا اس ٹکسال کے سبب سے اسکا نام ٹکسالی دروازہ مشہور ہوا اب اگرچہ انقلاب زمانہ نے اس ٹکسال کی بیخ و بنیاد باقی نہین چھوڑی مگر بقیہ مسجد ٹکسال کا باقی ہے جسکے دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی زمانہ مین یہ کانسی کا رعمدہ مسجد بنی ہوگی **نوان روشنائی دروازہ** یہ دروازہ مسجد بادشاہی اور قلعہ لاہور کے درمیان ہے چونکہ یہ سبب مسجد شاہی اور دروازہ غربی قلعہ لاہور کے آمد و رفت ملازمان شاہی اس دروازہ کے اندرونی میدان اور باہر روزمرہ پادشاہی حکم سے روشنی ہوا کرتی تھی اس سبب سے یہ دروازہ روشنائی دروازہ کہلاتا تھا اور اب تک اسی نام سے موسوم ہے یہ دروازہ اصل مین قلعہ کا دروازہ ہے مگر بسبب اسکے کہ قلعہ کی غربی دیوار کے باہر اور فصیل شہر کی دیوار کے اندر ہے شہر کا دروازہ گنا جاتا ہے **دسوان مستی دروازہ** یہ دروازہ بھی ایک شاہی ملازم کے نام سے مشہور ہے جسکا نام مستی بلوچ تہا اور حفاظت اسکی بادشاہ کے حکم سے اوسکے سپرد تھی اور

اور مدت العمر اسی خدمت پر مامور رہے اوسکی قدامت اونکو خدمتی کا یہ نتیجہ ہوا کہ
اُن نام سے یہ دروازہ اُنکے نام سے ہمنام کیا گیا تاکہ اُسکا نام تا قیام دروازہ
زندہ رہے یہ پُرانا دروازہ اب بحکم حکام انگریز گرایا گیا اور مختصر پہاٹک اوسکی
جگہ بنایا گیا ہے **گیارھوان کشمیری دروازہ** یہ دروازہ
کشمیر لوین کے نام سے منسوب ہے اِسلئے کہ رُخ اِس دروازہ کا کشمیر کی
سمت ہے جیسے کہ دہلی دروازہ دہلی کے سمت ہونے کے سبب سے
دہلی دروازہ کہلاتا ہے یا یہہ سبب ہوگا کہ بوقت آبادی شہر کے جسطرح کہ
بہاٹی دروازے کے پاس بہاٹ قیام پذیر ہوئے تہے اِس جگہ کشمیر لوین کو
آباد کیا گیا ہوگا یہ دروازہ بھی نہایت بوسیدہ اور خستہ حال تہا سرکار
انگریزی نے انگریزی وضع اور دروازہ بہاٹی کی قطع پر اب نیا بنوایا ہے **بارہوان**
خضری دروازہ وجہ تسمیہ اِس دروازہ کا یہ ہے کہ زمانہ سلف مین
دریائے راوی شہر کے بہت نزدیک بہتا تہا خصوصاً اِس دروازہ کے نیچے لگے
کشتی پڑتی تہی چونکہ خواجہ خضر کو دریاؤن کے ساتھ کمال نسبت ہے اور میر البحار
اون کا خطاب ہے بسبب قرب دریا کے اِس دروازہ کا نام خضری
دروازہ رکہا گیا مگر اب لوگ اسکو شیران والہ دروازہ کہتے ہین
باعث یہ ہے کہ مہاراجہ رنجیت سنگہ کے وقت ہمیشہ دو شیرون کے پنجرے
اِس دروازہ کے اندر رکہے رہتے تہے اور خبرگیری شیرون کی محافظان
دروازہ کے متعلق تہی انگریزی عہد مین وہ پنجرے اُٹھوائے گئے مگر
دروازے کا نام شیران والہ دروازہ بحال رہا **تیرہوان ذکی**
دروازہ المعروف ذکی دروازہ یہ دروازہ پیر ذکی شہید کے نام
سے مشہور ہے جنکے سر کی قبر مین دروازے کے اندر ہے اور

جسم بے سر کے قبر شہر کے اندر ایک طویلہ مین جو اس دروازے کے پاس ہے واقع ہے دونو جگہ قبرین بنی ہین اور اعتقادمند لوگ آکر فاتحہ کہتے ہین یہ بزرگ مغلیہ محاصری کے وقت اِس دروازے کا محافظ تھا جب شہر فتح ہوا اور رجایا قتل ہوئی تو اسنے بکمالِ دلاوری دشمنون کا مقابلہ کیا اور دروازے کے اندر شہید ہوا مشہور یون ہے کہ بیرونی کا سر گردن سے جدا ہوگیا تو جسم بے سر اُس مقام تک دشمنون سے لڑتا چلا گیا جہان اب جسم بے سر کی قبر شہر کے اندر ہے اور دونون قبرین اب زیارتگاہ خاص و عام ہین یہ دروازہ بھی بسبب کہنہ اور بوسیدہ ہوجانے کے اب گرا دیا گیا ہے عنقریب دوبارہ تعمیر ہوگا + مہاراجہ رنجیت سنگہ کے وقت بنظر استحکام فصیل و شہرپناہ لاہور کی ہمیشہ مرمت دیوار فصیل و دروازون کی جاری رہتی تھی اور چارون طرف شہر کے پختہ خندق نہایت گہرائی بنوائی گئی تھی اور ہر ایک دروازے کے لگے خندق پر پختہ پل بنوا کہ دوسرا پختہ دروازہ تعمیر کیا گیا تھا دوہرے دوہرے دروازون اور خندق اور دہول کوٹ و پختہ دمدمون سے اسقدر استحکام شہر کو حاصل تھا کہ غنیم کبھی شہر پر متصرف نہین ہوسکتا تھا جب انگریزی امن کا وقت آیا تو دوہرے دروازے گرا دئے گئے خندق کی اینٹین نکلوا کر مٹی سے بہرائی گئی اور اسی زمین پر باغیچے لگا دئے گئے نہر جاری کی گئی جس سے اب شہر کا نواح باغ بہشت بنگیا ہے + ملک ایاز کی آبادی کے بعد بھی یہ شہر کبھی ترقی اور کبھی تنزل کی حالت مین رہا اِسکی آبادی کی بڑی ترقی اچھہد سلطنت اکبری و جہانگیری و شاہجہانی و عالمگیری ہوئی اور بڑے بڑے محلے بیرون حصارِ قدیم آباد ہوگئے عالمگیر کی سلطنت کے بعد اس کے

تنزل کا زمانہ شروع ہوا ضعف سلطنت و بادشاہ گردی نے وہ آفتین برپا کین کہ سکھون نے لوٹ کر اسکو برباد کر دیا مہاراجہ رنجیت سنگہ کے وقت اگرچہ بیرونی ویران شدہ محلون مین سے کوئی آباد نہوا مگر حصار کے اندرونی شہر کی آبادی اچھی طرح سے ہوگئی تھی بڑے بڑے صدمے قتل و غارت و تاراج کے جو مختلف زمانون مین اُسپر آتے رہے اُنکا بیان جس قدر دریافت ہوا ہے اس موقع پر درج کیا جاتا ہے ٭

پہلا صدمہ جو شہر لاہور پر آیا

اسلامیہ سلطنت کے آغاز مین پہلا صدمہ شہر لاہور پر سلطان محمود غزنوی کی یورش مین پہنچا یہ حملہ اُس نے راجہ جیپال بن اننگپال بن جیپال برہمن والی لاہور پر ۱۳ھ ہجری مین کیا باعث رنجیدگی کا یہ ہوا کہ جب راجہ قنوج محمود کے چابرانہ حملون سے تنگ آگیا تو اطاعت منظور کرلی اور مطیع الاسلام رہنے کا اقرار نامہ لکھہ دیا اس بات سے سب ہند کے راجا خصوصاً راجہ کالنجر اُس سے ناراض ہوگئے اور الزام لگایا کہ اُس نے مسلمانون کی اطاعت کیون ٹھان لی جب محمود نے ہند کو چھوڑا اور راجہ قنوج تنہا رہگیا تو راجہ کالنجر اور راجون کی فوج کے ساتھ قنوج پر چڑھ آیا راجہ قنوج نے شتر سوار تیز رفتار غزنی بھیجا اور بادشاہ کو اپنی حمایت پر بلایا بادشاہ بھی بلوچ یلغر آیا مگر اُسکے ہند مین داخل ہوتے تک راجہ قنوج جنگ مین مارا جاچکا تھا یہ بات سنکر محمود کمال غضب مین آیا اور راجہ کالنجر کے علاقہ مین داخل ہوکر بہت سے گاؤن لوٹے بستیان اُجاڑین اور ارادہ تھا کہ راجہ کی ریاست گاہ مین

پہنچکر اُسکو سخت سزا دیوے مگر راہ میں غزنی سے قاصد آیا اور کوئی ایسی خبر لایا کہ بادشاہ واپس جانا عین مصلحت سمجھا اور اُس مہم کو ناتمام چھوڑکر واپس ہوا جب لاہور پہنچا تو بسبب اسکے کہ راجہ جیپال بھی محمود کے خراج گذاروں میں تھا اور اُس نے محمود کے برخلاف راجہ کالنجر کی امداد کو فوج بھیجدی تھی راجہ سے جواب طلب کیا راجہ کو یقین ہو گیا کہ سلطان اب راجہ کالنجر کا غصہ مجھپر نکالیگا مارے بغیر چھوڑنیگا لڑکر مرنا چاہیئے۔ چنانچہ مع فوج بارادۂ جنگ میدان میں آگیا محمود کی فوج نے دو ایک حملوں میں راجہ کی فوج کو بھگا دیا اور راجہ شکست کھاکر شہر میں گھس گیا۔ چندروز دیواروں کی پشت سے راجہ لڑتا رہا آخر پوشیدہ پوشیدہ بھاگ گیا اُسکے بھاگ جانے کے بعد سلطان نے چاہا کہ شہر میں داخل ہو مگر رعیت غارت کے خوف سے ممانعت پیش آئی اور چاہا کہ بلا عہد و پیمان امن و امان کے بادشاہ شہر میں آئے بادشاہ کہ فتح کی شراب کے نشہ میں تھا رعایا کے عذرات کب سنتا تھا کوئی عذر نہ سُنا اور حکم دیا کہ فوج داخل شہر ہو شہر والوں نے دروازے بند کر لئے اور لڑائی دوبارہ ہونے لگی چندروز کے بعد شہر والوں نے ناچار ہوکر دروازہ کھولدیا اور سلطان کے حکم سے غارت شروع ہوئی مال لوٹ لیا گھر جلا دئے ہزاروں آدمی قتل کرڈالے باقیماندہ بھاگ گئے اور وہ نازنین شہر دور دہیکھنڈ بنگیا محمود تو اس کام سے فارغ ہوکر غزنین چلا گیا اور یہ شہر چند سال تک ویران پڑا رہا۔ من بعد جب ملک ایاز بادشاہ کے حکم سے پنجاب کا حاکم بنا تو اُس نے اس شہر کی آبادی پر توجہ کی اور فرمان اجازت سلطان سے حاصل کیا اور اس سرگرمی سے شہر بسایا کہ چندسال میں وہ ویرانہ علما و فضلا کا معدن بنگیا اور مخدوم شیخ علی گنج بخش ہجویری

جیسے عالم فاضل ولی لوگ غزنی و غور وغیرہ ملکوں سے آکر اسمین قیام پذیر ہوئے

دوسرا صدمہ

دوسرا صدمہ شہر لاہور پر خسرو ملک کے عہد مین آیا یہ بادشاہ خاندان شاہانِ غزنی سے آخری بادشاہ گنا جاتا ہے غوریوں نے جب اس خاندان کو غزنی سے بیدخل کر دیا تو خسرو شاہ خسرو ملک کے باپ نے پنجاب مین اپنی حکومت قایم کر لی وہ مر گیا تو خسرو ملک لاہور کے تخت پر بیٹھا اور پنجاب سے تھانیسر تک اُسکی حکومت قایم ہوگئی سلطان شہاب الدین غوری نے بہت دفعہ غزنی سے اسپر لشکر کشی کی اور یہ اپنی جوانمردی وکمال کوشش سے اپنا ملک اُسکے پنجہ سے بچاتا رہا آخری حملہ مین شہر کے محاصرے تک نوبت پہنچگئی اور خسرو ملک محصور ہوکر لڑتا رہا جب ناچار ہوگیا تو اطاعت منظور کی اور سلطان کے پاس حاضر ہوگیا سلطان نے اُسکو قید کر لیا اور فوج غوریہ نے شہر مین داخل ہوکر غارت شروع کی تمام دن شہر لٹتا رہا صدہا بندگان خدا قتل ہوگئے شام کو امان کی منادی ہوئی اُس روز سلاطین غوریہ کی سلطنت کا ہند مین آغاز ہوا اور غزنویہ حکومت باختتام پہنچی +

تیسرا صدمہ

تاج الدین یلدوز بادشاہ کیچ مکران وسندہ وملتان کے ہاتھ سے شہر لاہور پر آیا مجمل تذکرہ اسکا یہ ہے کہ جب سلطان شہاب الدین غوری نے دہلی وغیرہ علاقجات ہند کو فتح کر کے دہلی کا تخت سلطان قطب الدین ایبک اپنے غلام کے سپرد کر دیا تو تاج الدین یلدوز دوسرے غلام کو حکومت کیچ ومکران

وسوران وسندہ کی وسیع سلطنت حوالے کردی چونکہ تاج الدین یلدوز امیدوار تھا کہ دہلی کی بادشاہت مجھکو ملیگی یہ امر اُسکو ناگوار گزرا اور شہاب الدین کے مرنے کے بعد اُس نے پہلے غزنی پر یورش کی اور قبضہ کیا پھر پنجاب کو آیا اور چاہا کہ ہند کا تخت سلطان قطب الدین سے لے لے جب لاہور پہنچا حاکم لاہور بمقابلہ پیش آیا اور شکست کھاکر دہلی بھاگ گیا تاج الدین نے بکمال بیرحمی شہر مین داخل ہوکر غارت شروع کی مگر کچھہ نہ پایا کیونکہ رعایا نے اسکی غارت کے خوف سے پہلے ہی اپنا اپنا مال شہر سے منتقل کردیا تھا۔ پھر وہ آگے کو بڑھا اسنہ مین سلطان قطب الدین ایبک ایک خونخوار لشکر کے ساتھہ دہلی سے آکر اُسکے مقابل ہوا بعد ایک سخت لڑائی کے تاج الدین نے شکست کھائی اور غزنی کو بھاگ گیا قطب الدین نے اُسکا تعاقب غزنین تک کیا اور وہ غزنین سے کِرمان کو چلا گیا قطب الدین وہان سے لاہور کو آگیا اور بہت سا روپیہ رعایا کو دیکر خوش کیا اور کثرت داد و دہش سے سلطان لکھہ بخش خطاب لیا اور لاہور ہی کے مقام پر گیند کھیلتے ہوئے گھوڑے سے گرکر مرگیا۔ اُسکے مرنے کے بعد جب سلطان شمس الدین التمش دہلی کے تخت پر بیٹھا تو تاج الدین کو پھر ہوس دہلی کے تخت حاصل کرنے کی دامنگیر ہوئی اور کرمان سے آکر پہلے ملتان لے لیا پھر لاہور آکر شہر کو لوٹا چونکہ اسوقت شمس الدین التمش دکھن کی مہم مین مصروف تھا کوئی اُسکا مزاحم و مانع نہوا اور اُس نے دل کھولکر پنجاب کو غارت کیا اور ستلج سے اُترکر بارادہ فتح دہلی سرہند مین قیام کیا اُدھر سے سلطان شمس الدین بیشمار جرار فوج لیکر آپہنچا اور آپس مین سخت جنگ ہوئی تاج الدین شکست کھاکر ملتان کو بھاگ گیا نظام الملک ابوسعید وزیر نے

ملتان تک اُسکا تعاقب کیا تو وہ سکھر مین جاکر قلعہ مین بیٹھ گیا وزیر نے سکھر
پہنچکر قلعہ کا محاصرہ کر لیا آمد و رفت بند کردی چند ماہ محاصرہ رہا جس سے
تاج الدین محصور نہایت تنگ ہوا اور کشتی پر سوار ہوکر چاہا کہ بھاگ جاے
ملاحون سے ساتھ وزیر کی سازش تھی اُنھون نے کشتی گرداب مین ڈالدی خود
دریا مین کود پڑے گرداب مین پڑکر کشتی غرق ہوگئی اور تاج الدین مع اپنے
ہمراہیون کے دریا مین ڈوب گیا +

چوتھا صدمہ

یہ صدمہ سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کے وقت ظہور مین آیا مجمل
کیفیت اُسکی یہ ہے کہ اس سلطان کے وقت مغلیہ لشکر تیمور نام ایک میر کے
ماتحت چغتائی خان حاکم ماوراء النہر کے حکم سے پنجاب مین آیا اُسوقت پنجاب
مین قحط پڑا ہوا تھا تسپر دشمن کی غارت وتاراج نے تمام خطہ کو برباد کردیا ہزارون
گاؤن اور قصبے ویران ہوگئے شہر لاہور بھی اُسوقت بے چراغ تھا اور لوگ
سب جان لے خوف سے شہر چھوڑ کر بھاگ گئے تھے چونکہ سلطان شمس الدین
التمش اُسوقت گجرات کی مہم پر تھا پنجاب کی امداد وہ کچھ نکر سکا اور دشمن
نے بدلجمعی ملک کو لوٹا آخر جب شاہ نے گجرات سے فراغت پائی پنجاب کی
سمت توجہ فرمائی اور نہایت غضب وغصہ کی حالت مین لشکر جرار و فوج
خونخوار کے ساتھ دریاے ستلج پر آپہنچا اور ایسی سرگرمی کے ساتھ دشمن
سے لڑا کہ تاتاری فوج بھاگ نکلی ہزارون بہادر میدان مین کام آئے تیمور فوج
کا افسر پکڑا گیا چند ماہ مقید رہا آخر مسلمان ہوکر قید سے رہائی پائی اور
بادشاہی امراؤن کے سلک مین منسلک ہوا اس جنگ کے اختتام کے

بعد سلطان نے پنجاب کی بستیون کو جو محض غیر آباد و بے چراغ ہو گئی تھین پھر آباد کیا لاہور کی جمعیت بھی پھر بلا کر بسائی تاتاریون کی لوٹ کا مال جسقدر ملا تھا پنجاب کی غریب رعایا پر تقسیم کر دیا اور بڑی فوج سرحد پر مامور کی اور وہ انتظام کیا کہ اُسکی زندگی تک پھر کوئی دشمن ممالک مغربی سے ہند پر حملہ آور نہوا +

پانچوان صدمہ

سلطان محمد تغلق کے وقت اس شہر پر آیا اور بیشمار تاتاری فوج غرب کی طرف سے آکر پنجاب مین داخل ہوئے دیپالپور و لاہور دونو شہر غارت ہوئے پنجاب کے حکام نے بہت کوشش کی اور چاہا کہ دشمن پنجاب سے نکلجائے مگر نہ نکل سکا آخر سب بھاگ کر دہلی کو چلے گئے اور تاتاریون نے نہایت اطمینان سے ملک کو لوٹا اور بارادہ تسخیر دہلی ستلج سے اُترے شاہ دہلی کے پاس اگرچہ فوج بہت تھی مگر کچھ نکر سکا اور بہت سا روپیہ حسب مصلحت وقت غنیم کو دیکر پیچھا چھڑایا اور دشمن سالم و غانم اپنے ملک کو لوٹ گیا جب تاتاری لشکر پنجاب سے نکل گیا بادشاہ پنجاب مین آیا رعایا کی آبادی مین بہت کوشش کی اور بہرام نام حاکم ملتان کو اس جرم مین گردن مارا کہ تاتاری لشکر اُسکے اشارے سے پنجاب مین آیا تھا +

چھٹا صدمہ

لاہور پر بعہد سلطنت فیروز شاہ باربک تغلق کے ظہور مین آیا یہ صدمہ بھی تاتاری مغلیہ لشکر کے حملے کے سبب وقوع مین آیا جو حسب العادت

وہ غارت و تاراج کے لئے پنجاب مین آ موجود ہوا تھا بادشاہ اسوقت قلعہ
سری نگر کانگڑے کے محاصرے مین مصروف تھا پہلے اُس نے قلعہ فتح کیا
پھر پنجاب مین آیا اور ایک خونخوار جنگ کے بعد تاتاری لشکر کو پنجاب سے
نکالا اس مخمصہ مین لاہور کی رعایا کا نقصان بہت ہوا ۔

ساتوان صدمہ

سلطان محمد شاہ بن فیروز شاہ باربک کے عہد مین مسمی سیکھا قوم گھکڑ مفسد
کے مفسدہ کے سبب سے ظہور مین آیا یہ شخص بڑا مفسد اور بہادر دل چلا
آدمی تھا اس نے ہزارہ کے متعلقہ علاقہ سے بڑے اجتماع کے ساتھ داخل
پنجاب ہو کر شاہی اہلکار ملک سے نکالدیئے ہزارون بستیان اُجاڑ دین لاہور
کو بھی لوٹا محمد شاہ بادشاہ نے یہ حال سنکر شاہزادہ ہمایون اپنے بیٹے
کو ایک برجستہ فوج کے ساتھ پنجاب کو مامور کیا ابھی شاہزادہ پنجاب مین
داخل نہین ہوا تھا کہ بادشاہ مر گیا اور سلطان محمود شاہ ۷۹۶ھ مین تخت
نشین ہوا اُس نے اور فوج سیکھا گھکڑ کی سرکوبی کو بھیجی اور آپسمین سخت لڑائی
ہوئی اور سیکھا شکست کھا کر جمون کو بھاگ گیا انہین ایام مین شہزادہ
پیر محمد بن امیر تیمور نے ملتان لے لیا اور خود امیر تیمور پنجاب کے دامن کوہ
سے گزر کر دہلی پر دخیل ہو گیا ایسے وقت مین کہ دہلی کی بادشاہت مین کمال
ہرج واقعہ ہو گیا تھا سیکھا گھکڑ پھر کوہ جمون سے اُتر کر لاہور آپہنچا اور
دخیل ہو کر حکومت کرنے لگا جب امیر تیمور دہلی سے واپس آیا اور کوہ
جمون پر مقیم ہو کر سلطان سکندر بت شکن بادشاہ کشمیر کو خلعت دیا تو رعایا
پنجاب نے سیکھا کے قتل و تاراج کا استغاثہ امیر کے حضور مین کیا امیر

یہ حال سنکر کمال غضب میں آیا اور دس ہزار فوج جرار سیکھا کی سرکوبی کے لئے روانہ کی وہ فوج لاہور آپہنچی چونکہ لاہور کی رعایا سیکھا کے ظلم و تعدی سے بیجان تنگ تھی سب امیری فوج کی امداد کو مستعد ہو گئی اور سیکھا لڑائی میں مارا گیا ۔

آٹھواں صدمہ

یہ صدمہ سلطان مبارک شاہ بن خضر خان کے عہد میں شہر لاہور پر گزرا جو ہر ایک صدمہ سے بڑا تھا کیا جاتا ہے تشریح اس واقعہ ہایلہ کی یہ ہے کہ جب امیر تیمور صاحبقران گورگان بعد قتل سیکھا گھکڑ کے ہندسے واپس گیا اور ہند کی سلطنت بطور نیابت خضر خان کے حوالے کی تو خضر خان کی زندگی تک گھکڑوں کو پھر جرات نہ ہوئی مگر جب ۸۲۴ ہجری میں خضر خان مرگیا اور مبارک شاہ دہلی کے تخت پر بیٹھا ملک میں جا بجا فتنہ فساد پیدا ہوئے تو جسرت سیکھا گھکڑ کے بھائی نے بھی پنجاب میں غدر مچایا کیا اور بہت سی فوج لیکر لاہور پر حملہ آور ہوا اس دشمنی سے کہ شہر والوں نے اسکے بھائی سیکھا کو امیر تیمور کی فوج کے ہاتھ سے قتل کرا دیا تھا بکمال غضب و غصہ شہر کا محاصرہ نہایت سختی کے ساتھ کیا بادشاہی ناظم نے لڑائی میں شکست کھائی اور بھاگ گیا مگر شہر والے لڑتے رہے دو ماہ کے بعد شہر فتح ہوا اور قتل و غارت شروع کی ہزاروں لوگ مارے گئے محلہ محلہ کشتوں کے پشتے لگ گئے بڑی بڑی عمارتیں جلائی اور گرائی گئیں شہر ویران ہو گیا یہ شور و شر سنکر بادشاہ نے سلطان شاہ لودی حاکم سرہند کو نہایت تاکیدی حکم بھیجا کہ اپنی فوج لیجا کر جسرت کو پنجاب سے نکالدے مگر

پیغام بھیجا سکھون نے جواب دیا کہ اگر کریم داد خان پچاس ہزار روپیہ نقد خالصجی کو کڑاہ پرشاد کے واسطے دیدیوے تو خالصہ جی نذرانہ لیکر چلدیگا چنانچہ بعد جواب و سوال تیس ہزار روپیہ مقرر ہوا اور سکھ تیس ہزار روپیہ نقد لیکر واپس چلے گئے دو ماہ کے بعد جب احمد شاہ مرہٹون پر کابل فتح پاکر لاہور آیا تو شہر کی ایسی حالت دیکھکر مارے غضب کے آگ ہوگیا اور سکھون کی گرفتاری کو چارون طرف فوج بھیجی مگر کوئی نظر نہ آیا سب جنگلون مین روپوش ہوگئے آخر وہ غصہ کریم داد خان پر نکالا کہ اس نے کیون تیس ہزار روپیہ سکھون کو دیا اور اُسکو قید کرکے کابل کو بھیدیا اور خواجہ عبید خان ایک شاہی امیر کو لاہور کی حکومت دیکر کابل کو چلا گیا +

تیرھوان صدمہ

خواجہ عبید خان کی تقرری کے بعد جب بادشاہ کابل کو گیا تو سکھی فوجین پھر جا بجا پھرنے لگین چونکہ صوبہ لاہور کے پاس فوج بہت کم تھی اس باب مین اس نے بادشاہ کی خدمت مین درخواست کی اور بادشاہ نے کابل سے ایک امیر نورالدین خان نام جنگی فوج کے ساتھ لاہور کو روانہ کیا جب وہ سردار چناب سے اُترا چڑت سنگھ سکرچکیہ سکھون کی بڑے اجتماع کے ساتھ اُسکے مقابل ہوا جب یہ خبر لاہور پہنچی خواجہ عبید خان اپنی فوج کے ساتھ نورالدین خان کی امداد کو گیا اور جنگ مین شکست کھائی نورالدین خان تو بھاگ کر جمون چلا گیا اور خواجہ عبید خان میدان مین کام آیا اُسکے مارے جانے کے بعد کابلی مل نائب صوبہ نے صوبے کا کام اپنے ہاتھ مین لیا اُسکے

وقت پھر سکھون کی فوجون نے آکر لاہور کو گھیر لیا اور کابلی مل کو کہلا
بھیجا کہ قصابان گاؤکُش کو جسقدر لاہور مین ہین ہمکو دیدو یا قتل کردو
ورنہ ہم شہر کو لوٹ لینگے کابلی مل اس مین متامل ہوا آخر جب سکھہ
دہلی دروازے کو توڑ کر شہر مین داخل ہوئے اور شہر لُوٹنے لگا تو کابلی مل
نے سکھون کا کہنا مانا اور چند قصابون کے ناک کان کاٹ کر شہر سے
نکال دیا اور بڑی رقم نذرانہ کی دیکر سکھون کو شہر سے نکالا ایسی
ایسی خبرین سنکر احمد شاہ پھر غضب مین بھرا ہوا آیا اُسکے آتے ہی
سکہ جنگلون مین ایسے نکل گئے کہ گویا سکہ پنجاب مین کبھی نہ تھے چارون
طرف فوجین مامور ہوئین اور افغانون نے اُنکے مسکن و مکان ڈھونڈکر
سراغ لگائے مگر کوئی سکہ دستیاب نہوا پندرہ روز بادشاہ شہر مین رہا
آخر واپس چلدیا کابلی مل بھی بادشاہ کے ہمراہ چناب تک گیا بادشاہ
کے شہر سے قدم باہر رکھتے ہی سکھہ آموجود ہوئے اور شورش برپا ہوئی کہ
کابلی مل کو پھر لاہور آنا مشکل ہوگیا اور نہ آسکا اُسکے پیچھے مسمیان
لہنا سنگھ و گوجر سنگھ و سوبھا سنگھ تین سکہ سردار لاہور پر چڑہ آئے
شہر والون نے بعد لینے قول و قسم اس بات کے کہ شہر لوٹا نہین جائیگا
بلکہ رعایا کی حفاظت ہوگی شہر کا دروازہ کھولدیا سکھون نے شہر
مین جاتے ہی غارت شروع کی جبتک تھک نہ گئے باز نہ آئے شہر کو لوٹکر
تینون نے شہر کے تین حصے کرلئے اور اپنے اپنے حصے مین حاکم بن بیٹھے
مدت مدید تک یہ انتظام رہا اور لاہور کی رعایا انکی ظالمانہ حکومت کی
بلا مین مبتلا رہی اُنکے وقت اندرونی شہر بھی ایک حصہ آباد تھا اور
دو حصے ویران باہر کی آبادیان تو جلکر خاکستر ہوچکی تھین آخر جب

مہاراجہ رنجیت سنگہ کا زمانہ آیا تو گویا شہر کے بخت جاگے اور آبادی ہونے لگی رفتہ رفتہ اندرونی شہر سب آباد ہو گیا بڑی بڑی حویلیاں امرائے عظام کی تعمیر ہوئین مہاراجہ رنجیت سنگہ نے بھی اسکی آبادی مین بہت کوشش کی دوہرے دروازے بنوائے خندق کھدوائی دھول کوٹ تعمیر کیا فصیل کی مرمت کی غیر آباد محلون کی آبادی کا حکم دیا مہاراجہ کی وفات تک یہ شہر روز بروز آباد ہوتا گیا۔ مگر اسکے مرنے کے بعد البتہ خفیف صدمے خود سکھی فوج کے ہاتھ شہر کو پہنچے ایک تو اُس روز جس روز مہاراجہ شیر سنگہ بخلاف رانی چند کنور و سرداران سندہانوالیہ بارادہ مسند نشینی لاہور آیا اور شام کے بعد دہلی دروازے سے معہ فوج داخل شہر ہوا تو سکھون نے دہلی دروازے سے قلعہ دو طرفہ بازار لوٹ لیا چہتہ بازار مین جہان جو تیان بکتی ہین آگ لگادی اور آٹھ روز تک سکھون نے منشیون کو لوٹا اس عداوت سے کہ یہ منشی دفتر مین نوکر ہوکر ہماری تنخواہ مین سے کاٹ قصور کرنے مین ایسے اچھے عزت دار منشی ملازمان دفتر ملکی و فوجی لُٹ گئی بلکہ بہت سے مولوی ملان اس جرم مین غارت ہوئے کہ یہ لوگ منشیون کو پڑہاتے ہین سکہان فوج کوچہ کوچہ منشیون اور مولویون کے گھرون کو تلاش کرکے لوٹتے رہے دوسرا صدمہ مہاراجہ شیر سنگہ کے قتل کے وقت ظہور مین آیا اور سکھون کی فوج جب راجہ ہیرا سنگہ کے ساتھ قلعہ کے محاصرے کے لئے داخل شہر ہوئے تو وہ بھی قلعہ تک بازارون کو لوٹتے گئے رعایا نے کوچہ بندیان بند کرلین جس سے شہر پر حسب دلخواہ ہاتھ فوج کا نہ پڑا۔ جب قلعہ فتح ہوا اور سرداران سندہانوالیہ مارے گئے اور فوج قلعہ

مین داخل ہوئے تو اپنے مالک کے خزانہ پر ہاتھ صفا کیے لاکھوں روپیہ کا پشمینہ و جواہرات و ظروف نقرئی و طلائی و نقد و جنس توشہ خانہ توڑ کر لوٹا پھر جسرو وزیر راجہ ہیرا سنگھ لاہور سے جموں خلاف مرضی فوج کے بھاگا اور سکھوں نے تعاقب کرکے اُسکو قتل کیا تو جسقدر جواہرات بیش قیمت و اشرفی وغیرہ مال جو ہاتھیوں پر لاد کر ہیرا سنگھ جموں لیچلا تھا سب سکھوں نے لوٹا ❊

صورت موجودہ شہر لاہور

مہاراجہ رنجیت سنگھ کی چہل سالہ مدت عملداری مین یہ شہر لاہور بخوبی آباد ہو چکا تھا بیرونی کھنڈرات کی اکثر زمینوں مین امراے دربار مہاراجہ نے بڑے بڑے باغ بنوا لیئے تھے تو بھی بہت سی زمین ناہموار و خراب پڑی ہوئی تھی جہان پہلے بیرونی آبادیان آباد تھیں اور خشت فروشان شہر نے اُنکی دیواروں کی بنیادوں کی اینٹیں نکال کر مغاک بدستور چھوڑ دیئے تھے۔ ہرچند چالیس سال تک بیرونی آبادیوں کی بنیادین سکھی عہد مین کھودی گئیں اور بیس برس تک انگریزی عہد مین کھدتی رہین مگر اینٹیں ختم نہ ہوئین آخر صاحبان انگریز نے بڑے بڑے مغاک بند کرا کر حکم دیدیا کہ کوئی شخص زمین سے اینٹ نہ نکالے کشمیر کے ملک سے جو آفت زدہ کشمیری آئے وہ لاہور مین آکر اینٹوں کے کھودنے اور بیچنے مین مشغول ہو کے لکھ پتی بن گئے اکثر اینٹین کھودنے کے وقت اُنکو دفینے بھی حاصل ہوتے رہے انگریزی عہد مین بھی شہر دارالحکومت پنجاب کا قرار پایا بلکہ دہلی اس صوبہ کے ماتحت ہو گئی بعد انقراض سلطنت سکھی کے جب صاحبان انگریز پنجاب کے مالک ہوئے تو سب سے

پہلے چھاونی فوج کی انارکلی کے مقام پر مقرر ہوئی بہت سی پختہ بارگین اور کوٹھیاں تعمیر ہوکر فوج کو رکھا گیا اور ایک پختہ بازار صدر بازار انارکلی کے نام سے موسوم ہوکر آباد ہوا یہ بازار طول مین لہاری دروازے سے لیکر دنتورہ صاحب کے پرانے بازار تک قریب ایک میل کے ہوگا شرق وغرب دونو طرف بازار کے باموقع دوکانین اور انکے اوپر نشستگاہین تعمیر ہوئین بڑی بڑی بارگین اور کوٹھیان بنائی گئین بہت سے محلے بازار کے دوطرفہ آباد ہوئے سرکاری مکانات عجائب گاہ وغیرہ اسی بازار کے اندر بنوائے گئے اس بازار کی آبادی ابتدا سے آجتک بڑھتی چلی جاتی ہے گویا شہر کے باہر دوسرا شہر آباد ہوگیا ہے بڑے سوداگرون کی کوٹھیان اور تاجرون کی دوکانین اس مین کھلی رہتی ہین لاکھون روپے کا بیوپار ہوتا ہے باوجودیکہ فوج کی چھاونی اس جگہ سے اٹھا لیگئی ہے تو بھی شہر کے قریب کے سبب سے اس بازار کی آبادی روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔ **دوسری** آبادی چھاونی میانمیر کی انگریزی عہد مین ظہور مین آئی اسلئے کہ انارکلی کا میدان سرکاری فوج کے قیام کے لئے کتفی نتھا بنظر وسعت زمین کے میانمیر کے میدان مین چھاونی کی بنا ڈالی گئی اس موقع پر بھی ایک عالیشان بازار تعمیر ہوا ہے جسکو صدر بازار میانمیر کہتے ہین اور فوج کے رہنے کے لئے بڑی بڑی عالیشان بارگین بنائی گئین لاکھون روپے کی لاگت کی بیشمار کوٹھیان صاحبان عالیشان کے قیام کے لئے تجویز ہوئین چند سال مین اسکی خوبی اس ترقی پر آئی کہ وہ تمام خطہ غیرت خلد برین ہوگیا میانمیر کی چھاونی کی آبادی کوسون مین پھیلی ہوئی ہے اور افسران فوج کی منقطع کوٹھیان اور حکام کے

بنگلے ایسے عمدہ بنے ہوئے ہین کہ دیکھکر انسان کا دل خوش ہوجاتا ہے -
اسکے علاوہ انارکلی سے چلکر میانمیر کی چھاونی کی انتہا تک اور موضع مزنگ
وگڈھی شاہو وقلعہ گوجر سنگھ کے چارون طرف اتنی کوٹھیان اور باغیچے
تعمیر ہوئے ہین جو شمار کے اندازے سے باہر ہین اور آبادی حال کی
سابق آبادیون سے دوچند بڑھ گئی ہے شہر کے باہر کوسون تک
آبادی نظر آتی ہے شہر لاہور کی زیادہ ترقی کا باعث فی زماننا محکمہ ریل
ہے اور صاحبان ریل کی بیشمار کوٹھیان اور عالیشان سٹیشن ریلوے
نے آبادی کی زیب وزینت دوچند کردی ہے فی الحقیقت ایسا عالیشان
سٹیشن جیسا لاہور کا ہے کہین نہین بنایا گیا لاہور کے دہلی دروازے
کے باہر ہر دروازے سے زیادہ رونق وآبادی ہے جسکا بانی مبانی
محمد سلطان ٹھیکہ دار مرحوم تھا اُس نے زر کثیر خرچ کرکے ایسی عالیشان
وعمدہ ووسیع سرائے پختہ تعمیر کی جسمین ہزارہا مسافر ملکون کے آئے
ہوئے ہر روز آرام پاتے ہین سرائے کے باہر شمال کی سمت ایک پختہ
جدید بازار جسکو لنڈا بازار کہتے ہین ایسا منقطع آباد کیا جس سے سرائے
کی زینت دوچندان ہوگئی بازار کی دونو سمت پختہ دوکانین بنوائیں
ہر ایک دوکان آگے پختہ وبانڈے تعمیر کئے اس سرائے وبازار کے
ساتھ ملا ہوا اسٹیشن ریلوے ہے دو وقتہ بلکہ ہر وقتہ مسافرون کی
آمدورفت کے سبب اس سرائے وبازار مین ہمیشہ رونق رہتی
ہے خرید فروخت کا بازار گرم رہتا ہے + **شاہ عالمی** دروازے کے
باہر دیوان رتن چند کی سرائے اور تالاب نہایت عمدہ موقع پر بنا ہے
جہان ہر ایک قسم کے اناج اور گھی اور تیل کی منڈی وہان لگتی ہے اور

دور دور کے سوداگر و بیوپاری وہان آکر قیام کرتے اور مال بیچتے ہین تالاب ہر وقت پر آب رہتا ہے شہر سے غسل کرنے کے لئے ہزارون زن و مرد وہان آتے ہین - بھاٹی دروازے کے باہر ایک عالیشان سرائے اور عمدہ کوٹھی رائے میلارام ٹھیکہ دار نے بنوائی ہی جو نہایت منقطع و عالیشان عمارت ہے کوٹھی مین تو میلارام خود رہتا ہے اور سرائے مین لکڑی وغیرہ سامان پڑا رہتا ہے مسافرون کی آمدورفت بسبب اسکے کہ وہ سرائے سٹیشن ریلوے سے بہت دور اور شہر کے جنوب غربی گوشہ پر ہے اُس مین نہین ہے سکھون کے وقت شہر لاہور نہایت گندہ تھا ہر ایک کوچہ و محلون کے بازارون مین کوڑیون اور میلے کے انبار پڑے رہتے تھے سینکڑون مُردہ جانورون کی لاشین گلتی اور سڑتی رہتی تھین بازار کی نالیان بیچ مین تھین جس سے کیچڑ بہت رہتی تھی بازارون اور کوچون کی صفائی کبھی نہین ہوتی تھی نہ کوئی محکمہ صفائی مقرر تھا اور نہ بدروئین صاف کی جاتی تھین تمام سال کی گندیلا بارش کا پانی بہا کر لیجاتا تھا چونکہ بازارون مین گھوڑے ہاتھی امراؤ کی سواریون کے بکثرت چلتے تھے اُنکے سُم جب موریون مین پڑتے تھے اتنی چھینٹین اُڑتی تھین کہ لوگون کے کپڑے رنگین ہوجاتے تھے - انگریزی عہد مین شہر کی غلاظت پاک ہوئی بازارون کی درمیانی موریان موقوف ہوئین ہاہی پشت فرش باندھے گئے بازار کی زمین جو دوکانون کے چبوترون کے نیچے دبے ہوئے تھے چھڑائے گئے چوبی چھپر بنوا لئے گئے کوڑیان اُٹھوائی گئین ہر ایک طرح کی صفائی و درستی عمل مین آئی محکمہ صفائی مقرر ہوا دو وقتہ بازار صاف ہوکر چھڑکاؤ

ہونے لگا یہ درستی شہر کی پہلے پہل سنہ ۱۸۵۰ء مین بعہد نہارن ہل صاحب
اسسٹنٹ کمشنر کے ہوئی پھر سنہ ۱۸۶۰ء مین کوچہ و بازارون کے فرش
دیوان بیجناتھ تحصیلدار کی ماتحت درست کرائے گئے اب بعد اجرائے
نلکہ ہائے پانی کے بازارون کے خشتی فرش اُکھڑوائے گئے ہین اور
سڑکون پر کنکر کوٹوایا گیا ہے موریان بھی دو طرفہ پختہ بنوائی گئی ہین۔
چونکہ ڈاکٹرون کی رائے ہین شہر کے چاہات کا پانی رعایا کے لئے صحت
بخش نہ تھا سرکار فیضمدار کی یہ تجویز ہوئی کہ صحت بخش عمدہ پانی شہر
مین بذریعہ نلکے کے پہنچایا جائے چنانچہ پریڈ کے میدان مین کنوئین
کھدوائے گئے اور ایک عالیشان پختہ تالاب بازار لنڈا منڈی
مین مسقف بنوایا گیا اور شہر کے تمام بازار ایک سمت سے سیدھے
کرکے زمین کے اندر نلکے آہنی دالے گئے۔ جب تمام شہر مین یہ کارروائی
ہو چکی تو تالاب مین پانی چھوڑا گیا مگر بسبب اسکے کہ تالاب کی بنیاد مین
کنکریٹ بہت ہی کم کٹوایا گیا تھا پانی فی الفور بنیادون مین گھس گیا
اور تالاب کی سنگین و مضبوط عمارت ایک گھنٹہ مین پاش پاش
ہوگئی اور زر کثیر جو تالاب کی عمارت پر خرچ ہوا تھا ضایع ہوگیا اُسی
روز سے تالاب کا اجرا موقوف ہوا اور نلکون کے ذریعہ سے شہر
مین پانی آنے لگا اس کارروائی مین شہر کے اکثر مکانات منہدم ہو گئے
کچھ تو برسات کے موسم مین کہ جس جس سڑک پہ زمین کھود کر نلکے گاڑے
گئے تھے وہ زمینین کوٹی نہین گئی تھین پولی زمین مین برسات کا
پانی غرق ہوکر بہت سے مکانات گرے علاوہ اسکے جسقدر آہنی
نلکے زمین کے اندر پھٹ گئے اُن سے پانی نکلکر مکانات کی بنیادون کے اندر

چلا گیا اور مکانات کو گرا دیا اگرچہ نقصان شہر کا بہت سا ہوا مگر سرکار نے براہِ
معدلت معاوضہ ہر ایک نقصان کا رعایا کو پورا پورا دیا پہلے جسقدر زمین لوگونکی
مکانات سے لی گئی تو معاوضہ زمین اور عمارات کا حسبِ دلخواہ رعایا کو دیا گیا جس سے
کوئی ناراض نہوا پھر جسقدر نقصان بسبب غرق ہونے پانی نالہ اور برسات کے
ظہور مین آیا اُس نقصان کا عوض بھی دام دام ادا کیا۔ اب گورنمنٹ سے حکم ہو گیا
ہے کہ تالاب دوبارہ تعمیر ہو اس استحکام کے ساتھ کہ کبھی پانی کا صدمہ اسکو نہ پہنچے
چنانچہ بن رہا ہے اس موقع پر کہ جہان اب تالاب پانی کا خزانہ بنایا گیا ہے سابق
گنجان آبادی شہر لاہور کی تھی سرکار نے بسبب اسکے کہ یہ جگہ تمام شہر کی زمین سے
بلند تھی تالاب کے لئے پسند فرمائی اور مالکان مکانات کو پوری پوری قیمت دیکر
مکانات گروا دیئے اور صاف میدان بناکر تالاب کی عمارت شروع کی ؛

مدارس کا ذکر

سکھون کے عہد مین کوئی سرکاری مدرسہ شہر لاہور مین جاری نہ تھا صرف علما
لوگون کے مدارس جاری تھے بڑا مدرسہ خلیفہ غلام رسول و غلام اللہ کا موران
طوائف کی مسجد مین جاری تھا جسمین ہزارون ہندو مسلمان تعلیم پاتے تھے
اس مدرسہ مین ہر ایک علم فارسی عربی صرف نحو منطق معانی حدیث تفسیر کی
تعلیم ملتی تھی اور صاحب مدرسہ کا ادب تمام پنجاب کے لوگ کرتے تھے دوسرا
مدرسہ مسجد نور ایمان والی مین مولوی جان محمد پڑھاتے تھے یہ مدرسہ علوم
دینی کے پڑھانے مین ضرب المثل تھا اور مولوی جان محمد ایک بزرگ بھر اہد علما مشہور تھے
تیسرا مدرسہ مسجد خراسیان مین چوتھا فقیر عزیز الدین و نور الدین مرحوم کے فقیر خانہ
مین جاری تھا یہ چار مدرسے تو بڑے مشہور تھے ان کے علاوہ اور بھی ملا بان مسجد
ہر ایک مسجد مین لڑکون کو پڑھاتے تھے مسلمانون کی تعلیم مین سب سے اول قرآن

پڑہایا جاتا تہا پہر فارسی کتابین پڑہائی جاتی نہین تمام ہی تعلیم ہوا کرتی تہی سرکار انگریزی نے وہ سب نقص دور کردیئے جابجا سرکاری مدرسے جاری کیئے گورنمنٹ کالیج ایک ایسا مدرسہ جاری ہوا جسمے ہزار ہا طالب علم تحصیل کے رتبہ پر پہونچ گیئے اس کالیج کی شاخین شہر کے مختلف و متفرق محلون مین قایم ہین ہندی طالب علم ادل برانچون مین تعلیم پاتے ہین جب کالیج کے داخل ہونے کے لایق ہوجاتے ہین تو وہان بہیجدیئے جاتے ہین گورنمنٹ کالیج مین مذہبی تعلیم نہین دیجاتی علوم مروجہ پڑہائے جاتے ہین اس سبب سے ہندو مسلمان دونو فریق اپنے لڑکون کو بے اندیشہ کالیج مین داخل کردیتے ہین دوم مدرسہ یونیورسٹی کالیج لاہور اسمین علوم مشرقی کی تعلیم ہوتی ہے اور مشرقی زبانین عربی فارسی سنسکرت پشتو وغیرہ سکہلائی جاتی ہین نظم و نثر ریاضی طب ہندی گورمکہی پڑہائی جاتی ہین سرپرست بلکہ بانی مبانی اس کالیج کے جی ڈبلیو ڈاکٹر لیٹنر صاحب بہادر پرنسپل اورنٹیل کالیج ہین جنکی دلی توجہ اور سرگرمی سے یہ کالیج قایم ہوا اور آیندہ روز بروز ترقی ہے بڑے بڑے مولوی فاضل اجل عالم متبحر اسمین ملازم ہین بابو نوبین چندر رائے سپرنٹنڈنٹ تعلیم نثر اسم ایسے لایق و فایق شخص ہین کہ اپنے کام مین ثانی نہین رکہتے ہندی نثر گوردہن پرشاد و پنڈت رکہی کیش دونو پنڈت اپنے علم و فضل مین طاق و یگانہ آفاق ہین عربی مین مولوی فیض الحسن قاضی ظفر الدین و حافظ عبد العزیز طلبا کو پڑہاتے ہین فارسی مین مولوی عبد الحکیم و محمد الدین و شاہ چراغ خدمت مفوضہ ادا کرتے ہین ریاضی مین پیرزادہ محمد حسین اسسٹنٹ پروفیسر اردو مین مولوی غلام مصطفے ہندسہ ریاضی مین بہائی گورمکہہ سنگہہ اسسٹنٹ پروفیسر گورمکہی مین بہائی ہیرا سنگہہ و جوگی شعبا نہتہ مقرر ہین اور مختلف علوم و فنون مین

چند اُستاد یگانہ زمانہ کام کرتے ہیں۔ چنانچہ علوم طبی میں ڈاکٹر امیر شاہ اسسٹنٹ سرجن اور انجنیرنگ میں لالہ گنگا رام اسسٹنٹ انجنیر ہندی وید میں پنڈت جنارد ہن طب یونانی میں مولوی غلام مصطفے پشتو میں میر عبداللہ علی ہذا القیاس ہندو قانون یعنی شاستری کی تعلیم متعلق پنڈت گور پرشاد اور مسلمانی شرعیہ مسائل کے متعلق مولوی عبدالحکیم کی ہے اور انگریزی سرکاری قانون کا لیکچر سنانا اور طلبا کو قانونی تعلیم میں مدد دینا متعلق مسٹر پارکر صاحب جو ڈیشل اسسٹنٹ کی ہے۔ سیوم نارمل سکول یہ مدرسہ بھی لاہور کے عمدہ مدارس میں سے ہے تعلیم المعلمین بھی اسکو کہتے ہیں اس مدرسہ میں وہ معلم تعلیم پاتے ہیں جو شہر کے باہر بڑے بڑے دیہاتوں وقصبوں و تحصیلی مدارس میں پڑہاتے ہیں علوم مروجہ کی تعلیم اُنکو بخوبی دیجاتی ہے جب پاس کر لیتے ہیں تو پہر مدارس میں بہیجے جاتے ہیں تعلیم کے زمانہ میں اُنکو وظیفہ ملتا رہتا ہے چہارم مدرسہ مشن سکول لاہور یہ پادریوں کا مدرسہ ہے اس میں انگریزی و فارسی وغیرہ کی تعلیم ملتی ہے بیبل یعنی انجیل بھی پڑہائی جاتی ہے طالبعلموں کو وعظ عیسائی مذہب کی ترغیب کے لیئے سنایا جاتا ہے عیسے مسیح کی مدحیہ غزلیں لڑکوں کو یاد کرائی جاتی ہیں جنکو وہ خوش آواز کے ساتھ پڑہتے ہیں اس مدرسہ کی شاخیں بھی شہر میں بہت ہیں ابتدائی تعلیم برانچوں میں پاکر لڑکے بڑے مدرسہ میں آتے ہیں انکے مدارس کے بغیر زنانہ مدارس بھی شہر میں ہیں جہاں لڑکیاں تعلیم پاتی ہیں +

لاہور کے چھاپے خانے

اس شہر میں اب چھاپے خانے بکثرت ہیں پہلے سکھوں کیوقت کوئی چھاپہ کے نام سے بھی واقف نہ تہا سب کتابیں قلمی تاجران کتب فروخت کرتے تہے بڑا تاجر

لاہور میں محمد بخش صحاف تہا اور اُنکے ہاں بہت سے کاتب کتابیں لکھنے کے
لیے موجود رہتے تھے ہزاروں روپئے کی تجارت ہوتی تھی چھوٹی چھوٹی سوداگر بھی بہت تھے
جب انگریزی زمانہ آیا سب سے پہلے لاہور میں مطبع کوہ نور ۱۸۵۰ء میں منشی
ہرسکھ رائے نے جاری کیا ایک اخبار بھی ہفتہ وار اسی نام کا شایع کیا
جواب تک جاری ہی اخبار کے علاوہ ایک رسالہ قانونی گنج شایگان نام بھی
مہینے میں دو بار اس مطبع سے نکلتا ہی مالک مطبع کا نہایت لایق باخبر منتظم آدمی
ہی جسکے حسن انتظام سے ابتک مطبع کی وہی رونق چلی جاتی ہے۔ دوم پنجابی
مطبع اس مطبع کا مالک منشی محمد عظیم ہی اور ایک چہ ہفتہ وار اخبار کا جسکا
نام پنجابی اخبار ہی اس مطبع سے نکلتا ہی۔ سیوم مطبع انجمن یہ مطبع ممبران
انجمن کی منظوری سے جاری ہی اور سرپرست جی ڈبلیو ڈاکٹر لیٹنر صاحب بہادر
ہیں یہ چہ انجمن اخبار ہفتہ وار اس مطبع سے نکلتا ہی چہارم مطبع آفتاب پنجاب
اس مطبع کا مالک دیوان بوٹا سنگھ ہے اور اسی نام کا ایک اخبار تیسرے روز
نکلتا ہی اس اخبار کا ایڈیٹر مولوی فقیر محمد ایک لایق شخص ہی۔ پانچویں مطبع
متربلاس اس کا مالک پنڈت بال مکند ایک سادہ لوح آدمی ہے لکھہ پڑہ نہیں
سکتا مگر اُسکے لڑکے ہوشیار ہیں جو ایک اخبار چوتھے روز نکالتے ہیں جسکا نام
اخبار عام ہی پیسہ اخبار بھی اُسکو کہتے ہیں اس اخبار کے مضامین نہایت
عمدہ ہوتے ہیں جس سے عام کو فایدہ پہنچتا ہی چھٹے مطبع سیفی اس سے
اخبار ہیر ہند نکلتا ہی اور مالک سید نادر علیشاہ سیفی ہے۔ ساتویں
مطبع لاہور پنچ اس سے بھی اسی نام کا اخبار جاری ہی۔ آٹھویں مطبع دہلی
پنچ اخبار دہلی پنچ اس سے باہتمام فضل الدین مالک کے جاری ہی ان اخبار
کے علاوہ اور بہتی رسالے مثلاً حافظ صحت و تکمیل الحکمت لاہور میں ماہواری

جاری ہین نوین لاہور کے نامی مطابعون ہین سے ایک مطبع وکٹوریا پریس لاہور ہے اس مطبع کو منشی عزیزالدین نے قایم کیا تہا وہ ۱۲۹۱ ہجری مین مر گیا اب منشی چراغ الدین اُسکا بہائی مالک ہے - فارسی انگریزی چہاپے کا کام بکثرت ہوتا ہے دسوین مطبع مصطفائی اس مطبع کا مالک امیرالدین ککے زی تہا جو اسی سال مین مر گیا ہے اسکے بعد مسمی ہیرا اُسکا بہانجا مطبع کا کام انجام دیتا ہے گیارہوین مطبع قانونی لاہور اس مطبع مین قانونی کتابین چہپتی ہین اور ایک پندرہ روزہ رسالہ مخزن القوانین جاری ہوتا ہے اسکا مالک پنڈت سورج بہان پلیڈر تہا وہ مر گیا تو اُسکے وارثون کے اہتمام مین کام جاری ہے ان مطابع کے بغیر اور فارسی مطبعے مثل مطبع گلشن رشید و مطبع محمدی و قادری و مفید عام وغیرہ - لاہور مین بہت ہین جنکی تشریح و تفصیل سے طوالت ہوتی ہے بڑا مطبع محکمہ جناب ڈائرکٹر صاحب بہادر کا ہے جہان طالب علمون کی پڑہنے کی کتابین فارسی بکثرت چہپتی ہین اور ایک پرچہ گورنمنٹ گزٹ فارسی نکلتا ہے انگریزی چہاپہ خانو مین سے بڑا مطبع سرکاری ہے جس سے انگریزی پنجاب گزٹ شایع ہوتا ہے ایک شاخ اس مطبع کی صاحب چیف انجنیر بہادر کے دفتر کے متعلق ہے اور دوسری سنٹرل جیل کے متعلق دوسرا مطبع سول ملٹری یہ مطبع بہی لاہور کے بڑے مطابع مین سے ہے اور اخبار سول ملٹری گزٹ روزانہ اس سے شایع ہوتا ہے ان کے بغیر اور مطابع بہی مثل مطبع بال صاحب سوداگر وغیرہ لاہور مین جاری ہین *

کتاب فروشی کی تجارت کا ذکر

سکہون کیوقت چہاپے کی کوئی کتاب ہندوستان سے پنجاب مین نہین آتی تہی قلمی کتابین کاتب لوگ لکہکر فروخت کرتے تہے عام تجارت کتاب کی وزیرخان کی مسجد گنبد بیرونی کے دوکاندار کیا کرتے تہے وہی لوگ جلدبندی کا کام کرتے اور وہی کتاب فروشی کا بڑا

کارخانہ میان محمد بخش صحاف کا تہا جسکے پاس پچیس تیس کاتب ملازم کتابین لکہا کرتے تہے اُسکے کارخانہ کی کتابین تمام پنجاب مین جاتی تہین بلکہ ایران و خراسان تک سوداگر خرید کر لیجاتے تہے اب وہ کارخانہ برہم و درہم ہوگیا ہے اور مولوی فضل الدین محمد بخش صحاف کا بیٹا سرکاری مطبع ڈائرکٹری مین بعہدہ سپرنٹنڈنٹی نوکر ہے فی الحال بڑا تاجر کُتب کا چراغ الدین ہے جسکی دوکان پر ہزارون روپیہ کے کتابون کی تجارت ہوتی ہے ایکہزار روپیہ ماہوار کی کتاب وہ لکہنو مطبع نولکشور سے منگواتا ہے خود بہی چہپواتا ہے مطبع وکٹوریا پریس اُسکے گہر کا مطبع ہے۔ دوسرا تاجر فقیر الہ قوم سادہو ہے اسکی دوکان بہی آجکل رونق پر ہے مسلمانی دینی کتابین یہ شخص بہت چہپواتا اور فروخت کرتا ہے تیسرے الہی بخش کتاب فروشون مین یہ شخص صاحب ثروت مشہور ہے یہ تین سوداگر کتب فروش لاہور مین بہت مشہور ہین اور انکی دوکان کی کتابین دور دور پشاور و ملتان و ڈیرجات و ہزارہ وغیرہ علاقون مین جاتی ہین ان کے سوائے اور دوکاندار بہی فضل کریم بخش و ملک ہیرا و محی الدین و گلاب سنگہ وغیرہ بہت ہین اور سب کے ہان کتابون کی تجارت ہوتی ہے عمدہ اور معتبر کتابین ہر ایک علم فروع و اصول و معقول و منقول خاص لاہور مین کم چہپتی ہین اکثر دہلی و لکہنو و بمبئی وغیرہ سے آکر فروخت کی جاتی ہین ٭

لاہور کی رعایا کا ذکر

لاہور کی قدیم رہنے والی ہندو قومین ہین ایکہزار برس سے پہلے کوئی غیر مذہب کا آدمی اس شہر مین سکونت پذیر سوائے ہنود کے نہ تہا سلطان محمود غزنوی کے فتوحات کے وقت مسلمانون کا دخل شہر پر ہوا رفتہ رفتہ کثرت ہوگئی اب عیسائی مذہب کے لوگ بہی بہت ہوگئی ہین اور ہوتے جاتے ہین ہنود اقوام مین سے برہمن کہتری اروڑہ راجپوت پوربیہ سکہہ وغیرہ اکثر ہین سب سے بڑہ کر تعداد کہتریون

کی ہی اور یہی قوم مالدار اور رسا ہو کار ہی اروڑہ قوم کی دوات کہتریون سے
دوسرے درجہ پر شمار کی جاتی ہی برہمن لوگ اگرچہ دولتمند کم ہین مگر اکثر اپنے علوم
سنسکرت و شاستر و جوتش وغیرہ مین صاحب کمال گنے جاتے ہین ہندوون
کا مذہب بہی قدیم برہمنی مذہب ہی مگر چند سال سے اور فریق آریہ و برہمو
بہی پیدا ہو گئے ہین - لاہور کی مسلمان رعایا سید قریشی مغل پٹھان شیخ
کہوجے پراچے ککے زئی سادہو اور بہت سی قومین ہین اور مذہب چار قسم
پر منقسم ہی - اول اہل سنت و جماعت جنکو سنی کہتے ہین یہ لوگ پیغمبر صاحب کے
چارون خلیفون کو برحق جانتے اور چار امام کے مذاہب کی تقلید کرنا انکا اصل
اصول ہی ایک حنفی مذہب انکا امام اعظم کوفی ہی دوم مالکی انکا پیشوا امام مالک ہے
سیوم شافعی انکا مقتدا امام شافعی ہی چہارم حنبلی انکا امام احمد حنبل ہے مگر
لاہور خاص مین حنفیہ مذہب کے سنی بکثرت ہین دوسرا مذہب شیعہ امامیہ ہے
یہ لوگ سنیون سے برخلاف پیغمبر صاحب کے ایک خلیفے علی کو مانتے ہین اورون کی
شکایت کرتے ہین محرم کے عشرہ مین امام حسین بن علی کی شہادت کے غم مین
بہت ماتم کرتے اور تعزیہ بناتے دُلدل نکالتے ہین بارہ امام کو مانتے ہین -
سنیون کے چار امام کے معتقد نہین ہین تیسرا مذہب وہابیہ نجدیہ ان کے
عقاید سنی شیعہ دونو کے برخلاف ہین کسی امام کی تقلید نہین کرتے پیغمبر کی
حدیث سے غرض رکہتے ہین اپنے آپکو موحد کہتے ہین یعنی ایک خدا کو ماننے والے
چوتہا مذہب صوفیہ یہ لوگ کسی سے عداوت نہین رکہتے چار امام سنیون اور
بارہ امام شیعہ سے باعتقاد پیش آتے ہین خدا کی عبادت کرنا اور اسکی محبت
مین محو رہنا ان کا کام ہی یہ لوگ اکثر سماع سنتے ہین مشہور فرقے انکے یہہ ہین
قادریہ - چشتیہ - سہروردیہ - نقشبندیہ - مجددیہ - شطاریہ - نوشاہیہ وغیرہ

ہین یہہ فرقہ صلح کل و بے تعصب کہلاتا ہے

لاہور کے اہل حرفہ وکسب کا ذکر

لاہور مین صناع و اہل حرفہ اچھے اچھے صاحب کمال ہین عمدہ عمدہ کام کرتے
ہین آہنگر و نجار ایسا ایسا عمدہ کام کرتے ہین کہ ولایتی کام کا نمونہ بن جاتا ہے
سکہون کیوقت مین اگرچہ بندوقین قفلدار بن اور تو پین عمدہ عمدہ تیار ہوتی تہین نہ کہان
بہی بے مثل کام بناتے تہے مگر وہ سب کام دیسی ہوتا تہا اب ولایتی کام ایسا کرنے
لگ گئے ہین کہ انگریز دیکہکر آفرین کہتے ہین ریل کے محکمہ مین اب دیسی ہزار دن کاریگر ہین
سب طرح کا ولایتی کام انجام دیتے ہین لاہور کے زرگر بہی اب ولایتی انگشتریان
ایسی بنا لیتے ہین کہ ولایتی ساخت سے عمدہ و خوبصورت ہوتی ہین دیسی زرگری کا
کام بہی اعلی درجے کا لاہور مین بنتا ہے جلد ساز لاہور کے اب ولایتی جلدون
کے بنانے اور سونا چڑہانے مین ایسے اُستاد ہو گئے ہین کہ انگریز انکی بنی ہوئی
جلدین دیکہکر تحسین کرتے ہین بڑا اُستاد جلد سازی مین آجکل لاہور مین حسین خان
اور اُسکا شاگرد حاجی عبد الصمد ہے اور لوگ بہی اچہے کام کرنیوالے مثل میرزا وزیر بیگ
وحسن دین و محمد بخش وغیرہ بہت ہین لاہور کے معمار سکہی عہد مین دیسی
عمارتین نہایت عمدہ بناتے تہے اب انگریزی عمارت مین بہی اُستاد ہو گئے ہین اور
پہلے سے دوچند اجرت اُنکی بڑہ گئی ہے کیا معنی کہ سکہون کیوقت چار آنہ یومیہ معمار
اور دو آنہ مزدور کا تہا اب اونکے معمار کی اجرت آٹہہ آنہ اور مزدور کے چار آنہ ہین
اور اُستاد معمار ایکروپیہ دو روپیہ یومیہ تک پاتے ہین لاہور کے مصور بہی
ملکون مین مشہور ہے اور سر امد مصوران میان امام بخش تہے جنکی شبیہ ایسی کہنچتا
تہا کہ اصل و نقل مین کچہہ تمیز نہین ہوتی تہی اب یہہ فن عکسی تصویرون نے بالکل
کہو دیا ہے سب لوگ اُسی کو پسند کرتے ہین نقاشی کام البتہ فروغ پر ہے کہ

سیکڑون طلبا آرٹ سکول مین تعلیم پاکر پورے پورے نقاش بن گئے ہین
نقشہ نویسی یہہ فن ایک اعلی فن خاص گنا جاتا تہا مگر اب عام ہو گیا ہے
کہ اکثر لوگ سیکہ گئے ہین اگرچہ نقشہ کے ڈیزین کرنے والے اب بہی کم ہین
تاہم نقلنویس بہت ہین موچی لاہور کے قدیم سے اُستاد مشہور ہین اور لاہور
کا زردوز جوتا بطور تحفہ دور دور جاتا تہا اب بہی جاتا ہے مگر اب گران بلکہ پہلے
قیمت سے دوچندان قیمت پر ملتا ہے باعث یہہ ہے کہ ہندوستان سے اب چمڑا
بکثرت یورپ کو جاتا ہے اور وہان ولایتی چمڑا بنکر آتا ہے کثرت خریداری اسکی
گرانی کا باعث ہے سکہون کیوقت بافندگی کے کارخانے لاہور مین بیشمار جاری
تہے اچہی اچہی قسم کے کپڑے بُنے جاتے تہے کسی قسم کا ولایتی کپڑا اس ملک مین
نہین آتا تہا شہر کے جُلاہے جو کپڑا بُنتے تہے وہی لوگ پہنتے تہے سفید کپڑے
کے علاوہ ریشم کا کپڑا بہت بُنا جاتا تہا گلبدن و دارائی کا خرچ بہت تہا
ایک روپیہ گز سے دس روپے گز تک کا گلبدن لاہور مین بنا جاتا تہا بڑے بڑے
کارخانے جاری تہے شالبافی بہی بکثرت ہوتی تہی مگر شالبافی سوای کشمیریون
کے اور کوئی نہین کرسکتا تہا۔ اب جو ولایتی کپڑے ہزارون اقسام کے آگئے
تو بافندگی کی قدر جاتی رہی ہے کوئی شخص دیسی کپڑا نہین پہنتا ابتدائی عملداری
انگریزی مین البتہ گلبدن و دارائی باقی کارخانے بدستور جاری تہے مگر جب وہ
سے بخارے کی سوسی ہر ایک رنگت کی عمدہ سے عمدہ لاہور مین آئی گلبدن کی
خرید جاتی رہی اب یہ کارخانے نہایت بیرونقی مین ہین شالبافی کا حال بہی
ابتر ہے دوری بافی کا کام سکہون کیوقت بہت کم ہوتا تہا البتہ زردوزی
کا کام بہت تہا اب کام تو وہی ہوتا ہے مگر طلا کی عوض مین ریشمی دوری باریک
لگادی جاتی ہے پشمینہ کے چوغون و کوٹون و پتلونون پر دوری کا کام نہایت

عمدہ کیا جاتا ہی پشمینہ کی چارگوشی ٹوپیان ڈوری کے کام کی کثرت سے بنتی اور باہر کے ملکون مین جاتی ہین۔ علاقہ بندی کا کام سکہون کیوقت بڑی رونق پر تہا ریشم کے ازار بند ایسے عمدہ بنے جاتے تہے کہ تجار ہزارون روپے کے خرید کر باہر لیجاتے تہے خاص شہر مین بہی رواج عام تہا کہ کوئی شخص سوا ریشمی ازار بند کے پہننا نہ تہا اب انگریزی عملداری مین ریشمی ازار بند کے پہننے کی رسم ہی جاتی رہی ہی سب لوگ سوتی ازار بند پہنتے ہین البتہ پنجاب کے امرا اب بہی ریشمی ازار بند پہننے کے عادی ہین فقط غرض کہ لاہور مین ہر ایک کسب پیشہ و حرفہ کے لوگ رہتے ہین اور اپنے اپنے کام مین اکثر صاحب کمال مشہور ہین ✤

لاہور کی طوائفون کا ذکر

سکہون کیوقت کسبی طوایف لوگون کی لاہور مین وہ کثرت تہی کہ اور کسی شہر مین ایسی کثرت نہ تہی کشمیر و پہاڑی علاقون سے بردہ فروش خوبصورت لڑکیان لاکر کسبیون کے پاس فروخت کر ڈالتے اور کسبی لوگ اُنکی پرورش کر کے گانا ناچنا بہی سکہلاتے اور پیشہ بہی کرواتے تہے چونکہ ہر ایک امیر سردار کے پاس کنچریان نوکر تہین اور سب کے ہان ان لوگون کا دخل تہا ہر ایک امر مین ان لوگون کی سعی و سفارش سے کام نکلتا تہا بڑا خاندان موران طوایف کا مشہور تہا جسپر مہاراجہ رنجیت سنگہ کی کمال مہربانی تہی روپے پیسے پر بہی اُسکی ضرب لگتی تہی موران شاہی پیسے اور روپے اب تک موجود ہین یہ عورت امورات سلطنت مین اسقدر دخیل تہی کہ ہر ایک امیر و سردار و اہلکار اُسکی خدمت مین حاضر ہوکر اپنی کاربراری کا ذریعہ اُسکو بناتا تہا مہاراجہ بہی اُسکے کہنے سے کبہی عدول نکرتا تہا وہ مرگئی تو مسمات جگنو و گل بیگم وغیرہ کا دخل بہی مہاراجہ کے حضور مین رہا گل بیگم پر یہ مہربانی ہوئی کہ اُسکے ساتہہ مہاراجہ نے شادی کی اور اُسکے ساتہہ ہندوان

اسکے طریق پر لادان پہیر سے لئے اور برات بڑے تزک و احتشام کے ساتہہ لاہور سے امرتسر گئے اور گل بیگم مہاراجہ کی رانی بنکر محل مین داخل ہوئی اور یہ عزت پائی کہ انگریزی عملداری مین بہی اُس سے زیادہ پنشن اور کسی رانی کی نہ تہی جب سرکار انگریزی کی عملداری ہوئی تو اس قوم کی رونق و حکومت جاتی رہی بردہ فروشی کی انسداد نے انکی آیندہ ترقی گم کر دی اور حکم ملگیا کہ جو کنیزان سے ناراض ہو اُسکو اختیار ہے کہ نکل جائے چنانچہ ہزارون عورتون نے نکاح کر لئے۔

لاہور کے خوشنویسون کا ذکر

اس شہر مین بڑے بڑے کاتب و خوشنویس پہلے زمانہ مین بہی تہے اور اب بہی ہین فارسی و عربی خط اس شہر کا ولایتون مین مشہور رہا سکہی وقت مین فارسی خوشنویس میان پیر بخش کو فنگر تہا اور اسکی عزت تمام امرائے دربار بلکہ خود مہاراجہ کرتا تہا امیرون کے لڑکے اصلاح لینے کے لئے اُسکے مکان پر جاتے مگر وہ کسیکے گہر نہ جاتا کو فتگری کے کام سے گزارہ کرتا سب کو اصلاح خدا کے واسطے دیتا تہا اوسکے عوض مین کچہہ نہ لیتا مہاراجہ نے بہت چاہا کہ یہ نوکری قبول کرے مگر اُسنے منظور نکیا اُسکے شاگردون مین سے مولوی فضل الدین صاحب اب تک زندہ ہے یہ شخص نہایت عمدہ لکہنے والا ہے عربی و فارسی دونو خط اسکے لایق تعریف مین موٹی قلم کے اسکے لکہے ہوئے قطعات کی بہت قدر ہوتی ہے باریک قلم کی لکہی ہوئی کتابین اسکی لوگ نہایت خوش ہوکر لیتے ہین مدت مدید تک یہ کوہ نور اخبار لکہتا رہا پہر سرکاری مطبع ڈائرکٹری مین کتابین تحریر کرتا رہا اب سپرنٹنڈنٹ مطبع سرکاری ہے سوائے کتابت کے نقاشی مین بہی اُستادی ہے عربی کے خط کا اُستاد سکہون کے وقت خلیفہ بگو نام موچی دروازے محلہ کمان گران مین رہتا تہا انگریزی عہد مین مولوی غلام یاسین ایک

مشہور خوشنویس تہا اگرچہ اب تک زندہ ہے مگر بسبب بیماری کے لکہنے کے لایق نہیں رہا میرزا امام ویردی کابلی بہی اس شہر مین ایک اُستاد خوشنویس تہا افسوس کہ اب برور پانچ برس کے مرگیا ہی اُسکی اولاد نہین ہے کوئی لیاقت اس فن کی نہین رکہتا اور وہ لیاقت واُستادی اوسی کے دم تک تھی اُسکے علاوہ میان سید احمد امین آبادی اگرچہ اس شہر کا رہنے والا نہین ہے مگر سالہا سال سے بسبب علاقہ ملازمت محکمہ ڈایرکٹری کے لاہور مین قیام پذیر ہے یہہ شخص بھی خوشنویسی مین یگانہ گنا جاتا ہی مولوی فقیر محمد و غلام محمد و پیر بخش و پنڈت دیارام و قاضی شمس الدین و چراغ علی وغیرہ اور بہی خوشنویس لایق تعریف ہین *

لاہور کے ہندو علما و فضلا کا ذکر

اس شہر کے صاحب فضیلت پنڈتون مین سے بڑا خاندان پنڈت مدسودن کا ہی اُسکا بیٹا پنڈت رادہاکشن اپنے زمانے مین یکتا شخص گزرا ہے سرکار انگریزی نے بکمال قدردانی اُسکو چیف پنڈت کا خطاب بخشا تہا اس پنڈت کی تصانیف ہر ایک علم مین موجود و مطبوع طبع فضلا زمانہ ہین اسکا لایق بیٹا پنڈت رکہی کیش اب اپنے والد بزرگوار کا جانشین و قایم مقام ہے اُسکے علاوہ اور نامی فاضل اور اجل پنڈت لاہور کے پنڈت بھگوانداس سکہہ دیال منطقی و گرپرشاد و دیارام و گنپت و دہاراج و کشن چند و جواہر پنڈت و پنچ بہان و گوبند رام و گوری شنکر و کنہیا و تلسی رام و روپ چند و پنڈت برج لال ملکون مین مشہور ہین اور خطہ پنجاب مین سب لوگ بدل و جان انکی عزت کرتے ہین * مسلمان علما و فضلا لاہور مین سے سکہی عہد مین مولوی خلیفہ غلام رسول و خلیفہ غلام احمد

تہے بڑا مدرسہ انکا جاری تہا ہزارون طلبا درویش دور دور ملکون سے
وہان آکر تعلیم پاتے تہے تمام زمانہ انکا بدل وجان ادب کرتا تہا ہنود واہل اسلام
سب اُنکے شاگرد کہلاتے اب خلیفہ غلام اللہ کا فرزند دلبند و خلف الرشید
حمید الدین اجل فاضل و عالم متبحر موجود ہی خلیفہ غلام اللہ کو مہاراجہ رنجیت سنگہ
تعظیم دیتے اور برابر کرسی پر بیٹھلاتے تہے اُنکے صاحبزادے مولوی حمید الدین
کو اب بہی سرکار نے لاہور کی قضا کے عہدہ پر ممتاز فرمایا ہی اس عالیشان
خاندان کی بدولت ہزارون طالب علم فضیلت کے رتبہ پر پہنچ گئے - دوسرے
خاندان مولوی جان محمد سکہی عہد مین یہ بزرگ بہی مدرس و واعظ عالم و
عامل مشہور تہا ہزارون آدمی علمی و عملی فیض اُس سے پاتے تہے اُسکا فرزند
محمد فیض بہی اپنے باپ کی طرح جامع کمالات ظاہری و باطنی تہا مگر اسکی عمر
نے وفا نکی اور باپ کے روبرو مرگیا اب اُسکا بہائی محمد فضل کتب پڑہاتا
ہی طب مین بہی کچہہ دخل ہی تیسرے خاندان قاضیان لاہور تہا جب مہاراجہ
رنجیت سنگہ نے لاہور فتح کیا تو قاضی نظام الدین شہر کا قاضی تہا اُسی کو
قضا کی پگڑی پہنائی گئی وہ مرگیا تو قاضی مسیح الدین جانشین ہوا جو تمام
عمر قضا کا کام انجام دیتا رہا اُسکے بہائی امام الدین کو افتا کا عہدہ ملا قاضی
مسیح الدین کی وفات کے بعد قاضی عظیم الدین نے قضا حاصل کی مگر اُسکے
وقت بہت سے صدمے قاضی خانہ پر آئے اور انگریزی عہد مین قید تلاشی
تک نوبت پہنچی امام الدین کے دو فرزند ہوئے ایک تاج الدین دوسرا
فقیہہ الدین سرکار انگریزی نے براہ قدردانی تاج الدین کو سررشتہ داری
دوبارہ مرحمت کی اور فقیہہ الدین کو داروغگی محال نزول کی عنایت فرمائی
مگر دونو بہت جلد عہدون سے برخاست ہوگئے اب قاضی عظیم الدین کا بیٹا

شمس الدین موجود ہی اس نے موروثی قضا کے حاصل کرنے کے لئے بہت سی
کوشش کی اور محضر نامہ لکھکر لاہور کی رعایا و اکابر و روساء و شرفا کی مہرین
اُسپر ثبت کرائین اور گورنمنٹ مین اپنی حقرسی کا دعویدار ہوا چند سال حکام
کے دروازون کی دیوار بنا رہا جب عہدہ قضا کی منظوری ہوئی تو حکام نے
یہ پسند کیا کہ اس کام کے لئے کوئی فاضل اجل فقیہہ صاحب فتوی متدین مقرر
ہوا جائے چنانچہ مولوی حمید الدین خلیفہ غلام اللہ کا فرزند قاضی بنایا گیا
چوتھا خاندان مولوی بہگنے والے کا ہے یہ خاندان بہی سکہی عہد مین درس پڑہاتا
تہا اب بہی مولوی غلام محمد بادشاہی عالمگیری مسجد کا امام ہے۔ پانچوین حافظ
ولی اللہ نابینا یہ ایک شخص عالم متبحر لاہور کے علما مین سے تہا انگریزی عہد مین
اس نے علم پڑہا اور وہ ترقی پائی کہ سب سے گوئی سبقت لے گیا مناظرہ کے علم
مین اسکو یہ استعداد تہی کہ بڑے بڑے پادری عیسائی اسکے روبرو بول نہین سکتے
تہے شیعہ کے علما کا دم خشک ہوتا تہا وعظ نہایت عمدہ کہتا تہا باوجود نابینائی
کے خدا نے دل کی روشنی اور عقل کا جوہر اسکو ایسا دیا تہا کہ سب کتابین اسکو
نوک زبان یاد تہین حکام وقت اسکی عزت کرتے اور عدالت سے فتاوے
اسی سے طلب کیے جاتے تہے افسوس کہ اب عرصہ چار سال فوت ہو گیا
ہے یہ شخص اگرچہ خاندانی علما مین سے نہ تہا مگر اپنے عہد مین لاثانی شمار ہوا
چھٹے خاندان مفتیون کا شاہان اسلام کیوقت شہر لاہور مین چار مفتی اور ایک قاضی
مقرر تہا ہر ایک مفتی چوتہے حصے شہر کا حاکم تصور کیا جاتا تہا ہر ایک مقدمہ پہلے پہل
مفتی کے اجلاس مین تکمیل پاکر بعد تحریر رائے و حکم محکمہ افتا کے قاضی کی خدمت مین
بہیجا جاتا اور محکمہ قضا سے اُسپر حکم اخیر نافذ ہوتا پُرانے مفتیون مین سے اب صرف
نام ہی باقی رہگیا ہے شاہجہانی عہد مین ایک نامی مفتی محمد باقر تہا جسکی اولاد کا

اب نام ونشان نہین ہی صرف ایک محلہ چوہٹہ مفتی محمد باقر اُسکے نام سے مشہور ہے
سکہون کی عملداری مین ایک شخص مفتی الٰہی بخش نام مفتیان متقدمین کا یادگار
لاہور مین تہا اُسکی اولاد مین سے امام الدین موجود ہی مگر علم نہین رکہتا بڑا خاندان
ذی عزت اسلام کی عملداری مین اس شہر مین مفتی شیخ کمال الدین قریشی کا تہا
جسکا باپ شیخ مخدوم المشہور بڑا میان محمد تغلق بادشاہ کیوقت ملتان سے بلایا گیا
اور عہدہ افتا پر مامور ہوا یہہ بزرگ شیخ بہاوالدین زکریا کی اولاد مین سے تہا
لوگ اُسکا بدل ادب کرتے تہے علاقہ سیٹ پورینی جسکو اب لوگ پٹی کہتے ہین
اور لاہور کے ضلع پرگنہ قصور مین واقع ہی اُسکی جاگیر مین تہا اُسنے محلہ عادلخان
لوہانی مین زمین زرخرید کرکے اپنا محلہ آباد کیا جو ابتک کوٹلی مفتیان مشہور ہے
اُسکے بیٹے کمال الدین نے بہی بڑی عزت پائی اور اُسکی اولاد صدہا سال اسی
عہدہ پر مامور رہی احمدشاہ دُرانی کیوقت اس شہر کا اعلی مفتی شیخ مکرم اسی
خاندان کا تہا جسکو بادشاہ نے افتا کا خلعت دیکر فرمان شاہی محررہ ماہ رمضان
سنہ ۱۱۷۵ ہجری عطا کیا یہ شخص محمد مکرم بن محمد اعظم بن محمد ولی بن محمد نقی بن
محمد نقی بن مفتی کمال الدین تہا محمد نقی کے فرزندون مین سے ایک شخص مفتی
رحمت اللہ عالم جید لاہور مین عام درس پڑہاتا تہا اُسکے دو بیٹے ہوئے ایک
مفتی محمدی دوسرا مفتی رحیم اللہ اُن مین سے مفتی محمدی نے علم پڑہا مگر رحیم اللہ
نے علم رہنے دیا چونکہ اُسوقت سکہون کی غارت وتاراج سے شہر برباد ہوچکا تہا
اور اڑہائی سیری قحط سے رعایا بہاگ گئی تہی یہ خاندان بہی آوارہ ہوگیا
مفتی محمد صادق وغیرہ اکابر جلاوطن ہوگئے محمد مکرم کی اولاد موضع منہج مین
جا رہے حویلیان خالی ہوگئین جنکی لکڑیان لوگ اُتار کرلے گئے صرف مفتی
محمدی اپنی حویلی مین سکونت پذیر رہا جسکو چند بار سکہون نے لوٹا مفتی رحیم اللہ

کا گہر بارش سے گر گیا ملبہ لوگ اُٹہا کر لے گئے جب مفتی محمدی مر گیا تو اُسکا بیٹا
احمد بخش حویلی بیچکر موضع منج میں جا رہا پس اس محلہ میں صرف رحیم اللہ باقی
رہگیا جسکے پاس اپنی ملکیت کا کوئی مکان نہ تہا اُسکے گہر دو فرزند ہوئے ایک
غلام محمد دوسرا غلام رسول مفتی غلام محمد کو ایک شخص مسمی عزیز اللہ جو اُسکے
دادا رحمت اللہ کا شاگرد تہا اُس تباہی کیوقت موضع مزنگ میں لیگیا اُس نے
اُسکو پڑہایا لایق کیا اور اپنا مکان اور عہدہ امامت مسجد بلوچان جو اُسکے
متعلق تہا دیکر حج کو چلا گیا جب غلام محمد نے علم کی تحصیل کی تو اس خاندان
میں علم کا چراغ جو گل ہو چکا تہا پہر روشن ہو گیا غلام محمد نے تمام عمر موضع
مزنگ میں سکونت رکہی تدریس و تعلیم کو کمال رونق دی فن طبابت سے
لوگوں کو فیض پہنچایا اس نے موضع مزنگ میں عمدہ حویلی تعمیر کی شہر
لاہور اپنے موروثی محلہ میں دو مکان خرید کئے اپنے چہوٹے بہائی غلام رسول کو
پڑہایا پرورش کیا اور شہر کے دو زر خرید مکانات میں سے ایک مکان اُسکو
دیکر آباد کیا اور تمام عمر بعزت و آبرو بسر کی سنہ ۱۲۴۶ ہجری میں مر گیا مفتی غلام محمد
کے تین بیٹے ہوئے ایک سید محمد جو صاحب علم و فضل تہا اور سنہ ۱۲۸۰ ہجری
میں فوت ہوا اُسکے دو فرزند مفتی چراغ الدین و جلال الدین موجود ہیں دوم
مفتی حافظ غلام احمد جو سنہ ۱۲۹۳ میں فوت ہوا اُسکے دو فرزند مظفر الدین و
فصیح الدین موجود ہیں تیسرا مفتی غلام سرور یہ شخص فی زماننا ایک شخص
نامور عالم فاضل شاعر مصنف اس خاندان کا چشم و چراغ ہے اس نے تمام
عمر شاعری و تصنیف و تالیف میں بسر کی ستر کتابیں نظم و نثر اردو و فارسی
لکہیں تمام زمانے میں نام پایا - اس نے خاص لاہور محلہ موروثی میں
سکونت اختیار کی عالیشان حویلی بنوائی اور بہی چند مکانات خرید سے

اب مولف کتاب کے دفتر مین منشی گری کے عہدہ پر ممتاز ہے اس کے پانچ فرزند ہوئے
ایک غلام حمید منشی دوم غلام صمد منشی فاضل و مختار سیوم غلام اکبر منشی
فاضل و مختار چہارم محمد ابو الہیبت پنجم غلام اصغر جو بارہ برس کی عمر مین فوت
ہوگیا۔ مفتی غلام رسول مفتی رحیم اللہ کا دوسرا بیٹا تمام عمر تعلیم و تدریس مین
مصروف رہا ۱۲۸۲ھ مین مرگیا اُس کا بیٹا غلام محی الدین زندہ و حیات
ہے۔ اس خاندان مین سے ایک اور نامی گرامی بزرگ خواجہ ایوب نام
گزرا ہے جسکی تصنیفین عربی و فارسی مین بہت ہین مثنوی مولانا
جلال الدین رومی کی شرح اُس نے ایسی خوبی سے لکھی ہے جسکی
حد و نہایت نہین ہے۔ اور لطیفہ شرح مثنوئے جان فزا ۔ اُس
کی تاریخ ہے یہ شخص مفتی محمد تقی کا داماد تہا۔

لاہور کے شعرا کا تذکرہ

لاہور کے شعرا مین سے بعہد سکہی مولوی غلام حسن تخلص خورم و مولوی فرید الدین
و مولوی احمد بخش یکدل و فیض بخش تخلص فیض تہا مولوی خورم فارسی شعر
غزل و ریختہ و مثنوی عمدہ لکھتا تہا ایک کتاب بہی اُس نے فارسی لکہی جس کا
نام ہیچ گنج تہا وہ کتاب حضرت رسالت مآب و چار یار کبار کے حال مین
تھی اس صنعت کے ساتھ کہ ہر ایک سطر مین چار لفظ سرخی سے لکھے ہوئی
تھی اور باقی تمام سطر سیاہی کی ہر ایک سرخی کے حروف مین علیحدہ علیحدہ
چار یار کبار کا حال پایا جاتا تھا اور عام عبارت سے پیغمبر خدا کے معجزات
وغیرہ فواید نبوی معلوم ہوتے تھے یعنی پہلے سرخی کے الفاظ سے صدیق اکبر
دوسرے سے عمر فاروق تیسرے سے عثمان غنی چوتھے سے مرتضی علی کے

حالات معلوم ہوجاتے تھے۔ یہ کتاب اُس نے نہایت محنت و جان کاہی
سے لکھی مگر چھاپی نہیں گئی تھی کہ وہ مر گیا۔ اُس کے بیٹے غلام حیدر نے
کتاب کے شیوع کی طرف کچھ توجہ نہ کی۔ مولوی فرید الدین متخلص فرید سکھوں
کے وقت ایک بڑا اُستاد شاعر مانا جاتا تھا۔ اشعار فارسی و اردو اچھے
پر مضمون لکھتا تھا تاریخ گوئی میں بھی اُسکو کامل استعداد تھی۔ اگرچہ یہ شاعر
اب تک زندہ ہے مگر پیری کی حالت پر پہنچ گیا ہے۔ اُسکا بیٹا پارس علی
شعر عمدہ لکھتا ہے موجودہ شعرا میں سے ایک تو مصور داس متخلص قابل
خلف مصر بیلی رام خزانچی مہاراجہ رنجیت سنگھ ہے فارسی غزل نہایت
عمدہ لکھتا ہے اور مثنوی لائق تعریف مثنوی رامائن وغیرہ کتابیں اس
نے لائق تعریف لکھی ہیں دوم مفتی غلام سرور یہ شخص اردو فارسی نظم
قابل تحسین لکھتا ہے نظم و نثر کتابیں مثل گلدستہ کرامت خزینۃ الاصفیا و گنجینہ سروری اخلاق سروری
و مخزن حکمت و حدیقۃ الاولیا و تحفہ سروری وغیرہ بہت لکھی ہیں خاص لاہور کے رہنے والے
شاعر صرف یہی ہیں اور کوئی شاعر نہیں ہے البتہ اور ملکوں سے آئے ہوئے شعرا مثل مولوی محمد حسین آزاد وغیرہ
لاہور میں سکونت پذیر ہیں۔ اور موضع نوان کوٹ میں ایک شاعر فضل شاہ نام رہتا ہے
بہت کتابیں مثنویہ پنجابی زبان میں اُس نے لکھی ہیں۔ اور مولف کتاب ہذا اصلی متوطن
جلیسر ضلع ایٹہ کا ہے ۳۳ سال کے عرصے سے خاص لاہور میں بذریعہ ملازمت سرکار قیام پذیر
ہوا اس عرصہ میں علاوہ سرکار کی خدمات انجام دہی کے طبیعت نظم و نثر فارسی و اردو لکھنے کی
طرف اکثر مائل رہی اور مفصلہ ذیل کتابیں گلزار ہندی منظوم جنگ نامہ منظوم یادگار ہندی منظوم اخلاق
ہندی منظوم رنجیت نامہ منظوم تماشا ہندی منظوم نصیحت نامہ منظوم انتخاب نامہ منظوم تاریخ پنجاب
لکھی بعد ازاں یہ کتاب یعنی تاریخ لاہور کی تحریر عمل میں آئی اب دیوان تحفۃ التوحید فارسی منظوم کا مسودہ پیش ہے

لاہور کے اطبا کے ذکر میں

اس شہر کے ہندو اطبا میں سے حکیم میاں داس ایک نامی گرامی طبیب ہے

معالجہ یونانی طریق پر کرتا ہے آدمی تجربہ کار اور لائق ہے اکثر لوگ اسکے معالجے
شکرگذار ہین - دوم حکیم ہرنامداس یہ بھی یونانی طبیب ہے [illegible]
پیشہ حکیم ہے اور ہندی طریق پر معالجہ کرتا ہے یونیورسٹی مین بھی
ہندی بید علم کی تعلیم اس کے متعلق ہے ان کے علاوہ پنڈت [illegible] لال
پنڈت کنھیا و ہردو نرائنداس ہندی و یونانی طب کے طبیب لاہور مین نامی
مین مسلمان یونانی اطبا مین سے چند خاندان لاہور مین بہت پہلے سے مستند
ور رہے علم طبابت تھے - **اول** خاندان حکیم گل محمد کا خاندان ہے قدیم شہر
لاہور کے حکما مین سے ہے اور محلہ مسکن الکاب تک حکیمون کا بازار کہلاتا ہے
محمد اسحاق ان کے بزرگ کو شاہان چغتائی کے وقت ملک الحکما کا خطاب حاصل
تھا اور کتاب تذکرہ اسحاقیہ فارسی اس بزرگ کی تصانیف مین سے مطبوع
و مقبول خاص و عام ہے اسکے بڑے بیٹے حکیم خدا بخش کی عزت و توقیر بھی بدرجہ
غایت تھی نواب زکریا خان بہادر صوبہ لاہور کے دربار مین یہ مشیر ملکہ و ندیم تھا
رئیس الحکما و فرزند خانی کا خطاب حاصل تھا اوس کے بڑے فرزند حکیم نور محمد
کا اعزاز یہان تک تھا کہ سب لوگ اوسکو اپنا مربی جانتے تھے - مہاراجہ رنجیت سنگھ
کے دربار مین اوس کے توقیر تھی اوسکی کچھ کتاب نہایت الطبیب علم طب مین ہے
کار آمد اطبا کے زمانہ ہے اوسکے بعد حکیم گل محمد اس خاندان کا چراغ ہوا
جس نے تمام عمر عزت و آبرو سے بسر کی اور اپنے علم سے خلق خدا کو فیض پہنچایا
اب اسکے دو فرزند لائق حسام الدین و شجاع الدین موجود ہین حسام الدین
تو امرتسر مین طبابت کرتا ہے اور عام و خاص اوس کے معالجہ سے مستفید
ہوتے ہین اور حکیم شجاع الدین لاہور مین قیام پذیر ہے یہ شخص عالم فاضل
طبیب ہے بہت سے رسالے اپنے علوم متنوعہ مین سے لکھے مین نظم فارسی و عربی

سعدہ لکھتا ہے طبابت بھی کرتا ہے اور سرکار کے ملازمون مین بھی منسلک ہے
حکیم خدا بخش کا دوسرا بھائی حکیم عبداللہ بھی صاحب اعزاز و مشہور
حکیم تھا اسنے اپنی زندگی مین غلام محی الدین نام ایک سیدزادہ کو جو غلام شاہ بیٹا
تھا اسنے کیا یعنے بیٹا بنایا غلام محی الدین کو فقیرا کے ساتھ کمال محبت تھی اور
خاندان نوشاہیہ قادریہ مین اس کی بیعت تھی فقیر کا لفظ اوسنے اپنے نام
کے ساتھ ایسا منسوب کیا کہ اب تک اوس کی اولاد باوجود امیری کے
فقیر کہلاتے ہین اوسکے بیٹے فقیر عزیزالدین و نورالدین و امام الدین صاحب اعزاز
و امیر کبیر ہوئے مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دربار مین وہ تینون رکن رکین تھے
اونکا ذکر رؤسائے لاہور کے ذکر مین تحریر ہوگا جو تاریخ رؤسائے پنجاب مولفہ
گرفن صاحب بہادر سے تحریر ہوا ہے **دوم** خاندان حکیم شہو شاہ یہ شخص بھی
صاحب تصانیف حکیم تھا کتاب تبصرۃ الاطبا و مرآۃ الشفا اسکی عمدہ تصانیف مین سے موجود ہے
اسکی عمدہ خاندان مین سے حکیم عنایت شاہ کامل حکیم گزرا ہو جسکی عزت و توقیر لاہور مین بہت تھی اسکا مقبرہ
بھی اسکی نشستگاہ کے مقام پر شہر کے اندر پختہ بنا ہوا ہے وہ لاولد رہا مگر اوس کے ہمشیرہ زادے
محمد شاہ و بہادر شاہ و بزرگ شاہ لایق و فایق حکما مین سے ہوئے
تینون کے مطب شہر مین جاری تھے اب محمد شاہ فوت ہو چکا ہے اوسکا
لایق فرزند عالم شاہ طبابت کرتا ہے اگرچہ نوجوان ہے مگر تدبیر پیرانہ ہے بہادر شاہ
و بزرگ شاہ وہ تو زندہ ہین اور اپنے علوم اکملہ مین سے خلق خدا کو فیض
پہونچاتے ہین حکیم عنایت شاہ کی بہن کا دہوتا حاکم شاہ بھی کامل طبیب تھا
اوس کے دو فرزند عباس علی و دلاور علی منصفی کے عہدہ پر ممتاز ہین
سوم خاندان حکیم ولی شاہ یہہ ولی شاہ سکھی عہد مین صاحب علم و تجربہ مشہور
تھا خلقت کثیر اس کے پاس معالجہ کے لیئے حاضر ہوتی تھی امرائے دربار

سکھی کے یہان بھی اسکی توقیر تھی آخر عمر مین مہاراجہ جمون نے اسکو اپنے یہان
بلا لیا اور بڑی عزت کی اب اسکا بیٹا مست شاہ موجود ہے ولی شاہ کے ہمشیرہ
ہمشیرہ زادے لایق طبیب ہوے ایک بزرگ شاہ جو سکھی وقت مین لاہور مین طبیب تھا
آخر عمر مین ہمراہ ولی شاہ کے جمون مین ملازم ہوا اب فوت ہو چکا ہے دوم احمد شاہ
یہ اب تک دربار جمون مین ملازم ہے۔ اسکا لایق فرزند نجف علی شاہ لاہور مین طبابت
کرتا ہے اور بہت لوگ اوسکے تجربہ کے قایل ہین۔ چہارم جیون جان
یہ شخص بھی لاہور مین طبابت کرتا ہے آدمی نہایت خلیق و شیرین زبان و خوش
خلق ہے پنجم حکیم شرف علی بن احمد علی لاہور کے نامی طبیبون مین سے ہے۔ علم و فضل لایق تعریف
ہے ششم حکیم حیدر علیخان یہ ایک بزرگ دہلی کے شاہی اطبا کی اولاد مین سے سکھی عہد مین
لاہور مین آکر قیام پذیر ہوا امراے دربار خاندان جہ و دینا ناتھ و دیوان گنگا رام
اوسکا معالجہ کرتے تھے اب اوسکا بھائی منور علیخان لاہور مین بخوبی گذارا کرتا ہے ہفتم حکیم غلام دستگیر
سکھی عہد مین یہ حکیم لاہور کے اعلے اطبا مین سے شمار ہوتا تھا علم و فضل بدرجہ کمال تھا دربار لاہور
مین اسکی عزت بہت تھی اسکا بیٹا غلام محمد المشہور گاما نوجوان مر گیا اسکے لایق شاگردون
مین سے میان الہ دین حکیم حسب منشا تجربہ ذی علم طبیب ہے اسکو فرزندون مین سے احمد الدین حسام الدین طبابت
کرتے ہین احمد الدین نے رسالہ تحفۃ العیش و شرح موجز لکھی ہے جو بہت عمدہ ہے۔ حکیم غلام دستگیر کے شاگردون
مین سے ایک شخص سید چراغ شاہ سبزواری حکیم ہے یہ بھی لاہور مین طبابت کرتا ہے آدمی نہایت
خلیق ہے خاندان چشتیہ و قادریہ کا فیض بھی اس سے جاری ہے مرید بکثرت ہین ہشتم حکیم
محمد الہ یار یہ شخص بھی حکیم غلام دستگیر کا شاگرد ہے موضع قاضی کوٹ ضلع گوجرانوالہ کا
رہنے والا ہے چھ سات برس کا عرصہ ہوا ہے کہ اسنے لاہور آکر مطب جاری کیا آنکھون کا
علاج کرنا اسکا خاص کام ہے یہ طبیب ہر ایک قسم کا عرق و شربت و معجون حسب نسخہ اپنے پاس
تیار رکھتا ہے اور مریض اوس سے خریدتے ہین چونکہ بازاری ادویات سے دوا عمدہ ہوتی ہے اکثر

اور جانتے سو برس کی عمر میں فوت ہوا ایک شخص ہے دوسرے نمبر حکیم غلام نبی جو حکیم تھا وہ لاہور میں زبدۃ الحکما کا
خطاب یونیورسٹی سے ملا ہے۔ اسکی بیاض ایک ہزاری رسالہ حفظ صحت عام آب حفظ الہند
نکلتا ہے سوم حکیم احمد علی بید مشکل سی حبیب حکیم رسالہ تکمیل الحکمت مطب علم اسکے اہتمام
سے جاری ہے تاہم پانزدہ علم طب غلام علی یہ شخص پہلے کتابت کرتا تھا کوہ نور اخبار مطبع میں
مدت مدید تک نوکر رہا شاہ حکمت کا علم پڑھا۔ اب طبابت کرتا ہے اور رسالہ گلزار حکمت
جاری ہوا اسکے پیچھے تھا جو ان حکما کے علاوہ اور حکما بھی مثل حکیم گلاب دین گڈا جیون شاہ
وغیرہ لاہور میں بہت تجربہ کرتے ہیں طبابت ہوتی ہے اور نیز میں ایک حکیم محمد نور مفتی
غلام سرور شاعر کا بیٹا ہے طبیب ہے حکیم حب علی شاہ ہے اس نے یونانی طب کا علم پڑھا اور
ڈاکٹر حاکم الدین مرحوم سے ڈاکٹری علم کی تعلیم لی شب و روز کتب طبیہ کے مطالعہ میں مصروف ہے
مطب بھی کرتا ہے اور دو چار سال کے مطالعہ میں عمدہ طبیب ہو جائے گا۔

لاہور کے ڈاکٹروں کا تذکرہ

اس شہر میں علم ڈاکٹری سکھوں کے وقت بالکل نہ تھا صرف جراح لوگ جراحی
کا کام کرتے تھے اور مشہور خاندان جراحوں کے چار شخص ایک حکیم ارزانی دوم خدا بخش
سیوم محمد بخش چہارم دادا جراح تھے بڑے بڑے امرا ان سے علاج کراتے تھے
ان کی اولاد اب بھی لاہور میں موجود ہے دادا کے تین فرزند کرم بخش کالو
و الہی بخش ہوئے کرم بخش سب سے ہشیار تھا وہ مر گیا۔ کالو اب بھی معالجہ
کرتا ہے ارزانی کی اولاد میں سے عمر بخش نہایت ہشیار جراح تھا۔ وہ گذشتہ سال
کے ہیضہ کی وبا میں مر گیا گلاب دین اُس کا بھائی جراحی نہیں کرتا نقشہ نویس
ہے محمد بخش کے دو بیٹے ایک فضل الدین حافظ دوسرا امام الدین تھا
یہ بھی دونو مر گئے اس خاندان کے علاوہ انگریزی عہد میں نظام الدین نام
ایک نامی جراح ہوا وہ بھی اب مر گیا ہے امام الدین بیٹا اس کا کام کرتا ہے

مگر جراحی کی اب کچھہ توقیر نہین سب ہسپتال جاتے اور مفت دوائی پاتے
ہین ڈاکٹران موجودہ لاہور سے بڑے عہدہ دار یورپین ڈاکٹر براؤن
صاحب و اسکریون صاحب و ڈالا صاحب و سٹیفن صاحب بہادر ہین۔
ڈاکٹر بیل صاحب بہی اسی زمرے مین سے تہے وہ ۱۸۷۵ء مین مرگئے
دیسی ڈاکٹرون مین سے خان بہادر ڈاکٹر رحیم خان و محمد حسین خان و
لالہ برج لال و امیر شاہ و بوڑے خان ہین رحیم خان ایک فاضل اجل صاحب
تصانیف کثیرہ مثل طب رحیمی وغیرہ ہین ایک علمی رسالہ بحر حکمت بہی
شایع ہوتا ہی ان کے علاوہ اور ڈاکٹر دیسی مثل حاکم الدین و عبد الحمید و
کالے خان و امیر بخش و احمد شاہ خان و کشن سنگہ و سید علی شاہ نہایت
لایق ڈاکٹر لاہور مین ہین ان مین سے اب حاکم الدین تو فوت ہوگیا ہے اور
سید علی شاہ آسام کو چلا گیا ہے ❊

لاہور کے حکام کا ذکر

شہر لاہور صوبہ پنجاب کا دار الحکومت و حاکم نشین ہی بڑی کچہری اور دفتر
اس جگہ جناب لفٹننٹ گورنر بہادر اور انکے سکرٹریون کی ہے اس محکمہ کی
حکومت تمام صوبہ پنجاب پر ہی رئیس اور راجے مہاراجے کمشنر ڈپٹی کمشنر وغیرہ
سب ماتحت ہین دوسری کچہری فنانشل کمشنر بہادر حاکم کلکٹر پنجاب
تیسری محکمہ چیف کورٹ اس محکمہ مین ہین تین جج مقدمات دیوانی و
فوجداری مین قطعی فیصلہ کرتے ہین کمشنریان صوبہ پنجاب کا اپیل اسی
محکمہ مین ہوتا ہی خون کے مقدمات مین اسی محکمہ سے منظوری منگائی
جاتی ہی چوتہے محکمہ کمشنری اس محکمہ کے ماتحت تین اضلاع لاہور و
فیروزپور و گوجرانوالہ ہین اور صاحب کمشنر حکومت کرتے ہین۔ پانچوین

محکمہ ڈپٹی کمشنری ضلع لاہور ہی اور صاحب ڈپٹی کمشنر حکومت کرتے ہین
فوجداری دیوانی و کلکٹری مین حاکم با اختیار ہین ضلع کی حفاظت و انتظام جزو
کل انکے سپرد ہی انکے ماتحت بہت سے حاکم صاحب اسسٹنٹ کمشنر و اکسٹرا اسسٹنٹ
کمشنر و جوڈیشل اسسٹنٹ علیحدہ علیحدہ کچہری کرتے ہین ہر ایک مقدمہ
ڈپٹی کمشنر بہادر کے حکم سے اُنکے محکمون مین سپرد ہوتا ہے ضلع کے متعلق
چار تحصیلین ہین ایک تحصیل لاہور اسمین ایک تحصیلدار کام کرتا ہے
دوسرا منصف جسکو صرف دیوانی مقدمات کے تصفیہ کا اختیار ہی دوم
تحصیل قصور اس جگہ ایک صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ اور ایک تحصیلدار
اور ایک منصف کام کرتا ہی سیوم تحصیل چونیان چہارم تحصیل شرقپور
ان دونو تحصیلون مین بہی ایک ایک تحصیلدار اور ایک ایک منصف
کچہری کرتے ہین شہر مین انریری مجسٹریٹون کا محکمہ علیحدہ ہی یہ مجسٹریٹ لاہور
کے معزز رؤسا مین سے آٹھ کس چار ہندو اور چار مسلمان ہین ہندو چار
رئیس رہے مول سنگھ و دیوان داس مل و لالہ بہگوانداس خلف دیوان رتن چند
و پنڈت رکہی کیش خلف پنڈت رادہا کشن اور چار مسلمان نواب نوازش علیخان
و فقیر قمرالدین و نواب عبدالمجید خان ملتانی و شیخ سند ہے خان ہین انکی
تجویز سے شہر کے خفیف فوجداری مقدمات فیصل ہوتے ہین دو مجسٹریٹ ہر روز
اجلاس پر بیٹھتے ہین اور دونو کی تجویز و صوابدید ہر ایک مقدمہ کا تصفیہ
ہوتا ہی رایارے مول سنگھ فوت ہو گیا ہی اور شیخ رحیم بخش سوداگر مقرر ہوا ہے
میونسپل کمیٹی شہر لاہور کا محکمہ الگ ہے پریزیڈنٹ اسکے صاحب ڈپٹی کمشنر
بہادر لاہور ہین جنرل کمیٹی ہر ایک مہینے مین ہوتی ہی جو جو امور تصفیہ
طلب ہوتے ہین تمام ممبرون کی رائے سے تصفیہ پاتے ہین سکرٹری اسکے

صاحب اسسٹنٹ کمشنر بہادر اور ایک صاحب ایڈیٹر یعنی محاسب اور ایک صاحب
وکیل ہیں و ممبران معزز صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس صاحب ایگزیکٹو انجنیر
لاہور ڈویزن و خان بہادر محمد برکت علی خان سابق اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر
حال پنشن خوار و رائے مول سنگھ و دیوان واسمل و نواب نوازش علی خان و فقیر
قمر الدین و نواب عبد المجید خان و شیخ سندھے خان و پنڈت رکھی کیش و لالہ
بھگوانداس و لالہ گوبندرام و بھوانیداس و لالہ درگا پرشاد و بھائی ہیبان سنگھ
و منشی چراغ الدین و پنڈت جنار دھن و ملک بسو و کریم بخش ٹھیکہ دار۔ و
سید فضل شاہ و شیخ نانک بخش وغیرہ ہیں جنکی رائے ہر ایک تجویز و صوابدید
مین لی جاتی ہے دیسی ممبر اکثر اوقات بدلتے رہتے ہیں انکی جگہ اور جدید ممبر شہر کی
رعایا کی رضامندی سے مقرر ہوتے ہیں ۴ محکمہ پولیس شہر کے فوجداری انتظام
کے لئے مقرر ہے اسمین افسر اعلی صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس ہیں اور
سب عملہ پولیس انکے ماتحت ہے ایک ڈپٹی انسپکٹر لاہور کی کوتوالی مین کوتوال
کا کام دیتا ہے ایک انارکلی مین اور ایک فوجی سٹیشن چھاونی میان میر مین ہے ایک اکسٹرا اسسٹنٹ مجسٹریٹ بہادر کے
ماتحت بمقام میانمیر مقرر ہے بیرونی تہانجات مین بھی ڈپٹی انسپکٹر مقرر ہین خاص
شہر لاہور کا کوتوال سکھون کیوقت سالہا سال خدا بخش ککے زئی رہا انگریزی
عہد مین بھی تادم اخیر اُس نے کوتوالی کی۔ پہر رام نراین محمود خان و مہدی حسین
وغیرہ اسمین مختلف کام کرتے رہے اب چند سال سے سردار چیت سنگھ مقرر ہے
یہ شخص نہایت لایق اہلکار نیکنام فہیم و زکی آدمی ہے حاکم رعایا دونو اس سے خوش ہین ۵

لاہور کے رؤسا کا ذکر

اس شہر کے نامی رؤسا صاحب خاندان ہنود و مسلمان بہت ہین جنکا لحاظ
حکام وقت کرتے ہین ہندو رئیسون مین سے راجہ ہرنبس سنگھ جانشین

راجہ تیجا سنگہ نہایت لایق و دولتمند و جاگیر دار صاحب اختیار رئیس ہین
بانی اس خاندان کا جمعدار خوشحال سنگہ بن ہرگوبند مرحوم گوڑ برہمن ساکن
کنکہل علاقہ ہردوار تہا وہی پہلے کنکہل سے لاہور آیا اور مہاراجہ کی
خدمتمین نوکر ہوا رفتہ رفتہ اس درجہ تک پہنچا کہ امیر کبیر سلطنت کا ایک رکن
بنگیا کشمیر کی نظامت بہی اُسکے سپرد ہوئی لاہور و امرتسر مین اُس نے
بڑی بڑی عالیشان حویلیان و باغ و طویلے بنوائے جو اب تک موجود ہین
اُسکا بیٹا سردار بہگوان سنگہ آنریری مجسٹریٹ اب امرتسر مین قیام پذیر
اور اپنے باپ کی جائداد پر قابض و متصرف تہا افسوس کہ اسی سال مین
مرگیا راجہ تیجا سنگہ بن ندہا جمعدار خوشحال سنگہ کا برادر زادہ مہاراجہ رنجیت سنگہ
کیوقت فوج کا سپہ سالار تہا بعد انقلاب سلطنت جب صاحبان انگریز لاہور مین
آئے تو وہ اعلیٰ ممبر اہالیان دربار مین مقرر ہوا سرکار انگریزی سے اُس نے
راجگی کا خطاب پایا ۳۰ ہزار روپے کی جاگیر مقرر ہوئے علاقہ سیالکوٹ
جاگیر مین ملا پہر تبادلہ ہو کر ضلع گُرداسپورہ مین علاقہ بٹالہ اُسکو جاگیر مین
دیا گیا دسمبر ۱۸۶۲ء کو راجہ تیجا سنگہ مرگیا اب راجہ ہرنبس سنگہ اُسکا لایق و
فایق جانشین اُسکی جائداد و جاگیر پر قابض ہے اور علاقہ شیخوپورہ ضلع
گوجرانوالہ مین اس راجہ کی جاگیر مین سرکار نے دیا ہے لاہور مین اس راجہ کا
قیام ہے شیخوپورہ مین اکثر اوقات رہنا ہوتا ہے امرائے پنڈتان کشمیری مہاراجہ
رنجیت سنگہ کے عہد مین صاحب توقیر و اقتدار و رکن رکین سلطنت تہے اب بہی
صاحب عزت و دولت و حکومت مین سب سے اول دیوان گنگارام پنڈت کشن داس
کا بیٹا جو پہلے راجہ گوالیار کا نوکر تہا حسب الطلب مہاراجہ رنجیت سنگہ لاہور مین آیا
مہاراجہ نے اُسکی بڑی خاطر کی اور دیوانی کا خطاب بخشا فوجی دفتر اُسکے حوالہ کیا

مدت العمر اُس نے نہایت عزت کے ساتہہ بسر کی اُسکے بعد دیوان اجودہیا پرشاد
اُسکا بیٹا فوج کا دیوان بنا اور تا انقراض سلطنت سکہی خدمات الیقہ انجام
دیتا رہا انگریزی عہد مین آنریری مجسٹریٹ بنا اور دیوان بیجنا تہہ اُسکے بیٹے
کو تحصیلداری کا عہدہ ملا اہی دیوان اجودہیا پرشاد زندہ تہا کہ دیوان
بیجنا تہہ ترقی پاکر اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر لاہور ہوا مگر جب اُسکی تبدیلی لاہور سے امرتسر
ہو گئی تو اُس نے کہا کہ میرا بیٹا مجہسے علیحدہ رہنے اور بیٹے سے استعفا دلوادیا۔
دیوان اجودہیا پرشاد ۱۸۷۰ء مین مر گیا۔ اپنے باپ کی وفات کے بعد
دیوان بیجنا تہہ آنریری اسسٹنٹ کمشنر لاہور مقرر ہوا اور کئی سال اس کام کو
انجام دیا آخر جوالاجی کے درشن کو گیا اور اُسی جگہ ہیضہ کی بیماری سے مر گیا
یہ شخص خوش مزاج خوش خلق نیک طینت صاحب مروت تہا اسکی حکومت
کیوقت اہلکار کچہری کے نہایت خوش وخورم تہے اب اُسکا فرزند دلبند دیوان
نربدر ناتہہ اپنے والد کی طرح نہایت خلیق ولیئق نوجوان موجود ہے + راجہ
دینا ناتہہ یہ بزرگ بہی خاندان اُمراے کشمیر کا چشم و چراغ تہا پہلے دہلی مین نوکر تہا
۱۸۱۵ء مین اسکو دیوان گنگارام نے لاہور بلایا دفتر مین ملازم کرایا رفتہ رفتہ افتدار
اسکا بڑہتا گیا ۱۸۲۶ء مین مہاراجہ نے اسکو دیوانی کا خطاب بخشا ملکی دفتر کا افسر
بنایا جاگیرین بخشین امارت کے درجہ تک پہونچایا اخیر سلطنت سکہی تک اسکو
دیوانی کا خطاب حاصل رہا سرکار انگریزی نے بکمال عنایت وبجلدوئی حسن خدمات
وخیر خواہی اسکو راجگی کا خطاب دیا کلانور کا علاقہ جاگیر مین بخشا آخر ۱۸۷۵ء
مین مر گیا اُسکے دو بیٹے ہوئے ایک دیوان امر ناتہہ اکبری تخلص جسکی جاگیر باپ سے
الگ تہی یہ شخص شاعر وصاحب علم تہا دیوان اکبری اسکی تصنیف کی ہوئی کتاب
موجود ہی اُسکا بیٹا رام ناتہہ تخلص اصغری اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ہے۔

دوسرا بیٹا راجہ دینا ناتہہ کا نرنجن ناتہہ ہی جو عالم و فاضل و شاعر ہی پنڈت دیوان شنکر ناتہہ کشمیری پنڈتون کے خاندان مین سے ایک نامور پُر دماغ روشن طبع صاحب مروت و خلیق امیر راجہ دینا ناتہہ کا بہنوئی تہا دربار لاہور سے خطاب دیوانی کا پایا سرکار انگریزی کیوقت سالہا سال آنریری مجسٹریٹ رہا اُسکا بیٹا پریم ناتہہ سالہا سال شرف عدالت ضلع لاہور رہا اب پنشن پاتا ہی دوسرا بیٹا شیو ناتہہ منتظر تخلص شاعر و لایق مہاراجہ جمون مین نوکر ہے - دیسی رؤسا مین سے دیوان رتن چند داڑہی والہ مہاراجہ رنجیت سنگہ کے دربار مین حضور نویس منشی تہا داڑہی والہ خطاب بہی اسکو مہاراجہ سے ملا تہا - پہلے اسکا باپ کرم چند مہاراجہ کی خدمت نوکر ہوا اُسکے چار بیٹے ہوئے ایک دیوان تارا چند جو ۱۸۵۸ء مین مرگیا دوم منگل سین جو ۱۸۶۴ء مین فوت ہوا سیوم دیوان رتن چند جس نے ۱۸۷۲ء مین وفات پائی -
چہارم لالہ ہرنا مداس جو زندہ و حیات ہی دیوان رتن چند کو عمارت کا بہت شوق تہا عالیشان حویلی شہر مین تعمیر کی سرا ے و تالاب و باغ و شوالہ بیرون دروازہ شاہ عالمی بنوائے اُسکی اولاد مین سے لالہ بہگوانداس و روپ چند و ہرکت رام تین فرزند نرینہ ہین اُنمین سے بہگوانداس افسر خاندان و آنریری مجسٹریٹ اپنے باپ کی جگہ ہی دیوان رتن چند کی توقیر سرکار انگریزی کیوقت بہت تہی آنریری مجسٹریٹ کا عہدہ اُسکو حاصل تہا بہگوانداس اُسکے بڑے بیٹے نے ایک عالیشان ٹہاکر دوارہ تالاب کے جنوبی کنارے پر بنوایا ہی جو لایق دید عمارت ہی خاندان بہائی صاحبان یہ خاندان مہاراجہ رنجیت سنگہ کیوقت سے معزز چلا آتا ہی مورث اعلے اسکا بہائی بلاقا سنگہ تہا جسنے گرو گوبند سنگہ کے ہاتہہ سے پاہُل لی اُسکے تین بیٹے تہے ایک بہائی بستی رام دوسرا بہائی سہبائی تیسرا بہائی مولک رام یہ تینو خدا پرست عابد و زاہد تہے پہر بستی رام کے دو بیٹے بہائی ہرنام و بہائی ہربہجر ا ہوئے پھر بہائی

ہرسہیراے کے تین بیٹے ایک بہائی کاہنہ سنگہ جو ۱۸۳۷ع مین مرگیا دوسرا بہائی رام سنگہ جو ۱۸۴۶ع مین فوت ہوا تیسرا گوبندرام جو ۱۸۴۵ع مرا بہائی کاہنہ سنگہ سے بہائی ندہان سنگہ و بہائی کیسر سنگہ و بہائی گنڈا سنگہ ہوئے بہائی ندہان سنگہ کا بیٹا بہائی مہیان سنگہ ہوا اور گنڈا سنگہ کے دو بیٹے بہائی تارا سنگہ و بہائی پرتاب سنگہ ہوئے بہائی رام سنگہ کا بیٹا بہائی جیربخیت سنگہ بہائی گوبندرام کے دو بیٹے بہائی ہرگوپال و بہائی نندگوپال ہوئے مہاراجہ رنجیت سنگہ اس خاندان کا ادب بدل وجان کرتا تہا بہائی رام سنگہ کا اقتدار یہان تک تہا کہ ہر ایک جنگ و انتظام کے موقعون مین وہ مہاراجہ کے ساتہہ رہتا تہا کنور نونہال سنگہ کے وقت بہی وہ مشیر اعظم سلطنت کا رہا جب نونہال سنگہ ۱۸۴۰ع مین مرگیا تو رانی چند کنور کا پورا حامی بہائی رام سنگہ بنا مہاراجہ شیر سنگہ کے وقت بہی اُسکی عزت بدستور رہی راجہ ہیرا سنگہ وزیر کے عہد مین بہی وہ مشیر سلطنت تہا جب انگریزون اور سرکار لاہور مین عہدنامہ ہوا تو اُس مین بہی بہائی رام سنگہ مشیر با تدبیر تہا اب بہی اس خاندان کی عزت سرکار انگریزی کرتی ہی اور لاہور کے علی رؤسا مین شمار ہوتی ہے

رہبیول سنگہ یہ ایک نامی رئیس گوجرانوالہ کا رہنے والا لاہور کے ذی عزت امراء مین سے تہا پہلے سردار ہری سنگہ نلوہ کے ہان ملازم رہا پہر راجہ تیجا سنگہ کے گہر کا مختار و مدار المہام بنا جب سرکار انگریزی کے صوابدید سے تیجا سنگہ کو راجگی کا خطاب ملا تو اسکو رے کا خطاب مرحمت ہوا جاگیر بہی ملی راجہ تیجا سنگہ کی وفات کے بعد راجہ ہربنس سنگہ کے سن بلوغ تک اسنے راجہ مرحوم کے گہر کا انتظام ایسی خوبی سے کیا کہ مورد تحسین و آفرین ہوا سرکار انگریزی نے بکمال قدردانی اسکو آنریری مجسٹریٹ لاہور بنایا اور اُس عہدہ کو اس نے بکمال دیانت و امانت سالہا سال انجام دیا جلسہ قیصری مین اسکو آنریری اسسٹنٹ کمشنر کا

عہدہ سرکار سے ملا آخر سال ۱۸۸۳ء ہی یعنی اسی سال مین مرگیا ✝
رے بہادر دیوان دہمل پشاوری خاندان سے ہے یہ رئیس نہایت خلیق کریم الطبع
صاحب صورت وسیرت لاہور مین رہتا ہی سرکار انگریزی کیوقت اعلے اعلے عہدون پر
مامور رہا تحصیلداری وغیرہ عمدہ عہدون کا کام اسنے بخوبی انجام دیا با آنریری
مجسٹریٹ لاہور ہی رے بہادر و دیوانی دو خطاب اسکو سرکار سے عنایت ہوئے ہین ✝
خاندان پنڈت مدسودن مورث اعلے اس خاندان کا پنڈت برج لال تہا جو ۱۸۳۳ء
مین مرگیا اسکا بیٹا پنڈت مدسودن ہوا جو ۱۸۶۳ء مین مرگیا اسکے چار بیٹے ہوئے
ایک رادہاکشن دوسرا بالکشن تیسرا ہرکشن چوتہا دیوبدت پرشاد پہلے پہل
مہاراجہ رنجیت سنگ کے دربار مین برج لال بلایا گیا جب وہ مرگیا تو پنڈت
مدسودن اپنے باپ کی جگہ پاٹ پوجا کرتا رہا چونکہ یہ شخص سنسکرت کے علم مین استاد
و یگانہ آفاق تہا روز بروز اسکی ترقی ہوتی گئی لاکہون روپیے اسکی معرفت
خیرات ہوکر برہمنون کو دیا جاتا تہا اسکا بیٹا پنڈت رادہاکشن راجہ ہیرا سنگہ کا
استاد ونیز مہاراجہ دلیپ سنگہ کو بہی تعلیم دی نو ہزار نوسو پینتیس ۹۹۳۵ روپیے کی جاگیر
پنڈت مدسودن کو واگزار تہی اور ایک گاؤن تلہ گوبر سنگہ نسلاً بعد نسلاً معاف تہا
پنڈت مدسودن کا اخیر عمر مین تینون بڑے بیٹون کے ساتہ تنازع رہا اسلیئے
کہ اس نے کل جائداد مع دوامی جاگیر کے دیوبدت پرشاد اپنے چہوٹے بیٹے
کو جو دوسری زوجہ سے تہا ہبہ کردی تہی ۔ رادہاکشن اسکا بیٹا خاندان کا
چراغ ہوا کہ تمام پنجاب مین علم مین بے مثل تہا سرکار انگریزی مین بہی اسکی توقیر
تہی اور چیف پنڈت کا خطاب حاصل تہا پنڈت رادہاکشن کا لڑکا پنڈت ... بہی کہتر
اپنے باپ کی طرح جامع اوصاف حمیدہ ہی اور سرکار سے عہدہ آنریری مجسٹریٹ
کا اسکو حاصل ہی کشودی لال اسکے گہر ایک بیٹا ہوا ۔ بالکشن کا موہن لال

اور موہن لال کے دو بیٹے سوہن لال اور رام لال ہوئے ہر کشن چند ۱۸۶۱ع مین
مر گیا امر ناتہہ اسکا بیٹا ہوا دیو یدت پرشاد کا بیٹا درگادت پرشاد ہے خاندان
بخشی بہگت رام - بخشی بہگت رام بساکہی رام کا بیٹا سرکار مہاراجہ رنجیت سنگہ
کے دربار مین تمام فوج پیادہ کا بخشی تہا اس دربار مین اسکو بڑا رتبہ حاصل تہا
اسکے ہین دان اور بخشش کا کچہہ اندازہ نہ تہا ہزارون روپیہ خیرات کیئے جاتے
تہے مگر آخر عمر مین اسکا کام برہم و درہم ہوگیا باعث یہ ہوا کہ ۱۸۴۷ع مین جب
جان لارنس قائممقام رزیڈنٹ لاہور مقرر ہوئے تو اُنہون نے اس سے
حساب طلب کیا اس نے حساب دینے مین بہت لیت و لعل کیا اسواسطے
جاگیر ضبط ہوئی اور عہدہ سے معطل ہوا جب حساب پیش ہوا تو پانچ لاکہہ
روپیہ باقی نکلا مگر اُس مین سے افسرون کے ذمہ بہت روپیہ تہا جسقدر
خاص اسکے ذمہ نکلا وہ ادا کیا گیا ابہی جاگیر واگزار نہین ہوئی تہی کہ
پنجاب کا ملک سرکار نے ضبط کر لیا ضبطی کے بعد سرکار انگریزی کی نسبت
اسکا کچہہ حق ثابت نہوا مگر چیف کمشنر صاحب نے بارہ سو روپیہ اسکی حین
حیات پنشن مقرر کردی آخر ۱۸۶۵ع مین مرگیا تو وہ پنشن بہی ضبط ہوگئی
اب لالہ جمعیت رائے اُسکا بیٹا موجود ہے مگر خانہ نشین و بیکار اس بزرگ کی
یادگار ایک عالیشان شوالہ لاہور مین موجود ہے جسکا ذکر تحریر ہوگا ۔

لاہور کے معزز دولتمندان اور ٹہیکہ دارون سے رائے میلا رام ہے سرکار انگریزی
عہد مین اس نے ٹہیکہ داری کے کام سے دولت و عزت حاصل کی رائے کا
خطاب سرکار سے لیا اس ٹہیکہ دار کے ہان بڑی تجارت لکڑی کی ہوتی ہے
لاکہون روپیہ کے ٹہیکے یہ ریلوے کے محکمہ سے لیتا ہے اور متفرق ٹہیکے بہی بہت
سے ہین چنانچہ ۱۸[illegible]ع مین اسنے پٹہان کوٹ کی ریلوے سڑک کا ٹہیکہ لیکر

لالہ جگو باتفاق کروسی صاحب کے لیا آدمی معتدل مزاج خوش طبع ہے +

لالہ نہال چند یہ شخص بہی ٹہیکہ داروں و دولتمندان شہر لاہور سے آدمی نیک طینت و نیک صورت ہی سنٹرل جیل لاہور کی ٹہیکہ داری اسکے تعلق ہے ہر ایک چیز اسکی معرفت جاتی ہے جیل کی عمارت کا ٹہیکہ بنگر بتی مولف کتاب ایسیلے پاس ہے +

مسلمان رؤسائے شہر لاہور

لاہور میں فی مانتا بڑا خاندان نواب علی رضا خان بن ہدایت خان بن علی خان بن نوروز علی خان کابلی قزلباش کا ہی یہ بزرگ خیرخواہ نمک حلال دوست سرکار انگریزی کا تہا جب انگریزی فوج شاہ شجاع کے ساتہہ ۱۸۳۹ء میں کابل میں پہنچی تو علی رضا خان رئیس کابل اعلے گماشتہ کمسریٹ کا مقرر ہوا اور خدمات شایستہ بجا لاتا رہا من بعد جب کابل میں مفسدہ ہوا اور انگریزی فوج محاصرے میں آگئی تو یہ فوج کو رسد اور کپڑا برابر پہنچاتا رہا جب میم صاحبات اور صاحب لوگ اسیر ہوئے تو علی رضا خان نے انکی آسایش کے سامان بہم پہنچائے محمد شاہ خان محافظ کو پانسو روپیہ ماہوار دینا کیا اسکے عملہ کو ہزاروں روپیے رشوت کے دیئے ایک ہندوستانی سپاہی کو غلام کی قید سے رہائی دلوائی جب انگریزی فوج دوبارہ کابل میں پہنچی اور محمد اکبر خان نے انگریزی قیدی ہزارہ میں بہیجدی تو انہی رئیسان ہزارہ کو روپیہ دیکر روکا کہ وہ قیدیوں کو کوہستان میں نہ لیجائیں اور صالح محمد خان محافظ کو بہت سا روپیہ دیکر اپنی طرف لیا تا کہ قیدی نکل آئے اور جنرل پالک صاحب کی فوج سے آملے پہر جب جنرل پالک صاحب فوج پر حملہ کرنے کو آگے بڑہا تو علی رضا خان کی سعی سے سرداران قزلباش کو ساتہہ ملالیا اور وہ محمد اکبر خان سے علیحدہ ہوگئے جب انگریز کابل سے واپس آئی تو علی رضا خان بہی وطن چہوڑکر

ہندوستان کو چلا آیا تین لاکھہ روپیہ کی جائداد اسکی جو کابل مین تہی امیر کابل نے
ضبط کرلی مکانات گرادیئے پہر جب مابین سکہان و سرکار انگریزی کے جنگ ہوا
تو یہ اپنے بہائیون اور ساٹہہ سوارون کے ساتہہ انگریزی فوج کے ساتہہ ہوکر
ہر ایک لڑائی مین داد شجاعت دیتا رہا سنہ ۱۸۴۶ع مین یہ لارنس صاحب بہادر
کے ساتہہ کانگڑہ اور کشمیر کے مفسدہ مین دشمنون سے لڑتا رہا سنہ ۱۸۴۸ع و
سنہ ۱۸۴۹ع کے مفسدہ مین اسنے اپنے خواہرزادے شیر محمد خان کو سو سوار کے
ساتہہ انگریزی فوج کے ساتہہ کردیا سنہ ۱۸۵۷ع کے مفسدہ مین اسنے ایک رسالہ
سوارون کا زیر حکم محمد رضا خان و تقی خان کی سرکار کو دیا اس رسالہ کی بہرتی
مین اس نے سرکار سے روپیہ نمانگا اپنی گرہ سے خرچ کرکے یہ خدمت ادا کی
اُس رسالہ نے دہلی وغیرہ شہرون کی جنگون مین بڑی بڑی خدمتین کین -
غرض کہ بعوض ان خدمات کے روز افزون عنایت سرکار کی اسکے حال پر
ہوئی کابل سے آنے کے وقت آٹہہ سو روپیہ ماہوار اسکو پنشن ملتی تہی مفسدہ
سنہ ۱۸۵۷ع کے بعد ۷۴ دیہات کی تعلقہ داری بہرایچ ملک اودہ مین اسکو ملی
دو ہزار روپیہ نقد پنشن قرار پائی عہدہ آنریری مجسٹریٹی لاہور کا ملا سنہ ۱۸۶۲ع
مین نوابی کا خطاب مرحمت ہوا آخر جون سنہ ۱۸۶۵ع مین فوت ہوا نعش
اسکی کربلا معلے بہیجی گئی علی رضا خان کے پیچہے تین لایق کار فرزند ہین ایک
نوازش علی خان دوم ناصر علیخان سیوم نثار علی خان ہے - نوازش علی خان
ہمراہ جارج لارنس صاحب کے اسوقت تہا جب سردار چتر سنگہ اٹاری والے نے
مفسدہ برپا کیا بہت سا اسباب اور مکان اسکا جو پشاور مین تہا بسبب رفاقت
انگریزون کی ضایع ہوا باپ کے مرنے کے بعد وہ قایمقام باپ کا مانا گیا نوابی
کا خطاب بدستور رہا آنریری مجسٹریٹ لاہور کا قرار پایا - دوسرے بیٹے ناصر علیخان

کو اکسٹرا اسسٹنٹی کا عہدہ ملا - نثار علی خان املاک کے انتظام و اہتمام کے لئے بہرائچ مین انریری اسسٹنٹ کمشنری سے ممتاز ہوکر مقرر ہوا افسوس کہ وہ جوان مر گیا رکہہ کہمبہ واقع ضلع لاہور نقد پنشن کی عوض مین اس خاندان کو دوام کے لئے سرکار سے عطا ہوئی ملکیت بہی ملی جمع سرکار بہی معاف ہوئی اور لکہا گیا کہ بالفعل اس جائداد کا قابض نواب نوازش علی خان رہے اسکے بعد ناصر علی خان اسکے بعد جو لایق ہوگا قابض و سرپرست مقرر ہوگا پرورش کل خاندان کی اسکے ذمہ ہوگی چنانچہ نوازش علی خان نے اس رکہہ کو بخوبی آباد کیا ہی بہت سے گاؤن بسائے ہین عالیشان کوٹہیان مسجد مین امام باڑے بنوائے ہین زمینداروں کو نہایت آسودہ رکہا ہوا ہی نواب نوازش علی خان دو بار حج کو گیا کربلا معلے کی زیارت کی اس کار خیر مین بہت سا روپیہ صرف کیا ۞ یہ خاندان شیعہ مذہب ہے عشرہ محرم مین دس روز تک انکے ہان تعزیہ داری ہوتی ہی شب و روز تکلف کہانے تقسیم ہوتے ہین سنی شیعہ مذہب والون کو برابر تقسیم ہوتا ہے ۞ ساتوین محرم کو مہندی کے دن جو لوگ علم نکالتے ہین سب اسکے گہر پہ جاتے ہین فی کس ایک روپیہ سے دس روپیہ تک یہ رئیس نذر دیتا ہی غرض ہر ایک برس دس ہزار روپیہ سے کم روپیہ اسکا خرچ نہین ہوتا ۞ دوسرا خاندان فقیر صاحبان یہ خاندان بہی مہاراجہ رنجیت سنگہ کے عہد سے معزز و مکرم چلا آتا ہی تینون بہائی فقیر عزیز الدین و نور الدین و امام الدین مہاراجہ رنجیت سنگہ کے دربار مین رکن رکین تہے اقتدار حد سے زیادہ تہا انکے گہر شفاخانہ و مدرسہ جاری تہا اور لوگ مفت تعلیم پاتے تہے مورث اعلے انکا غلام شاہ تہا اسکا بیٹا غلام محی الدین اسکے تین بیٹے ایک عزیز الدین جو ۱۲۸۵ھ مین مر گیا ۔ دوسرا امام الدین جو

۱۸۴۲ء مین فوت ہوا۔ تیسرا نورالدین جو ۱۸۵۲ء مین وفات پا گیا عزیزالدین
کے چھہ بیٹے۔ نادرالدین۔ فضل الدین۔ شاہ دین۔ چراغ دین۔ جمال الدین
سابق اکسٹرا اسسٹنٹ حال پنشنخوار و سب رجسٹرار۔ و رکن الدین۔ ان مین سے
چراغ دین صاحب اولاد ہوا جسکے پانچ بیٹے تھے سراج الدین۔ شہسوار دین۔
شہ نواز دین۔ نجیب الدین۔ حسین الدین۔ سراج الدین اُنمین سے صاحب اولاد تھا اور
فیروز الدین اور سلطان الدین اُسکے بیٹے تھے سراج الدین ریاست بہاولپور مین وزیر اعظم
ہوا اور وہان ہی قتل ہوا۔ فقیر امام الدین کی اولاد مین سے تاج الدین اور تاج الدین سے معراج الدین
اور اُس سے جمیل الدین ہوئے۔ فقیر نورالدین کے چار بیٹے ہوئے ایک ظہورالدین
جسکا بیٹا نوبہار دین جوان فوت ہوا یہ شخص پہلے تحصیلدار تہا پہر اکسٹرا اسسٹنٹ
کمشنر ہوا اب پنشندار ہے دوسرا شمس الدین انگریزی عملداری مین پہلے یہ
تحصیلدار ہوا پہر اُسنے نوکری چھوڑ دی اور پنشن پہ گذارہ کرتا رہا اور آنریری
مجسٹریٹی لاہور کا عہدہ بکمال ایمانداری انجام دیا یہ شخص صاحب مروت
و خلیق ایسا تہا کہ تمام شہر کے ہندو مسلمان اُس کے اخلاق حمیدہ و اوصاف
پسندیدہ کے ثناخوان تھے یہ شخص ۱۸۷۲ء مین مرگیا اور تین بیٹے چہوڑے
ایک برہان الدین اکسٹرا اسسٹنٹ دوم زین العابدین پلیڈر سیوم شہاب الدین
یہ تینون اپنے باپ کی طرح خلیق و ملیح آدمی ہین تیسرا بیٹا نورالدین کا قمرالدین
آنریری مجسٹریٹ یہ شخص بھی فقیر شمس الدین کی طرح نہایت نیک اور خلیق ہے
اسکا بیٹا مظفرالدین و جلال الدین ہوئے۔ چوتھا حفیظ الدین تحصیلدار جسکا بیٹا
اقبال الدین ہے۔ **تیسرا خاندان** نواب شیخ امام الدین کا اس خاندان
کی عزت سکہی دربار مین بہت تہی علاقہ دوابہ بست جالندہر انکی نظامت و
حکومت مین تھا مورث اعلے انکا شیخ اجلا تھا اُسکے بیٹے شیخ غلام محی الدین

نے امارت کا رتبہ پایا چو چند سال صوبہ کشمیر رہا اُس کے دو بیٹے ہوئے ایک
شیخ امام الدین جو بعد وفات باپ کے کشمیر کا صوبہ مقرر ہوا اور تا انقراض
سلطنت صوبہ رہا سرکار انگریزی نے اسکو نوابی خطاب بخشا سنہ ۱۸۵۹ء میں
فوت ہوا اُسکا بیٹا نواب غلام محبوب سبحانی موجود ہے جو آدمی لائق اور شاعر ہے
دوسرا بیٹا شیخ غلام محی الدین کا شیخ فیروز الدین خلیق و خوشخو سخن سنج صاحب
مروت تھا اُس نے ریاست بہاولپور میں وزارت کا عہدہ پایا۔ آخر بیمار
ہو کر مر گیا اسکا بیٹا شیخ نصیر الدین منصفی کے عہدہ پر سرفراز ہے چوتھا خاندان

نوابان ملتانی ۔ یہ خاندان قدیم سے ذی عزت چلا آتا ہے پہلے زمانہ
میں اس خاندان کے بزرگ شہر قندہار کے حاکم تھے شاہ ہند و شاہ ایران سے
ساتھ انکا دوستانہ برتاؤ تھا شاہ ہند انکو مرزبانان قندہار اور شاہ ایران سلطانان
قندہار لکھا کرتے تھے شاہ جہان بادشاہ کے عہد میں اقتدار انکا دربار سلطنت
ہند میں بہت تھا جب نواب علی مردان خان نے قندہار کا قلعہ شاہ جہان
کے حوالے کر دیا تو بادشاہ نے صوبہ ملتان ان کی حکومت میں دیا تب
سے یہ فرمان فرمائے ملتان قرار پائے چنانچہ نواب زاہد خان و عابد خان
وغیرہ اپنے وقت میں مستقل حاکم ملتان کے ہوئے انہیں سے نواب شجاع خان
ایک مشہور بزرگ اس خاندان کا ہے جسنے قصبہ شجاع آباد آباد کیا اُس کی
وفات کے بعد نواب مظفر خان جانشین ہوا بڑا امیر کمال بہادر منصف انصاف
پسند عابد و رحیم و کریم تھا خدا پرستی و عبادت میں شب و روز سرگرم رہتا
بڑے اجتماع کے ساتھ حج کرنے کو ایسے وقت میں گیا کہ ہندوستان سے
کسیکا پہنچنا وہاں ممکن نہ تھا لاکھوں روپے اُسنے حج کے کام میں صرف کئے
اسی کے وقت مہاراجہ رنجیت سنگھ نے پے در پے حملے ملتان پر کئے اور ہر ایک حملے میں

لاکہون روپیے نواب سے لیتا رہا اخیر حملے مین جب نواب تنگ آگیا تو شہادت کا
جامہ پہن کر مقابل ہوا بہت سے سکہون کو تہہ تیغ کر کے خود بہی مع پانچ فرزندان
دلبند کے شہید ہوا اس بزرگ کے آٹھ بیٹے تہے۔سرفراز خان۔ ذوالفقار خان۔
شہنواز خان۔ممتاز خان۔حق نواز خان۔شہباز خان۔ میرباز خان۔
اعزاز خان انمین پانچ نے تو والد بزرگوار کے ساتہہ شہادت پائی اور آخرت
کے سفر مین باپ کے پارکاب رہے۔سرفراز خان و ذوالفقار خان و میرباز خان
زندہ رہے انمین سے سرفراز خان و ذوالفقار خان تو لاہور مین آکر قیام پذیر ہوئے
اور میرباز خان بہاولپور کو چلا گیا نواب سرفراز خان بکمال اعزاز و اکرام لاہور
مین قیام پذیر رہا یہ شخص نہایت نیک طینت و سخی و صاحب علم و فضل تھا۔
فارسی شعر نہایت عمدہ کہتا تہا اسکے فرزندان دلبند فیروز الدین خان و احمد علیخان
و اکبر علی خان و شاہ ولی خان ہوئے پہر فیروز الدین خان کا بیٹا قاسم علیخان
و ہاشم علیخان و صادق علی خان و شمشیر علیخان ہوئے پہر قاسم علیخان کا بیٹا
اعظم علی خان اور صادق علی خان کا بیٹا برکت علیخان۔ نواب ذوالفقار خان
کے بیٹے عبدالخالق خان و جہانگیر خان و محمد خان و گلزار خان و احمد یار خان
و حیدر خان و محبوب خان ہوئے احمد یار خان کے بیٹے محمد اکبر خان و
عنایت اللہ خان ہین۔ نواب عبدالمجید خان بن شہنواز خان خوردسالی کی عمر
مین لاہور مین آیا سایہ عاطفت الٰہی مین پرورش پائی علوم عربی و فارسی
وطب مین تحصیل کے مدارج پر پہنچا تمام خاندان سے بڑہ کے عزت حاصل کی اس
بزرگ کو اب تمام خاندان کا چراغ کہا جائے تو بجا ہے حکام وقت اسکا کمال لحاظ و
ادب کرتے ہین عہدہ آنریری مجسٹریٹی و آنریری اسسٹنٹ مع اختیار مجسٹریٹی اسکو حاصل
ہے آدمی نہایت لایق و ذی عزت و مخیر و فیض بخش خوش مزاج سبکو زندہ دل نیک صورت

نیک سیرت ہی امرا و غربا سے اسکا برتاؤ دوستانہ ہی طبابت کا بازار گرم بیمارون
کا ہجوم شب و روز دروازے پر رہتا ہی صدہا روپے کی ادویات انگریزی و دیسی
بیمارون کو اپنے پاس سے تقسیم کرتا ہی عمارت کا شوق بہی اس بزرگ کو بہت ہے
بہت سی مسجدین اسنے لاہور مین بنوائین اور مرمت کین جس سے کمال نیک نام ہے
میر باز خان کی اولاد اب تک بہاولپور مین قیام پذیر ہی - یہ خاندان موجودہ لاہور
سرکار انگریزی سے پنشن پاتا ہی +

میان محمد سلطان ٹہیکہ دار اس شخص نے سرکار انگریزی کے عہد مین ٹہیکہ داری
کے ذریعہ سے دولت حاصل کی سکہون کیوقت صابون بناتا تہا انگریزی عہد مین
اس نے لاکہون روپیہ کمایا اگرچہ ناخواندہ و امی محض تہا مگر بخت یاور تہی سرکاری
بڑی بڑی مکانات و عالیشان عمارات و چہاونیان بنوائین اپنی خاص عمارتین بہی
تعمیر کین ایک عمدہ و عالیشان سرا ے و بازار اپنی یادگار چہوڑ گیا اخیر عمر مین بسبب
کثرت خرچ و کمی آمد و غبن و خیانت اہلکاران خائن و غابن کے تمام کارخانہ اسکا
بگڑ گیا تمام جائداد کئی لاکہہ روپے کو مہاراجہ جمون کے پاس رہن ہو گئی کل قرضخواہون
کو روپیہ مہاراجہ سے دلوایا گیا اور پانسو روپے ماہوار جائداد کی آمدنی مین سے اسکے
گزارہ کے لئے مہاراجہ نے دینا منظور کیا اب آٹھہ برس گزرے ہین کہ محمد سلطان مر گیا
صلبی بیٹا اسکا یا اور کوئی منتظم موجود نہ تہا اس سبب سے خاندان برباد ہو گیا +

میان کریم بخش ٹہیکہ دار یہ شخص بہی لاہور کے مسلمان دولتمندون سے ممتاز ہے
یہ دو بہائی ہی ایک رحیم بخش دوم کریم بخش اب رحیم بخش فوت ہو گیا ہی عبد الصمد اسکا
بیٹا ٹہیکہ داری کرتا ہی اور کریم بخش بہی ٹہیکہ کا کام انجام دیتا ہی آدمی متحمل و
مخیر ہے چند سال ہوئے کہ کشمیر مین قحط پڑ گیا ہزارہا قحط زدہ کشمیری پنجاب مین
آئے لاہور خاص مین صدہا کشمیری بحالت زار آ موجود ہوئے اس نے ہم قومی و

ہموطنی کے سبب سے اُنپر رحم کیا اُنکے رہنے کے لئے مکان دیا کہانے کا بندوبست بہی کیا کپڑے تقسیم کیے جس سے اکثر کشمیریون کی جان بچگئی سرکار انگریزی اس عمل سے اُنپر خوش ہوئی تحسین وآفرین کی سند بخشی دربار مین کرسی نشین کیا یہ شخص اکثر ٹہیکے محکمہ تعمیر سرکاری مین جو ماتحت مولف کتاب ہذا ہی پاتا ہی اور بخوبی انجام دیتا ہی ✤

دوسرا حصہ اس تذکرے مین کہ بعہد سلطنت چغتائی جب لاہور کی آبادی کی ترقی قدیمہ حصار کے باہر ہوئی تو کس سمت کو ہوئی اور اُس آبادی مین مشہور محلے کون کون تھے اور کس کس شخص نے انکو آباد کیا تہا اب بہی کوئی نشان اُنکا باقی ہے یا نہین ✤✤

واضح ہو کہ بیرونی آبادی لاہور کی شاہ ہمایون کے عہد سے شروع ہوئی اور رفتہ رفتہ بسمت جنوب وجنوب مشرق وشرق شہر آباد ہوتا چلا گیا یہانتک کہ اصل شہر سے دوچند شہر باہر آباد ہو گیا سب سے پہلے لنگر خان بلوچ لنگاہی ملتانی سلطنت کا مدار المہام جسکی خیر خواہی ودولت سگالی سے ہمایون نے ملتان پر قبضہ پایا تہا لاہور مین آیا بادشاہ نے اُسکو جاگیر دی اور لاہور کے رہنے کی اجازت بخشی اُسکی خدمات شہزادہ کامران اپنے بہائی کے جسکی جاگیر مین پنجاب کا علاقہ تہا متعلق کردی اُس نے باجازت شاہی لاہور کے باہر بسمت جنوب ایک الگ محلہ آباد کر لیا اور اپنی سکونت اُسی جگہ پر اختیار کی یہ محلہ حال کی آبادی موضع مزنگ سے بگوشہ شمال مغرب آباد تہا گذر لنگر خان اُسکا نام تہا اس محلہ مین بڑی حویلیان اور مکانات پختہ لنگر خان اور اُسکی اولاد نے بنوائے تہے اور صدہا سال اسپر قابض ومتصرف رہے اخیر سلطنت چغتائی تک یہ محلہ آباد رہا جب سلطنت چغتائی جاتی رہی تو سکہی اور درانیون کی غارتگری سے یہ محلہ اُجڑ گیا اُسکی آبادیون مین سے اب کسی کا نام ونشان نہین ہے مہاراجہ رنجیت سنگہ کیوقت کشمیری خشت فروش نے اُن دیوارون کو بیخ وبنیاد سے نکال لیا

اب صاحبان عالیشان کی کوٹہیان یہی ہوئی ہین ۔ از گردش دوزمان گاہے چنین گاہے چنان ۔ از انقلاب آسمان گاہے چنین گاہے چنان ۔

محلہ پیر عزیز مزنگ المشہور موضع مزنگ

یہ آبادی بہی ایک محلہ محلہ ہای بیرونی شہر لاہور سے تہی جسکو ایک بزرگ پیر عزیز مزنگ نے کابل سے آکر آباد کیا تہا مزنگ ایک گوت مغلون کی قوم مین سے ہے مدت العمر خود بہی وہ اسمین آباد رہا من بعد اُسکی اولاد قابض ہوئی اسلامی سلطنت کے انقراض کے وقت اس محلے کے مغل بکمال استقلال یہان مقیم رہے غارت گرون کے ہاتہہ سے کبہی بخوشامد ومنت کبہی برشوت کبہی بزور شجاعت بچتے رہے جب لنگر خان کا محلہ جو اسکی دیوار بدیوار آباد تہا اُجڑ گیا تو قوم بلوچ بہی وہان سے اُٹھ کر اسی محلے مین آرہے اور دونو قومون نے ملکر اس جگہ کو غارت گرون کے حملون سے بچائی رکہا اور یہ بستی دو فریق مین مشترک ہوگئی پہر جب چالیسی قحط مین لوگ تنگ آکر یہان سے بہاگ گئے اور مکانات بہت سے خالی ہوگئے تو اراینی لوگ متفرق مواضعات سے اُٹہہ کر یہان آگئے اور یہ بستی تین اقوام مین مشترک ہوئی آخر قوم مغل کا صرف اسقدر اقتدار رہگیا کہ کوئی کاغذ بیعنامہ یا گرونامہ اُنکی مُہر و دستخط کے بغیر جائز گنا نہ جاتا تہا مہاراجہ رنجیت سنگہ کے وقت اس گاؤن مین بلوچون کی قوم کا غلبہ ہوگیا مغل اور ارائین محکوم رہے بلوچون مین سے اچہے اچہے ذی عزت لوگ مثل عزت خان و نوے خان و بہادر خان و شہادت خان و دریام خان و قاسم خان وغیرہ پیدا ہوئے جو سکہی سرکار مین ملازم تہے عبد اللہ شاہ نام ایک بلوچ ایسا صاحب باطن فقیر ہوا جسکے لاہور کے علما و فضلا مرید تہے اخیر سلطنت سکہی و ابتدائی سلطنت انگریزی مین سردار خان بلوچ ایسا ذی رعب صاحب حکومت اس گاؤن مین ہوا جسکی اطاعت مین تمام بستی تہی اُسکی یادگار ایک پختہ مسجد اب تک موجود ہے وہ مرگیا تو بلوچ کی قوم مین سے

کوئی صاحب اقبال نرہا ارائین زبردست ہوگئے اب بلوچون مین سے صرف ایک
لمبردار ہی اور سب لمبردار ارائین مین اعلے لمبردار بھی شادی ارائین ہی یہ بستی اب
بہت بستیون مین منقسم ہی خاص منڈنگ کی بستی بھی پہلے سے زیادہ ہوگئی ہی۔ دوم
بستی کوٹ عبداللہ شاہ اسکو سید عبداللہ شاہ بلوچ نے آباد کیا تہا پختہ فصیل اور پختہ
اسکے مکانات ہین سیوم قاضی مہر بادو یہ بستی مراد بخش المشہور بادو ارائین نے
آباد کی تہی جسکا بیٹا نظام الدین ذیلدار موجود ہی چہارم قلعہ مہرا یہ بستی اگرچہ ارائیون
نے ملکر آباد کی تہی مگر سب سے پہلے مہرا نام ایک شخص کہان سے آکر آباد ہوا تہا اسلیئے
یہ بستی اسکے نام سے مشہور ہوگئی پنجم تاج پورہ اسکو ایک شخص مسمی تاج نے آباد کیا
تہا جو فقیر تہا اور اسکی قبر بستی کے اندر ہی ششم شہر بستی قوم ارائین گوت
ڈہرت سو سوم ہے اور انہون نے ملکر اسکو آباد کیا تہا۔ ہفتم ہوندہ پورہ یہ
بستی انگریزون کیوقت آباد ہوئی ہی جو خاص موضع سے جنوب مشرق کے گوشے پر ہے
جو مسمی کما المشہور ہوندہ کے نام سے آباد ہی اور سب سے پہلے وہی اس جگہ آکر آباد ہوا
اسواسطے یہ بستی اُسکے نام سے مشہور ہوگئی اس موضع مین اچھے اچھے علماء و شعرا
ہوگزرے ہین کسی وقت مین سراج الدین نام ایک بزرگ و فاضل و عابد تہے دوسرے
عبداللہ شاہ قادری تیسرے مفتی غلام محمد جو بلوچون کی مسجد کے امام تہے و طبابت کا کام
کرتے تہے اکثر بیمار اُنکے معالجہ سے اچہے ہوجاتے چہارم میان ساون شاعر یہ شاعر
قوم کا بلوچ تہا اُسکے پنجابی اشعار ابتک مشہور ہین پنجم میان فرید شاعر جو پنجاب کے
شعرا مین سے اُستاد شمار ہوتا ہی اسی موضع کا رہنے والا ہی ششم مفتی غلام سرور
جو مصنف و شاعر تمام زمانہ مین مشہور ہے اسی موضع کے رہنے والون مین سے
ہے اب تک اٹہارہ کتابین نظم و نثر لکہہ چکا ہے مثل خزینۃ الاصفیا و گنجینہ
سروری وغیرہ ✤

محلہ موج دریا بخاری

یہ محلہ لنگر خان کے محلے سے بہت قریب ایک نامی گرامی محلہ تہا بیبوی وڈھی کا محلہ بہی اسکو کہتے تہے اور بڑی بی بی بانی محلہ کی زوجہ کا خطاب تہا اس مقام پر سب سے پہلے سید میران شاہ بخاری جسکو موج دریا بہی کہتے تہے اکبر بادشاہ کے عہد مین آکر اباد ہوا یہ شخص ایک بزرگ صاحب کرامت عابد زاہد تہا بادشاہ نے بکمال ارادت دو لاکہہ روپے کی جاگیر درویشان خانقاہ کے خرچ کے لیئے نذر دیئے ہوئے تہے اور اس جاگیر مین قصبہ بٹالہ واگزار تہا جب اُسکا قیام اس مقام پر ہوا تو بڑا محلہ آباد ہوگیا اخیر سلطنت چغتائی تک آباد رہا آخیر سکہون کی غارت اور احمد شاہی حملون کیوقت اُجڑ گیا بانی محلہ سید موج دریا کا مقبرہ اب تک ہان موجود ہے اور اولاد اس بزرگ کی کچہہ تو لاہور مین رہتی ہے اور کچہہ قصبہ بٹالہ مین قیام پذیر ہے اس محلے کے وسط مین اب کوٹہی مکلوڈ صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر بہادر سابق بنی ہوئی ہے اور کچہہ زمین سڑکون مین آگئی ہے ٭

محلہ سید چراغ شاہ گیلانی

یہ محلہ سید موج دریا بخاری کے محلے کے شرق کی سمت کو آباد تہا سادات گیلانی اسمین سکونت رکہتی تہی شاہ جہانگیر کیوقت آباد ہوا اور مدت مدید آباد رہا آخر بتے خطائی و بدعملی کیوقت غارتگرون نے اسکو ویران کردیا سید چراغ شاہ کا مقبرہ و مسجد پختہ اب تک موجود ہے مسجد تو سرکاری قبضہ مین ہے اور صاحب اکونٹنٹ جنرل کا دفتر وہان رہتا ہے اور مقبرہ صاحب مقبرہ کی اولاد کا قبضہ ہے یہ محلہ اُس موقع پر آباد تہا جس جگہ اب محکمہ چیف کورٹ کی عمارت بننی شروع ہوئی ہے ٭

محلہ دولا واڑی

یہ محلہ بہی لاہور کے نامی گرامی محلون مین سے ہے جسمی دولا زمیندار گوت واڑی

نے اسکو آباد کیا تہا سید عبد الرزاق مکی جو ایک بزرگ سید موج دریا بخاری کے
خلیفون مین سے تہا سب سے اول یہان آکر سکونت پذیر ہوا اور رونق آبادی کی
بڑہ گئی اخیر سلطنت چغتائی تک اسکی آبادی بڑے اوج پر رہی اس سبب سے کہ
خانقاہ شاہ عبد الرزاق مکی مین کوئی نہ کوئی بزرگ ایسا قیام پذیر رہتا جس سے
تمام زمانہ کو فیض پہنچتا تہا بدعملی کیوقت بہی یہ محلہ غارت سے بچا رہا کہ ایک بزرگ
حاجی محمد سعید نام اسمین رہتا تہا سکہ بہی اُسکا لحاظ کرتے تہے جب احمد شاہ درانی
بعد فتح پنجاب لاہور آیا تو حاجی محمد سعید کی زیارت کو حاضر ہوا اور شاہی پہرہ محلہ
مین پہرہ بٹھنے مقرر کردیا کہ کوئی غارتگر محلہ پر دست انداز نہو آخر جب حاجی محمد سعید
مر گیا تو گوجر سنگہ کی مثل نے اس محلہ کو لوٹ کر بے چراغ کر دیا اُسوقت کی عمارات مین سے
ایک تو روضہ پختہ سید عبد الرزاق مکی کا موجود ہے جسکو بازار انارکلی مین نیلہ گنبد
کہتے ہین اور ایک پختہ مسجد جو سید عبد الرزاق کے احاطہ کے اندر تہی مہاراجہ رنجیت سنگہ
کے وقت مقبرہ اور مسجد مذکور مین بارود بہری رہتی تہی اور مسجد کے صحن مین لوہار
آہنی گولی بناتے تہے انگریزون کیوقت مقبرہ و مسجد خالی ہوا اور مسکوٹ بنایا گیا چند
سال صاحبان انگریز اسمین کہانا کہاتے رہے جب انارکلی سے چہاونی فوج کی میان میر
چلے گئے تو مسجد و مقبرہ منشی نجم الدین ٹہیکہ دار گوشت نے سرکار سے لے لیا مسجد کو
اُس نے از سر نو درست کرکے آباد کردیا مقبرہ مین بہی قبر بنادی گئی تیسرا احاطہ مزار
حاجی محمد سعید تک موجود ہے جسمین حاجی ممدوح کی قبر ہے یہ احاطہ بہت بڑا
ہے اور دروازہ آمد و رفت مغرب کی سمت کو ؀

شاہ شرف کا محلہ

یہ محلہ بہاٹی دروازے کے باہر آباد تہا بہاٹی دروازے سے لیکر ضلع لاہور کی کچہری
وغیرہ تک اسکی آبادی تہی شاہ شرف جو ایک عالم و عامل شخص تہا اور ہزارون

لوگ اُسکے مرید تھے اس محلہ کا بانی تھا اُسکی زندگی مین اس محلہ کی آبادی نہایت
اوج پر رہی ایک عالیشان مسجد اُس نے بنوائی اور مقبرہ پختہ بہی اپنی زندگی مین بنوایا
آخر غارتگرون کی بار بار غارت گری سے یہ اُجڑ گیا مگر مقبرہ و مسجد کی عمارت بدستور
قایم رہی جب مہاراجہ رنجیت سنگہ کی سلطنت کا وقت آیا اور شہر کے گرد گرد پختہ
خندق بننے لگی اور دوہرے دروازے بنوائے گئے تو ضرورت ہوئی کہ بہاٹی دروازہ
کے باہر کے دروازے کے آگے کہلا ہوا میدان ہو اسلیئے وہ سنگین مسجد اور مقبرہ
دونو گروا دیئے گئے بڑی مشکل سے یہ عمارت گری اور شاہ شرف کی لاش کا صندوق
نکلواکر فقیر عزیزالدین کی معرفت احاطہ مزار حاجی محمد سعید مین بمقام دولا واڑی دفنایا
گیا اور مہاراجہ کے حکم سے چہوٹا سا چبوترہ پختہ اُسپر بنا دیا گیا جو اب تک ہے جو ڈ
اُس مسجد و مقبر کی پختہ بنیادین اب بہی بہاٹی دروازے کے باہر کے میدان مین نظر آتی ہین +

لاکھی محلہ

یہ ایک مشہور و معروف محلہ لاہور کے بیرونی محلون مین سے تہا آبادی اسکی نہایت
بارونق تہی لاکہون روپے کی عمارت کی حویلیان بڑے بڑے ساہوکارون و مالدارون
کی اُسمین تہین اس سبب سے لکہی محلہ کہلاتا تہا یہ محلہ اس موقع پر آباد تہا جہان اب
کوٹھی کرنیل ہال صاحب ڈپٹی کمشنر سابق لاہور اور وہ میدان ہے جہان ایک گرجا
بن رہا ہے انقلاب سلطنت کیوقت جب غارت کا بازار گرم ہوا تو اس محلہ کے
لوگ کچھہ تو بسمت جمون بہاگ گئے اور کچھہ لاہور کے حصار کے اندر جا رہے اور جو
موجود رہے اُنکو لیٹرون نے سب سے اول غارت کیا مہاراجہ رنجیت سنگہ کیوقت جب
خشت فروشون نے اسکے کہنڈرون کی بنیادون کو کہودا تو اکثر دفینے نکلے بہت دوم
کہار جو جمعدار خوشحال سنگہ کا ایک بلکار تہا اور موضع مزنگ اچہرہ اسکے ٹہیکہ
مین تہا اُس نے اس جگہ اپنا باغ بنوایا اور زمین صاف کرائی تو اُسکو محمد شاہی

روپے کا بھرا ہوا ایک دیگچہ ملا تھا انگریزی جب عملداری ہوئی تو مسمی حاکم ہمت کے پوتے نے وہ باغ محمد سلطان ٹھیکہ دار کے پاس فروخت کر دیا محمد سلطان نے اُسی جگہ کوٹھی بنوائی جو اب ہال صاحب کی کوٹھی مشہور ہے *

درگاہی شاہ کا محلہ

یہ محلہ بھی لاہور کی بیرونی آبادی میں لکھی محلہ سے بسمت شرق بفاصلہ ایک بازار کے آباد تھا اب اُسکا کوئی نشان باقی نہیں صرف ایک مزار شاہ درگاہی کا باقی ہے جو سر راہ بجانب شرق واقع ہے یہ شاہ درگاہی قادریہ سلسلہ کا ایک فقیر عابد و زاہد تھا اسکی خانقاہ کے احاطہ کے اندر ایک چاہ تھا چونکہ اکثر اہل حاجت اس بزرگ کے پاس حاضر ہوتے تھے ایک روز ایک عورت اپنے خورد سال بچہ کو لیکر درگاہی شاہ کے پاس آئی اور عرض کی کہ اسکو پانی والنے کی بیماری ہے یعنی بدن پر ایسی پھنسیاں نکلی ہوئی ہیں جنمیں سفید پانی بھرا ہوا ہے درگاہی شاہ نے فرمایا کہ اسکو ہمارے چاہ کے پانی سے غسل دیدو اچھا ہو جائیگا چنانچہ غسل دینے سے وہ اچھا ہو گیا اب بھی وہ چاہ مزار سے بجانب جنوب موجود ہے اور اتوار کے روز ہندو و مسلمان لوگ اپنے بچوں کو جنکو پانی والنے کی بیماری ہوتی ہے چاہ پر لیجا کر نہلاتے ہیں ہر ایک شخص چار روٹیاں میٹھی اور چار نمکین اپنے ہمراہ لیجاتا ہے بعد غسل کے وہ روٹیاں زمیندار چاہ کا مع ایک پیسہ چراغی کے لے لیتا ہے یہ تاثیر چاہ کے پانی میں اب بھی باقی ہے جو اُس بزرگ کی کرامات و بزرگی میں داخل ہے *

شاہ بدر کا محلہ

یہ محلہ سادات گیلانی کا شاہ درگاہی کے محلے سے بسمت دکھن آباد تھا شاہ بدرالدین گیلانی نے جو ایک عابد زاہد و صاحب کرامت تھا اسکو آباد کیا اور اپنے ہم قوم شریف سید لوگ اسمیں آباد کئے اکبری عہد سے اخیر سلطنت چغتائی تک آباد تھا

سکہان مثل قوم کنہیا دو بار اسکے لوٹنے کو آئے مگر ساوات نے بمقابلہ پیش اگر انکو پسپا کیا تیسری بار بڑے اجتماع کے ساتھہ سکہ اس محلے پر آگئے اور فتح پاکر بہت سے ساوات کو قتل کیا محلہ لوٹ لیا مکانات کو آگ لگا دی باقیماندہ سید لوگ بہاگ گئے اور بہت سی سیدانیاں خودکشی کرکے مرگئیں مہاراجہ رنجیت سنگہ کے وقت اس محلے کی عمارات میں سے ایک پختہ وسیع مسجد شاہ بدر کی باقی رہگئی تھی اُسمیں گولہ و باروت بہری رہتی تہی اور ایک کمپنی سپاہیوں کی مامور رہتی تہی مسجد کے باہر علیحدہ عمارت یعنی مسجد کے حجروں میں باروت گر باروت بناتے تہے جب سرکار انگریزی کی عملداری ہوئی تو سب باروت اُسی مسجد کے چاہ میں جو بہت چوڑا تہا ڈلوا کر اوپر مٹی ڈلوادی گئی جب مسجد خالی ہوگئی تو سردار خان بلوچ لمبردار موضع خزانگے نے بسبب اسکے کہ وہ مسجد حد بست موضع خزانگ میں تہی دعوی مسجد کا کیا اور مسجد نزول سے خارج ہوکر اسکو ملگئی اُس نے مسجد کو چاندی کی کان سمجہکر گرانی شروع کی اور ہزاروں روپیہ کی اینٹیں بضرورت تعمیر چہاونی سرکار میں بیچڈالیں مسجد اور حجروں کی بنیادیں اخیر تک نکال لیں چونکہ اوپر مسجد کی عمارت کے موٹا پلستر چونہ کا اور اندر سے پکی پکی عمارت تہی سب عمارت بآسانی گرگئی چاہ کی اینٹیں نکالنے کیواسطے بہی اس نے بہت سی عرضیاں دیں مگر سرکار نے دبی ہوئی باروت کا پہر نکالنا منظور نکیا چند سال کے بعد پاس کے زمینداروں نے اس موقع پر جہاں چاہ تہا اپنی مویشی کی کہرلی بنالی اور کسی تقریب سے آگ جلائی تو آگ کی گرمی نے باروت میں اثر کیا ایک ہی دفعہ سب باروت اُڑی زمین میں ایک زلزلہ نمودار ہوا چاہ کی عمارت کی اینٹیں ہوا میں اُڑکر دور دور جا پڑیں پچاس پچاس گز تک زمین میں مغاک پڑگیا دو زمیندار جان بحق تسلیم ہوئے —

چار بھل مارے گئے غرض کہ بحکم تقدیر رب قدیر اب اُس محلہ کا نام و نشان
باقی نہین صاحبان عالیشان کی کوٹھیان بنی ہوئی نظر آتی ہین ہوسنہ
دور گردون را بیک حالت نمیباشد قیام * گاہ گرد صبح روشن رو نماید گاہ شام

کھوجیون کا محلہ

یہہ بھی ایک دولتمند محلہ منجملہ محلہ ہاے بیرونی شہر تہا بڑے بڑے عزتدار سیجار
قوم خوجہ اس مقام پر آباد تہے بڑی بڑی حویلیان پختہ بنی ہوئی تہین سکہون
نے اسکے لوٹنے کے لئے بہت سے حلے کئے ہر وقت خوجے اُنکو روپیہ دیکر ٹالتے
رہے آخر تنگ آگئے اور لڑنے مرنے پر تیار ہوگئے لڑائی مین بہی اُنہون نے
دو بار سکہ سردارون کو بیپا کیا جب تین سکہ ثلیبن مثل بہنگی و رام گڈہیہ و کنہیا ملکر
آئین تو مغلوب ہوئے باعث یہہ ہوا کہ مسجد کی چار دیواری سب سے زیادہ مستحکم
تہی خوجون نے چاہا کہ اُسمین بیٹھکر لڑین سکہ اُنکی حویلیون پر چڑھ گئے جو بہت
اونچی تہین اور اوپر سے گولہ باری کرکے بہت خوجے ماردیئے جو مسجد کی چہت پر تہے اور جو مسجد کے اندر تہے
اُنکے واسطے آٹا دانہ اندر مسجد کے نہجانے دیا اور محلہ لوٹ لیا۔ مہاراجہ رنجیت سنگہ
کے عہد مین وہی عالیشان پختہ مسجد منجملہ عمارت محلے کی باقی تہی اُسمین باروت
بہری رہتی تہی انگریزی عہد مین وہ مسجد بالسرکار متصور ہوکر رجسٹر نزول مین
درج ہوگئی سنہ ۱۸۵۶ء مین ایک شخص سید شمسی کچہری ضلع مین دعویدار
ہوا کہ اس مسجد کا متولی بعہد آبادی محلہ میرا دادا تہا سرکار یہہ مسجد مجہکو
دیدیوے تو مین اسکو آباد کردون اور مسلمان اسمین نماز پڑہین اور اپنے بیان
کے ثبوت مین اُس نے چند گواہ معتبر قوم خوجہ پیش کئے اُنہون نے اظہار کیا کہ مدعی کا
دادا ہمارا مرشد اور امام تہا ہمارے بہی بزرگ اس محلے مین رہتے تہے اُنہون نے
یہہ مسجد تعمیر کرکے اُسکو دیدی تہی اب اسکا حق ہے کہ مسجد اسکو دیدی جاوے۔

سمن صاحب ڈپٹی کمشنر نے مسجد اُسکو دیدی ایک دو سال تو اُس نے
مسجد کو مسلمانی طور پر آباد کیا پھر کوٹھی کی صورت بنا کر انگریز کرایہ دار اُسمین رکھدی
اور کرایہ کھانے لگا پھر فروخت کر ڈالی چنانچہ اب بھی وہ مسجد بشکل کوٹھی موجود
ہی یہ موقع محلہ پیر عزیز مزنگ سے بجانب شرق آباد تھا اور کوٹھی ہال رائڈ صاحب
ڈائرکٹر وغیرہ کوٹھیان انگریزون کی اب وہان بنی ہوئی ہین +

محلہ جاٹ پورہ

یہ محلہ موضع مزنگ سے بگوشہ ایسان آباد تھا جاٹ لوگ اُسمین قیام پذیر تھے اسواسطے
جاٹ پورہ کھلاتا تھا جب اسکے پاس کا محلہ خوجون کا غارت ہوگیا تو یہ سب
لوگ اپنا جان و مال لیکر بھاگ گئے صرف مکانات خالی چھوڑ گئے۔ اب اس محلہ سے
کسی عمارت کا نام و نشان باقی نہین ہی اور موقع محلہ پر کوٹھیان بنگئی ہین +

محلہ میانی

یہ محلہ موضع مزنگ سے بسمت غربت آباد تھا شاہ جہانگیر بادشاہ کیوقت شیخ محمد طاہر
قادری نقشبندی تے شہر سرہند سے اگر اس مقام پر سکونت اختیار کی چونکہ
محمد طاہر عالم و فاضل و فقیر کامل تھا چند سال مین ہزارون لوگ اُسکے مرید و شاگرد
ہوگئے دن بدن رونق بڑھتی گئی اور ایک عالیشان بستی آباد ہوگئی چونکہ میانا
پنجابی زبان مین مولوی عالم فاضل کو کہتے ہین اور وہی لوگ اسمین رہتے
اسواسطے اس بستی کا نام میانی مشہور ہوگیا شیخ محمد طاہر نے بہت برس تک اس
جگہ پر مدرسہ جاری رکھا اور علوم فقہ و حدیث و تفسیر طلبا کو مفت پڑھاتا رہا مرید
بھی بہت کئے اور سلوک کی تلقین کی ۱۰۴۰ھ ہجری مین وہ مرگیا جسکی تاریخ
غم یکے لفظ سے نکلی اُسکے مرنے کے بعد بھی اخیر سلطنت اسلام تک یہ محلہ
آباد رہا غارت گرون نے جسوقت اسکو لوٹا ہزارون قرآن و کتابین لوٹ کر

بیگنے مگر جب جانا کہ یہ ناکارہ جنس ہے تو باہر گاؤن کے پھینک کر چلے گئے اور جاتی دفعہ غصہ کے مارے محلہ کو آگ لگا دی جس سے وہ جلکر خاکستر ہو گیا اب علامات محلہ سے ایک تو مزار شیخ محمد طاہر موجود ہے اور دوسری کسیقدر عمارت کہنہ مدرسہ شیخ محمد طاہر کا ابتک موجود ہے بعد ویرانی اس محلہ کے شہر لاہور کے لوگون نے اس جگہ کو قبرستان بنا لیا چنانچہ اب بھی قبرستان ہے ہزارون قبرین وہان بنی ہوئی ہین اور آئندہ بنتی جاتی ہین پختہ احاطے بہت سے بنائے گئے ہین *

محلہ دایہ لاڈو

یہ محلہ اس مقام پر آباد تھا جہان اب دیوان رتن چند ڈاڑھی والے کا باغ ہے اس محلہ مین بڑی بڑی عالیشان عمارتین تھین دائی لاڈو شاہان اسلام کیوقت ایک معزز دایہ تھی جس نے یہ محلہ آباد کیا تھا عرض و طول اس محلہ کا شہر کے بیرونی سب محلون سے بڑا تھا غربی حد اسکی مولا واڑی محلہ کے ساتھ ملتی ہے اور شرقی حد محلہ زین خان کے ساتھ ملحق تھی بڑی بڑی عالیشان عمارتین اس محلے مین بنی ہوئی تھین - غارتگرون سنگدل نے اسکو بکمال بیرحمی لوٹا اور جلایا مہاراجہ رنجیت سنگھ کیوقت بھی بہت سی دیوارین اسکی باقی تھین مگر خشت فروش کشمیریون نے انکو گرا دیا اور بنیادین نکال لین جب لالہ رتن چند نے اس جگہ باغ بنانا شروع کیا تو بڑے بڑے عمیق کھنڈرون کو ہموار کر لیا بعد ہمواری باغ کی تجویز کی جو ابتک اسکا یادگار ہے محلہ کی عمارتون مین سے صرف ایک پختہ مسجد دایہ لاڈو کی موجود ہے مہاراجہ کیوقت اس مسجد مین ایک ہندو سادہ نے اپنا گھر بنا لیا تھا مسجد مین ٹھاکرون کی تصویرین رکھدی تھین مگر انگریزون کیوقت ایک مسلمان فقیر نوشاہی نے چند مسلمانون کو جمع کر کے براہ زبردستی اسکو مسجد سے بیدخل کر دیا وہ سادہ خاموش ہو کر مسجد سے نکل گیا ابتک وہ مسجد اسی فقیر کا قبضہ مین ہے اور اس نے مسجد سے علیحدہ ایک کوٹھہ بنا کر سکونت اختیار کی ہوئی ہے *

محلہ زین خان

یہ محلہ دائی لاڈو کے محلے کے ساتہہ بجانب شرق آباد تہا زین خان نائب صوبہ لاہور نے اپنے نام پر اسکو آباد کیا تہا قریب ایکسو برس کے آباد رہا اُسکا اپنا محل عالیشان بہی اس جگہ بنا ہوا تہا جب سلطنت مغلیہ بالکل ضعیف ہوگئی تو سب سے اول جے سنگہ کنہیہ نے اسکے لوٹنا چاہا نور الدین خان کے پوتے نے دس ہزار روپیہ نذرانہ دیکر اُسکو ٹالا اور اُس نے وعدہ کیا کہ آیندہ کوئی سکہ تمکو نہ ستائیگا مگر وہ وعدہ برائے نام تہا وہ گیا تو بہنگیون نے آکر محلے مین غارتگری شروع کی محلے والون نے جے سنگہ کی سند دکہلائی مگر اُنہون نے ایک نمانی ناچار محلے والے لڑنے پر مستعد ہوئے سخت لڑائی کی جب محلے والون نے جانا کہ اب سکہ بڑا مجمع کرکے آئینگے تو مشکل ہوگی آخر مکانات خالی کرکے چلے گئے بہت سے تو شہر کے اندر جا رہے اور بہت سے دیہات مین نکل گئے - اب یہ موقع زین خان کا میدان مشہور ہے اور ایک قبرستان فقرائے چشتیہ خیر شاہی کا بنا ہوا ہی اُسمین مسجد پختہ و مقابر پختہ ہین باقی زمین مزروعہ ہوئی ہوئی ہے البتہ مہاراجہ کے وقت مین زین خان کی حویلی کی باقیات مین سے ایک پختہ حمام و تہہ خانہ موجود تہا مگر اب اُسکا ہی نام و نشان نہین ہے ؛

پیرون کا محلہ

یہ محلہ جہانگیر بادشاہ کیوقت سید شاہ ابوالمعالی قادری نے آباد کیا تہا خود بھی یہان ہی سکونت پذیر تہا سلطنت کی بربادی کیوقت ساکنان محلہ جا بجا بہاگ گئے اور شاہ ابوالمعالی کی اولاد شہر کے حصار کے اندر جا رہی اور محلہ ویران ہوگیا پرانی عمارات مین سے روضہ یعنی مقبرہ شاہ ابوالمعالی پختہ بنا ہوا موجود ہے یہ وہ مکان ہے جہان دونو عیدون کا میلہ ہوتا ہے اور شہر کے لوگ بکمال اعتقاد مقبرہ پر جاکر نذرانہ دیتے ہین عرس سالانہ ہی مزار پر ہوا کرتا ہے ؛

محلہ دائی انگا

یہ محلہ شاہان اسلام کیوقت دائی انگا نام ایک معزز دایہ نے آباد کیا تہا عالیشان حویلیان امرای عظام کی اسمین بہت تہین اور تمام محلون سے آراستہ محلہ تہا موقع تجارت کیوقت اسکے رہنے والون نے اپنی حفاظت کا انتظام بہت کیا پختہ دروازے اور فصیل بنالی مدت تک اپنے محلے مین غارتگرون کو داخل ہونے ندیا آخر روز کی مزاحمت سے تنگ آ گئے اور مکانات چھوڑکر بہاگ گئے محلہ ویران ہوگیا یہ وہ موقع تہا جہان سٹیشن ریلوے کا کارخانہ ہے طرح طرح کے مکانات بنے ہوئے ہین پرانی عمارت مین سے صرف ایک مسجد پختہ دائی انگا کی موجود ہے جسکو صاحبان انگریز نے کوٹہی کی صورت بنالیا ہے اُسکے بغیر اور کوئی علامت محلہ کی موجود نہین ہے ✦

محلہ سید سر

یہ محلہ متصل گڈہی شاہو کے آباد تہا سادات و شرفا لوگ اسمین رہتے تہے اور ایک نہایت عمدہ تالاب پختہ بنا ہوا تہا جسکے سبب وہ محلہ سید سر کہلاتا تہا اُن سیدون کے ہزارون مرید تہے اُنکا یہ اعتقاد تہا کہ اس تالاب کے پانی مین شفا ہے بیمار اچہے ہو جاتے ہین لیس وہ اپنے بیمارون کو تالاب کے پانی سے نہلاتے اور اپنے اعتقاد سے پہل سے اکثر اچہے ہو جاتے جب سلطنت کی بربادی کا وقت آیا اور غارتگرون کی فوجین جابجا پہرنے لگین شہر کے بیرونی محلے نوبت بنوبت لُٹنے لگے تو اس محلے پر بہی غارتگر کئی بار آئے مگر سفید ریش سادات انکے استقبال کو جاتے اور خوشامدین کرکے واپس کر دیتے اور کہتے کہ یہ سیدون فقیرون کے گہر ہین گورو کے واسطے بخشدیجے وہ بہی درگزر کر جاتے آخر کسی دشمن نے بہنگی مثل کو خبر دی کہ سید سر کے سید پوشیدہ گاؤکشی کرتے ہین اور بظاہر اپنے آپکو خالصہ جی کا دعا گو بیان کرتے ہین انکی خبر لینی چاہیے یہ خبر سنتے ہی سکہی قہر جوش مین آیا اور بڑے اجتماع کے ساتھ محلے

چڑہ آئے سید بہاگ گئے سیدانیاں بے پردہ ہوئیں محلہ ویران ہوگیا اُن میں سے کچہہ تو موضع جو ضلع لاہور میں سکونت پذیر ہوئے اور کچہہ حصار لاہور کے اندر جا رہی کچہہ اور دیہات میں متفرق ہو گئے +

محلہ تیل پورہ

یہ محلہ موضع گنج کے شمال کی طرف آباد تہا جس میں مدرسہ محمد اسمٰعیل المشہور میاں وڈا جاری تہا اور ابتک موجود ہی اس محلے میں تیلی لوگ بہت آباد تہے اس سبب سے تیل پورہ کہلاتا تہا تیل کی ایک منڈی بہی اس جگہ لگتی تہی جب بسبب بے حالمی کے منڈی بند ہوگئی اور غارتگری کے خوف سے رعایا متفرق ہوگئی تو محلہ ویران ہوگیا مگر درویش طالب علم میاں وڈا کے خانقاہ پر بدستور رہتے تہی کبہی ایسے غارتگر آتے جو درویشوں کے کپڑے اُتار لیجاتی کبہی ایسے رحم دل آتے جو بچاتے چنانچہ وہ مدرسہ ابتک آباد ہے +

محلہ گنج

اس نام کا محلہ اُس موقع پر آباد تہا جہاں اب سٹیشن ریلوے میانمیر کا امرتسر کی سڑک پر بنا ہوا ہی اب اگرچہ وہ محلہ تو اُجڑ چکا ہی مگر ایک چہوٹا سا گاؤں اُسی موقع پر آباد ہے نام بہی اُسکا پرانی نام پر گنج مشہور ہی گویا اُس محلہ کا یادگار گاؤں ابتک قایم ہے +

محلہ قصاباں

یہ محلہ جہانگیر کے عہد میں شہر سے باہر بجانب شرق آباد کیا گیا تہا قصابان گاؤکش کی بستی شاہی حکم سے علیحدہ مقرر کی گئی تہی کیونکہ تمام ہندو رعایا اُن سے نفرت کرتی تہی اور مناسب سمجہا گیا تہا کہ یہ شہر سے الگ سکونت رکہیں بڑی بڑی دولتمند قصاب وہاں رہتے تہی اور ایک پختہ مسجد عالیشان تعمیر کی ہوئی تہی جب سلطنت اسلام کی پنجاب سے جاتی رہی اور سکہوں نے

زور پکڑا تو سب سے پہلے سکھون نے اسی کو غارت کیا قصابون کا مال لوٹا خرابی شہر
کی انکی ذات سے شروع ہوئی قصابون نے دوبار سکھون کا مقابلہ کیا
بہت دفعہ خفیف خفیف مقابلے بہی ہوئے آخر محلہ چہوڑ کر شہر کے حصار کے
اندر جا رہے کابلی مل صوبہ لاہور نے جو بحکم احمد شاہ دُرانی مقرر تہا انکو شہر
کے اندر علیحدہ جگہ دیدی چونکہ سکھون کی انکے ساتہہ جانی دشمنی تہی سکھون
کی سب مثلین جمع ہوکر لاہور پر چڑہ آئین اور کابلی مل کو کہلا بہیجا کہ ہم قصابان
گاؤکش کو قتل کردو یا ہمارے حوالے کردو یا ایسی سخت سزا دو جیسکے وہ لائق
ہین اگر ایسا نکروگے تو ہم شہر کے دروازے توڑ کر اندر گہس آئینگے اور تمام شہر کو
لوٹ کر برباد کر دینگے کابلی مل نے اُسوقت تنگ آکر چند قصابان کے ناک کان
کٹواکر شہر سے باہر نکال دیا جنکو سکھون نے اپنی آنکہہ سے دیکہہ لیا اور خوش
ہوکر چلے گئے - اس محلے کی عمارت مین سے صرف ایک پختہ مسجد اب تک موجود ہے اور کچہہ باقی نہین +

محلہ مغل پورہ

یہ محلہ باہر شہر کے محلوں مین سے ایک عالیشان و دولتمند محلہ مشہور تہا امرای
عظام صوبہ لاہور کے سب اسی مین قیام پذیر تہے لاکہون روپے کی لاگت کی
حویلیان بنی ہوئی تہین اور بڑے بڑے دیوان خانے تہے جن مین اجلاس
ہوتا تہا نواب زکریا خان بہادر و شہنواز خان وغیرہ حکام پنجاب کے اسی مین
رہتے تہے سب سے اول احمد شاہ دُرانی شاہ کابل نے شہنواز خان صوبہ لاہور
پر فتحیاب ہوکر اس محلہ کو لوٹا تمام فوج ایک روز کی لوٹ مین ایسے مالا مال ہوگئے
کہ شہر کے لوٹنے کی خواہش انکو نرہی زرنقد و سامان قیمتی ایک ایک سپاہی
کے پاس اسقدر تہا کہ اُٹہا نہین سکتا تہا اُس سے بعد سکھون نے اسکو تین بار
لوٹا اور بیچراغ کر دیا مہاراجہ رنجیت سنگہ کیوقت اسقدر اینٹین اس محلے

کی دیواروں اور بنیادوں سے نکالی گئیں کہ ہزاروں محل تیار ہوگئے دفینے بھی نکلے زکریا خاں بہادر کے قبرستان کی عمارت جو لاکھا روپے کی تھی اُسپر میندروں نے قبضہ کرلیا اور گاؤں بناکر خود اسمیں آباد ہوگئے اس سبب سے اُس عمارت میں سے کسیقدر عمارت خشت فروشوں کی دستبرد سے بچگئی اُس گاؤں کا نام فی زمانہ حال بیگم پورہ ہی اُس عمارت کے اندر دو درجے ہیں ایک بیرونی دوسرا اندرونی بیرونی درجے کے وسط میں بھی قبریں مردانی ہیں اور اندرونی درجے میں زنانی جن پر لاکھوں روپے کا سنگ مرمر تھا وہ سب مہاراجہ رنجیت سنگھ نے اتروالیا اندرونی درجے میں ایک عالیشان چینی کار دوہرے درجے کی مسجد ہی یہ مسجد نواب زکریا خاں کی یادگار ہی دوسرا مقبرہ حضرت ایشاں اور ایک خستہ مسجد اسی محلے کی یادگار موجود ہی اس محلے کی بقیہ عمارت جو کسی سے گر نہیں سکی دیکھکر انسان حیرت میں آجاتا ہی کہ جب یہ محلہ آباد ہوگا تو کیا صورت ہوگی ؟

محلہ چوک دارا شکوہ

اس عالیشان محلے کی بنیاد شاہجہان بادشاہ کے عہد میں دہلی دروازے کے باہر رکھی گئی اور شہزادہ دارا شکوہ پنجاب کے جاگیردار نے یہ محلہ آباد کرکے محلہ کے وسط میں ایک وسیع چوک پختہ بنایا چاروں طرف چوک کے چار عالیشان دروازے رکھے گئے اور دروازوں کے چپ و راست دوہری دوکانیں پختہ دو منزلہ بنائی گئیں غرض کہ وہ چوک ایسی خوبی و خوش اسلوبی کے ساتھہ بنا کہ تمام ہند میں اُسکا ثانی نہ تھا بڑے بڑے ساہوکار تجار کی اُس میں کوٹھیاں تھیں لاکھوں روپے کا بیوپار ہوتا تھا ہر جنس کے مال و غلہ کا ذخیرہ رہا کرتا تھا اخیر عہد چغتائی تک یہ چوک آباد رہا جب بادشاہ گردی ہوئی

اور بخوف غارت مال کا آنا بند ہوگیا تو بیوپاریوں کی آمد و رفت بکلی موقوف ہوئی موجودہ مال لٹ گیا ساکنین چوک چہوڑ کر بہاگ گئے تو چوک ویران ہو گیا محلہ اُجڑ گیا مہاراجہ رنجیت سنگہ کیوقت ہی بہت سی عمارت اس چوک کی باقی تہی جنکو کشمیریان خشت فروش نے گرایا بنیادین نکالین انگریزی عہد مین وہ کہنڈر میان محمد سلطان ٹہیکہ دار کو ملگئے گویا اینٹ کی کان ہاتہہ آگئی اُس نے اُسکی بنیادون سے ہزارہا روپے کی اینٹین نکلوائین اور لنڈہ بازار و سرائے کی تعمیر مین وُہی اینٹین صرف کین گئی کوٹہیان بنائین غرض اس خطہ مین جسقدر اینٹین تہین سب نکلوالین دارا شکوہ کی ایک مسجد عالیشان جو چوک کے متصل تہی وہ البتہ قائم تہی انگریزی عہد مین اُسمین ایک انگریز نے کوٹہی بنالی تہی وہ بہی محمد سلطان نے اینٹون کی طمع سے لے لی اُسکے چار طرف کے حجرے جو مسجد کی کرسی کے اندر بنے ہوئے تہے گرائے مسجد کے دو گنبد گرا چکا تہا کہ اُسکی عمر کا خاتمہ ہوگیا اب اُس مسجد کا ایک گنبد بدستور ہے باقی گرچکی ہے لوگون مین مشہور ہے کہ اگر محمد سلطان اس مسجد کو نگرواتا تو اُسکا کارخانہ برہم و درہم نہوتا یہ اسی مسجد کے گروانے کی نکبت ہے جس سے وہ قرضدار ہوگیا تمام جائداد رہن پڑگئی کارخانہ بگڑ گیا تندرستی مین فرق آگیا اور سالہا سال بیمار رہکر مرگیا +

تیسرا حصہ

اس حصہ مین تشریح اُن مکانات اندرونی بیرونی شہر لاہور کی ہے جو زمانہ سلف مین تعمیر ہوئے اور اب تک باقی ہین از قسم عمارات حویلی و باغیچہ و مقبرہ و مسجد و مندر وغیرہ اسمین تین قسمین ہین پہلی قسم مین ذکر اُن مکانات کا جو ہندؤن کے مذہب سے متعلق ہین دوسری قسم مین

ان مکانات کا تذکرہ جو ملت اسلام سے علاقہ رکھتے ہین تیسری قسم
بین تفصیل اُن مکانات کی جو کسی اہل مذہب و ملت سے متعلق نہین ٭

پہلی قسم

اُن مکانات کے ذکر مین جو ہندوؤن کے مذہب سے متعلق ہین

واضح ہو کہ پرانی عمارت کے مندر اور ہندوؤن کی عمارت گاہین بہت ہین جنکا شمار
نہین ہو سکتا چھوٹے چھوٹے شوالے ٹھاکر دوارے و دیوی دوارے بیشمار ہین
ان مین سے قدیم و جدید دونو قسم کے ہین مگر سکھی عہد مین پرانی عمارت
کے مندر بھی از سر نو بنائے گئے تھے جنکی عمارت تازہ نظر آتی ہے بعض مندر
جو اُن مین سے نامی گرامی ہین اور خاص و عام وہان جا کر پوجا کرتے ہین اس قسم مین لکھے جاتے ہین ٭

شوالہ یا ٹھاکر دوارہ

یہ عالیشان شوالہ مسجد وزیر خان کے شمال کی طرف واقع ہے صرف بازار کا فاصلہ
درمیان ہے دروازہ اسکا جنوب کی سمت ہے ڈیوڑھی سے گزر کر جب انسان اندر
جاتا ہے تو ایک وسیع صحن آتا ہے صحن کے وسط مین ایک مندر پختہ چونہ گچ عمارت
کا بہت بلند بنا ہوا ہے مندر کی سقف قالبوتی ہے اُسپر نہایت خوبصورت
گنبد مدور ہے اُسپر کلس طلائی عجیب خوشنما معلوم ہوتا ہے مندر کا غربی دروازہ
ہے اور اندر سنگ مرمر کا فرش ہے فرش کے وسط مین ایک چبوترہ ایک بالشت
اونچا بنا ہے اُسپر شیو جی مہاراج کا لنگ نصب ہے اور جلہری ہستی رکھی ہے جلہری
پر ہستی گاگر یعنی سبوچہ پُر آب ہمیشہ رکھا رہتا ہے گنبد کے اندر کی دیوارین
منقش ہین مندر کے باہر صحن کی چار سمت خشتی قالبوتی چونہ گچ سہ دورے
چار دالان ہین اور دالانون کی بغلون مین مقطع کوٹھڑیان سادہ ہون کے

رہنے کے لیئے بنی ہوئی ہین صحن کے اندر دو کلان درخت ایک بڑہ اور دوسرا پیپل کا ہی یہ دونو درخت بہت بلند سر بفلک کہڑے ہین اُنکے زیر سایہ تمام مکان ہے خاص مندر کے چپ درست دو سماد ہین پختہ چونہ گچ گنبد دار پہلی مہنتون کی بنائی گئی ہین جنکا نام بسبب گذرنے عرصہ دراز کے معلوم نہین گوشہ شمال و مغرب مین ایک مسقف چاہ ہی جس سے پانی کہینچا جاتا ہے اور ایک سمادہ مغربی دالان کے گوشہ جنوب مغرب مین بنی ہوئی ہے اس سمادہ والے کا نام وہکا سائین تہا مست و مجذوب پہرا کرتا تہا اسی شوالہ مین اُسکی سکونت تہی اور اسی گوشہ مین جائے نشست تہی جب مرگیا تو اُسی نشیمن پر اُسکی سماد بنائی گئی یہ سادہ سمت ۱۹ بکرمی مین مرا تہا یہ احاطہ عہد شاہان اسلام مین مسجد وزیرخان کے متعلق تہا کرایہ کی آمدنی مسجد کے اصراف مین صرف کی جاتی تہی جب سلطنت جاتی رہی تو تینون حاکمون کے وقت باوا ٹہاکر نے اسجگہ سکونت اختیار کی اور گوجر سنگہ احدالحاکم سے اجازت لیکر چہوٹا سا شوالہ کچی پکی عمارت کا بنوالیا مہاراجہ رنجیت سنگہ کے دور دوران مین راجہ دینا ناتہ نے یہ موجودہ عمارت بنوائی بہت سا روپیہ خرچ کیا اور اپنی یادگار زمانہ ناپایدار مین چہوڑ گیا اس مندر کے متعلق کوئی روزینہ یا جاگیر سرکار سے مقرر نہین ہے معتقد ہندو روزمرہ یہان آکر ماتہا ٹیکنے اور چڑہاوہ چڑہاتے ہین اُسی پر پوجاریون کا گزارہ ہے کنور نرنجن ناتہ راجہ دینا ناتہ کا بیٹا سادہون کی خدمت کرتا ہے اور پنڈت کشمیری بہی خبر رکہتے ہین ✠

شوالہ راجہ دینا ناتہ راجہ کلانور

یہ عالیشان مندر شہر لاہور مین کوتوالی کے متصل سر بازار واقع ہے عمارت دو منزلہ بلند اور گنبد سر بفلک دور سے نظر آتا ہی بازار کی طرف اسکے نیچے کی منزل مین

دو کا نین ہین جنہین کرایہ دار بیٹھتے ہین اوپر کی منزل مین دو بخارچے بازار کی طرف
اور چند دریچے ہین جو نہایت خوشنما معلوم ہوتے ہین تمام دیوار دو منزلہ بازار
کی طرف چونہ گچ سفید ہے اور اسپر اوتارون و دیوتاؤن کی تصویرین لکہی
ہین مندر کے دو دروازے سنگین عالیشان ہین ایک شرقی دروازہ
اندر کوچہ کے دوسرا شمالی یہ بہی کوچہ کے اندر ہے شرقی دروازہ بند رہتا
ہے شمالی سے آمد و رفت جاری ہے لال پتہر کی چوکہٹین اور زینے بہی
اُسی پتہر کے ہین زینے سے چڑہکر اوپر جائین تو کہلا ہوا صحن آتا ہی اس صحن کے
چارونطرف قالبوتی دالان اور بغلون مین کوٹہریان جنوبی دالانون
مین بخارچے و دریچے بازار کی طرف کہلے ہوئے ہین اور جائے نشست امیرانہ فرش
فروش سے آراستہ شمالی حصہ مین چاہ ہی غربی سہ درہ دالان کے اندر نقارہ کلان
اور نفیری و گہڑیال وغیرہ آرتی کا سامان رکہا ہی روزمرہ آرتی صبح کے چار بجے
اور شام کے سات بجے ہوتی ہی مختلف اوقات مین بہی جب کوئی امیر آکر پوجا کرتا
ہی آرتیان ہوتی ہین کوئی وقت پوجا سے خالی نہین جاتا دالانون کی بغلون مین یا
جو کوٹہریان ہین وہ سادہون کے آرام و آسایش کے لئے بنی ہین باورچی خانہ
فراشخانہ وغیرہ علیحدہ علیحدہ مکانات ہین صحن کے وسط مین کمر تک بلند چبوترہ
سنگین بنا ہی اور اُسپر شوجی مہاراج کا مندر نہایت تقطیع خوبصورت پختہ عمارت
کا تعمیر ہوا ہوا ہی بہت دریچے ہین اور دو طرف زینہ آمد و رفت کے لئے پتہر کا
بنا ہی اکثر آمد و رفت پوجا کرنے والون کی شمالی دروازے سے ہوتی ہی جنوبی
دروازہ بہی اگرچہ کہلا رہتا ہی مگر آمد و رفت کم ہی دروازون کی چوکہٹین سنگ
مرمر کی ہین مندر کی دیوارون پر بیشمار تصویرین دیوتاؤن کی تحریر ہین
چہت مندر کی قالبوتی منقش اور چہت کے اوپر عالیشان گنبد مدور

نہایت خوبصورت بنا ہوا ہی اُسکے اوپر طلائی کلس چمکتا ہوا طراوت بخش دیدۂ
اہل بصیرت ہی مندر کے اندر فرش سنگ مرمر کا اور فرش کے وسط مین ایک
چبوترہ سنگین خورد بنا ہوا ہی جسپر شوجی مہاراج رکھے ہین اوپر رسّی جلہری اور
جلہری پر گاگر رسّی رکھی ہی جسمین پانی بہرا رہتا ہی اور گاگر کے سوراخ سے قطرہ
قطرہ پانی شوجی پر پڑتا رہتا ہی پوجا کا پانی غرقی مین جاتا ہی اس مندر مین شوجی
کی پوجا ہر وقت ہوتی رہتی ہی بہت لوگ روزمرہ پرستش کیواسطے آتے ہین خصوصاً
پنڈتان کشمیری تو بہت یہان ہی حاضر ہوتے ہین دیوان اجودہیا پرشاد و بیجناتہہ و
راجہ دینا ناتہہ کے خاندان کا پرستشگاہ تو یہی شوالہ ہی سوموار یعنی دوشنبہ کے
روز خاص پوجا ہوتی ہی پوجا اور آرتی کیوقت نفیری و گہڑیال و سنتری گہنٹی
بجائی جاتی ہین اور اسقدر شور ہوتا ہی کہ کوئی کسی کی بات نہین سن سکتا۔
یہ مندر راجہ دینا ناتہہ بہادر راجہ کلانور و دیوان ملکی سلطنت مہاراجہ رنجیت سنگہ
نے اپنی دیوانی کے عہد مین بنوایا تہا اور نیک یادگار دنیا سے ناپایدار مین چہوڑ
مرا جسکے باعث سے انکی اُسکا نام خیر سے یاد کیا جاتا ہی یہ شوالہ پہلے زیادہ
وسیع تہا مگر جب سنہ ۱۸۵۰ع مین تہارنٹن صاحب اسسٹنٹ کمشنر لاہور
نے موجودہ حال کوتوالی کے مکان کو بنوانا شروع کیا تو کوتوالی کے سامنے
بازار کو وسیع کرنا منظور ہوا تو اس شوالہ مین سے بہی زمین لیگئی اور دیوار جنوبی
شوالہ کی گراکر پیچہے ہٹائی گئی اور زمین کوتوالی کے میدان کے لئے نکالی گئی۔
اس شوالہ کے اخراجات کیواسطے کچہہ زمین و روزینہ سرکار سے مقرر ہی دوکانات کا
کرایہ بہی آتا ہے پنڈتان کشمیری یہی خدمت کرتے ہین خصوصاً دیوان نرندر ناتہہ
خلف دیوان بیجناتہہ و کنور نرنجن ناتہہ خلف راجہ دینا ناتہہ کافی خرچ اس
مندر کا اٹہاتے ہین جب سے مندر کی رونق روز افزون ہی سادہ قبہ

سنت جو آجاتا ہی اُسکو بہی مندر کی طرف سے کہانا دیا جاتا ہے +

شوالہ بخشی بہگت رام

لاہور کے عالیشان مندروں میں یہ شوالہ بہی مشہور و معروف عبادت گاہ ہے
عمارت نہایت پختہ و سنگین وہ بنا ہی اور مکان دو منزلہ مندر اوپر کی منزل پر
واقع ہی جہاں سیڑہیاں چڑہ کر جاتے ہیں بانی اسکا بخشی بہگت رام مہاراجہ
رنجیت سنگہ والی پنجاب کے لشکر کا بخشی تہا تمام فوج پیادہ جسکی تعداد ستر ہزار
سے کم نہ تہی اسی کے ہاتہہ سے تنخواہ پاتی تہی مہاراجہ کے دربار میں اسکی عزت
و توقیر بہت تہی یہ شخص نہایت نیک نیت حلیم الطبع مخیر فیض رسان آدمی تہا
فقرا و غربا کو اکثر اوقات خیرات دیا کرتا برہمنوں کو ہزاروں روپے بانٹ دیا کرتا
تہا تمام عمر اُس نے عالیجاہی و امیر الامرائی میں گزرانی مگر آخری عمر میں کا جاتہ
امارت کا برہم و برہم ہوگیا مختصر حال جسکا رؤسا کے ذکر میں لکہا ہے +
بخشی بہگت رام نے اپنی امارت کے وقت یہ مندر بہت سا روپیہ خرچ کرکے
بنوایا اور اپنا یادگار عالم فانی میں چہوڑ گیا اُسنے اس شوالہ کے خرچ کے لئے
چارسو روپیہ سالانہ کا گاؤن اپنی جاگیر سے الگ کردیا تہا مگر بسبب اسکے کہ
وہ تقرری بخشی کی طرف سے تہی سرکار کی طرف سے نہ تہی وہ گاؤن بہی بوقت
ضبطی جاگیر ضبط ہوگیا اب خرچ اس شوالہ کا لالہ جمعیت رائے بخشی کا بیٹا
کرایہ مکانات کی رقم سے دیتا ہی علاوہ اسکے پوجا کرنے والے بہی خدمت کرتے
ہیں بلکہ کہتریان گوٹ سیرین کی برادری میں جو شادی ہوتی ہی اہل شادی
آٹہہ آنہ اس شوالہ میں چڑہاتے ہیں یعنی چار آنہ برات کے چڑہنے کیوقت اور
چار آنہ عروس کے گہر لانے کیوقت دیتے ہیں یہ رقم پوجاری لیتا ہی + اس مندر
کے باہر سے کرسی بہت اونچی ہی چہہ سیڑہیاں چڑہ کے اوپر جاتے ہیں دو طرفہ

سیڑہیاں شرقی غربی سرخ پتھر کی بنی ہوئی ہین اور دو تصویرین سنگ سرخ کی بیلون کی اُنکے درمیان ایک ہاتھی اور مگر مچھ کی سنگی تصویر ہے جو باہر کے زینہ کی دیوار پر نصب ہے اُسکے اوپر چار زینہ اور ڈیڑہ گز تک بلندی دیگر سنگ سرخ کی چوکھٹ لگائی گئی ہی دروازے کے اوپر گنیش جی کی مورت سنگ مرمر کی نصب ہی اور چپ و راست ہنومان و بھیرو جی کی سنگی تصویرین لگائی گئی ہین دروازے سے گزر کر ایک وسیع صحن آتا ہی صحن کے اندر پتھر کا فرش نہایت مکلف بنایا گیا ہی صحن کے شرق کی طرف تین زینہ دیکر ایک گز اونچا چبوترہ سنگ سرخ کا ہی جسکے دونو طرف نہایت خوشنا کٹہرے سنگ مرمر کے لگائے گئے ہین اُسکے اوپر ڈیڑہ ہاتھہ کی اونچائی کا چبوترہ جگ موہن کا قایم ہوا ہی جگ موہن کے ستون سنگ سرخ کے اور فرش سنگ مرمر کا ہی اُسمین تین تصویرین سنگ مرمر کی رکھی ہین ایک نندی گن یعنی شوجی کے بیل کی اور دو مورتین سوامی کارتک فرزندان شوجی کی جو ہر دو جانب دروازے اندرونی کے رکھی ہین اس جگ موہن کی سقف اندر کی طرف بیل بوٹے سے آراستہ اور چھت کے اوپر سات کلس طلائی معہ سات سورج مکھیون مرصع کے لگے ہوئے ہین جسسے جگ موہن کی زینت دو چندان ہی جگ موہن کے آگے بڑہ کر خاص مندر شوجی کا آتا ہی مندر کی عمارت سب پتھر کی ہے دہلیز پتھر کی فرش بھی اندر پتھر کا ہی وسط مین مندر کے ایک بالشت بلند سنگ مرمر کی چوکی بنائی گئی ہی جو پتھر کے بیل بوٹون سے منقش ہی اُسکے اوپر ایک ہاتھہ بلند جلہری سنگ مرمر کی نصب ہے اُسکے اوپر جلوس شوجی مہاراج کا ہی مندر کے دو طرف دو دریچے ہوادار رکھے ہین اور خاص چوکی کے چارون کونون پر ایک چوپائی برنجی ہی اور چوپائی پر بڑا مٹکا برنجی پانی کا بھرا ہوا دہرا رہتا ہی جس سے رات دن پانی قطرہ قطرہ شوجی پر

پڑا رہتا ہے اور مٹکے کے اوپر ایک سائبان کمخواب سرخ کا ہمیشہ تنا رہتا ہے
مندر کے اندر سوا لنگ مہادیو کے سنگی مورتین شو جی و پاربتی کی رکہی ہوئی
ہین جنکی پرستش ہوتی ہے اس مندر کے نیچے غرفی پختہ بنی ہوئی ہے جسمین پوجا
کا پانی جاتا ہے مندر کی دیوارین اندر باہر سے سنگ مرمر کی ہین اُنمین کالے
پتہر کے نقش ہین اُن نقشون سے زینت مندر کی دوبالا ہے مندر اور جگموہن
مین فرش سنگ مرمر کا ہے سیڑہیان مندر کی بہی سنگ مرمر کی ہین مندر کی
سقف قالبوتی ہے اور اُسپر طولانی گنبد نہایت بلند بنایا گیا ہے بہت سے طلائی
کلس موقع موقع کی برجیون پر نصب ہین سب کلس طلائی شمار مین اکسٹہ
ہین بڑا کلس جو مندر کے سر پر نصب ہے پانچ ہاتہہ لمبا مع گہڑیون اور طلائی
جہنڈی کے ہے۔ باقی کلس طلائی چہوٹے ساٹہہ عدد گنبد کے چپ و رہت
نہایت خوبی کے ساتہہ منصوب ہین مندر کے صحن ہین سنگ سرخ کی سلین
لگائی ہوئی ہین اُسمین ایک چبوترہ خوش قطع سنگ مرمر کا دو گز طول اور
دو گز عرض کا بنا ہوا ہے اس چبوترے کا نام دہرم شلا ہے اسواسطے کہ بخششی
بہگت رام اسپر بیٹہکر برہمنون کو دان دیتے تہے اسی چوک یعنی صحن مین
دروازہ بیرونی کے محاذ مین جانب دیوار جنوبی سمادہ طلائی بخششی بہگت رام
کی بنی ہوئی ہے اور اُسکے پاس ایک قلمی تصویر بخششی مذکور کی لٹکائی ہوئی
ہے جو لوگ پوجا کو آتے ہین اُسکو دیکہتے ہین اس صحن کے غرب کی طرف چونہ گچ
محرابی خشتی دالان وسیع بنا ہوا ہے جسکی چہت چوبی منقش ہے اُسمین پجاری رہتے
ہین اُس سے آگے بڑہ جائین تو ایک رستے سے ہوکر چاہ کے احاطہ مین
جا پہنچتے ہین اور وہ چاہ بہت چوڑا متعلق شوالہ کے ہے دالان کی نہایت عمدہ
چونہ گچ عمارت ہے اور بطرف شمال سر راہ بجارچہ منقطع نشستگاہ بنائی گئی ہے بجانب جے

مین تین دریچے ہین مندر کے باہر صحن کے جنوبی حصے مین بیرونی دروازے کے
شرق کی سمت کو ایک پختہ دالان اُسی زیب و زینت کا ہی اور ایک بنجارہ چہ اسمین
ہی سر راہ بنا ہوا ہی علاوہ اسکے تیرہ فوارے اور ایک چادر ہی تین فوارے کلان
اور چادر سنگ سرخ کی جانب شمال ہی اور دس فوارے جانب جنوب اُنمین سے
پانچ تو بالا خانہ پر لگائے گئے ہین جنکا پانی جھلنی لگانے سے خاص شوالہ کے اوپر
برستا ہی ان فوارون مین پانی اس چاہ سے آتا ہے جو حویلی کلان مین ہے اور دو
حلقہ چاہ آبنوشی لگائے گئے ہین چاہ کے پاس ایک سرد خانہ زیر زمین خوبصورت
بنا ہوا ہے ایک دروازہ اُسکا کوچے کی طرف اور دوسرا شوالہ کی سمت سے ہے
ایک دریچہ چاہ کے اندر رکھا گیا ہی - ان مکانات کے علاوہ چھہ کوٹھریان
پُجاریون کے آرام کیواسطے بنائی گئی ہین - اس شوالہ مین دو وقت آرتی ہوتی ہے
بڑا نقارہ اور گھڑیال اور گھنٹے اور نفیری اور ناقوس رکھے ہوئے ہین - اس مندر
مین سنگین مورتین اور یہی بجار چون وغیرہ مکانات مین رکھی ہین ایک مورت
بشن جی دوسری لچھمی جی تیسری گنگا جی چوتھی پاربتی کی پانچوین گنیش جی
چھٹی سورج کی مورت ساتوین اور گنیش جی کی آٹھوین دیوی اشٹ بھوجی
کی نوین سرستی جی کی دسوین رامچندر جی کی گیارھوین سیتا جی کی بارھوین
کرشن جی کی اور یہی مورتین خورد و کلان ہین یہ شوالہ سمت ۱۹ بکرمی مین
تعمیر ہوا اور تاریخ اختتام مندر پر لکھی ہی - ایکے سال مین جو اس کوچہ مین سرکار
کے حکم سے آب رسانی کا نلکہ لگایا گیا تو بسبب ٹوٹنے نلکے کے شوالہ کی بنیاد مین
مین پانی آگیا بہت سا نقصان ہوا شوالہ کی دیوارین بہت جگہ سے شق
ہوگئین بظہور اس امر کے جمعیت رائے بخشی بھگت رام کے بیٹے نے سرکار
مین عرضی گزرانی تحقیقات ہوئی صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر و محکمہ واٹر سپلائی

کے حکام موقع پر آئے نلکہ کہدوایا گیا اور ثابت ہوا کہ فی الحقیقت پانی نلکے کا شوالے کی بنیاد میں گیا ہی اور شوالے کی مرمت کے لیئے پانسو روپے نقد جمعیت رائے کو ملا اور اُس نے دوبارہ مرمت شوالے کی کردی +

گردوارہ جنم ستہان گرورامداس

یہ عبادت گاہ سکہی مذہب سے متعلق ہی سکہ لوگ اس متبرک مکان کا کمال ادب کرتے ہین اور عام و خاص ہندو بہی پرستش کے لیئے حاضر ہوتے ہین اور اسجگہ کو نہایت پاک تصور کرتے ہین جس مقام پر گرورامداس صاحب مذہب سکہی کے جانشین چہارم کا جنم ہوا تہا یعنی وہ اس جگہ پیدا ہوئے اور اسی جگہ پرورش پائی خاص جائے سکونت گرورامداس کے ماباپ کی اسجگہ پر تہی پہر بسبب انقلاب زمانہ وہ لاہور سے نکل کر گوبندوال مین جا رہی جسجگہ گرو امرداس تیسرا جانشین قیام پذیر تہا اور وہان ہی شادی گرورامداس کی امرداس کی لڑکی کے ساتہہ ہوگئی - پہلے اسجگہ چہوٹا سا مکان تہا مہاراجہ رنجیت سنگہ کی اخیر عملداری مین گرو کے سکہون کی توجہ اسطرف ہوئی اور مہاراجہ کے حکم سے محلہ سوداگران کے مکانات جو اسکے ساتہہ ملحق تہے لے لئے گئے اور زمین کو وسعت دیکر اس عالیشان مکان کی تعمیر کی بنیاد رکہی گئی اور ایکسال کے عرصے مین بنکر تیار ہوگیا اور ایک معقول خوبصورت عبادت گاہ بنگئی - یہ مکان بازار چونی منڈی کے جنوبی لین مین واقع ہی سر بازار ایک عالیشان دروازہ پختہ بنا ہوا ہی اور ڈیوڑہی مین زینہ ہے اس زینے سے چڑہ کر جب اوپر جاوین تو ایک وسیع صحن آتا ہی جسکے گوشہ شمال و مغرب مین چاہ ہی اور اسی صحن مین ایک پیپل کا درخت ہے اور ایک علم یعنی جہنڈا کہڑا کیا گیا ہی صحن کے شرق کی طرف زینہ دار چبوترہ پختہ خشتی اچونچ منقش ہے یہ عالیشان عمارت دربار امرتسر کی قطع پر بہی ہوئے

چارون طرف چار دروازے ہین بیچ مین اگرچہ گنبد نہین ہی مگر چار دو منزلہ
شاہ نشینان نہایت خوبصورت چارون طرف ہین اور بذریعہ زینہ کے اوپر
لوگ جاتے ہین وسط مین مکان کے فرش مکلف بچہا رہتا ہی اور گرنتھہ صاحب
بکمال آداب رکہا رہتا ہی سکہہ لوگ کثرت کے ساتہہ وہان آکر جبین سائی کرتے
ہین دو وقت روزمرہ گرنتھہ پڑہا جاتا ہی اور معتقد لوگ بکثرت جمع ہوتے ہین گانا
بہی ہوتا ہی اور قوال موحدانہ کافیان گاکر لوگون کو محظوظ کرتے ہین آٹہوین روز
اتوار کے دن تیسرے پہر بڑا مجمع زن و مرد کا ہوتا ہی اور گروؤن کے گرنتہون
کا انتخاب پڑہا جاتا ہی شبد توحید آمیز گائے جاتے ہین غرض کہ جلسہ لایق دید
ہوتا ہی ابکے ہولیون کے دنون مین سنگہ سبہا کے ممبرون نے یہان بڑا
جلسہ کیا تہا تمام مندر اور بازار مین روشنی کی اور تمام رات شبد گاتے رہے تہے
فی الحال سیکرٹری اس گردوارے کا چیت سنگہ اور ممد و معاون جلسہ کا ایک شخص
کنہیا لال ہے حقیقت مین یہ دونون لایق شخص ہین ❊

مکان دہرم سالہ بابا خدا سنگہ

یہ مکان دہرم سالہ چونی بازار کے سرے پر ایک مشہور و معروف مکان ہی سکہون کے وقت
مین اسکی بنیاد رکہی گئی بانی اسکا بابا خدا سنگہ ایک سکہہ موحد فقیر تہا کبہی مستانہ
برہنہ تن پہرا کرتا تہا کبہی ہوش مین آجاتا اُس نے دور دور تک سیر کی اور
ملکون مین پہرا کابل مین جاکر وہ کئی سال رہا امیر دوست محمد خان باوجودیکہ
متعصب مسلمان تہا مگر اُسکی خاطر بہت کرتا تہا اب ۱۹ برس ہوئے ہین کہ خدا سنگہ
مرگیا ہی اصلی نام اُسکا جسونت سنگہ تہا جب فقیر ہوگیا تو خدا سنگہ نام رکہہ لیا۔
اب بہائی پریم سنگہ اُسکا چیلہ جانشین اُسکا موجود ہی یہ پریم سنگہ اپنے گرو خدا سنگہ
کی بڑی بڑی کرامتین بیان کرتا ہی جنکا بیان طول طویل ہے ❊

یہ دہرم سالہ پختہ چونہ گچ مکلف مکان بنا ہی شمال کی طرف دروازہ ہی دروازہ
اندر جائین تو ایک کہلا ہوا صحن آتا ہی جسکے چارون طرف پختہ مکانات ہین شمال
کی طرف ایک نشستگاہ عمدہ مکلف بنی ہوئی ہی اور تین دریچے بازار کی طرف ہین
اسمین گرنتہہ رکہا رہتا ہی اور بہائی پریم سنگہ گدی نشین کی نشست بہی اسی بیٹہک
مین ہی صحن کے شرق وجنوب کی طرف پختہ مکان بنے ہوئے ہین جسمین فقرا رہتے
ہین غربی گوشہ مین چاہ ہی ہر روز تیسرے پہر یہان بہجن گایا جاتا ہی بیشمار مرد عورتین
حاضر ہوکر مستفید ہوتے ہین اور گرنتہہ پر چڑہاوا چڑہا جاتے ہین فقرا کا گزارہ
صرف معتقد لوگون کی خدمت و نذرانہ پر ہی مسافر فقیر بہی اگر آجائے تو اُسکو بہی کہانا
ملتا ہی بہائی پریم سنگہ جانشین خدا سنگہ کا بہی متبرک وخلیق آدمی ہے اور
اسی کے سبب سے یہ مکان بخوبی آباد ہے ۔

ٹھاکردوارہ راجہ تیجا سنگہ

یہ ایک عالیشان مندر موتی بازار کے اخیر پر سر بازار بنا ہوا ہی مکان پختہ عمارت کا
چونہ گچ سنگین ہی عمارت اسکی قدیم نہین بلکہ جدید ہی کہ راجہ تیجا سنگہ افسر فوج سکہی
نے اسکو انگریزون کی عملداری مین بنوایا تہا جسکو پچیس برس کا عرصہ گزرا ہے
پہلے یہان ایک حویلی کہنہ عمارات قدیمہ مین سے تہی اُسکو گروا کر راجہ تیجا سنگہ نے یہ
مندر بنوایا اور بہت سا روپیہ اس کار خیر پر خرچ کیا یہ مندر دو منزلہ ہی پہلی
منزل مین بازار کی طرف دو کانین ہین جنکا کرایہ راجہ ہربنس سنگہ راجہ تیجا سنگہ
کا وارث وصول کر کے مندر کے اخراجات مین صرف کرتا ہی شمالی رستہ بازار
کے طرف مندر کا دروازہ ہی جسمین چوکہٹ پتہر کی لگی ہوئی ہے دروازہ کے
آگے ڈیوڑہی اور ڈیوڑہی کے آگے سیڑہیان ہین سیڑہیان چڑہکر جب
اوپر جائین تو کہلا صحن مربع نہایت خوشنما آتا ہے اس صحن کے چارون طرف

محرابی خشتی چونہ گچ دالان بنے ہوئے ہین اور صحن بہت پختہ فرش صحن کے وسط مین ایک چبوترہ پختہ سنگین کسیقدر بلند بنا ہوا ہی اُسپر مندر کی عالیشان عمارت ہی مندر کے دروازے کے آگے برآمدہ پختہ سنگین ایسا عمدہ و مقطع و خوشنما ستوندار بنا ہی کہ دیکھکر انسان کی طبیعت خوش ہوجاتی ہے مندر کے اندر کی عمارت سنگین منقش ہی اور ایک خوشنما طاقچہ سنگ مرمر کا جسمین دو تصویرین بتہ ہرکی رکھی ہین ایک تصویر تو سری کرشن جی مہاراج کی ہی اور دوسری اونکی جی کی ان دو تو تصویرون کو نہایت قیمتی پوشاک اور قیمتی زیور پہنائے گئے ہین صبح و شام صدہا ارادتمند اس مندر مین آکر کرشن بھگوان کا درشن کرکے سعادت دارین حاصل کرتے ہین مندر کی چہت کے اوپر مستطیل صورت کا بہت بلند گنبد ہے تین منزل مین اسکی بلندی منقسم ہی پہلی منزل کی صورت گول ہی اور باقیماندہ پہلدار گنبد کے اوپر بڑا بہاری طلائی کلس اور طلائی گھنٹیان لگی ہوئی ہین جو نہایت خوشنما معلوم ہوتی ہین اس مندر کا سرپرست راجہ ہربنس سنگہ رئیس شیخوپورہ ہی جو اس مندر کے بانی راجہ تیجا سنگہ کا جانشین و وارث ہی تمام اخراجات اس مندر کے وہی دیتا ہی پہلے اس ٹہاکردوارے مین ایک خداپرست کامل مکمل سادہ شب نانہہ نام قیام پذیر تہا جسکے پاس اکثر لوگون کا رجوع تہا دن رات صدہا لوگ اُسکے پاس آتے اور فیض پاتے تہے ٹہاکردوارے کی رونق بہی اُسکے سبب سے دوبالا تہی اب چندسال سے وہ یہان سے چلا گیا ہے اور دموودر نام ایک پنڈت مہنت مقرر ہوا ہی جسکے متعلق خدمت مندر کی ہے ❖

شوالہ گلاب داس جمعدار

یہ شوالہ مستی دروازے کے اندر جمعدار خوشحال سنگہ کی حویلی کی پشت پر ہے بانی اسکا مہاراجہ رنجیت سنگہ کے دربار مین جمعدار تہا بازار کی طرف اس شوالہ

کے متعلق چودہ دوکانین ہین اور صحن بہت وسیع اور عمارت مندر کی سنگ سرخ
اور پختہ چونہ گچ بنی ہوئی ہے مندر کے اوپر گنبد تمام مطلا کیا ہوا ہی جو نہایت
خوشنما معلوم ہوتا ہی سرپرست اس مکان کا کوئی نہین ہی سوای ایک شخص
بالکشن نام برہمن کے کہ وہ مندر کی خدمت کرتا ہی اور کرایہ چودہ دوکانون سے
وصول ہوتا ہی اپنے گزارہ معاش مین خرچ کرتا ہی کسی وقت یہ مکان بہت بڑا
بنا ہوگا مگر اب بے مرمت وخراب پڑا ہے +

دہرم سال کوکہ

موتی بازار کی غربی لین مین یہ مکان واقع ہی مکان اگرچہ مختصر ہے مگر اجتماع کوکہ
مذہب کے سکہون کا وہان رہتا ہی اور گرنتھ صاحب وقت پڑھا جاتا ہی بھائی لکھن سنگ
کوکہ اس دہرم سال کا مہتمم ہے یہ مکان قدیم نہین ہے پندرہ سال کا عرصہ
ہوا ہی کہ یہ دہرم سال بنایا گیا اور کوکہ مذہب کے لوگ یہان آکر عبادت کرنے لگے
اس روز سے چار پانچ برس تک نہایت رونق رہی جب کوکون نے مالیر کوٹلہ مین
فساد کیا اور سزایاب ہوئے اور رام سنگہ کوکہ گرو کوکون کا مقید ہوکر رنگون
بہیجا گیا تو اس دہرم سال کی رونق بہی جاتی رہی مکان کا دروازہ شرق
کی طرف ہی اور دروازہ کے اندر مختصر صحن ہی اسمین چاہ چرخی دار ہی اس صحن کے
شمال کی طرف ایک بڑا دالان پختہ عمارت چونہ گچ بنا ہوا ہی جسمین گرنتھ صاحب
رکہا ہوا ہی اور معتقد لوگ اسکو پڑہتے ہین صحن سے غرب کی طرف ایک کوٹھڑی
پختہ بنی ہوئی ہی جسکا دروازہ دالان کلان کے اندر ہے شام کے وقت شہر کے
کوکے یہان آکر جمع ہوتے اور عارفانہ گیت گاتے ہین +

ہنومان جی کا مندر

یہ مندر موتی بازار مین سرراہ جانب شرق واقع ہے دروازہ زینہ دار غرب

کی طرف ہی جب دروازے سے اندر جائیں تو دہنی طرف دوسرا دروازہ ہے اور اُس دروازے کے اندر ایک کُھلی مسقف بیٹھک دریچہ دار ہی تین دریچے بازار کی طرف کُھلے ہوئے ہین اس بیٹھک کی شرقی دیوار پر بہت بڑی تصویر ہنومان جی کی بنی ہوئی ہی دوسری تصویر کرشن پہلوان جی کی ہی ہنومان جی کی مورت پر سندھور ملا ہوا ہی اور کرشن جی کی مورت شام رنگ ہی ان دونو مورتون کی پرستش کے لئے دونو وقت خلقت کثیر حاضر ہوتی ہی مندر نہایت عمدہ منقش بنا ہوا ہی چھت بھی چوبی منقش ہی اس مندر کی پشت پر مہنت کے رہنے کے لئے پختہ مکانات بنے ہوئے ہین اور اُنکے آگے کھلا ہوا صحن ہی جسمین چاہ چرخی دار ہی اور ایک پیپل کا درخت ہی۔ یہ مکان پہلے گنیش داس و مہیش داس سادھو بیراگی کا تھا پھر سیر انند صراف نے اپنا روپیہ صرف کرکے اسکو تعمیر کیا جو اب تک موجود ہی اب پجاری اس مندر کا مسمی ٹھاکر داس ہی جو ہر روز خدمت کرتا ہی اور آمدنی چڑھاوے سے اُسکا گزارہ ہی

شوالہ ترپولیہ والہ

یہ شوالہ لاہور کے مشہور و قدیم مندرون مین سے ہی اسکی قدامت مین کسی کو کلام نہین لاہور کی آبادی جب سے ہوئی ہی اُسی روز سے یہ شوالہ ہی تجدید عمارت کی وقتاً بوقت ہوتی رہی ہی خصوصاً سکھی عملداری مین اسکی سب عمارت نئی بنگئی چونکہ پریم ناتھ جوگی مدت العمر اسمین قیام پذیر رہا اسلئے یہ پریم ناتھ کے شوالے سے مشہور ہوگیا پرستش اس شوالہ کی بہت ہوتی ہی دونو وقت معتقد لوگون کا ہجوم مندر پر رہتا ہی لوگ نہایت اخلاص و اعتقاد سے یہان آکر جبین سائی کرتے ہین اور چڑھاوہ چڑھاتے ہین۔ ترپولیہ بازار لے سرِ راہ بجانب شرق یہ عالیشان مندر واقع ہی دروازہ مکان بجانب غرب ہے

دروازے کے آگے بازار چہت کر ایک مکان نشستگاہ بنا ہوا تہا جسکے دونو طرف
دریچے تہے مگر حکام کے حکم سے مسمار کر دیا گیا ہی دروازے کی بائین طرف ایک دریچہ
ہی جسمین برہمن پانی پلانے والا بیٹھتا ہی تمام دن وہ لوگون کو پانی پلاتا رہتا ہی
دروازے سے جب اندر جائین تو تہوڑا صحن پٹا ہوا آتا ہی اُسکے شمال کی طرف چاہ
چرخی دار ہی اُسکے آگے شرق کو بڑہین کو کہلا ہوا صحن آتا ہی اُسکے وسط گمٹی مین
مندر ایک پختہ چبوترے پر نہایت مکلف و پختہ بنا ہوا ہی مندر کا دروازہ شمال
کی طرف ہی اور ایک دریچہ غرب کی طرف صحن مین کہلا ہی دریچہ مین سنگ مرمر کا
پنجرا لگا ہی اور چوکہٹ خشتی ہی مندر کے اندر وسط مین ایک اور خورد چبوترہ ہے
جسپر شوجی کا جلوس ہی چاندی کی جلہری نہایت مکلف خوب بنی ہوئی ہی جسپر بہت
بڑی گاگر برنجی پر آب رکہی رہتی ہی زمانہ تحریر اس حال مین کوئی ہنود شنا پاپی
جو آیا تو ہاتہ ٹیکنے کے بہانے اُس نے مندر کے اندر جا کر جلہری مین کا ایک
ٹکڑا کاٹ لیا اور بے خبر چلا گیا اس بات کے اظہار سے برہمن اور تمام لوگون کو کمال
افسوس ہوا اور کسیقدر روپیہ ارادت مند لوگون نے جمع کر کے جلہری کو نئے سر
بنوایا چنانچہ اب وہ جلہری چار سو روپیے کے وزن کی از سر نو تیار ہو گئی ہے
مندر کی دیوارین اندر سے پختہ چونہ گچ ہین اور قالبوتی چہت اُسپر عالیشان
گنبد کلس دار ہی سامنے مندر کے باہر صحن مین ایک پیپل کا درخت بہت بلند جسکی
شاخین مندر کے چوطرفہ عمارات سہ منزلہ و دو منزلہ سے بڑہ گئین ہین موجود ہے
شمالی و جنوبی دالانون مین سابق کے مہنتون کی سمادین پختہ بنی ہوئی ہین
صحن کی ملحقہ عمارتین شمالی و شرقی و جنوبی و غربی بہت بلند دو منزلہ سہ منزلہ
عمارتین نہایت مکلف و پختہ چونہ گچ و منقطع دریچہ دار بنی ہوئی ہین جسمین
جوگی پجاری مندر کے قیام پذیر ہین شمالی عمارت خصوصاً بہت بلند ہے

اُس سے ملتی ہوئی جو بازار کی شمالی وغربی دو کانین ہین وہ بہی مندر کی ملکیت ہین
اور کرایہ مہنت لیتا ہی غرض کہ اس مندر کی وسعت مین زمین اگرچہ کم ہی مگر عمارت
کثیر و منازل مین بلند ہی شہر لاہور کے ہنود بسبب قدامت اس متبرک مکان کے
دلی تعلق اس مندر کے ساتہہ رکہتے ہین اور بدل وجان پرستش کو حاضر ہوتے
ہین دولتمند بہی وقدرے توقیر بہین یہ مندر مرجع خاص وعام ہی مشہور مہنت اس
مندر کا باوا پریم ناتہہ جو گی گذر چکا ہی سب لوگ اسکی تعریف کرتے ہین اور اُسکے صاحب
باطن ہونے مین شک نہین کرتے اب اُسکا پوتا چیلا بالک ناتہہ پجاری
مندر کا و صاحب اختیار ہے +

مکان باولی صاحب

یہ متبرک مکان عبادت گاہ سکہان لاہور کے مشہور ومعروف مکانات مین سے
ہے وسعت اسکی بہی اور مکانات عبادت گاہون سے بہت بڑی ہی جب کوئی مجمع کسی
قسم کا ہنود مین ہوتا ہی تو یہی مکان انتخاب کیا جاتا ہی یہ عالیشان مکان بیچ بازار
وکسیرا بازار ولوہٹی بازار کے درمیان ہی چارون طرف اسکے بازار ہی شرق کی طرف
لوہٹی یعنی لوہا بیچنے والون کا بازار شمال کو ڈبی بازار جنوب کو کسیرا بازار یعنی برتن
فروخت کرنیوالون کا بازار ہی غرب کی طرف بہی کہلا ہوا بازار ہی اسی طرف اس مکان
کا بڑا دروازہ ہی تین سیڑہی چڑہکر انسان اس دروازے مین جاتا ہی دروازہ محرابی
عالیشان بنا ہوا ہی دو نو طرف چوکیان ہین ڈیوڑہی کی سقف کے نیچے جنوب و
شمال کی طرف دو دالان محرابی ہین شمالی دالان کے شامل ایک کوٹہڑی ہے
اور جنوبی دالان مین زینہ ڈیوڑہی کے اوپر جانیکا جب زینہ کے اوپر جائین
تو ڈیوڑہی کی چہت پر بطرف شرق ایک شاہ نشین بنی ہوئی ہے جسکے تین در نیچے
محرابی ہ مکان کے صحن کی طرف ہین جب ڈیوڑہی سے آگے گزرین تو

بہت وسیع میدان آتا ہی جسکے سامنے ایک چاہ پختہ دار ہی دروازے کی داہنی طرف
تین تین کوٹھریاں بنی ہین جنکی پشت پر باہر بازار کی سمت کو دو دکانین ہین صحن
شمال کی طرف اندر کو بارہ کوٹھریان تالاب کے زینہ کی حد تک ہین اور باہر کو
ڈیلی بازار کی طرف دو دکانین ہین اسی طرف کوٹھریون کے آگے دو درخت پیپل
کے اور ایک بڑ کا ہی صحن کے جنوب کی سمت کو عالیشان مکان باولی صاحبہ
کا ہی یہ ایک منقطع و پختہ و منقش بڑا دالان گویا ایک دالان کے تین دالان
نہایت وسیع ہی باہر کے دروازے محرابی مرغولی منقش ہین اُسکے اندر شرقی
غربی کوٹھریان اُسمین فرش بوریا کا بچھا رہتا ہی اُسکے اندر دوسرا دالان محرابی
مرغولی خشتی جسکے محاذی شرقی غربی کوٹھریان اور اُنکے اوپر شاہ نشین بنی
ہین پھر اُسکے اندر تیسرا دالان اُسکے دونو طرف بھی شاہ نشین بنی ہین شرقی کوٹھری
کے اندر بڑا نقارہ رکھا ہی جو دو وقت بجایا جاتا ہی تیسرے دالان کے وسط مین
ایک چوبی تخت پوش بچھا ہی اُسپر ایک چھوٹا پلنگ بچھایا گیا ہی اُسپر گرنتھ صاحب
بڑی عزت کے ساتھ مکلف غلافون کے اندر رکھا رہتا ہے خاص باولی کا
زینہ اس دالان کے بیرونی درجے کے غرب کی طرف ہی یہ دروازہ اکثر مقفل
رہتا ہی ضرورت کیوقت کھولا جاتا ہی اسکے اندر جائین تو ایک درجہ مسقف قالبوتی
آتا ہی اُس سے آگے زینہ باولی کا شروع ہوتا ہی تین سیڑھیان اترکر ایک اور درجہ
آتا ہی اس درجہ مین ایک دروازہ کلان بازار کی طرف بھی رکھا گیا ہی اگر وہ کھولا جائے
تو بازار کی سمت سے بھی انسان براہ راست باولی مین اتر سکتا ہی مگر یہ دروازہ
ہمیشہ بند رہتا ہی جنوبی و شمالی سمت اس درجہ کے بھی دو شاہ نشین
منقطع محرابی قالبوتی بنے ہوئی ہین اس سے آگے بڑا زینہ شروع ہوتا ہے جب
چھبیس سیڑھیان اُتر جائین تو آگے ایک کھلا ہوا صحن آجاتا ہی اس درجے مین

بسبب کہلا ہونے کے روشنی بہت ہی شرقی غربی جنوبی عمارتین اسکی بہت بلند نظر آتی ہین ایک دوسرے کے محاذ عالیشان شاہ نشینین مرغولدار قالبوتی بنے ہوئے ہین اس سے آگے جب پہر زینہ سے اُترنا شروع کرین تو پینتیس اور سیڑہیان اُترکر چاہ کی تہہ کو پہنچ جاتے ہین اور پانی کے کنارے پر انسان جا کہڑا ہوتا ہی اس درجے کے زینہ کے جنوب و شمال کی طرف بہی بدستور مرغولی دالان بنے ہین زینہ کے انجام پر ایک مرغولی دروازہ سرخ پتہر کا- چاہ کی دیوار مین لگا ہوا ہی جسکی دہل پانی کے اندر ہی- اوپر کے صحن کے غربی حصے مین ایک چہوٹا سا پختہ تالاب بنا ہوا ہے جسکی سات سیڑہیان ہین پہلے اسمین پانی بہرا جاتا تہا مگر اب مدت مدید سے خشک پڑا ہوا ہی تالاب کے جنوب کی سمت کو ایک چاہ ہی اور مکان روغن منڈی جو اسی مکان کے متعلقات مین سے ہی وہان گہی کی منڈی لگتی ہی اور کرایہ لیا جاتا ہی تالاب کے جنوب کی سمت کو وہ مکانات ہین جنمین چرخ چوب چاہ کا چلتا تہا مگر اب جاری نہین ہی جب چرخ چوب جاری تہا تو باولی کی چاہ سے تالاب بہرا جاتا تہا اور مکانات بہی واسطے باندہنے مویشی وغیرہ کے بنے ہوئے ہین اور اکثر لوگون نے اپنی اپنی احتیاط اسباب ڈالکر قفل لگائے ہوئے ہین اور کرایہ دیتے ہین احاطہ کے اندر کی تمام کوٹہریان بازار والون نے کرایہ پر لیکر اپنے اسباب ڈالے ہوئے ہین ٭ یہ باولی گروارجن صاحب پانچوین جانشین مذہب سکہی کی تعمیر کی ہوئی مشہور ہے جو اُس نے بعہد جہانگیر بادشاہ کے بنوائی تہی باعث اس باولی کی تعمیر کا یہ ہوا کہ ایک شخص نے جو گروارجن صاحب کا سکہہ تہا بنیا مکان جو اسی باولی کے موقع پر تہا ایک عورت کے پاس تین سو روپیہ کو فروخت کیا اور اُس عورت نے مکان گرا کر از سر نو بنانا چاہا اور زمین کہودی تو ایک چرخہ اور ایک پیہڑا اور ایک پلنگ یعنی چہپر کہٹ مطلا و مرصع ایک سونے کا

قدیم مین سے دستیاب ہوا عورت مشتریہ مکان نے اُس مال مین طمع نکی اور تصور کیا کہ یہ مال اُس شخص کی ملک ہے جس نے یہ مکان میرے پاس فروخت کیا ہے چنانچہ اس نے اُس سکھہ کو بُلایا اور کہا کہ مال تمہاری زمین مین سے دبا ہوا نکلا ہے یقین ہے کہ تمہارے کسی بزرگ نے دفن کیا ہوگا تم یہ مال لے لو سکھہ نے انکار کیا اور کہا کہ مین یہ مکان تمہارے پاس فروخت کر چکا ہون جب زمین فروخت ہو گئی تو جو کچھہ زمین کے اندر تہا وہ بہی فروخت ہو گیا یہ مال میرا حق نہیں تم ہی اپنے پاس رکھو اس بات پر فریقین مین تکرار ہو پڑی اور معاملہ قاضی تک پہنچا چونکہ مقدمہ عجیب طرح کا تہا ہوتے ہوتے بادشاہ کے حضور تک یہ معاملہ پیش ہوا بادشاہ فریقین کی ایمانداری پر خوش ہوا اور بسبب اسکے کہ بایع مکان گرو ارجن کا سکھہ تہا وہ مال گرو ارجن کے پاس بہیجدیا کہ کسی نیک کام پر خرچ کرے گرو ارجن نے تجویز کی کہ اس مال سے ایک باولی تعمیر کی جائے جب یہ خبر اُس عورت کو پہنچی وہ گرو کی خدمت مین گئی اور التجا کی کہ مین اس مکان سے دست بردار ہوتی ہون آپ اسی جگہ باولی بنوایئے گرو نے یہ بات منظور کی اور یہ موجودہ باولی اُسی مدفونہ مخزونہ مال کے خرچ سے بنوا دی اور نگاہیا نام ایک سکھہ کو مع اور چار سکھون کے باولی کی حفاظت پر مامور کر دیا خود بہی گرو اکثر اس مقام پر قیام رکہا کرتا تہا اور اس باولی سے بجانب جنوب بفاصلہ کسیرہ بازار کے جو ایک مکان تہا اُس مکان مین گرو ارجن کا لنگر ہوا کرتا تہا وہ مکان بہی گویا باولی والے مکان ہی سے متعلق تہا چند سال یہ معاملہ اسی طرح رہا جب جہانگیر بادشاہ و گرو ارجن دونو جہان فانی سے رحلت کر گئے اور شاہ جہانی وقت آیا اور گرو ہرگوبند جانشین گرو ارجن کا بیگار مرلاہور کے قاضی بلکہ خود بادشاہ کے ساتھہ بہی ہو گیا باعث یہ ہوا کہ ایک باز بادشاہ کا اڑ گیا تہا وہ گرو ہرگوبند کا کوئی سکھہ پکڑ کر گرو کے

پاس سے گیا بادشاہ نے اُسکی تلاش بہت کی پتہ نملا اور کولان نام ایک کنیز جو تھی
کی بھاگ کر گرو کے پاس چلی گئی وہ بھی اُس نے نہ دی آخر مخبری ہوئی اور بادشاہی
بازگرو کے پاس ثابت ہوا اور مخلص خان نام ایک افسر مع کسی قدر سواروں کے
امرتسر بھیجا گیا گرو ہرگوبند اُسکے مقابل ہوا مخلص خان مارا گیا اور سوار بھاگ آئے
اس واقعہ کے بعد گرو امرتسر سے چلا گیا اُس وقت جسقدر جائداد گرو کی لاہور
میں تھی وہ قرق کر کے قاضی کے حوالے ہوگئی جسمیں یہ باولی اور لنگر کا مقام بھی
تھا قاضی نے بسبب اپنی ذاتی عداوت کے یہ کیا کہ لنگر کے مقام پر مسجد کانسی لکار
بنوادی اور نگاہیا گرو کے سکھہ کو جو باولی پر مامور تھا مع اُسکے چار ہمراہیوں کے
قتل کر کے باولی میں ڈال دیا اور جسقدر جائداد لگاہیا کی تھی وہ بھی اسی چاہ
میں ڈالکر چاہ کو بند کرا دیا اور اُسپر مکانات بنوا دیئے اُس روز سے یہ باولی بالکل
مفقود ہوگئی اور لنگر کے مقام پر ایک عالیشان مسجد بن گئی آخرالامر جب چغتائی
سلطنت جاتی رہی اور سکھی حکومت نے زور پکڑا مہاراجہ رنجیت سنگھ کی حکومت
میں تمام خطہ پنجاب کا آگیا تو مہاراجہ کی اخیر حکومت کیوقت اس باولی کی دوبارہ
ظہور کی نوبت پہنچی سبب یہ ہوا کہ سمت ١٨٩٠ بکرمی میں مہاراجہ رنجیت سنگھ
سخت بیمار ہوگیا اُس بیماری کی حالت میں کسی بسّن سنگھہ نے مہاراجہ کی خدمت
میں یہ ظاہر کیا کہ گرو ارجن جی مہاراج میرے خواب میں آئے ہیں اور فرماتے
ہیں کہ فلان موقع پر ہماری باولی اور لنگر خانہ تھا جو قاضی نے باولی دبوا دی اور
لنگر خانہ پر مسجد بنوا دی تھی تم مہاراجہ رنجیت سنگھ کو کہو کہ اُس باولی کو کھدوائے
اور اُسکے پانی سے غسل کرے صحت ہوجائیگی۔ بعض کا قول ہے کہ گرو جی خود
مہاراجہ کے خواب میں آئے اور یہ ارشاد کیا جب ایسا ارشاد گرو جی کی حضور
سے ہوا تو حسب منشا انہی اس سکھہ کے باولی کا کھدونا شروع ہوا اور بڑے

بڑے مکانات رعایا کے جو اس موقع پر تھے وہ سب گرائے گئے اور میدان کیا گیا وہ کانسی کا رعمدہ مسجد بھی مسمار ہوئی جو لنگر خانہ کے موقع پر بنی ہوئی تھی آخر باؤلی ظاہر ہوئی اور مہاراجہ نے اُسکے پانی سے غسل کر کے صحت پائی اور حکم ملا کہ کل شاہزادہ سلطنت کی یکماہ تنخواہ وضع کر کے یہ عالیشان مکان بنوایا جائے بعد وضع تنخواہ ستر ہزار روپیہ جمع ہوا اور یہ موجودہ مکان بنوایا گیا سمت ۱۸۹ مین اسکی عمارت شروع ہوئی اور پانچ برس کے عرصہ مین باہستگی یہ مکانات تعمیر ہوئے ابھی عمارت جاری ہی تھی کہ سمت ۱۸۹۶ بکرمی مین مہاراجہ رنجیت سنگہ مر گیا اور عمارت ختم ہوئی اگر مہاراجہ اور دس برس زندہ رہتا تو یہ مکان لاثانی بن جاتا مسجد جس جگہ سے گرائی گئی تھی وہاں بھی دو کانین اور نشستگاہین اور کٹڑہ بنوایا گیا اور شامل مکان باؤلی سمجھا گیا مہاراجہ نے یہ مکان بھائی نہال سنگہ کو سپرد کیا بابت ... بوجہ گرنتھ صاحب کی بہیٹ مقرر کر دیئے آٹھ ہزار روپیہ سالانہ جاگیر اس مکان کی خدمت کی عوض بھائی نہال سنگہ کو دینے مقرر ہوئے اُسکے بعد یہ مکان بھائی جواہر سنگہ کرتار پوریہ کی تحویل مین آیا اور آمدنی کرایہ دو کانات کی ... ماہوار آتا ہی بھائی مذکور لینے لگا چند سال مین بھائی جواہر سنگہ کئی ہزار روپیہ کا قرضدار ہوا اور انتظام قرضہ ہو کر بھائی کی جاگیر و آمدنی جائداد کی سپرد ضبط ہوئی اور بھائی کا گذارہ مقرر ہوا اُس قرضہ مین یہ آمدنی بھی غرق ہو گئی اور پچاس روپیہ ماہوار مکان کے خدام کی تنخواہ و چراغ بتی و کڑاہ پرشاد کے لیئے سرکار نے واگزار رکہا جو ماہوار محکمہ خفیفہ سے ملتا ہے اُسی مین فرش فروش وغیرہ کل اخراجات محسوب ہین اڑہائی روپیہ ماہوار نفیری نوازن کو و نقارچیوں کو ملتا ہی جو ہر روز علی الصباح حاضر ہو کر شادیانہ کرتے ہین کل ایکسو دس ... دو کانین دو نو طرف بازار کی طرف اس مکان کے متعلق ہین اور بھائی خزان سنگہ

نام ایک سفید ریش سکھہ مکان کی خدمت و خبر گیری پر مامور ہی پہلے تمام چڑہاوہ گرنتھہ صاحب کا دو روپیہ یومیہ سے کم نہیں ہوتا تہا اب آمدنی چڑہاوے کی نقد کچھہ نہیں ہوتی اور اگر کوئی راجہ سکھہ سردار کچھہ روپیہ چڑہاوہ چڑہاتا ہے تو بہائی جواہر سنگہ لے لیتا ہی خدمتگاروں کو سمیں کچھہ نہیں ملتا البتہ بتاشے و شیرینی اور پیسے جسقدر گرنتھہ صاحب پر چڑہتے ہیں وہ پُجاریوں کا حق ہوتا ہی سوائے اسکے اور کچھہ چڑہاوے سے نہیں ملتا — اب بہائی جواہر سنگہ ایک سال کا عرصہ ہوا کہ مرگیا ہے +

بیکنٹھہ داس کا ٹہاکر دوارہ

یہ ٹہاکر دوارہ بہی قدیم زمانے کا چکلا بازار کے سرے پر ہی یہ مندر نہایت پُرانا مشہور ہے بعض اسکو ہزارہا سال کا کہتے ہیں مگر وسعت اسکی بہت کم ہی قدیمہ عمارات میں سے اب کوئی ٹکڑا عمارت کہنہ کا باقی نہیں ہی تمام عمارت مندر کی تازی بنی ہوئی ہے اور موجودہ عمارت دس سال کے عرصہ سے سمی پریتم داس نے بنوائی تہی اور اسکے خرچ میں بہت سے لوگ شامل ہوئے اور چندہ کرکے یہ مندر تعمیر ہوا مکان کی صورت بطور حویلی کے ہی اور اندر باہر سے چونہ گچ و منقش عمارت ہی تین منزلیں زیر و بالا مکان کی ہیں ہر ایک منزل میں کوٹہریاں و دالان نہایت خوبصورت طور پر بنے ہوئے ہیں . میانی منزل کے ایک دالان میں ایک طاق نہایت مکلف بنا ہوا ہے اور اُسمیں ایک مورت کرشن بہگوان مہاراج کی پتہر کی رکہی ہی دوسری مورت رادہکا جی کی ہی وہ دونو تصویروں کو طلائی زیور مرصع پہنایا ہوا ہی اُسکے محاذ کے دالان میں ہنو ان جی کی مورت خشتی عمارت میں بنائی ہوئی ہے اور سرخ رنگ سے رنگی ہوئی ہے دونو دالان مکلف فروش سے آراستہ ہیں انہی میں مورتوں کی پوجا ہوتی ہے چڑہاوے کی آمدنی پر مندر کا خرچ چلتا ہی +

شوالہ دیوان شنکر داس

یہ شوالہ بھی چکلہ بازار مین ایک کوچہ کے اندر واقع ہے مکان اگرچہ مختصر ہے مگر عمارت عمدہ
وسنگین وپختہ بنی ہوئی ہے بانی اسکا بھی ایک نامور آدمی تہا جو بعہد سکھی دیوانی کے عہدہ
پر ممتاز تھا اور انگریزی عہد مین آنریری مجسٹریٹ خاص لاہور کا مقرر رہا چند سال ہوئے کہ
بقضائے الہی مرگیا ہے اوسنے اپنی حین حیات مین یہ شوالہ بنوایا اور اپنا یادگار دنیائے
فانی مین چہوڑ گیا یہ شوالہ چکلہ بازار سے بجانب شرق کوچے کے اندر ہے دروازہ پربنی
غرب کی سمت کو ہے جب اندر کو جائین تو ڈیوڑہی مسقف آتی ہے ڈیوڑہی سے آگے بڑہین
تو ایک کہلا ہوا مختصر صحن ہے اوسکے وسط مین مکان شوالہ بنا ہوا ہے مندر کے اندر
پختہ سنگین فرش اور ایک خورد سنگین چبوترہ اوسپر شوجی کا استہاپن ہے اوپر اوسکے
جلہری اور جلہری پر گاگر مستی پر آب رکہی رہتی ہے مندر کی چہت قالبوتی اور
اوپر عالیشان گنبد کلس دار ہے دیوارین مندر کی اندر باہر سے پختہ چونہ گچ منقش ہین
مندر کے بیرونی صحن مین بہی پختہ سنگی فرش ہے جنوب کی سمت کو ایک پختہ دالان
بنا ہوا ہے جسمین کیشورام برہمن خبرگیر وپجاری مکان کا رہتا ہے دیوان شنکر ناتہ
کی حین حیات تک وہ خود خبرگیر اس مندر کا رہا اوسکے مرگ کے بعد اب پنڈت پریم ناتہ
وشوناتہہ مندر کی خدمت کرتے ہین اور برہمن کو بہی تنخواہ دیتے ہین +

شوالہ رگناتہہ مشر

یہ بہی ایک نامی شوالہ چکلہ بازار کی شرقی سمت کے کوچہ کے اندر ہے غرب کی سمت کو مکان
کا دروازہ ہے جب اوسکے اندر جائین تو ایک میدان کہلا ہوا آتا ہے اس صحن کے
جنوب کی طرف دالان اور دالان کے اندر کوٹہریان پختہ پجاریون کے رہنے
کی خاطر بنی ہوئی ہین اور باقیماندہ صحن مین ایک چاہ چرخی دار و درختان بڑہ و
پیپل وغیرہ لگے ہوئے ہین جن سے نہایت رونق اس مکان مین ہے صحن کے
غرب کی طرف ایک پختہ پختہ کار چبوترہ ہے اور چبوترے پر شوجی مہاراج کا مندر ہے

یہ مندر گنبد دار ہے مدور گنبد نہایت خوبصورت بنا ہوا ہے مندر کا دروازہ شرق کی طرف ہے جب اس دروازے کے اندر جائین تو گنبد کے وسط مین ایک اور خورد چبوترہ پختہ سنگی بنا ہے جسپر شوجی مہاراج کا استھاپن ہے اوپر اُسکے برنجی جلہری اور جلہری پر گاگر پر آب رکھی رہتی ہے مندر کی قالبوتی چہت اور چونہ گچ دیوارین ہین اور اُنپر دیوتاؤن کی تصویرین نہایت عمدہ بنی ہوئی ہین - چالیس برس کا عرصہ گزرتا ہے کہ یہ شوالہ رگناتہہ مشر برہمن نے اپنا روپیہ صرف کرکے بنوایا تہا اُس روز سے یہ عبادتگاہ خاص عام مقرر ہوئی ہے اب مہنت اسکا مسمی سندر ناتہہ جوگی ہے گزارہ اُسکا اور مکان کا خرچ چڑہاوے کی آمدنی سے چلتا ہے

ٹہاکر دوارہ ماگہو مشر

چکلہ بازار کی شرقی سمت کوچہ ٹہاکر دوارہ کوچہ کے اندر رگناتہہ مشر کے شوالہ کے پاس بطرف جنوب واقع ہے مکان ٹہاکر دوارہ ایک عالیشان عمارت بطور حویلی کے بنا ہوا ہے کل عمارت پختہ چونہ گچ و منقش و منقطع ہے مکان کے دروازے کے اندر جب جائین تو ایک نشستگاہ نہایت مکلف بنی ہوئی آتی ہے اُسمین مہنت کی نشست ہے نام اُسکا ماگہو مشر المشہور لوہا مشر ہے وہ اپنے پاؤن سے نہین چل سکتا اس سبب سے اُسکو لوہا مشر کہتے ہین اور لوہلا پنجابی زبان مین اُسکو کہتے ہین جسکی دونو ٹانگین چلنے لایق نہون اس نشستگاہ کے اوپر ایک اور نشستگاہ عمدہ مکلف بنی ہوئی ہے گویا دو منزلہ مکان ہے اس سے آگے بڑہین تو ایک صحن آتا ہے جمین پختہ فرش ہے صحن کے شرق کی سمت کو ایک عمدہ دالان ہے اور اُسکے اوپر دوسرا دالان یعنی دو منزلہ دالان ہے دالان اس دالان کی چوبی و خشتی قیمتی عمارت لایق دید ہے صحن کے جنوب کی سمت ٹہاکر جی مہاراج کا مندر ہے مندر کا گنبد ایک عجیب و غریب عمارت کا پختہ بنا ہے جسپر طلائی کلس ہے اور باہر کی تمام عمارت بیلدار شیشہ کی بنی ہوئی ہے علے ہذالقیاس

مندر کی اندرونی عمارت ہی جسکو دیکھکر انسان کی روح خوش ہو جاتی ہی اس مندر کے
اندر گرشن جی مہاراج اور رادہکا جی کی سنگین مورتین ہین جنکا مکلف لباس ہے
اور قیمتی زیور پہنایا ہوا ہے مکان کا صحن اوپر سے مسقف ہی اگر مسقف نہوتا
تو بارش سے یہ مطلا و آئینہ دار عمارت حقیقت مین خراب ہو جاتی - اس مندر کا
بانی بہی یہی ماگہو مشر تو بلا ہی جس نے چندہ کرکے اس مکان کو بنوایا ہی اور کہلے دل سے
روپیہ خرچ کرکے اس مندر کی عمارت کو زینت دی ہی ایسا ہی مکان کے اندر عمارت
شروع ہی اور بیل بوٹے شیشے کے بن رہے ہین - یہ ماگہو مشر نہایت خلیق آدمی
ہی اور زن و مرد قوم ہندو بہزار دل اسکی خدمت کرتے ہین اور تمام آمدنی یہ مندر
کی آراستگی پر خرچ کردیتا ہی اپنے پاس جمع کچہہ نہین رکہتا +

ٹہاکر دوارہ بانکے بہاری

یہ ٹہاکر دوارہ لاہور کے نامی گرامی مندرون مین ہی بہائی دستی رام کی حویلی کے
قریب بہن واقع ہی اس مکان کی خوبی و پختگی و رنگینی کی جسقدر تعریف کیجائے
کم ہے حقیقت مین نہایت عمدہ و عالیشان عمارت ہی مکان دو منزلہ ہی اوپر کی
منزل جہان ٹہاکر جی مہاراج کا جلوس ہی نہایت آراستہ کی گئی ہی دیوارین و سقف
و فرش سب کے سب منقش و مطلا و آئینہ دار عمارت کے ساتہہ سجائی گئی ہین
جسکو دیکہکر انسان تصور کرتا ہی کہ شاید یہ مکان بہشت برین کے مکانات مین سے
ہی راستہ کے سرے پر شرق کی طرف یہ مکان واقع ہی پہلے ایک دیوار بطور بیرونی دیوار
کے بنی ہی جسکے اندر چاہ چرخی دار ہی اُس سے آگے بڑہ کر مندر کا دروازہ عالیشان
منقش ہی جو ایک عالیشان بلند دیوار مین لگا ہی اس دیوار پر باہر کی طرف
بے انتہا تصویرین دیوتاؤن کی لکہی ہین دروازے کے اندر جائین تو جنوب
کی سمت کو زینہ اوپر جانیکا ہی اُس سے لوگ اوپر چڑہ جاتے ہین تو ایک صحن مسقف

آتا ہے اُس صحن کی غربی دیوار میں بیرونی دروازے کے اوپر تین دریچے مرغولی کٹھرہ دار کہلے ہوئے ہین اُنکے آگے ایک بڑا نقارہ نستری جسکا طاس آہنی ہے رکہا ہوا ہے یہ نقارہ صبح و شام آرتی کیوقت بجایا جاتا ہے اس صحن کے آگے شرقی کی طرف بڑا دالان ستون دار مسقف ہے اس دالان کے عجیب و غریب کے نقش و نگار کی تعریف احاطہ بیان سے افزون ہے دیوارون مین طلائی نقوش طرح طرح کے ہین جنمین بلوری نگینے ستارون کی طرح چمکتے ہین چہت اسکی بہی طلائی منقش ہے اور فرش سنگین ہے اُسپر عمدہ قیمتی فرش بچہائے گئے ہین اُس دالان مین داخل ہو کر انسان اُسکی خوبی و خوش اسلوبی پر ایسا محو ہو جاتا ہے کہ دیکھنے سے سیر نہین ہوتا دالان کی شرقی دیوار کے آگے ایک اور سہ درہ شہ نشین دالان کے فرش سے کسی قدر اونچا بنی ہوئی ہے جسکے تین در محرابی منقطع نہایت خوبصورت ہین شہ نشین کے ستونون اور پیشانی پر آئینہ کی بیلین نہایت عمدہ بنی ہوئی ہین گویا روز روشن مین ستارون کا عالم دکہاتا ہے اس شہ نشین کی شرقی دیوار مین تین طاق نہایت مکلف و منقش طلائے خالص سے رنگین بنی ہوئی ہین تینون طاقون مین سنگین مورتین دیوتاون کی نہایت اعزاز و اکرام سے رکہی ہین بیچ کے طاقچے مین سنگین مورت سری کرشن جی مہاراج کی رکہی ہے مہاراج کے زیب تن قیمتی زیور و مکلف لباس ہے بائین طرف مہاراج کے رادہا مائی جی کی مورت اور داہنی سمت کو سری بلبدہر جی کی تصویر رکہی ہوئی ہے مورتون کو بہت سے قیمتی طلائی زیور اور شاندار پوشاک پہنائی ہوئی ہے دو طاقچون باقیماندہ مین اور تین مورتین دیوتاون کی دہری ہین غرض کل چہہ مورتین اس مندر کے اندر رکہی ہین شہ نشین کا فرش پتہر کا اور مسقف آئینہ دار اور دیوارین زرنگار ہین ✣ بڑے دالان کے شمال کی سمت کو ایک دالان ہے جسمین چہت رہتا ہے اور تین دریچے بطرف شمال کہلے ہوئے ہین۔

ابتدا اس مندر کی کسیکو معلوم نہیں پرانا مکان ہے مگر حال کا مکان نیا بنا ہوا ہے جو باہتمام بھائی نند گوپال و فقیر چند کتھری کے بنایا گیا ہے - عرصہ قریب چھہ سو برس کے گذرا ہوگا کہ مقام کتکھل علاقہ ہردوار مین مسمی سوبھا رام کار در سکنہ لاہور کو ٹھاکر جی نے خواب مین درشن دیئے کہ ہم یہان فلان جگہ مدفون ہین تو ہمکو نکال چنانچہ اُس نے اُس موقع سے زمین کھودی اور ٹھاکر جی کو نکالکر لاہور مین لے آیا محلہ ستھان مین استھاپن کیا مدت مدید ٹھاکر جی وہان رہے آخر وہ بھی مر گیا اور اُسکی اولاد بھی مر گئی تو مسمات دیا کنور جو سوبھا رام کے خاندان سے تھی پوجا سیوا ٹھاکر جی کی کرتی رہی اتفاقاً اُس نے ایکروز مسّی یعنی چنے کی روٹی پکائی ٹھاکر جی کو بھوگ بھی اُس نے اُسی روٹی کا دیا ٹھاکر جی خواب مین آئے اور فرمایا کہ بسبب کھانے مسی روٹی کے ہمارے پیٹ مین درد ہے ہمکو عرق بادیان پلاؤ چنانچہ اُس نے عرق بادیان کا بھوگ دیا اور ٹھاکر جی کو آرام ہوگیا یہ بات لاہور مین بہت مشہور ہے کہ سردار موہر سنگھ جو لاہور کے تین حاکمون مین سے ایک حاکم تھا ہر روز ٹھاکر جی کی سیوا کو آتا تھا اُس نے چاہا کہ ٹھاکر جی کو مین اپنے گھر لے چلون مگر دیا کنور نہین مانتی تھی آخر وہ ٹھاکر جی کو زبردستی اپنے گھر لے گیا اُس نے یہہ بے اعتدالی کی کہ ایک روز بھوگ مین شراب رکھہ دی ٹھاکر جی کی اُسپر کمال خفگی ہوئی اُنہین دنون مین رنجیت سنگھ نے لاہور لے لیا اور سردار موہر سنگھ قید ہوگیا سردار موہر سنگھ کی عورت لاہور سے ایک گاؤن مین چلی گئی ٹھاکر جی کو ہمراہ لیگئی وہان سے ایک زمیندار جو ٹھاکر جی کا کمال معتقد ہوگیا تھا مورتی کو چورا کرلے گیا اور اپنے گھر لیجا کر توڑی کی کوٹھی مین مورتی کو چھپا رکھا ٹھاکر جی اُس عورت کے خواب مین آئے اور فرمایا کہ ہمکو فلان زمیندار نے فلان کوٹھی مین توڑی کے اندر چھپا رکھا ہے وہان سے ہمکو نکال لاؤ - چنانچہ عورت وہان سے نکال لائی

پہر تو ٹہاکر جی کے سیوادار بہت لوگ ہو گئے کسیقدر مدت کے بعد عورت تیرتہ پور کو چلی گئی اور ٹہاکر جی کو ایک سادہ بیراگی کو دے گئی جو موضع رنگیل پور کا رہنے والا تہا اُس نے رنگیل پور بیچ مندر بنوایا اور ٹہاکر جی کو وہان رکہا۔ لاہور مین ایک شخص پنڈت ہرجیرائے ٹہاکر جی کا بہگت تہا اور جب ٹہاکر جی لاہور مین تہے تو وہ انکی سیوا بہت کرتا تہا اُس نے سنا کہ اب ٹہاکر جی کی مورتی رنگیل پور مین ہے اُس نے پنڈت ہری نارایں کو رنگیل پور بہیجا اور سادہ بیراگی سے ٹہاکر جی کی مورت مانگی سادہ نے انکار کیا مگر ہری نارایں وہان ہی ٹہیر رہا اور سیوا کرکے ٹہاکر جی کو لاہور کے آنے پر رضی کیا مگر سادہ نہین دیتا تہا آخر اتفاق یہ ہوا کہ جسجگہ ٹہاکر جی کا مندر تہا اُس طرف دریاے راوی چڑہ آیا اور مندر کی دیوار کو گرا لیا جب یہ حالت گزری تو سادہ نے مورتی ٹہاکر جی کی ہری نارائن کے حوالے کردی اور ہری نارایں نے پہلے رنگیل پور بہت روپیہ خرچ کرکے سادہوؤن کو کہانا کہلوایا پہر بڑی عزت کے ساتہہ ٹہاکر جی کو لاہور لے آیا ہہیہ مہاراج نے اپنی زمین ٹہاکر دوارے کیواسطے دی اور لوگون نے امداد کی اور مندر تیار ہو گیا رفتہ رفتہ یہ مکان اسقدر رونق پر آگیا جو اب ہے ❊ بہائی نند گوپال و فقیر چند کہتری نے بہت سی کوشش کرکے اس عالیشان مکان کو تعمیر کیا جو اب تک موجود ہے ہر ایک ماہ کی اکادشی کے دن یہان بڑا میلہ ہوتا ہے اعتقاد مند لوگ کثرت سے آکر جمع ہوتے ہین اور تمام رات بہگت لوگ بہجن گاتے ہین اور چڑہاوہ کثرت سے چڑہتا ہے اس مندر کے ضروری اخراجات کا صرف صرف چڑہاوے کی آمدنی پر ہے جاگیر روزینہ کوئی مقرر نہین ہے اور باوا گلاب داس اس مندر کا مہنت بیراگی ایک خدا پرست شخص مہتمم و منتظم اس مندر کا ہے ❊

وشنو دیوی کا مندر

محلہ تلواڑہ علاقہ بہاٹی دروازہ مین یہ مندر سرراہ جنوب کی سمت کو واقع ہی کرسی دار مکان پختہ عمارت ریختہ کی بنی ہوئی ہی چند زینے چڑہ کر جب اوپر جائین تو ایک مختصر صحن ہے اسمین چاہ چرخی دار بنا ہوا ہی اُس چاہ کی غربی سمت کو مندر کا دروازہ ہی اس دروازے کے اندر جائین تو ایک تکہہ دار صحن مسقف آتا ہی اس صحن کی شمالی سمت کو ایک دالان چوبی ستون کا بنا ہوا ہے نشستگاہ مہنت کی ہی اور بازار کیطرف اسمین تین در نیچے منقطع خوشنما بنے ہوئے ہین وہ تو بغلون مین دو کوٹہڑیان ہین صحن کے جنوب کی سمت کو بہی ایک دالان سہ درہ ہی جسکی غربی بغل مین ایک کوٹہڑی ہی بیرونی مسقف صحن کے غرب کی طرف دیوی جی کا مندر ہی یہ مکان بہی ایک حجرہ کی طرح پر بنا ہوا ہی اندر اسکے پختہ فرش زمین پر ہی دیوارون کو چونہ گچ کیا ہوا ہی سقف چوبی منقش ہے غربی دیوار مین ایک طاقچہ منقش و مکلف بنا ہی اسمین دیوی جی کی سنگی مورت رکہی ہی لباس مکلف پہنایا ہوا ہی زیور بہی پہنایا ہی اس دیوی جی کی عام پوجا ہوتی ہی روز لوگ پرستش کو حاضر ہوتے ہین یہ مورت دیوی جی کی پہلے شہر امرتسر چوک ملا سنگہ مین ایک دیوی دوارے مین رکہی تہی وہان سے مسمی بہگو بہگت لاہور مین لایا اور اسجگہ رکہی مکان دیوی دوارہ بہی چندہ کر کے تعمیر کیا اس بات کو عرصہ چالیس برس کا گزر چکا ہی اب پجاری اس مندر کا مسمی سنت رام متشرع ہے اور مکان کی آمدنی چڑہاوے سے خرچ مکان کا چلتا ہے اور اُسی پر گزارہ پجاری کا ہے +

مکان شوالہ دلباغ رائے

یہ ایک پختہ و عالیشان عمارت کا مندر محلہ تلواڑے مین موجود ہی بانی اسکا دیوان دلباغ رائے راجہ دہیان سنگہ وزیر مہاراجہ رنجیت سنگہ کے گہر کا دیوان تہا آدمی

صاحب دولت و مخیر تہا وہ اپنی حین حیات مین یہ شوالہ تعمیر کر کے اپنا یادگار دنیائے فانی مین چہوڑ گیا اس شوالہ کے دروازے کے باہر ایک چاہ نہایت وسیع ہے اُسکی بنیاد کا زمانہ کسیکو معلوم نہین قدیم و پُرانا چاہ ہی اب وہ چاہ اس شوالہ کے متعلق سمجہا جاتا ہی وہ زمین جسپر اس شوالہ کی عمارت ہی چاہ کی متعلقہ زمین تہی اور محلے کے رہنے والے اُس زمین پر آپس مین ہمیشہ لڑتے جہگڑتے رہتے تہے آخر دلباغ رائے نے فیصلہ کیا کہ اپنا روپیہ صرف کر کے اُسپر شوالہ بنا دیا اُس شوالہ مین شو پوجا ہر روز دو وقت ہوتی ہی چڑہاوہ بہی چڑہتا ہی جو شوالہ کے خرچ اور پجاری کے گزارہ کے لیئے کفایت کرتا ہی اس شوالہ کی کرسی اونچی ہی جب زینہ چڑہ کر جائین تو آگے دروازہ آتا ہی دروازے کے اندر صحن مسقف ہے صحن جنوب کی سمت کو عالیشان گنبدوار مندر بنا ہی جسکی سنگین پختہ عمارت ہی مندر کے اندر پختہ چبوترہ اُسپر شوجی نصب ہین جلہری اور پتہر کی ہی اور گاگر تانبے کی اُوپر رکہی رہتی ہے سبہی دیو پیڈتا برہمن اس شوالہ کی پوجا پر مامور ہی اُسکے سبب سے شوالہ نہایت رونق پر ہے مندر کی سقف قالبوتی اور اوپر مدور گنبد نہایت خوبصورت بنا ہوا ہی پجاری کے قیام کیواسطے ایک نشستگاہ دریچہ دار بنی ہوئی ہے جسکے تین دریچے بسمت غرب بر سر راہ کُہلے ہوئے ہین دلباغ رائے مندر کے بانی کی اولاد مین سے لاہور مین کوئی شخص موجود نہین ہے مگر ایک شخص مسمی نانک چند کال گڈہ مین رہتا ہی مگر اس مندر کی خبر گیری وہ کچہہ نہین کرتا +

مکان شوالہ ٹبی والہ

یہ متبرک مندر محلہ ٹبی مین راجہ سوچیت سنگہ کی حویلی کے شرق کی سمت کو جسمین اب محکمہ تحصیل لاہور ہی واقع ہی اسکی قدامت کی کوئی حد و اندازہ نہین ہے مشہور یہ ہی کہ یہ شوالہ شہر لاہور کی آبادی کے وقت تعمیر ہوا تہا جسکو کئی ہزار برس

گزر چکے ہین بہر حال تین ہزار برس سے کم مدت نہین گزری اسکی قدامت
ملاحظہ مکان سے پائی جاتی ہے کہ مندر کا مکان حال کی سطح زمین سے
ڈیرہ منزل نیچے ایک تہ خانہ مین ہے اور زینہ اوترکر اسمین جاتے ہین
جب یہ بنایا گیا ہوگا تو زمین سے اونچا کسی قدر کرسی دیکر تعمیر اسکی عمل مین آئی ہوگی
ایا بسبب اسکے کہ ہزارہا برس گزر چکے ہین باہر زمین اونچی ہوگئی ہے اور مندر ڈیڑہ منزل
نیچا رہ گیا ہے سکہون کی عملداری مین اسکا بالائی گنبد زمین کے برابر تہا راجہ دینا ناتہہ
نے بکمال ارادت مندی وہ گنبد اتروا کر اور عالیشان گنبد اونچا کرکے بنوایا اب جسوقت
انسان مندر کے نیچے اُترتا ہے تو سقف گنبد کی بہت اونچی نظر آتی ہے مندر کے اندر
تاریکی بہت ہے اگرچہ روشندان بہی باہر کی زمین سے ڈیڑہ گز اونچے بنے ہوئے ہین مگر
تسپر بہی تاریکی رہتی ہے اور تمام روز چراغ جلتا رہتا ہے بیرونی دروازہ اس مکان کا
بسمت جنوب کوچہ کے اندر ہے جب اسکے اندر جائین تو ایک ڈیوڑہی آتی ہے اور دوسرا
دروازہ مشرق کی سمت کو کہلا ہوا رہتا ہے اُس سے گزرین تو بڑا وسیع صحن آتا ہے
اس صحن کے تین طرف پختہ محرابی دالان چونہ گچ نہایت قطع کے بنے ہوئے ہین صحن
کے بیچ مین بہی پختہ فرش ہے صحن کے وسط مین دو سماوین پختہ چونہ گچ گنبد دار
پچھلے مہنتون کی موجود ہین اور ایک درخت بڑہ کا اور ایک پیپل کا بہت بڑے
تمام صحن اسکے اوپر سایہ فگن ہین جنوب کی سمت صحن کے بہی ایک دالان مکلف
بنا ہے اس دالان کے اندر مندر کا دروازہ سنگی چوکہٹ کا ہے اس دروازے
سے گزرین تو سیڑہیان سنگ پتہر کی شروع ہوتی ہین تخمیناً بیس سیڑہیان اُترکر
انسان تہ خانہ کے صحن مین پہنچتا ہے جاتے ہی پہلے تو کچھہ نظر نہین آتا ایک
گہڑی کے بعد مکان کی صورت نظر آنے لگ جاتی ہے مندر کی زمین پر بہی سنگ پتہر کا
فرش ہے دیوارون پر بہی پتہر لگا ہوا ہے اور اوپر سقف قالبوتی اور اسکے اوپر

عالیشان گنبد کلس دار ہی مندر کے وسط مین ایک عالیشان سنگی چبوترہ ہے
اُسپر شوجی رکہی ہین اُسپر جلہری بہی نہایت خوبصورت رکہی ہی اُسپر مٹی
گاگر پر آب رکہی رہتی ہی ایک گہنٹہ بہت بڑا چہت کے ساتہہ لٹکتا ہی ہر دن
ارادتمند لوگ اس مندر کی پوجا کیواسطے حاضر ہوتے ہین اور جیسے قدامت
اس مندر کی لوگ اسکو نہایت متبرک تصور کرتے ہین اور دور دور سے پوجا
کیواسطے حاضر ہوتے ہین چڑہاوہ بہی بہت چڑہتا ہی جسپر مہنت اور پجاریون
کا گزارہ ہی اسی تہ خانہ مین ایک قدیم چاہ بطور غرقی بنا ہوا ہی اور شوجی پر جسقدر
پانی گاگر سے شب و روز ٹپکتا رہتا ہی وہ اُسی غرقی مین غرق ہوتا ہی راجہ
دینا ناتہہ نے اگرچہ اور تمام مکانات اس مندر کی ازسر نو بنوائے گنبد بہی
جدید تعمیر کیا مگر غرقی وُہی بدستور رہی اب مہنت اس شوالہ کا مسمی بسنت گر
سنیاسی چیلہ منگل گر کا ہی جسکو شوالہ مین اختیار جزو کل حاصل ہی اُسکے بغیر اور
بہی چند آدمی سادہ بسنت گر کے چیلے ہین جو شوالہ کی خدمت کرتے ہین خرچ
روزمرہ اُنکا بہی بسنت گر کے ذمہ ہے +

ٹہاکر دوارہ چورموروالا

یہ مشہور و معروف مندر دائی بہولی کے کوچہ مین واقع ہی مکان اڑہائی منزلہ نہایت
مکلف و پختہ چونہ گچ و منقش بنا ہوا ہی عرصہ پچاس برس کا گزرتا ہی کہ اس مندر
کی بنیاد مہاراجہ رنجیت سنگہ کیوقت رکہی گئی اور کنہیا لمبو کی والدہ نے اپنے روپے
سے اسکو تعمیر کیا اور مہنت بلرام داس کو جو ایک مشہور خداپرست سادہ تہا یہ مکان
دیدیا چونکہ وہ مہنت ایک ہردل عزیز نیک اخلاق شخص تہا عام و خاص کا رجوع
اُسکی طرف ہوا مہاراجہ رنجیت سنگہ بہی اکثر اوقات اسکے دیکہنے کو آیا کرتا تہا
اس سبب سے کمال مشہوری اس مندر کی ہوگئی ایک بار مہنت ہرکشن داس نے

ایک چور اور مور کی کتہا مہاراجہ رنجیت سنگھ کو سنائی مہاراجہ اُسکو سنکر بہت خوش
ہوا اور چور مور والا ساده اُسکو خطاب دیدیا پہر سب لوگ اُسکو چور مور والا ساده کہنے
لگے چند سال مین بباعث کمال شہرت کے یہ ٹہاکر دوارہ بہی چور مور والا مشہور
ہوگیا اب بہی چور مور والا مندر مشہور ہے آخری عمر تک مہنت موصوف اس مین
قیام پذیر رہا اُسکے پیچہے جے راداس مہنت ہوا اب بہگوانداس مہنت ہے
یہ ٹہاکر دوارہ بطور حویلی کے بنا ہوا ہے جسکی اُٹہائی منزلین ہین یعنی دو منزلین تو
سالم اور نصف بالائی چارون طرف دالان اور کوٹہریان پختہ چونہ گچ عمارت
کی نہایت مکلف بنی ہوئی ہین خاص مندر بہی ایک حجرے کے طور پر ہے
جسکے اوپر طلائی کام ہوا ہوا ہے اس حجرے کے اندر چند مورتین سنگین دیوتاؤن
اور اوتارون کی نہایت تعظیم کے ساتہہ طاقچون مین رکہی ہین بڑی مورت
توسری رامچندر جی مہاراج اوتار کی ہے جسکا مکلف لباس ہے اور طلائی زیور
پہنایا ہوا ہے دوسری مورت لچہمن جی مہاراج کی رامچندر اوتار کے بائین طرف
تیسری مورت سیتاجی کی بجانب راست رامچندر جی کی چوتہی مورت رگہناتہہ جی
کی علٰے ہذا القیاس اور مورتین بہی رکہی ہین مندر کی دیوارون پر بہی آئینہ دار
کام کیا ہوا ہے ہر روز ارادت مند لوگ اس مندر مین حاضر ہوکر پوجا کرتے
ہین ہر روز شام کو کتہا بہی ہوتی ہے زن و مرد ہندو سننے کو آتے ہین چونکہ
مہنت اس مندر کا صاحب علم ہے وہ خود کتہا کرتا ہے کبہی اور برہمن بہی
کتہا کرتے ہین ۔ گزارہ مہنت و پجاریون کا صرف چڑہاوے کی آمدنی پر ہے اور
اُسی سے اخراجات ضروری مندر کے چلتے ہین +

مکان بہدر کالی

یہ عبادت گاہ شہر لاہور محلہ پہلہ لکہپت رائے مین ہے اگرچہ مختصر سا مکان ہے

عمارت بہی کہنہ ہی مگر پوجا اسکی کثرت سے ہوتی ہی گرمیوں میں جب بہدرکالی کا میلہ موضع نیا نیگل میں ہوتا ہی اُسروز اس جگہ بہی زن ومرد کا اجتماع بحد نہایت ہوتا ہی جو لوگ وہان نہیں جاتے وہ یہان آکر پوجا کرتے ہین مکان کا دروازہ سرکوچہ شمال کی طرف ہی اُس سے جب داخل ہون تو ایک کہلا ہوا صحن آتا ہی پہر ایک مکان مسقف بطور کوٹہہ کے ہی اُسکے اندر ایک پنڈی بنی ہوئی ہی اُسکی پرستش ہوتی ہے ✣

ٹہاکردوارہ جوالادئی

محلہ وچہووالی مین سربازار بجانب غرب یہ ٹہاکردوارہ واقع ہی عمارت اس مکان کی عالیشان پختہ چونہ گچ بنی ہوئی ہی اسکی بانیہ ایک عورت مسمات جوالادئی رام کشن کی زوجہ تہی جس نے بارادت دلی وخلوص باطن یہ مندر بنا کر وقف کیا تہا مکان کی کرسی بہت بلند بقدر ایک منزل کے ہی زینہ چڑہ کر اوپر جاتے ہین زینہ چڑہ کر ایک عالیشان دروازہ مقطع ومنقش بنا ہوا ہی اُسکے آگے بڑہین تو ایک چاہ پختہ چرخی دار آتا ہی جو اوپر سے مسقف ہی اور چاہ کے پاس سے جو رستہ شمال کو جاتا ہی اُس سے گزرین تو ایک صحن کہلا ہوا آتا ہی صحن کے چارون طرف عمارت ہی یعنی شرق کی طرف تو وہ دیوار ہی جو بازار کے رستہ کے ساتہہ ملحق ہی غرب کی طرف کوٹہریان رسوئی خانہ وغیرہ کی بنی ہوئی ہین شمال کی سمت کو ایک بڑا دالان مکلف عمارت کا تیار ہوا ہی اس دالان کے محرابی در ہین اور سقف چوبی منقش ۔ زمین پر بہی پختہ فرش ہی دیوارین چونہ گچ منقش ہین اس دالان کے اوپر دوسری منزل پر ایک عمدہ نشستگاہ دریچہ دار بنی ہوئی ہی اسکی شکل وصورت ورنگت بہی ایسی ہی جیسے دالان زیرین کی اس جگہ مہنت رہتا ہی صحن کے جنوب کی سمت عالیشان مندر ٹہاکردوارہ نہایت قبول صورت و

پختہ بنا ہی مندر کا دروازہ شمال کی سمت کو ہی اور دروازے کے آگے برآمدہ
نہایت خوبصورت بنا ہوا ہی دروازے کے اندر جائین تو خاص مندر کا مکان
آتا ہی اسکی چھت قالبوتی ہی اور اوپر چھت کے طولانی گنبد نہایت مقطع و بلند
بنا ہوا ہی سنہری کلس اوپر لگا ہوا ہی مندر کے اندر کا فرش سنگین اور دیوارین منقش
ہین دروازے کی محاذی دیوار مین ایک متکلف طاقچہ سنگین بنا ہوا ہی جسمین دو مورتین
ایک کرشن جی مہاراج کی دوسری رادہا جی کی پتھر کی نہایت خوبصورت بنی ہوئی
رکہی ہوئی ہین دونو مورتون کو قیمتی لباس اور فاخرہ زیور پہنایا ہوا ہی دونو وقت
بیشمار لوگ اس جگہ آکر پوجا کرتے ہین آمدنی چڑہاوے کی بہی اتنی ہوتی ہی جسمین
پجاریون کا گزارہ بخوبی ہو جاتا ہی جوالا دئی بانیہ مکان کا داماد مسمی ہر نراین
بہی پانچ سات روپیے ماہوار اس مندر کے اخراجات کیواسطے دیتا ہی عرصہ
نو سال کا ہوا ہی کہ یہ مندر مسمات مذکور نے تعمیر کرایا بعد اختتام عمارت وہ مرگئی
اب اسکا داماد ہر نراین سرپرست اس مندر کا موجود ہی پہلے پہل کسی سالگ رام
بیراگی مہنت اس ٹہاکر دوارے کا مقرر ہوا تہا اب وہ بہی مرگیا ہے اور اسکا چیلہ
آیارام مہنت ہے +

مکان رام دوارہ

یہ متبرک مکان بہی محلہ چہوالی مین واقع ہی - اگرچہ سر بازار ہی مگر رستہ آمد و رفت
کوچے کے اندر سے ہی کرسی اسکی بلند ہی بیرونی زینہ چڑہ کر دروازے مین داخل ہوتے
ہین ڈیوڑہی سے گزر کر اندر جائین تو ایک مربع مکان نہایت خوبصورت پختہ عمارت
کا بنا ہوا دکہائی دیتا ہی چارون طرف چار چوبی دالان ہین تین گوشون مین
تین کوٹہریان ہین اور چوتہے گوشے شمال مغرب مین چاہ چرخی دار ہی غربی
دالان مین بازار کی طرف دریچے رکہے ہین - عرصہ چہہ برس کا ہوا ہی کہ یہ مکان

تعمیر ہوا اور ہرجی رام مہنت اس مقام پر مقرر ہوا اُسکی طرف سے پنڈت کانشی رام
یہان مقرر ہی جو دونو وقت کتھا کرتا ہی اور ہنود زن و مرد سننے کیواسطے بیشمار حاضر
ہوتی ہین بہاگوت راماین وغیرہ متبرک کتابون کی کتھا روزمرّہ ہوتی ہی اور خداوند
لاشریک کی پرستش اس توجہ وغور سے ہوتی ہی کہ جو شخص کتھا کیوقت حاضر آتا
ہی مہنت کی طرف سے ایک مالا تلسی کی اُسیوقت اُسکے ہاتہہ مین دیدی جاتی ہے
اور کہدیا جاتا ہی کہ رام کا بھجن کرو چنانچہ جب تک وہ حاضر رہتا ہی مالا جپتا رہتا ہے
جاتی دفعہ مالا رکہہ جاتا ہی حلقہ کے بیچ مین مالاؤن کا ڈہیر لگا رہتا ہی اور ایک آدمی
صرف مالاؤن کے اہتمام پر مقرر ہی وہی مالا تقسیم کرتا ہی وہی مالا برخاست کیوقت
واپس لیتا ہی اگر کسی مالا کا تاگا ٹوٹ جاتا ہی تو وہ دوسرا تاگا اُسمین ڈال دیتا ہی
غرض شب و روز اس مکان مین رام کا بھجن ہوتا ہی لنگر بہی دو وقت بانٹا جاتا
ہے سادہ سنت غریب غربا جو حاضر ہوتا ہی اُسکو کہانا ملتا ہی ایک گوشہ مکان
مین سری کرشن جی مہاراج کی سنگی تصویر رکہی ہی اور صحن مکان کے ایک طرف
ایک چوکی تخت بچہا ہی اُسپر بیٹھکر پنڈت کانشی رام کتھا کہتے ہین - یہ پنڈت
کانشی رام نہایت خلیق و حلیم و صاحب علم آدمی ہی جسکے سبب سے مکان کی رونق
دن بدن زیادہ ہوتی جاتی ہی چڑہاوہ جسقدر حاصل ہوتا ہی وہ پنڈت کانشی رام
کے ضروری اخراجات اور روزمرّہ لنگر کے خرچ مین آتا ہے مسافر جو آتا ہے
اُسکو بہی کہانا دیتا ہے +

بہیرو جی کا استہان

یہ متبرک پرستشگاہ محلہ وچہووالی مین سرِراہ ایک کوچے کی جانب شرق بنا ہوا ہے
تین چبوترے ایک دوسرے پر بنے ہوئے ہین پہلا چبوترہ خشتی چونہ گچ ہی اُسپر بقدر
ایک بالشت کے گہٹا کر سنگ سرخ کا چبوترہ بنا ہی اُسپر سنگ مرمر کا چبوترہ اور

عمارت مندر کی بھی سنگ مرمر کی بنی ہی جسمین دو طاق ہین ایک طاق مین نوشب و روز چراغ جلتا رہتا ہی دوسرے طاق مین جو پہلے طاق مین جو پہلے کے اوپر ہے ایک میخ گڑھی ہوئی ہی جسپر پہولون کے ہار لٹکتے رہتے ہین انگنی اوپر خورد گنبد جسکو آدہا گنبد کہنا چاہئے بنا ہی اور چہوٹا سا طلائی کلس ہے نیچے کے چبوترہ پر بجانب جنوب ایک چہوٹی سی کوٹھڑی ہی جسکا دروازہ چوبی شمالی سمت کو ہے اسمین چراغ گلی وغیرہ سامان متعلق مندر کہا رہتا ہی اس مندر کے محاذ مین بفاصلہ کوچہ ایک نشستگاہ دومنزلہ پجاریون کی سکونت کے لئے بنی ہے یہ مکان دریچہ دار محاذی مندر کے ہی صرف کوچے کا فاصلہ درمیان ہی یہ مکان عالیشان پختہ دریچہ دار بنا ہوا ہی اور پجاری اُسی مین سکونت رکہتے ہین مہنت دریچہ مین بیٹہا رہتا ہی اور جو نقد وجنس مندر پر چڑہا وہ چڑہتا ہی فوراً اُٹھوا لیتا ہے کیونکہ مندر کا چبوترہ سر راہ ہی فی زمانا مہنت و سرپرست اس مکان کا ہیرسدہ ناتہہ چیلہ باوا لہرناتہہ جوگی کا ہی اُسی کے اختیار مین چڑہاوہ کی آمدنی کی تقسیم و خرچ ہی سوائے اسکے چار آدمی اُسکے چیلے بھی مکان کے خدمتگار ہین اور گزارہ آمدنی سے پاتے ہین +

مندر باوا مہرداس

محلہ وچہووالی مین یہ ایک بڑے احاطہ کا مکان ہی جسمین چار مندر عالیشان بنے ہوئے ہین اس مکان کو اگر مندرون کا مجموعہ کہا جائے تو بجا ہے بیچ مین مکان ٹہاکردوارہ باوا مہرداس ہی اور یہ سب سے پہلا اور قدیم مکان ہے اسکی قدامت دو سو برس سے کم نہین ہی اسمین بہت سی مورتین سنگین دیوتاؤن کی رکہی ہین سب سے قدیم مورت جو باوا مہرداس کیوقت کی ہی وہ بھی نیچے کے طاق مین بآداب و توقیر تمام رکہی ہی اور طاقون مین اور بہت مورتین کرشن بہگوان

ورادہامائی وودیگر دیوتاؤن کی ہین فی زمانہ حال یعنی سمت ۱۹۳۶ مین واسدیو نام
ایک سنار نے اس مندر کی تجدید کی ہے سفیدی وغیرہ سے خوب آراستہ کیا ہے
وو مورتین سنگین کرشن مہاراج ورادہاجی کی اپنی طرف سے بہی اُسمین رکہوادی
ہین اور ایک اینٹ سنگ مرمر کی اپنی تعمیر کے نام نہاد سے کہدوا کر مندر کی پیشانی
پر لگوادی ہے تاکہ لوگون پر ظاہر ہوجائے کہ یہ مندر واسدیو نے سمت ۱۹۳۶ مین بنوایا
ہے یہ مکان گنبددار نہین ہے صرف ایک پختہ کوٹہہ بنا ہوا ہے جسمین طاق بنے ہوئے
ہین اور مورتین رکہی ہوئی ہین ہر ایک مورت کو مکلف لباس پہنایا ہوا ہے ہنود
بسبب قدامت اس مکان کے اسکا ادب بہت کرتے ہین اور جبین سائی کے
لئے وو وقتہ حاضر ہوتے ہین ۔ دوسرا مندر ایک عالیجاہ عمارت کا شوالہ مہرداس کے
مندر کی بجانب چپ میدان مین بنا ہوا ہے پہلے عالیشان چبوترہ پختہ ہے
اُسپر مندر ہے جسکا دروازہ بجانب شرق ہے اُسکے اندر جائین تو مندر کیوسطے
ایک خورد چبوترہ سنگین بنا ہے اُسپر شب جی کا استہاپن ہے اُسپر جلہری اور جلہری
پر گاگر پر آب رکہی رہتی ہے مندر کی دیوارین پختہ چونہ گچ منقش ہین اور سقف
قالبوتی جسکا گنبد طولانی شکل کا نہایت خوشنما ہے اور کلس طلائی چمکتا ہوا ہے
یہ شوالہ سکہرام داس کہتری کپور نے سمت ۱۹۳ مین اپنے بیٹے میلارام متوفی کی یادگار
مین بنوایا تہا اب خبرگیری اخراجات اس شوالہ کے جیکشن داس سکہرام داس کا
پوتا کرتا ہے ۔ تیسرا مکان ایک شوالہ نہایت عمدہ پختہ بنا ہوا باوا مہرداس کے مندر
سے بجانب راست ہے یہ مندر بہی عین میدان مین ایک پختہ بلند چبوترہ پر بنا ہے
گنبد اسکا بہی طولانی کلس دار ہے بانیہ اسکی ایک ہندوستانی عورت مان بیجی نامی
مسمات بہگتن تہی جو سکہون کی عملداری مین ہر پان فروشی کی دوکان کرتی تہی
اس مندر کی عمارت بہی سمت ۱۹۳ مین بنائی گئی ہے گویا دونو شوالے ایکسا ہین

سال مین اس احاطہ کے اندر بنے تہے ✤ چوتہا مندر چوراسی گہنٹے والی دیوی
کا ہی یہ مندر باوا مہرداس کے مندر کے محاذی بجانب شرق ہی چبوترہ اسکا اور
باوا مہرداس کے مندر کا ایک ہی تصور کرنا چاہیئے یہ مکان بہی پختہ چونہ گچ بنا ہی
دروازے کے آگے ایک برانڈا مسقف ہی اسکی دیوارون مین لکڑیان
رکہکر چوراسی ۸۴ عدد گہنٹے آویزان کیئے گئے ہین مندر کا دروازہ شمال کی طرف
ہی جب اندر جائین تو ایک مورت سنگین دیوی جی کی طاق مین رکہی ہوئی ہے
دیوارین مندر کی چونہ گچ سقف خالبوتی ہی اور اوپر چہت کے مدور گنبد ہے
اس دیوی کا اظہار سمت ۱۹۳۱ مطابق ۱۸۷۵ء کے ہوا اتفاق ایسا ہوا کہ
اس احاطہ مین سے مہنت نے اینٹین کہدوانی شروع کین اینٹین کہودتے
کہودتے یہ دیوی جی زمین سے نکل آئین معلوم ہوا کہ دیوی جی نے خود ظہور
کیا ہی تہوڑے عرصہ مین یہ خبر تمام شہر مین پہیل گئی اور اعتقادمند ہندؤن
کا ہجوم اسقدر ہوا کہ چندروز میلا لگا رہا صدہا روپے چڑہت چڑہ گئے آخر یہ تجویز
ٹہیری کہ اس دیوی کا مندر بہی اسی صحن مین بن جائے اور ہیمی چینو مہرونترا
کہتری نے اپنی گرہ سے روپیہ خرچ کرکے یہ مندر بنوایا اور سنگ مرمر کی اینٹ
اپنے نام سے کہدوا کر مندر کے دروازے پر لگوادی اس اینٹ مین چینو کا نام
اور ماہ فروری ۱۸۷۵ء لکہا ہوا ہی اس احاطہ کے گوشہ شرقی وشمالی مین چاہ
چرخی دار ہی اور چاہ کے چبوترے کے گوشہ غربی شمال پر ایک چہوٹی گنبددار شوالہ
بنا ہوا ہی جسپر ٹین لوہا منڈہا ہوا ہی اور بیچ مین شولنگ نصب ہے مگر جلہری وگاگر
نہین ہی اس مکان کا مہنت باوا چاندی ناتہہ جوگی ہی جو دونو شوالون کی
پوجا کرتا ہے اور آمد لیتا ہی اور ٹہاکردوارے کی پوجا ہیمی موتی بیراگی کی متعلق
ہے اور دیوی چوراسی گہنٹے والی کے مندر کا پجاری علیحدہ مقرر نہین ہے

بہی دونوں ملاکر خدمت کرتے ہین +

شوالہ پنڈت رادہاکشن

یہ شوالہ گمٹی بازار کے غربی بازار کے سرراہ بجانب جنوب واقعہ ہے جو بازار محلہ سیدمٹھہ کو جاتا ہی۔ مکان اگرچہ چھوٹا سا ہی مگر عمارت پختہ و عالیشان بنی ہوئی ہے شمال کی طرف اسکا دروازہ ہی جب دروازے کے اندر جائین تو ایک چھوٹا سا طولانی صحن ہی جسکے جنوبی حصے ہین یہ عالیشان مندر بنا ہی مندر کے اندر ایک اور چھوٹا چبوترہ سنگین ہی اُسپر شوجی کا جلوس ہی جلہری برنجی اور اُسپر مٹی گاگر رکھی ہی دیوارین مندر کی پختہ ریختہ کار اور مسقف تا لبوتی ہی سقف کے اوپر طولانی گنبد ہی اس گنبد کی بالائی منزل مطلاکی ہوئی ہی اور بجائے کلس کے ہنومان جی کی مورت ٹہلائی ہوئی ہے وہ بہی سرتاپا سونے سے ملمع ہی یہ شوالہ سمبت ۱۸۷۴ بکرمی مین پنڈت رادہاکشن لم ڈہڑیا یعنی ریش دراز نے بنوایا تہا اور اپنی یادگار زمانہ ناپائیدار مین چہوڑگیا +

مندر کالی دیوی

یہ متبرک مندر گمٹی بازار کے متعلقہ ایک کوچہ مین واقع ہی بلکہ اس کوچہ کو بہی کالی ماتا کی گلی کہتے ہین کوچہ کے سرراہ بجانب غرب یہ مکان پختہ ریختہ کار بطور نشستگاہ کے دریچہ دار بنا ہوا ہی دو طرف زینہ دار دروازہ ہی ایک دروازہ نشستگاہ سے جانب شمال ہی اور دوسرا بجانب جنوب دونو طرف سیڑہیان اوپر کی منزل کے جانے کیواسطے بنی ہوئی ہین اور سیڑہیون کے آگے مسقف ڈیوڑہیان ہین جنوبی دروازہ اکثر بند رہتا ہی اور شمالی دروازے سے آمدورفت ہوتی ہی جنوبی سیڑہیان چڑہ کر جب اوپر جائین تو مربع صورت کی ڈیوڑہی آتی ہی اُسکے آگے شمال کی سمت اور دروازہ آتا ہی گویا وہ دروازہ اُس نشستگاہ

ہی جسکے مغربی حصہ مین مندر دیوی جی کا ہی نشستگاہ کے تین دریچے کوچہ کی طرف
ہین اور صحن مسقف ہی غربی حصہ علیحدہ کیا ہوا ہی اُسمین ایک پختہ سنگین چبوترہ
چبوترہ چھوٹا سا مندر ہی جسکے اندر کالی ماتا کی سنگی تصویر سیاہ رنگ کی رکھی ہی اسکے اوپر
چھوٹا سا مطلا گنبد بنا ہوا ہی دو چتر جھالردار ملمع طلائی اس مندر مین ہین ایک
چھوٹا چتر جو دیوی ماتا کے سر پر نصب ہی دوسرا بڑا چتر جو گنبد کے اوپر سایہ
گستر ہے ان دونو چترون سے مندر کی زینت دوبالا معلوم ہوتی ہے طلائی
گنبد نہایت خوبصورت بنا ہوا ہی جسپر چتر طلائی ایسی زینت دیتا ہی کہ دیکھنے والا
دیکھتے ہی باغ باغ ہو جاتا ہی گنبد کے اوپر نشستگاہ کی چھت ہی۔ اس مندر کی
پرستش ہر روز ہوتی ہی اور صدہا ہنود جبین سائی کے لئے حاضر ہوتے ہین
خصوصاً نوراتون مین نودن ہر روز میلا یہان جمع رہتا ہی اور چڑھاوہ بہت
چڑھتا ہی ہر روزہ آمدنی بھی اسقدر ہوتی ہے جس سے گزارہ پُجاریون کا
بخوبی ہو جاتا ہی چونکہ یہ مندر لاہور کے مشہور مندرون مین سے ہی غیر ملک کے
ہنود بھی یہان آکر مستفیض ہوتے ہین اور عقاد کا یہ حال ہے کہ جو ہندو کوچہ
سے گزرتا ہے وہ بھی دروازہ مکان پر جبین سائی کر کر آگے جاتا ہی فی زمانہ حال
مہنت اس مندر کا پنڈت بشنداس ایک عالی دماغ شخص ہے اکثر اوقات
علیحدہ بیٹھا رہتا ہے لوگون سے کلام بھی کم کرتا ہے ❊

ٹھاکر دوارہ پنڈت رادہاکشن خلف پنڈت مدسودن مرحوم

یہ عجیب و غریب عالیشان ٹھاکر دوارہ پنڈت ممدوح کی خاص حویلی مسکونہ مین
بمحلہ سید مٹھہ واقع ہی یہ حویلی دو کوچون کے درمیان ہی ایک رستہ گمٹی بازار
کی طرف سے ہی دوسرا محلہ سید مٹھہ کی طرف ہی مگر بڑا دروازہ وہی گنا جاتا ہے
جو گمٹی بازار کی طرف سے ہی اس دروازے سے جب حویلی کے اندر داخل ہون

تو ایک صحن فراخ آتا ہے جسکی چارون طرف عالی شان عمارت بنی ہے بشمالی حصہ
مین یہ عالی شان ٹہاکردوارہ بنا ہوا ہے چند زینے چڑہ کر جب اوپر جائین تو
اُس ٹہاکردوارہ مین داخل ہوتے ہین خاص مندر کے آگے صحن مسقف ہے
جسکی چار دیواری پختہ و منقش بنی ہے سقف بہی چوبی منقش ہے اِس صحن
کے غربی حصہ مین مندر بنا ہوا ہے جسکا عالیشان سنگین دروازہ ہے اور مطلا
دیوارین منقش ہین سقف قالبوتی اور اسپر طلائی بہت بلند گنبد بنا ہے اُسپر
طلائی کلس ایسا خوبصورت لگایا گیا ہے جس سے مندر کی زیب و زینت دوبالا ہے
اِس مندر کے اندر دو مورتین سنگین رکہی ہین ایک سری کرشن جی مہاراج کی دوسری
رادہا مائی کی اِن دونون مورتون کو باعزاز و اکرام تمام مندر کی اندر استہاپن کیا
گیا ہے اور لباس فاخرہ و زیور شاہانہ پہنایا گیا ہے یہہ ٹہاکردوارہ سنہ ۱۸۹۰ مین تعمیر ہوا
اُسی روز سے اب تک برابر پوجا اِسکی ہوتی ہے روزمرہ دو وقت لوگ ٹہاکرجی کی
پوجا کے لئے حاضر ہوتے ہین پنڈت رادہاکشن بانی مندر کی وفات کے بعد اب پنڈت
رکہی کیش سرپرست اِس مندر کا ہے اور اُنہین کے ذمہ پر اِسکا خرچ ہے پنڈت
مسودن کا خاندان مہاراجہ رنجیت سنگہ کیوقت سے معزز چلا آتا ہے اُسکی بعد
پنڈت رادہاکشن اپنے وقت مین لاثانی پنڈت تہا اور چیف پنڈت اوسکا خطاب
تہا اب وہ بہی فوت ہوگیا ہے اور پنڈت رکہی کیش اُسکی جانشین ہین سرکاری
عہدہ آنریری مجسٹریٹی لاہور پر ممتاز ہے۔

چوبارہ جہجو بہگت اندرون لاہور

یہہ مکان علاقہ گمٹی ڈہل محلہ مرکوچہ بجانب شمال واقع دروازہ مکان کا جنوب کی
سمت کو اور اسکی اندر ڈیوڑہی ہے ڈیوڑہی مین سے زینہ اوپر جانے کے لئے
بنا ہوا ہے ڈیوڑہی کی دوسری دروازہ سے اندر جائین تو صحن مسقف آتا ہے

جسکی سقف مین گہہ روشندان کہا ہے نگہہ کی نیچے چاہ چشمہ جی دار ہے چاہ
کی شمالی سمت کو دو بچہ چھوٹے بنے ہین ایک تو چھوٹا ہے جو زمین کے اندر ہے
اسمین صاف پانی بہرا رہتا ہے اسمین لوگ آکر منہہ دہوتے ہین اور نہایت اعتقاد
سے اس پانی کو پی بہی لیتے ہین دوسرا چوبچہ بطور تنور کی زمین کی اوپر دہرا ہے وہ
اس شکل کا ہے جس شکل پر بیل گردن کا بچہ ختم ہوتا ہے اسمین بہی پانی بہرا رہتا
ہے اور بکمال اعتقاد لوگ اسکو پیتے اور آنکہون پر لگاتے ہین اور کہتے ہین کہ یہہ
چوبچہ چیچو بہگت کے وقت کا ہے اور چیچو بہگت نے اسمین سے گنگا جاری کی تہی اسکی
تشریح اسطرح پر ہے کہ ایک بڑہیا اُنکی خدمت کرتی تہی جب بیساکہی کا میلہ نزدیک آیا
تو اُسنے اجازت گنگا جانے کی چاہی بہگت جی نے کہا کہ وہان جاکر تو گنگا کا اشنان
کریگی ہم تجکو اسی جگہہ گنگا اشنان کرا دیتے ہین چنانچہ اس چوبچے سے کہ خشک
پڑا تہا پانی نے جوش مارا اور اُس عورت نے بخوبی اشنان کرلیا وہ متبرک
چوبچہ ابتک رکہا ہے۔ اس مسقف دہن کے شمال و مغرب کی طرف دو دالان
ہین جنکے تین تین محرابی در اور ستون چوبی پرانی زمانیکی قطع پر ہین شمالی دالان
تو چہوٹا ہے جسکے اندر پجاری وخدمتگار مکان کے رہتے ہین غربی دالان بہت
بڑا ہے اس دالان کی اندر جنوب کی طرف ایک بڑا پختہ چبوترہ بنا ہوا ہے اور
چبوترہ کے گوشہ جنوب مشرق مین ایک اور خورد چبوترہ بنا ہوا ہے اُسپر شو جی کا
استہان ہے لکڑی کی تپائی رکہی ہے اور اُسپر مسی گاگر پر آب دہری رہتی ہے
شو جی کی پوجا بہی دو وقت ہوتی ہے گویا اس بڑے دالان کو شوالہ تصور کرنا
چاہئے صحن مسقف کی شرق کی طرف تین در بطور دالان محرابی خشتی بنے ہین
جب اُن سے گذرین تو دوسرے ٹہاکردوارے مین داخل ہو جاتی ہین
یہہ ٹہاکردوارہ دس بارہ سال سے بنا ہے پہلی دالان گردن کی یہان دوکان تہی

محلی والون نے یہہ مکان خرید کر ٹہاکر دوارہ بنوادیا ہے یہہ مکان پختہ چونہ گچ مکلف بنا ہے درمیان مین کہلا ہوا صحن ہے جنوبی سمت کو ایک نشستگاہ ہے جسکے تین ورتیچے کوچے کی طرف ہین اور تین دروازے صحن کیطرف صحن سے جنوب کیطرف ایک دالان خشتی محرابی مرغوبی ہے صحن کے شرقی حصے مین ٹہاکر دوارہ پختہ بنا ہے مندر کا سنگین دروازہ غرب کی طرف ہے اور اندر دو مورتین سنگین کرشن جے مہاراج اور راداہا جی کی رکہی ہے جسکی پرستش ہوتی ہے مندر کی چہت قالبوتی ہے اور اوپر طلائی گنبذ کلس تیار ہے جہنڈے اور کلس دونو طلائی ہین جنوبی دالان کی چہت کی دوسری منزل بطور نشستگاہ مکلف چوبی ستونون کے بنی ہوئی ہے جس مین پجاری رہتا ہے یہہ مکان اصلی جاے سکونت جہجو بہگت کا تہا جسمین وہ اپنی حین حیات سکونت پذیر رہا اور باہر شہر کے جہان اوسکی سمادہ ہے وہان اسکی دوکان بہی دونو مکانون کی پرستش جاری ہے اس مکان کا اصلی پجاری فی زمانہ حال کہم چند برہمن ہے وہ شوالہ کیخدمت بہی کرتا ہے اور ٹہاکر دوارہ کا پجاری نندلال ہے گذارہ انکا چڑہاوے کی آمدنی سے ہوتا ہے اور محلے کے لوگ بدل وجان انکی خدمت کرتے ہین ۔

سادہو چور کا چاہ و شوالہ

بازار چہچی ہٹہ مین سر راہ یہہ مکان بجانب غرب واقع ہے پہلے صرف چاہ تہا سکہون کے عملداری مین بازار والون نے چندہ کر کے چاہ کی پاس شوالہ بہی تعمیر کر دیا جو اب تک موجود ہے ۔

قصہ تعمیر اس چاہ کا اور وجہ تسمیہ چور اسطرح پر زبان زد خلق ہے کہ عملداری اسلامیہ مین سادہو نام ایک چور شہر لاہور مین نامی گرامی چور تہا اور ایک ہندو دوکاندار بکوڑا فروش اسی بازار مین دوکان رکہتا چور ہمروز اوسکی دوکان پر آتا اور جسقدر

چاہتا پکوڑے ہی زبردستی دوکان سے اوٹہا کر کہا جاتا کئی بار حکام تک نوبت پہنچی اور معاوضہ
بہی دلایا جاتا اور ملتا رہا مگر روز روز نالش کرنے سے بہی وہ تنگ آگیا تہا ناچار
اوسنے ارادہ کیا کہ دوکان ترک کردی چنانچہ پکوڑے تلنے اوسنے موقوف کردیئے
چور جب عادت بعد شام کے آیا اور دیکہا کہ دوکاندار خالی بیٹہا ہے اوسنے حال
پوچہا دوکاندار نے جواب دیا کہ تیرے ہاتھ سے تنگ آکر مین نے اپنا
پیشہ ترک کردیا ہے اور تمنے میرا سالہا سال مال کہا کر مجکو مفلس کردیا ہی دوکان
کرنے کے لائق بہی مین نہین رہا چور بولا اچہا تمام رات آج تم دوکان کہلا
رکہنا اور خود بہی حاضر رہنا یہ کہکر چلا گیا اور اوس رات کسی بڑے امیر کی گہر مین
چوری کرکے بڑا مال مارا اور وہ تمام کمال و مال لاکر دوکاندار کے حوالے کیا
اور کہا کہ مینے تیرا جسقدر کہایا اوسکا حق ادا کردیا یہہ کہکر چلا گیا صبح کو
بادشاہی ملازم چورون کی تلاش مین مصروف ہوئے سادہو چور بہی پکڑا آگیا چونکہ بڑا نامی
چور تہا سب کو اوسی پر کامل شبہہ ہوا کہ یہی مال لیگیا ہے حاکم وقت نے اوسکو کہا کہ اگر
مال دیگا تو پہانسی پاوے گا سادہو منکر رہا حاکم نے غضب مین آکر سادہو کی نسبت
پہانسی کا حکم صادر کردیا اور اوسکو بعد تشہیر و منادی شہر کے باہر پہانسی دینے کو لیچلے
جب منادی والا دوکاندار کی دوکان کے آگے سے گذرا اور دوکاندار نے دیکہا کہ سادہو
پہانسی ملنے کے لئے جاتا ہے تو اوسکو کمال رحم آیا اور پیچہے ہولیا جب پہانسی کے موقع پر پہنچا
چاہتا تہا کہ راز فاش کردیوے اور مال دیکر سادہو کی جان بچاوے تبہی سادہو بآواز بولا کہ اے
ہزارہا خلق خدا مین سے جس شخص کے پاس میرا چرایا ہوا مال ہے وہ ظاہر نکرے کیونکہ اگر وہ
مال اٹہا نہین دیگا تو مین نہین بچونگا اوسکو چاہیے کہ اپنے پاس اپنا حق رکہے اور جسقدر باقی بچ
ہوسکے جسقدر بن سکین پیادہ نکلوا دیوے تاکہ صاحبان کو ثواب پہنچا رہے یہہ بات جب اوسنے
کی حکام نے جستجو بہت کی کہ آیا یہ کس کی طرف مخاطب تہا مگر کچہہ ثابت نہوا کیونکہ ہزارہا خلقت کا مجمع

اُسوقت تہا چورکے پہانسی ملنے کے بعد کسیقدر مدت کے بعد دوکاندار نے اُسی مال کے شہر لاہور مین کئی چاہ بنوائے چنانچہ یہ چاہ بہی اُنہین چاہات مین سے ہی جو ساہو چور کے نام سے موسوم ہے مندر جو چاہ کے پاس پختہ بنا ہوا ہی گنبد مدور قبول صورت ہی دو حجرے بہی متعلق مندر کے ہین جسمین پجاری رہتے ہین شیوگر سادہ سنیاسی مندر کی خدمت کرتا ہی بسبب سر بازار ہونے مندر کے خلقت کثرت سے پوجا کیواسطے آتی ہے چڑہاوہ بہی بہت چڑہتا ہے +

دوسری قسم مین تشریح اُن مکانات کی جو اندرون شہر لاہور متعلق باہل اسلام ہین از قسم خانقاہ و مقبرہ و مساجد و معابد وغیرہ

واضح ہو کہ اس فصل مین جن جن مکانات کا ذکر لکہا گیا ہی وہ دو قسم پر منقسم ہین ایک قدیم یعنی پُرانے زمانے کے مکان دوم وہ مکان جو اب تعمیر ہوئے یا عہد سکہی مین بن چکے ہین گویا یہ حصہ دو قسم پر منقسم ہوا چنانچہ اول تذکرہ مکانات قدیمہ کا تحریر ہوتا ہے +

مسجد بادشاہی

یہ عالی جاہ مسجد لاہور کی قدیمی مساجد سے بہت بڑی مسجد ہی سب عمارت اسکی سنگ سرخ و سنگ مرمر کی ہی تینون گنبد کلان سنگ مرمر کے نہایت بلند ہین چارون مینارون کے اوپر کی گنبدیان بہی سنگ مرمر کی تہین مگر اب موجود نہین باقی عمارت سب سنگ سرخ کی ہی قلعہ لاہور کے غربی دروازے کیطرف چہوٹا سا میدان جسکو اب حضوری باغ کہتے ہین چہوڑ کر مسجد کی سیڑہیان شروع ہوتی ہین اور بہت بلند کرسی دیکر مسجد کی دیوار کا آغاز ہوتا ہے

دروازہ اس مسجد کا بھی سنگ سرخ سے برجی دار نہایت عمدہ و مقطع بنا ہوا
ہے اور پیشانی کے کتبہ پر اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ غازی بانی مسجد کا نام
اور اہتمام فدائی خان کوکہ کا لکھا ہوا ہے یہ فدائی خان جسکے اہتمام میں یہ مسجد
تعمیر ہوئی ہے نہایت متدین و بزرگ بادشاہی نوکروں میں سے تھا اور کوکہ
ترکی زبان میں دودہ پلانے والی کے بیٹے کو کہتے ہیں یعنی دایہ کا بیٹا جس نے
بادشاہ کو بحالت شیر خواری دودہ پلایا تھا باعث تعمیر اس مسجد عالیشان
کا یہ ہوا کہ بوقت سلطنت شاہجہان بادشاہ کے جب پنجاب کی حکومت
دارہ شکوہ کو تفویض ہوئی تو اُس نے عمارتیں بہت کیں پہلے چوک بنوایا
پہر عالیشان عمارت اپنے دادا مرشد میاں میر بالا پیر کے روضہ کی تعمیر کی پہر
ملا شاہ قادری اپنے مرشد کا روضہ بنوایا جسکے حاطہ میں اب موضع میاں میر
ایک گاؤں آباد ہے اس عمارت کے اختتام پر پتھر بہت بڑہ رہا تھا اور اُسکا ارادہ
تھا کہ چوک دارا شاہ سے میاں میر کے مقبرہ تک ایک سڑک سنگ سرخ کی ایسی
مصفا و پاکیزہ بنوائے کہ روز سلام کیواسطے پا برہنہ وہاں جایا آیا کرے اور
اُس سڑک پر سوائے شہزادہ کے اور کوئی آمد و رفت نکرے یہ ارادہ ابھی پورا
ہونے نہیں پایا تھا کہ عالمگیر اورنگ زیب نے باپ پر غالب آکر اُسکو قید کر لیا اور
دارا شکوہ اپنے بہائی کو قتل کرا دیا اور حکم دیا کہ موجود پتھر کی ایک جامع مسجد
بنائی جائے اور فدائی خان کوکہ مسجد کی تعمیر کا مہتمم مقرر کیا اُس نے بکمال جانفشانی
اس مسجد کو بنوایا یہ مسجد بہت بڑی مسجد ہے صحن نہایت چوڑا و وسیع ہے چاروں
مینار نہایت بلند ہیں گنبد بھی اتنے بلند ہیں کہ میناروں کے برابر معلوم ہوتے
ہیں صحن مسجد میں خشتی فرش ہے اور سب عمارت دیواروں کی سنگی ہے۔
جامع مسجد دہلی سے یہ مسجد بڑی ہے اس مسجد کے شمال و جنوب و شرق کی طرف

سنگین حجرے درویشون اور طالبعلمون کے رہنے کے لئے بنے ہوئے ہین
مگراب شمالی و جنوبی حجرے موجود ہین شرقی حجرے انگریزی عہد مین کسی مصلحت
کیوقت گرادئے گئے تھے بلکہ شرقی دیوار بھی مسمار کرادی گئی تھی صرف ڈیوڑھی کلان
اور زینہ باقی رکھہ لیا گیا تھا چارون مینارون کی سنگ مرمر کی بالائی برجیان
نہایت خوبصورت بنی ہوئی تھین تین سکھی حاکمون کیوقت اُنمین سے
ایک برجی بھونچال کے صدمہ سے گر گئی تھی اور تین مرمت طلب خراب ہو گئی
تھین - مہاراجہ رنجیت سنگہ نے اُن تینون کو بھی مسمار کرادیا اور چارون
مینار بے گنبدی رہ گئے یہ مینار مثمن ہین اور دور دراز زینہ مینارون کے
اندر بنا ہوا ہے جسکے ذریعہ سے لوگ اوپر چڑہ جاتے ہین اوپر کھڑے ہوکر چارون
طرف سیر نظر آتی ہے شمال اور غروب کیطرف تو دریاے راوی لہرین مارتا ہوا
اور پریڈ کا میدان دکھائی دیتا ہے اور شرق و جنوب کی طرف شہر کی آبادی
کی عمارت نہایت خوبصورت نظر آتی ہے یہ مسجد شہر لاہور گوشہ بائب یعنی شمال
و غرب کے گوشہ مین واقع ہے اندر سے تو شہر کی زمین سے کسیقدر بلند ہے
مگر باہر کی طرف سے مسجد کی کرسی بہت بلند نظر آتی ہے اور دیوار مسجد کی
قلعہ کی دیوار کے ساتہہ ملی ہوئی ہے بادشاہی عہد مین اس مسجد کی آرایش
کا سامان فرش جہاڑ فانوس وغیرہ لاکھون روپے کا تھا جب زمانے نے
پلٹا کھایا اور سکھی سلطنت ہوگئی تو مہاراجہ رنجیت سنگہ کیوقت کبھی اسمین
توپخانہ کبھی پلٹن اور سواری کی فوج کی چھاؤنی رہا کرتی تھی حجرون مین
میگزین بھرا رہتا تھا سکہ لوگ پتھرون کی سلین اوکھاڑ کر لیگئے چھوٹی
برجیان سب گر گئین فرش مسجد کا ٹوٹ گیا بڑا صدمہ اس مسجد پر اسوقت
آیا ... مہارانی چند کنور کے عہد مین مہاراجہ شیر سنگہ نے بٹالہ سے آکر لاہور

پر حملہ کیا اُسوقت رانی چند کنور قلعہ مین محصور تہی اور مہاراجہ شیر سنگہ بادشاہی مسجد مین
تہا مسجد کے میناروں پر زنبوری یعنی شتری چہوٹی توپین شیر سنگہ کے حکم سے
چڑہائی گئین جنکا گولہ قلعہ کے صحن کے اندر پڑتا تہا اور قلعہ کی مغربی دیوار سے
جو گولہ آتا تہا مسجد کے اندر پڑتا تہا تین دن تک یہی حال رہا دوسری مرتبہ بہی
جب سرداران سندہانوالیہ قلعہ مین محصور ہوئے اور راجہ ہیرا سنگہ نے قلعہ کا
محاصرہ کیا تو اُس نے توپین میناروں پر چڑہوادین اور دونو طرف سے گولہ
باری ہوتی رہی صاحبان انگریز کی ابتدائی عملداری مین اس مسجد مین گوروں
کی فوج نے قیام کیا اور انگریزوں کے لئے حجروں مین دریچے نکلوائے گئے
اور برانڈے نئے تعمیر ہوئے آخر جب مہاراجہ دلیپ سنگہ جلاوطن ہوئے اور
کامل انگریزی حکومت پنجاب مین ہوگئی تو فوج مسجد سے نکال لیگئی اور سرکار
نے براہ دریاولی مسجد مسلمانوں کے حوالے کردی اور سید بزرگ شاہ حکیم جسکے
بزرگ شاہی عہد مین اس مسجد کے امام تہے مسجد کا متولی قرار پایا مگر کچہہ آبادی
نہوئی آخر خان بہادر محمد برکت علیخان نے اپنی تحصیلداری کیوقت مسجد کی
آبادی کی طرف توجہ کی اور چندہ کرکے کسی قدر جائداد بہم پہچائی جسکے کرایہ کی آمدنی
مسجد کے مصارف مین صرف ہونے لگی چاہ رواں اور حوض جاری کیا گیا امام و
موذن مقرر ہوئے عیدوں کی نماز کے لئے شہر والوں کو ترغیب دی کہ وہان
پڑہین چنانچہ چند سال مین مسجد آباد ہوگئی اور مسلمان رئیسوں کی کمیٹی اس
مسجد کی خبر گیر رہی اور قرار پایا کہ شہر مین جو نکاح ہو چار آنہ نکاح کرنے والے سے
آبادی مسجد کی امداد خرچ کیواسطے لئے جائین سالانہ یہ رقم اچہی ہوگئی مدرسہ بہی
اسلامیہ مسجد مین جاری ہوگیا مولوی غلام محمد امام اور حافظ ولی اللہ فاضل
لاہور واعظ قرار پائے روزمرّہ کی نماز کے سوا عیدین اور جمعہ کی نماز بڑی

دہوم دہام سے ہونے لگی یہان تک کہ عید کی نماز مین چہہ سات ہزار نمازی جمع ہونے لگ گیا یہ رونق تو خوب ہوگئی مگر مسجد نہایت خستہ و مرمت طلب تہی فرش نہایت خراب تہا اسواسطے نواب نوازش علیخان اور محمد برکت علیخان اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر و نواب عبدالمجید خان و دیگر روسا اس کار خیر مین سرگرم ہوئے اور جب مسٹر کپتان نسبٹ صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر لاہور کی خدمت مین اس باب مین درخواست کی صاحب نے ایک دربار منعقد کیا اور شہر کے اندرونی و بیرونی ہندو مسلمان لوگون کو جمع کرکے چندہ دینے پر ترغیب دی اپنی جیب خاص سے بہی روپیہ دیا گورنمنٹ سے بہی ایک اچہی رقم دلوائی جب روپیہ چندہ کا جمع ہوا تو مرمت شروع ہوئی اس چندہ مین ہندو مسلمان عیسائی سب بخوشی خاطر شریک ہوئے اور مسجد مرمت ہوکر گلزار بن گئی اب بہی مرمت باقی ہر چارون مینارون کی برجیان بہی باقی ہین فرش صحن کی مرمت نہین ہوئی بہت سی سلین پتہر کی لگانی باقی ہین جہان صرف سرخ ... کاری کرکر رنگ سے رنگ ملا دیا ہے غرض سرکار بہ ... اگر ایک مرتبہ پہر توجہ کریگی اور محمد برکت علیخان بہادر اس کار خیر مین کمر بستہ رہینگے تو پوری پوری مرمت مسجد کی ہوجائیگی اس مسجد کی عمارت ۱۰۸۴ھ مین باختتام پہنچی اور اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ کی یادگار تا روز قیامت باقی رہیگی ✤

مسجد مستی دروازہ

یہ ایک عالیشان مسجد مستی دروازے کے متصل قلعہ لاہور کے شرق کی طرف ہے عمارت اسکی نہایت پختہ قدیمی عمارات شاہی مین سے ہے بانیہ اسکی مریم زمانی روجہ نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ تہی اور خوش مسجد مطابق سنہ ۱۰۲۳ تاریخ اسکے دروازے پر لکہی ہے قطعہ تاریخ پورا پورا پڑہا نہین جاتا جب اسلام کی

حکومت لاہور سے جاتی رہی اور سکھی وقت آیا تو مدت مدید تک یہ مسجد اُجڑی رہی جب مہاراجہ رنجیت سنگہ کی سلطنت ہوئی تو اس مسجد پر سرکاری تسلط ہوگیا اور بارود بھری گئی سالہا سال اسمین بھتی رہی یہانتک کہ باروت خانے والی مسجد مشہور ہوگئی سکھی سلطنت کے انقراض تک اسمین باروت رہی انگریزی عہد مین اس سے باروت نکلوا کر دریا مین پھنکوائی گئی اور مسجد خالی ہوگئی داروغہ نزول قاضی فقیہہ الدین نے سکو مرج جسٹر نزول کر دیا مگر میجر سیگر بکر صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر لاہور نے بکمال دریا دلی ۱۸۵۶ء مین یہ مسجد مسلمانون کے حوالے کر دی اور ایک بیٹھک اور دوکانین جو متعلق مسجد تھین وہ بھی واگزار کر دین اب یہ مسجد مسلمانون کے پاس ہے مگر رونق نہین کیونکہ اُسطرف کا بازار بھی بے رونق ہے جب قلعہ آباد تھا تو اُسطرف کے بازار کی ایک ایک دوکان و بیٹھک بیس بیس روپیہ ماہوار کرایہ پاتی تھین اب خالی پڑی ہین ✦

مسجد خورد نواب وزیر خان

یہ قدیم عمارت کی چھوٹی سی مسجد ٹکسالی دروازے کے جنوب کی طرف فصیل کے ساتھ واقع ہے اسی مقام پر نواب وزیر خان صوبہ لاہور نے شاہجہانی عہد مین اپنا زنانہ محل بڑا عالیشان بنایا ہوا تھا جو اب گر چکا ہے سکھون کیوقت مدت تک اُس عمارت عظیم الشان کے آثار و کھنڈر موجود رہے اب انگریزون نے اُس زمین کو ہموار کرا دیا ہے اور یہ مسجد اُس محل کے متعلق زنانہ مسجد تھی جہان اکثر صوبہ لاہور کے گھر کے زنانے لوگ نماز پڑھا کرتے تھے اور رستہ محل کے اندر سے تھا اب یہ مسجد آباد ہے اور مسلمان اسمین معبود حقیقی کی عبادت کرتے ہین عمارت اس مسجد کی نہایت عمدہ و پختہ و سادہ بے گنبد مسجد ہے ✦

ٹکسال والی مسجد

یہ مسجد ٹکسالی دروازے کے درے سر بازار واقع ہے اگرچہ تمام مسجد گر چکی ہے مگر اب بہی ایک حصہ باقی ہے اُسکی دیوارون پر کانسی کا کام ہے اور ابتک ایسا روشن رنگ ہے کہ گویا آج ہی نقاش نقش بنا گئے ہین شاہجہان بادشاہ نے اسکے پاس دارالضرب تعمیر فرمایا تہا جو نہایت مکلف پختہ مکان تہا اور اُسی مین روپیہ مضروب ہوتا تہا یہ مسجد بہی اُسی مکان کے متعلق تہی اب دارالضرب کا تو نام و نشان باقی نہین ہے سکہون کیوقت کہنڈرات باقی تہے البتہ مسجد کا کسی قدر حصہ باقی ہے ❊ اس مسجد کو اب مسلمانون نے درست کر کے آباد کر لیا ہے

خانقاہ شاہ رضا قادری

یہ بہی ایک قدیم ومتبرک مزار محلہ بہی واقع ٹکسالی دروازے مین ہے ایک کشادہ احاطہ مین چبوترہ مزار کا بنا ہوا ہے جسپر اس بزرگ کی قبر ہے ہر سال میلا بہی ہوتا ہے صوفی لوگ جمع ہو کر سماع سنتے ہین اور وجد کرتے ہین یہ بزرگ خاندان شطاریہ قادریہ مین سے ایک صاحب کمال عابد زاہد آدمی تہا اسکا سلسلہ بہی اسکے بعد جاری ہوا چنانچہ شاہ عنایت اللہ اسی کا مرید تہا جسکا مرید بہلے شاہ قصوری ایک مشہور ولی ہوا ہے پنجابی زبان مین بہلے شاہ کی کافیان اور بارہ ماہ و ابیات وغیرہ کلام توت جہون مین گاتے ہین الغرض ایک زمانہ اسکی بزرگی کا قایل ہے ۱۱۱۶ھ؁ مین یہ بزرگ فوت ہوا اور اس مقام پر دفنایا گیا ❊

مزار سبز گنبد

یہ ایک پرانی عمارت کا مقبرہ راجہ سوچیت سنگہ کی حویلی کے متصل جسمین اب تحصیل لاہور کہا کہمری ہوتی ہے شمال کی طرف واقع ہے عمارت اسکی نہایت مستحکم چینی کا بنی ہوئی ہے نام اس بزرگ کا جو اسمین مدفون ہے سید بدرالدین شاہ عالم ہے

سادات بخاری کہتے ہین کہ ہمارے شجرے کے بزرگون مین سے یہ بزرگ تہا اور شاہجہانی عہد مین فوت ہوا نواب سعد اللہ خان وزیر نے یہ مقبرہ بنوایا اور چارون طرف مقبرہ کے ایک عالیشان باغ تجویز کیا اس تمام عمارت متعلقہ مقبرہ سے صرف اب مقبرہ باقی ہی یا چاہ جواب متعلق مکان تحصیل ہے راجہ سوچیت سنگہ نے جبکہ یہ حویلی جسمین اب عمارت تحصیل ہے تعمیر کی تو مقبرہ کی سب زمین اپنی حویلی مین داخل کر لی جس سے اب مقبرہ بے رونق ہو گیا ہی غنیمت ہے کہ گرنے سے بچ گیا +

بہاٹی دروازے کی پرانی مسجد

یہ عالیشان مسجد بہاٹی دروازے کے بازار لکہارے مین واقع ہے اور اُونچی مسجد کہلاتی ہے عمارت اسکی پُرانی عہد عالمگیری ہے بسبب قدامت کے معلوم نہین ہوتا کہ کس بانی نے اسکی بنیاد رکہی تہی ابتک یہ مسجد آباد ہے +

مسجد طلائی المشہور سنہری مسجد

یہ مسجد لاہور کی نامی گرامی اور قدیمہ عمارات مین سے ہی نہایت منقطع وخوبصورت مکان بنا ہوا ہی تینون گنبد کلان اور چہوٹی گنبدیان اسکی بیچ برجیان طلائی ہین اور سونا ملمع کے تختون پر ایسی خوبصورتی واستحکام کے ساتہہ چڑہایا گیا ہے کہ ابتک باوجود گزرنے مدت مدید کے سونے مین وہی چمک و دمک باقی ہی جب مینہ برستا ہی اور سونا دہویا جاتا ہی تو سونیکا چمکارہ دوچندان ہو جاتا ہی مسجد کی خشتی عمارت نہایت مضبوط اُونچی کرسی بقدر ایک منزل دیکر بنائی گئی ہے نیچے تین طرف دوکانین بنائی گئی ہین کہ اُنکے کرایہ کی آمدنی مسجد کے اخراجات لابدیہ مین صرف ہو اس مسجد کے چارون طرف بازار ہی اور بیچ مین اسکی عالیشان و مطلا عمارت نہایت مطبوع و دلپسند معلوم ہوتی ہے بانی اس مسجد کا نواب

میر سید بکہاری خان امیر الامراے عہد میر معین الملک المشہور میر منو تہا اور محمد شاہ
بادشاہ کے حکم سے بعہدہ نائب صوبہ و سر دفتر خطہ پنجاب کے ممتاز تہا اسکے
اوصاف حمیدہ و خصائل پسندیدہ کے بیان سے تاریخین بہری ہوئی ہین یہہ
شخص نہایت دیندار سخی فقیر دوست ناظم عالم فاضل تہا چشتیہ سلسلہ فقر مین
ارادت اسکی بخدمت میران سید بہیکہہ چشتی کی تہی جب اسکا ارادہ تعمیر مسجد
کے لئے مستحکم ہوگیا تو میر منو صوبہ لاہور کی خدمت مین درخواست کی کہ چوک
واقع کشمیری بازار مین اسکو زمین تعمیر مسجد کے لئے مرحمت ہو چونکہ اس جگہ پہلے
ایک چوک تہا اور چوک کی زمین مسجد کی تعمیر سے رک جاتی تہی بذات خود حکم نہ دیسکا
اور علمائے دین سے فتویٰ مانگا سبنے اجازت دی کہ زمین خدا کا ملک ہے
خانہ خدا کی تعمیر مین جسقدر اسمین سے دیجائے نہایت مناسب ہی چاہیے اسکے دینے
مین کسی طرح کا ہرج واقع ہونا ہو پس یہ مسجد چوک کے وسط مین تعمیر ہوئی اور
چارون طرف اسکے بازار کا راستہ بہی رکہا گیا چونکہ ایک بہت چہوٹی سی مسجد
پہلے بہی اس چوک کے وسط مین تہی نواب نے چاہا کہ اسکو بہی اسمین شامل
کرلے مگر شامل کرنے سے اس مسجد کا بیرونی زینہ اور دروازہ اس موقع پر آتا تہا
جہان وہ چہوٹی مسجد تہی علمانے اسمین اجازت نہ دی اور لکہا کہ ایک مسجدگاہ کی
جگہ جہان لوگ نماز پڑہ چکے ہون دوسری مسجد کا زینہ و دروازہ و غسلخانہ بنانا جائز
نہین ہے چونکہ سواے شمول اس مسجد خورد کے اس مسجد کا عالیشان دروازہ و زینہ
نہین بن سکتا تہا نواب نہایت پریشان ہوا ناچار دو طرفہ رستہ مسجد کو دیکر دونو
طرف زینہ بنا دیا جو نہایت ناموزون تہا مگر اب نواب مرحوم کی مراد برآئی اور روح
خوش ہوئی کہ کپتان نسبٹ صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر لاہور نے وہ پرانی خورد مسجد
جو غیر آباد پڑی تہی گروا کر شرقی دروازہ مسجد کا بنوا دیا زینہ بہی شرقی تجویز ہوگیا

اور وہ دو طرفہ قدیم زینہ گرا کر زمین اسکی صحن مسجد مین ایزاد کردی اس کارروائی
سے مسجد کی زینت بہت بڑہ گئی اندرونی محراب مسجد کی اس جدید دروازے کے
ذریعہ سے دور سے نظر آتی ہے یہ مسجد ۱۱۶۳ھ ہجری مین تعمیر ہوئی بہی ۱۱۶۳ھ
بیرونی۔ محراب مسجد پر آیت قرآنی آیت الکرسی کے نیچے لکہا ہے مسجد کی تینون محرابین
اور تینون گنبد منقطع و بلند ہیں گوشون پر خورد مینار اندر باہر سے منقش ستہر کارے ہے
صحن کے اندر پختہ دروازہ حوض سنگین اور چاہ آبدار بنا ہوا ہے اس مسجد کی
آبادی سکہون کے عہد مین بہی بدستور رہی کیونکہ مسجد کا متولی جو روپیہ دوکانو
کے کرایہ کا پاتا رہا اسکی آبادی اور اپنے گزارہ مین خرچ کرتا رہا۔ مہاراجہ رنجیت سنگہ
عہد مین بہی پہلے کوئی متعرض اس مسجد کا نہوا آخر جب باولی کا مکان مسجد کے
متصل بنگیا اور اسمین گرنتہہ صاحب رکہا گیا تو باولی کے بہائی سکہہ اور
اکالیہ اس مسجد کے درپے ہو گئے اور مہاراجہ کی خدمت مین عرض کی کہ اس
مسجد کا ملا آواز بلند اذان دیتا ہے تو ہمارے کان مین پڑتی ہے یہ مسجد بہی
باولی کے ساتہہ شامل ہمارے قبضہ مین رہنی چاہیئے یا گرادی جائے کہ مسلمانون
کی ہمسایگی گورو کے سکہون کے ساتہہ نہ چاہیئے۔ مہاراجہ نے فی الفور حکم دیدیا
کہ مسجد سے ملان نکالدیا جائے اور گرنتہہ رکہا جائے اس حکم کے صادر ہوتے
ہی ملان بیچارہ نکال کر باہر کر دیا گیا اور مسجد مین اکالیون نے قبضہ کرلیا اور
تمام مسجد مین گوبر کا لیپن دیکر گرنتہہ رکہہ دیا گیا دوکانون کی آمدنی ضبط ہو کر
باولی کے محال کے شامل کردی گئی وقوع اس حال سے شہر کے مسلمان نہایت
غمگین ہوئے اور سب نے مجمع فقیر عزیز الدین و نور الدین کے مکان پر گیا اور چاہا کہ
انکے ذریعہ سے مہاراجہ کے حضور مین مسجد کی واگزاری کے لئے عرض کیجائے
چونکہ اس زمانے مین مہاراجہ کے دربار مین سب سے بڑہ کر توقیر گہلو ماشکی کی تہی اور

مہاراجہ کسی بات مین اُسکے کہنے سے باہر نہ تھا فقیر صاحبان نے مسجد کے معاملہ
مین اُسکو اپنے ہاتہہ ملایا اور اُس کے ذریعہ سے مہاراجہ کی خدمت مین عرض کی
اور بیان کیا کہ تمام پنجاب کی مسجدون کے مُلّا کہین بانگ بلند آواز سے نہین
کہنے پاتے چہ جائیکہ باولی صاحب کے پاس جہان گرنتہہ صاحب رکہا ہو مسجد کا
مُلّا اذان دیوے یہ بات بالکل برخلاف ہی ہم آیندہ مُلّا سے مچلکا لے لیتے
ہین کہ کبہی بانگ نہ دیوے اس بات پر مہاراجہ رضی ہوا کہ مسجد بدستور ملا کے حوالے
کردی جاوے اور اُس سے مچلکا لے لیا جاوے کہ بانگ نہ دیوے مسجد کی دو کانون
کا کرایہ بہی ضبط رہے مسلمانون نے اتنی بات کو ہی غنیمت پایا اور مسجد پر دوبارہ
قبضہ پایا مگر دوکانین ہاتہہ سے جاتی رہین بعد انقراض سلطنت سکہی انگریزی
عملداری مین بہی وہ دوکانین بصیغہ نزول ضبط رہین اہل اسلام نے بہت
دفعہ عرضیان کین اور مقدمات کئے مگر حکام نے بدین خیال کہ یہ محال مہاراجہ کیوقت
سے ضبط ہے اب واگزار نفرمایا جاوے تینتیس ۳۳ برس کے بعد اب بعہد جناب اجرٹن صاحب
بہادر لفٹننٹ گورنر ممالک پنجاب یہ عقدہ کشائی ہوئی کہ نواب نوازش علیخان
وخان بہادر محمد برکت علیخان اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر اس کار خیر کے انجام مین سرگرم
ہوئے اور کپتان نسبٹ صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر نے اس بات مین گورنمنٹ
عالیہ مین سفارش کی اور مسجد کی دوکانین جنکے کرایہ کی آمدنی پانسو روپے سالانہ
ہے سرکار سے واگزار ہوگئین اور رؤسائے اہل اسلام کی کمیٹی قرار پائی کہ آمدنی کا
روپیہ وہی وصول کرین اور وہی بطرز عمدہ ومناسب صرف کرین اب یہ مسجد
نہایت آباد ہی امام وموذن تنخواہ پاتا ہی مرمت ضروری ہوتی ہے چنانچہ سفیدی
بہی از سر نو کرائی گئی ہی زمین کی زیادتی کے سبب سے دوکانین بہی زیادہ ہوگئی
ہین اس مسجد کا بانی نواب بکہاری خان سنہ ۱۱۶۹ ہجری مین مرگیا مختصر حال اُسکے

مرگ کا یہ ہی کہ بعد وفات میر معین الملک صوبہ لاہور کے جب حکومت لاہور کی
مراد بیگم اُسکی زوجہ کے قبضہ اقتدار مین آئی تو اُس نے بہی نواب بکہاری خان کو بدستور
مختار و مدار المہام سلطنت کا رکہا مگر بسبب اسکے کہ نواب نہایت خوبصورت خوش وضع
جوان تہا دل سے خواہان تہی کہ وہ اُسکے ساتہہ نکاح کرے مگر نواب نے یہ امر نامنظور کیا
اس انکار سے بیگم اسکی جان کی دشمن ہوگئی اور محل مین بلوا کر اُسکو قتل کروا دیا
یہانتک کے اسکی نعش کا بہی نشان نملا اور وہ نیکوکار جوان اس ستمگار عورت کے
ہاتہہ سے بدرجہ شہادت پہنچا یعنی ناحق مارا گیا +

مزار میر سراج الدین المعروف بپیر شیرازی

یہ متبرک مزار لاہور کے اندر محلہ چوہٹے موری زیارت گاہ خلق ہی بعض اس بزرگ
کو پیر شیرازی کے نام سے مشہور کرتے ہین یہ بزرگ سلطان محمد تغلق کے عہد
مین بخارا کی طرف سے آکر لاہور مین قیام پذیر ہوا چونکہ عارف کامل و فاضل
اجل تہا تدریس و تلقین کے لئے صدہا لوگ خدمت مین حاضر ہونے لگے اور
مشہوری بہت ہوئی ایک مرتبہ بادشاہ ملتان کی طرف سے آکر چند روز لاہور
مین قیام پذیر ہوا علما و فضلا کے زمرہ مین یہ بہی سلطانی دربار مین حاضر ہوا
بادشاہ نے اسکو چاہا کہ شہر کا قاضی مقرر کرے مگر اس نے وہ عہدہ منظور نکیا
اس عدول حکمی کے سببسے بادشاہ غضب مین آیا اور حکم دیا کہ یہ شخص شہر
کے چورستہ بازار مین گردن مارا جائے علما و فضلا جو مجبور کر کے اسکو اپنی ہمراہ
لے گئے تہے سخت نادم ہوئے اور بہت سا عجز و زاری کر کے بادشاہ سے اسکی
جان بخشی کرائی اُس روز سے اس نے تعلیم و تلقین کا دروازہ بند کر دیا اور
تارک الدنیا ہو کر گوشہ مین ہو بیٹہا بعد وفات کے اپنے مسکن کے اندر دفنایا
گیا یہ مزار پختہ بنا ہوا ہی اور گہرون کی عمارات کے اندر اسکا احاطہ ہے +

مزار پیر بہولا

یہ متبرک مزار چیلہ کے حمام کے محلے مین پختہ بنا ہوا ہی صاحب مزار ایک مجذوب
فقیر عالمگیری عہد مین تہا لڑکون سے اُسکو کمال محبت تہی تمام روز شہر مین پہرا کرتا
تہا اور لڑکے جوق جوق اُسکے ہمراہ ہوتے تہے نقد وجنس جسقدر لوگ اُسکو دیتے وہ
لڑکون پر تقسیم کر دیتا اکثر اوقات وہ اپنی بغل سے شیرینی نکال کر لڑکون کو بانٹتا
اور معلوم نہوتا کہ یہ شیرینی کہان رکہی ہی اس بات سے اُسکو لوگ صاحب کمال
تصور کرتے تہے اب بہی اس بزرگ کے مزار پر دن بہر لڑکے کہیلتے ہین قبر کو گہوڑا
تصور کرکے اوپر چڑہ بیٹہتے ہین ہر ایک جمعہ کے روز لڑکے چار اینٹین جمع کرکے
گلی گلی کوچہ کوچہ پیر بہولا کا مزار بناتے اور اُسپر پہول چڑہاتے اور چراغ جلاتے
ہین غرض اس بزرگ کا نام ابتک لاہور مین روشن ہی اور بچون کو اُسکے ساتہہ
کمال محبت ہے + - لڑکی کے پیر بہولی بنا کر بہی شہر مین جمعہ کو پہرتے ہین -

مسجد بارابہی

یہ مسجد بہی شاہجہانی وقت کی بنی ہوئی ہی سکہون کیوقت مہاراجہ کی باروت اسمین
بہری رہتی تہی ابتدائی عملداری انگریزی مین چند سال یہ غیر آباد پڑی رہی آخر
مولوی غلام قادر نے سرکار مین درخواست کرکے اس مسجد کے آباد کرنے کا حکم لیا اور
امام بخش قصاب نے جسکے پاس ٹہیکہ گوشت رسانی گورون کا تہا اُس نے مسجد
کو دوبارہ آباد کیا اور بہت سا روپیہ صرف کرکے اسکی مرمت وسفیدی کرائی
مولوی غلام قادر کی وفات کے بعد اُنکا بہانجا مولوی نظام الدین اس مسجد کا
امام رہا اور اُسکے مرنے کے بعد اُسکے دو بیٹے مولوی عزیز الدین و علی الدین اس
مسجد کے امام ابتک موجود ہین - اور امامت کرتے ہین - بانی اسکا کوئی امیر
یا توقیر تہا جسکا نام غلام مہندی خان کتبہ مین لکہا ہی مگر سنہ پڑہا نہین جاتا +

مسجد پری محل

یہ قدیمہ مسجد نواب وزیر خان صوبہ لاہور کی بنائی ہوئی دروازہ شاہ عالمی و بروئے دروازہ پری محل سر بازار واقع ہی باعث اسکی تعمیر کا یہ ہوا کہ جب نواب ممدوح نے مردانہ محل عالیشان تعمیر کر کے پری محل اسکا نام رکہا تو یہ مسجد چھوٹی سی صرف اپنی نماز پڑہنے کے لئے تعمیر کی جسکی سادہ عمارت نہایت پختہ ہی یہ مسجد ابتک آباد ہے کبھی ویران نہین ہوئی +

پست مسجد یعنی نیچی مسجد

یہ ایک عجیب غریب مسجد درمیان دروازہ لوہاری و شاہ عالمی کوچہ دوگران مین واقع ہی مسجد کی عمارت بہت پرانی صدہا سال کی ہی مسجد اور صحن مسجد و چاہ و غسل خانہ و حجرہ وغیرہ مکانات متعلقہ مسجد محلے کی زمین سے ایک منزل بلکہ منزل سے بہی زیادہ نیچے ہین بانی اسکا ذوالفقار خان نام ایک امیر لودیہ سلطنت کا ایک اہلکار تہا اور ہیبت خان صوبہ لاہور کے دربار مین سر دفتری کے عہدہ پر مامور تہا چونکہ اونچی اور کرسی دار مسجدین شہر مین بہت تہین اس نے یہ ایک عجیب بات کی کہ مسجد کی زمین کو پہلے بقدر ایک منزل کے کہدوا ڈالا پہر اسپر مسجد کی بنا رکہی اس مسجد کا پانی باہر کہین نہین جاتا وہ غرقیان اسی جگہ بنی ہوئی ہین جہان پانی غرق ہوتا رہتا ہی لوگ زینہ اتر کر مسجد مین جاتے ہین تین محرابین اس مسجد کی ہین اور تینون گنبد نہایت پختہ بنے ہین مسجد ابتک آباد ہی اور اہل محلہ کی خبرگیری سے مسجد کی رونق اور ملا کا گزارہ ہوتا ہے

مسجد محمد صالح کمنبو

یہ عجیب و غریب مسجد موچی دروازے کے اندر ہے جو کوئی موچی دروازے سے جو ایک در دروازہ شہر لاہور کے دروازون مین سے ہی داخل ہوتا ہی تو سامنے

اس مسجد کی عالیشان و رنگین عمارت نظر آتی ہی یہ چھوٹی سی مسجد نہایت نفیس
و خوبصورت بنی ہوئی ہی سب عمارت اسکی خشتی پختہ ریختہ کار ہی تینون گنبد مدور
صورت عمدہ شکل کے ہین مسجد کے تینون محرابون کے اوپر اور گوشون کی دیوارون
پر کانسی کا کام زرد رنگ ہوا ہوا ہی اور اُسمین حروف لاجوردی رنگ کے لکھے
ہین اکثر آیات قرآنی و احادیث و عبارات فارسی اُسمین تحریر ہین کانسی کا رنگ
ابتک ایسا شوخ نظر آتا ہی کہ گویا آج ہی طاقچہ بنایا گیا ہی اور آج ہی یہ نقش و حروف
لکھے گئے ہین اس مسجد کی عمارت ۱۰۶۰ھ میں باہتمام نہنجی اور منشی محمد صالح دیوان
صوبہ پنجاب نے اسکو تعمیر کیا بانی اس مسجد کا بڑا عالم و فاضل و شاعر و جید منشی
شاہجہانی دربار کا ذات کا کمبو تہا اور منشی عنایت اللہ مصنف کتاب بہار دانش
اسکا اموں اور خسر تہا اس خاندان کی عزت و آبرو شاہی دربار مین بہت تہی
اور فضیلت کا تمام زمانہ قایل تہا اس مسجد کے دروازے پر جو محاذی دروازہ
شہر کے ہی تین طاقچہ کانسی کار بنے ہوئے ہین ایک مین لکھا ہے ؎
بانی این مسجد زیبا نگار ٭ دوسرے مین - بندۂ آل محمد صالح است ٭
تیسرے مین ۱۰۶۰ھ - اس مسجد کی کرسی اونچی ہی اور نیچے دوکانین ہین مگر
بسبب گزرنے عرصہ دو سو چہیالیس سال کے اب بازار کی زمین اونچی ہوگئی ہی
اور دوکانین آدہی آدہی زمین مین غرق ہوگئی ہین دروازہ بہی چہوٹا سا رہ گیا
ہی اور مسجد کی کرسی کی بلندی صرف پانچ سیڑہی کی مقدار باقی ہے ٭

مسجد چینیان والی

یہ عالیجاہ مسجد زمانۂ سابقہ کی عمارتون کی یادگار اندرون حصار شہر لاہور
محلہ چابک سواران اندرون کوچہ دیوار بدیوار حویلی نواب سعد اللہ خان
المشہور میان خان کی واقع ہی مسجد نہایت او سیع صحن وار ہی تینون محرابین اسکی

ہمشکل محرابہاے مسجد وزیر خان کاشی کار و منقش ہین مسجد کی تمام زمین میں سے نصف زمین دو درجہ مین منقسم ہوکر مسقف ہی اور نصف بطور صحن کہلی چھوڑی گئی ہی اور سقف پر مین گنبد ہشت پہلو قطع کے بنے ہوئے ہین جسطرح کے گنبد مسجد وزیر خان کے ہین بوقت تعمیر اس مسجد کے بانی نے مسجد کی کرسی بہت اونچی رکھی ہوگی اور شمالی دیوار کے نیچے دو کانین بہی ہونگی مگر اب کوچہ کی زمین بسبب تمادی ایام کے اسقدر بلند ہوگئی ہی کہ مسجد کی کرسی جاتی رہی ہے اور شمالی دریچہ مسجد کا جو زمین سے ایک منزل بلند تہا قریب دو فٹ کے اونچا رہگیا ہی مسجد کا شرقی دروازہ نہایت عالیشان بنا ہوا تہا بوقت زوال سلطنت چغتائی جب گہر گہر راج ہوگیا تو مسجد کے دروازے کی سلین جو ابری کی تہین گوجر سنگہ نے جو ایک حاکم لاہور کے تین حاکمون مین سے تہا اور کہڑ والیین شہر کی ویلیز جو بنا کے مرمر کی تہی سو بہا سنگہ نے نکلوالی دروازہ مسجد کا منہدم ہوگیا پہلے دروازے کی زمینین پہر زمین کسی طامع امام مسجد نے فروخت کردی جہان نائیون کی دو دکان اور حمام بنا ہوا ہی اور مسجد کے داخل ہونے کے لیئے شمالی دیوار توڑکر چھوٹا سا دروازہ نکال لیا تہا معمر و بزرگون کی زبان سے یہ سنا جاتا ہی کہ مسجد کے منہدمہ دروازہ کی پیشانی پر یہ شعر لکہا تہا ــ طرفہ معمار خرد تاریخ سال گفت زیبا مسجد از فرازخان ــ اس مصرع سے ۱۰۹۲ ہجری حاصل ہوتی ہین اور مسجد کے اندر کی محراب پر تاریخ تعمیر ۱۰۸۰ تحریر ہے جس سے پایا جاتا ہی کہ اندر کی عمارت اور دروازہ بیرونی کی تعمیر مین دو سال کا عرصہ گزرا تہا اس مسجد کی تینون محرابین عالیشان کاشی کاری ہوئی ہین ہر ایک محراب کا نسی کاری کتبہ تین تین ہین جسمین کلمہ و آیات قرآنی و اشعار فارسی تحریر ہین نقش و نگار و حروف کاشی کار نہایت خوش رنگ یعنی زمین بسنتی اور حروف

لاجوردی ہین اندر کی دیوارین مسجد کی پختہ کار پختہ عمارت کی بنی ہوئی ہین اِس
مسجد کے بانی کا نام نواب سرفراز خان المعروف افراز خان تہا عہد شاہجہانی و عالمگیری
مین فوجداری صوبہ لاہور کی اُسکے سپرد تہی پانچہزاری منصب تہا جب بسبب
انقلاب زمانہ کے شاہجہان بادشاہ عالمگیر اورنگ زیب اپنے بیٹے کی قید مین آگیا
اور سلطنت پر قابض و دخیل اورنگ زیب ہوا تو سرفراز خان بدستور عہد
دارا شکوہ ہی لاہور مین فوجدار مقرر رہا ایک سال کے عرصہ کے بعد کسی مخبر نے عالمگیر
کی خدمت مین مخبری کی کہ سرفراز خان دست پروردہ و ملازم دارا شکوہ ولیعہد کا
تہا آپکا جانی دشمن ہے اُسکا انتظام ابہی سے کرنا چاہیئے مبادا کوئی صدمہ بادشاہ
پر اُسکے ہاتہہ سے پہنچے بادشاہ نے یہ خبر سنکر سرفراز خان کو عہدہ سے موقوف کر کے
اُسکی جائداد کی ضبطی کا حکم دیا یہ حکم ابہی صوبہ لاہور کے پاس نہین پہنچا تہا کہ سرفراز خان
اس حال سے خبردار ہوگیا اُس نے فی الفور اپنی کُل جائداد غیر منقولہ وقف کردی
اور حویلی مسکونہ جو اپنی زمین پر تہی گرانی شروع کردی اور مشہور کردیا کہ مین اِسجگہ
مسجد بناتا ہون آخر جب بادشاہی حکم صوبہ لاہور کے نام دربارِ ضبطی جائداد
سرفراز خان کے آیا تو اُس نے صورت حال بادشاہ کی خدمت مین عرض
کردی کہ سرفراز خان نے اس حکم کے پہنچنے سے اول کُل جائداد اپنی وقف کردی ہے اور مسجد کا
بننا شروع ہوگیا ہے بادشاہ یہ حال سنکر بہت خوش ہوا حکم دیا کہ سرفراز خان بہت اچہا دیندار دکہائی دیتا ہے
جس نے اپنی جائداد برا ہ خدا وقف کردی ہے ایسے دیندار شخص کو معزول کرنا چاہیئے اور جسقدر
جائداد وقف کردی ہے اُسکی عوض مین محالات نزول سے جائداد اُسکو دیجائے اور اپنے عہدہ پر
بدستور بحال رہے پس سرفراز خان نے نہایت توجہ سے اِس مسجد کو تعمیر کیا جو ابتک اُسکے نام سے یادگار
موجود ہے اِس مسجد مین پہلے حوض بہی تہا مگر اب اُسکا نام و نشان نہین البتہ قدیمی چاہ موجود
ہے سکہون کے وقت بہہ مسجد آباد رہی اور اب بہی آباد ہے مگر قبضہ مسلمانان ملتان

وہابیہ کا ہے جو سنی و شیعہ دو نو فرقے کے مخالف ہین و نابینون نے اب بہت سا روپیہ خرچ کر کر مسجد کی مرمت کی ہے پہلے دروازہ کی جگہ عالیشان دروازہ بنایا ہے اور حوض بہی مقطع تعمیر کیا ہے جو نلکہ کے پانی سے پرآب رہتا ہے اندرونی و بیرونی مرمت اس مسجد کی ہو کر مسجد کی رونق دوبالا ہو گئی ہے

مسجد نواب وزیر خان مرحوم

یہہ وہ عالیشان لاثانی عمارت لاہور کے قدیم عمارات مین سے ہے جسکی شہرت ولایتون مین ہے اور فی الحقیقت ایسی خشتی و کاشی کار عمدہ عمارت دوسری جگہ کم دیکہی جاویگی بلکہ اس مسجد کو لاہور کا فخر و افتخار کہا جائے تو بجا ہے اس مسجد مین ہر ایک کام نہایت خوبی و خوش اسلوبی سے بنا ہے عمارت ایسی مضبوط پختہ چونہ کار مستحکم بنی ہے کہ باوجود گذرنے عرصہ دو سو اکیاون سال کے ابتک اوسکی عمارت کو کچہہ نقص نہین ہوا بعد سلطنت چغتائی سکہی عہد مین کبہی کیسکی توجہ اسکی مرمت کی طرف نہین ہوئی اگر ہوئی تو اسقدر کہ نور ایمان و اسلے نے اسکی چارون مینارون کی اوپر کی برجون کے دو دو در بند کرا دئے تہے اور دو دو کہلے رکہے تہے اس خیال سے کہ درمیانی ستون نازک ہین مبادا کسی بہونچال کے صدمہ سے گر جائے مگر اس مستحکم عمارت کو مرمت کی ضرورت نہوئی اب جو کیقدر مرمت کی ضرورت ہوئی تو مرزا انور علی متولی و مہتمم مسجد نے چونہ سے کرا دی ہے کاشی کار نقاشی اس مسجد کی دیوارون پر اور بیت کمانکا کام ایسا اچہا ہوا ہوا ہے کہ بڑے بڑے نقاش نقاشی کا سبق اوس سے لیتے ہین اور دور دور کے مسافر لاہور مین آکر اون طاقچون کی نقلین اوتار کر لیجاتے ہین خوشخطی حرف عربی و فارسی کے اس شان کے ہین کہ بڑے بڑے خوشنویس ولایتون کے اسکو دیکہہ کر دنگ ہو جاتے ہین مقطع ایسی ہے کہ اس قطع کی دوسری مسجد

دیکھنے مین نہین آئی بیرونی بڑے محرابی دروازے کے زینہ سے جو اوپر چڑھین
تو مسقف یک صحن جسکے اوپر بڑا گنبد بنا ہوا ہی آتا ہی اُسکو مسجد کا چارسو کہنا
چاہئے کہ ایک رستہ اُسکا شمال کو نکل جاتا ہی اور شمالی زینہ سے اُترکر بازار مین
انسان جا سکتا ہی دوسرا راستہ جنوب کی طرف جاتا ہی اور چھوٹے دروازے
مسجد سے نکلکر کوچے مین آدمی داخل ہو جاتا ہی غرب کی طرف اندرونی دروازہ
مسجد کا ہی اسطرف انسان جائے تو مسجد مین داخل ہو جاتا ہی صحن اس مسجد
کا بہت وسیع دو درجہ مین منقسم ہی اولا صحن متعلقہ مسجد ذرہ پست ہے اور
صحن خاص مسجد ذرا بلند ہے صحن متعلقہ مین حوض ایکسو گز مربع بنا ہوا ہے
اور احاطہ چار دیواری مزار سید سحاق گازرونی المعروف میران بادشاہ کا
بہی اسی مین ہی اور صحن خاص مسجد مین مسلمان نماز پڑہتے ہین اُس سے آگے
بڑہکر مقام مسجد ہی جسکی پانچ محرابین عالیشان ہین اُنمین سے ایک محراب
بہت بڑی اور دو دو اُسکے داہنے بائین اُس سے چھوٹی ہین اندر سے بہی
مسجد کی نہایت عمدہ عمارت منقش و رنگین ہی اور منبت کا کام مغربی دیوار کی
محرابون پر بہت ہی آیتہ قرآنی و احادیث بہت لکھی ہین باہر پانچون محراب
پر کاشی کار کتبے نہایت خوشخط و رنگین بنے ہوئے ہین وسط کی محراب کے
اوپر کے کتبے پر آیت الکرسی بخط عربی تحریر ہے اور کتبون پر قرآن کی سورتین
اور حدیثین اور چار کبار کے نام تحریر ہین مسجد کے سب صحن مین خشتی فرش
ہے اور باہر کے اندرونی دروازے پر - محمد عربی کابروے ہر دوسرا است -
کسیکہ خاک درش نیست خاک بر سر او ۔ بخط فارسی جلی قلم سے نہایت
خوشخط لکھا ہی اس مسجد کی تین طرف علما و فضلا و طالب علمون کے رہنے
کے لئے حجرے بنے ہوئے ہین شمالی حجرون مین سے ایک ایک دریچہ بطرف

بازار رکھا ہوا ہے ان حجرون کے علاوہ سولہ بڑے بڑے حجرے مسجد کی ڈیوڑہی
کے چارسو مین بنے ہین شمالی رستہ کے شرق و غرب تین تین اور اسیطرح جنوبی
رستہ کے دو طرف اور چار حجرے ڈیوڑہی کے گنبد کے چار گوشون مین اور گنبد
کی سقف کے نیچے چارون طرف چار شہ نشین خوبصورت مقطع بنائے گئے ہین
چار بلند مینار اس مسجد کے ہشت پہلو خوبصورت بنے ہوئے ہین اور ہر ایک
پہلو مین کاشی کار قطعے منقش رنگین ایسی خوبی سے لکھے ہین کہ ابتک انکی
رنگت تازہ ہے اگرچہ اب صدہا سال کے گزر جانے کے سبب سے نقش و حروف
بہت جگہ سے گر گئے ہین مگر جسقدر باقی ہین نہایت روشن ہین باہر کے شرقی
دروازہ کلان مسجد پر بہی سرتاپا کاشی کا کام ہے اور کتبے بہت ہین سب سے
اوپر طولانی کتبہ ہے جسمین افضل الذکر بخط فارسی جلی لکہا ہے دوسرے
کتبے مین یہ عبارت لکہی ہے * در عہد ابو المظفر صاحبقران ثانی شاہجہان
بادشاہ غازی اتمام یافت * تیسرے کتبے مین لکہا ہے بانی بیت الله تعالی
فدوی باخلاص مرید خاص الخاص قدیم الخدمت وزیر خان - چوتہے مین
لکہا ہے - این خانہ کہ ہست چون فلک مظہر فیض - دارد چو حریم کعبہ سر در رہ فیض
بر چہرۂ اہل قبلہ این در برار - تا حشر کشادہ باد ہمچون در فیض * پانچوین
کتبے مین یہ شعر لکہا ہے - سال تاریخ بناے مسجد عالی مقام - از خرد جستم بگفتا
سجدہ گاہ اہل فضل * اس مادہ تاریخ سے ۱۰۴۴ سنہ ہجری حاصل ہوتے
ہین - چہٹے کتبے مین یہ شعر تحریر ہے - تاریخ این بناے چو پرسیدم از خرد *
گفتا بگو کہ بانی مسجد وزیر خان * اس مادہ سے ۱۰۴۴ سنہ ہجری بحساب ابجد
برآمد ہوتے ہین - ساتوین کتبے مین یہ شعر لکہے ہین - دہقان در دو بختر ا
نیاے کشت * و زمزرع جہان ایران چیز کشت * ور باب عمل بنائے خیرے بگزار -

کا خرہ سہ راہت آرین در بہ بہشت ہے اس مسجد کے شرقی دروازہ کے آگے
بڑا چوک کلان بنا ہوا ہے جسکو چوک وزیر خان کہتے ہین اس چوک کی دوکانین با
محرابی عمارت کی پختہ بنی ہوئی ہین اور تین دروازے محرابی کلان چوک کے
ہین ایک دروازہ مسجد کے محاذی بطرف شرق اور دوسرا بطرف غرب متصل
دروازہ وزینہ شمالی مسجد تیسرا شمالی متصل حویلی راجہ دینا ناتھ مرحوم چوک کے
اندر دو گنبد ایک خانقاہ سید صوف کا بنیہ میان محمد سلطان ٹھیکہ دار اور دوسرا
بالائے چاہ بنیہ راجہ دینا ناتھ کا باقی سب صحن کشادہ ہے اگرچہ بعہد سلطنت
چغتائی یہ چوک اسیطرح کہلا ہوا تھا مگر سکہوں کے عہد مین اس چوک کے اندر دوکانین
و نشستگاہین بن گئی تہین اور چوک کی صورت بالکل متغیر ہوگئی تہی مگر انگریزی
عہد مین وہ سب مکانات گرائے گئے اور چوک کی زمین بدستور سابق نکالی گئی
جو اب تک موجود ہے - اس مسجد کے شمال و شرق کی سمت دوکانین بر سر بازار بنی ہوئی
ہین اور جسقدر جائداد نواب وزیر خان نے مسجد سے لیکر دہلی دروازے تک دو طرفہ
بازار کے دوکانین و سرائے و حمام تعمیر کرکے وقف کی تہین ان سب کی آمدنی
مسجد کے متعلق تہی مگر اب سرائے سرکاری جائداد ہے حمام بہی سرکار کے متعلق ہے
باقیماندون مین سے بہت سی جائداد منتقل بنام اور لوگون کے ہوگئی اور کچھہ
خادمان مسجد امام و موذن و جہاڑو کش و شمع افروز وغیرہ خادمان مسجد کے
نام واگزار ہین مسجد کا حوض بہرنے والا بہی دوکانون کا کرایہ کہاتا ہے اس
صورت سے اب تک یہ مسجد آباد چلی آتی ہے اگر جائداد کی آمدنی اسکے متعلق
نہوتی تو آبادی کی صورت مفقود ہو جاتی اس مسجد کا بانی نواب وزیر خان
مرحوم شاہجہانی عہد مین لاہور کا ناظم یعنی صوبہ تہا جسنے سوا اس مسجد کے
اور بہی عمارتین بہت سی بنائی تہین مختصر حال اسکا یہ ہے کہ اصلی نام اسکا

شیخ علم الدین انصاری تہا قصبہ چنیوٹ مین اسکی سکونت تہی ابتدا عمر مین اس سے طبابت کا علم پڑہا اور چنیوٹ مین طبابت جاری کی جب وہان معاش مین تنگی رہی تو لاہور کو آیا چندے یہان سکونت رکہی پہر دہلی پہنچا دہلی سے اکبرآباد گیا اُس شہر مین اسکا اسقدر شہرہ ہوا کہ علاج والدہ شاہجہان بادشاہ کا جو اُسوقت ایہی شاہزادہ تہا اسکے سپرد ہوا اور وہ چند سالہ بیمار اسکے علاج سے اچہی ہوگئی اُس خدمت مین اُسنے اس نے بڑا انعام پایا اور آمد و رفت اسکی دربار شاہی مین بخوبی ہوگئی سب سے زیادہ محبت اسکی شاہجہان سے تہی اور اُسیکا ذریعہ شاہی دربار مین تہا اتفاقاً انہین ایام مین ملکہ نورجہان بیگم جہانگیر بادشاہ کی محبوبہ بی بی کے پاؤن مین دنبل نکلا سب اطبا چاہتے تہے کہ اُس دنبل کو چیر دیا جائے مگر ملکہ کو بسبب نزاکت طبیعت کے یہ امر ناگوار تہا اور نہین چاہتی تہی کہ نشتر کہائے اور درد کا صدمہ اُٹہائے آخر علم الدین بلایا گیا اسکے خیال مین بہی پہوڑے کا چیرا جانا مناسب متصور ہوا اور پہوڑے کے چیرنے کیواسطے اس نے یہ تجویز نکالی کہ شاہی دالان مین ریگ بچہوادی اور خود باہر چلا گیا اور عرض کرگیا کہ ملکہ دالان کے ایک طرف سے آئے اور ریگ کے اوپر سے دوسری طرف گزر جائے اور پردے مین بیٹہے جب مین اُنکے پاؤن کے نقش ریگ پر دیکہہ لونگا تو علاج تجویز کرونگا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا جب ملکہ ریگ کے اوپر سے پابرہنہ گزرگئی تو حکیم آیا اور نقش قدم سے دیکہہ لیا کہ کف پا مین فلان جگہ دنبل ہے پس اس نے ایک چہوٹا سا نشتر نقش قدم پر جہان کہ پہوڑے کا نشان تہا کہڑا کردیا اور عرض کی کہ ملکہ ایک دفعہ پہر تکلیف کرے اور جس رستہ سے پہلے گئی تہین اب پہر جائین مگر یہ احتیاط رہے کہ پہلے نقش قدم سے باہر قدم نہ پڑے گویا اُسی قدم پر قدم رکہتی ہوئی گزر جائین

ملکہ نے ویسا ہی کیا جب نشتر سے پاؤں آیا تو نشتر دنبل میں گہس گیا اسیوقت
پہوڑے سے آلایش نکلنی شروع ہو گئی جب اس حیلہ سے پہوڑا چیرا گیا تو بادشاہ اور
ملکہ دونو حکیم پر بہت خوش ہوئے شاہی شفا خانون کی افسری تو اُسی روز ملگئی
اور باقی انعام کا ملنا غسل صحت کے روز پر منحصر رہا گیا چند روز میں پہوڑا
اچہا ہو گیا اور ملکہ نے لاہور آکر غسل صحت کیا اس روز بادشاہ نے ایک لاکہ روپیہ
کا خلعت حکیم کو دیا اور سات لاکہہ روپیہ نقد مرحمت کیا ملکہ نے اپنے بدن کا
سب زیور جو اُسوقت زیب بدن تہا حکیم کو اوتار دیا ایکسو گیارہ ملکہ کی خواص
وہمنشین معزز کنیزین جو اُسوقت حاضر تہین سب نے اپنے جسم کے سب زیور
اُتار کر ملکہ کے تصدق کئے وہ بہی حکیم کو دے گئے غرض اس روز بایس لاکہہ
روپے کی جمع حکیم کے پاس ہو گئی پہر تو حکیم عظیم الشان امیر بنگیا اور خاندان
شاہی کے معالجہ کا مہتمم و معتبر بہی سمجہا گیا۔ من بعد جب نورجہان بیگم
اور شاہزادہ خورم یعنی شاہجہان کی آپس مین عداوت ہو گئی اور جہانگیر
نے ملکہ کے کہنے سے شہزادے کو قید کر دیا تو محافظ شاہزادہ کا یہی بہی
حکیم قرار پایا وزیر آصف جاہ نورجہان بیگم کا بہائی جو اپنی بہن کے مخالف
اور شہزادے کے ساتہہ موافق تہا اُس نے حکیم کو ترغیب دی کہ شہزادہ
کو لیکر دکن کو بہاگ جائے چونکہ حکیم کی بہی شہزادے کے ساتہہ کمال دوستی
تہی اور شہزادہ کے ہی ذریعہ سے اُسکو یہ مرتبہ نصیب ہوا تہا اس نے شہزادہ
کی جان کی حفاظت سب سے مقدم جانی اور دکن کو لیکر بہاگ گیا ابہی شہزادہ
دہین تہا کہ جہانگیر کشمیر کے رستہ مین بہ بیماری ضیق النفس فوت ہو گیا
اور شاہجہان نے دکن سے آکر آگرہ کے تخت پر اجلاس کیا لاہور مین آصف جاہ
نے نورجہان بیگم کو نظر بند کر لیا پہر تو حکیم علم دین نوابی مراتب پر پہنچا۔

نواب وزیر خان خطاب پایا لاہور کی ہمادست پر سرفراز ہی ہوئی چونکہ عمارت کا
شوق اسکو بہت تہا اچہی اچہی عمارتین اس نے لاہور مین بنوائین اور یہ
مسجد اپنے نام سے ایسی یادگار چہوڑ گیا کہ قیامت تک اسکا نام روشن رہیگا +

مزار سید اسحاق گاذرونی المشہور میران بادشاہ

اس بزرگ کا مزار مسجد وزیر خان کے اندر صحن متعلقہ مسجد کے اختتام اور
خاص صحن کے آغاز پر مائل بسمت جنوب واقع ہے اصلی مزار اس بزرگ کا
مسجد کی کرسی کے اندر تہ خانہ کے بیچ مین ہے زینہ اتر کر وہان پہنچتے ہین
اوپر بہی ایک چار دیواری بنا کر صورت قبر کی بنا رکہی ہے زینہ کے آگے ایک
چوکہنڈی بنی ہوئی ہے جہان مجاور بیٹہتا ہے یہ قبر مسجد کی تعمیر سے پہلے
اس موقع پر بنی ہوئی تہی جب نواب وزیر خان نے مسجد تعمیر کی تو اسکو بدستور
قائم رکہا بلکہ اس مزار کو اپنی مسجد کی رونق و زینت تصور کیا اور فی الحقیقت
اس بزرگ کے تصدق سے سکہی عہد مین بہی یہ مسجد سکہون کے دستبرد سے
حفاظت مین رہی کیونکہ ایک مرتبہ مہاراجہ رنجیت سنگہ موران طوائف کو ساتہ
لیکر اس مسجد کے مینار پر آیا اور دن بہر اوپر رہ کر عیش و نشاط مین سرگرم
رہا اتفاقاً اسی شب کو بیمار ہو گیا لوگون نے کہا کہ یہ آثار غضب اس بزرگ
کے ہین جسکی مسجد وزیر خان مین قبر ہے دوسرے روز مہاراجہ مزار پر آیا
اور پانسو روپیہ نذر چڑہا کر جبین سائی کی اور توبہ کی کہ پہر ایسی حرکت وقوع
مین نہ آئیگی۔ سکہون کے وقت ہر جمعرات کے روز اس مزار پر میلہ ہوتا تھا
اور طوائف لوگ مسجد کے گنبد مین اگر ناچتے تہے شوقین لوگ ہزارون جمع
ہوتے تہے سالینہ عرس و مجلس سماع بڑی دہوم دہام سے ہوتی تہی اب بہی
جمعرات کے روز ہندو و مسلمان حاضر ہوتے ہین سالینہ عرس بہی ہوتا ہے

مگر وہ سرگرمی نہیں سو دو دکانیں مسجد کی اوپر کی جو زیر گنبد ڈیوڑھی اور اُسکے
دونو ستون ہیں جنوب و شمال کی سمت میں نواب وزیر خان نے جلد گردن کے
رہنے کے لئے وادی وقف کی ہوئی ہیں سکھوں کے وقت ان دوکانوں پر بھی
بڑی رونق رہتی تھی کہ جلد ساز رہا کرتے اور دوکانیں سوا اس جگہ کے شہر کے کسی بازار
میں نہ تھیں جلد سازی کا اور کتاب فروشی کا مقام یہی ہوتا تھا اب وہ بات باقی رہی
جلد سازی و کتاب فروشی بکشمیری بازار میں ہوتی ہے شہر میں بعد دکانیں پھیل
گئی ہیں مسجد کے سب دوکانیں بند ہیں اگر قفل پڑا ہے اونہیں لوگوں کے آگے ہو گئے
میں پرانے جلد سازوں کی اولاد سرکاری دفتروں اور چھاپہ خانوں میں نوکری کرتے
ہیں اندر کے حجرے مسجد کے جو صحن کے شرق و شمال و جنوب کی سمت ہیں اون میں بھی
[illegible] تا بعض میں کسی میں کوئی نقاش نقاشی کرتا ہے کسی میں کوئی کاتب
بیٹھتا ہے کسی میں مزار کے مجاور قیام پذیر ہیں دونو جو کہنڈیاں و دو حجرے امام مسجد
کے قبضہ میں ہیں انہیں سے ایک میران بخش نقاش اس زمانے میں نامآور
ہے کر چھاپہ کی سیاہی میں نقاشی اُسکی اعلےٰ درجہ کی ہوتی ہے طلائی کام بھی وہ
اعلےٰ درجہ کا کرتا ہے **سید اسحاق گاذرونی** کا مزار اس مسجد میں زیارت گاہ
خاص و عام ہے ایک سید خدا پرست فارس کے ملک شہر گاذرون کا رہنے والا
تھا تغلقیہ سلطنت کے وقت لاہور میں آیا اور یہاں ہی قیام رکھا چونکہ مرد خدا پرست
تھا رجوع خلائق کا اُسکی طرف بہت تھا ہزاروں مرید تھے جب فوت ہوا تو اُسی
جگہ دفنایا گیا اور حسب وصیت حاطہ مزار کا پختہ اور قبر خام بنائی گئی قبر پر
ایک نہال ایسا پیدا ہو گیا جس نے بیل کی طرح بڑہکر قبر کو ڈہانپ لیا اس سبب سے
لوگ اس بزرگ کا نام پیر سبز مشہور کرنے لگے قریب دو صدی کے وہ نہال
سرسبز رہا اور بیمار لوگ اُسکے پتے پیکر کہاتے اور شفا پاتے رہے آخر جب

نواب نے اس جگہ مسجد بنوائی تو قبر پخته بن گئی اور نہال کا خاتمہ ہو گیا اس بزرگ نے ۹ محرم میں جہان فانی سے انتقال کیا تہا اور بسم اللہ الرحمن الرحیم اسکی تاریخ وفات ہے +

مقبرہ امام غلام محمد المشہور امام گامون

یہ مقبرہ بہی مسجد وزیر خان کے متعلقہ مکانات سے ہے صاحب مقبرہ امام غلام محمد بن حافظ محمد صدیق اس مسجد کا امام عالم فاضل سلسلہ قادریہ کا فقیر صاحب تصانیف مفیدہ تہا چنانچہ گنج مخفی نام ایک منظوم کتاب تصوف کے علم میں اسکی یادگار ہے ۱۲۴۳ھ ہجری میں یہ فوت ہوکر مسجد وزیر خان کے آسمانی چاہ متعلقہ میدان دفنایا گیا اور پختہ قبر چبوترہ پر بنائی گئی صاحبان انگریز کی ابتداء عملداری میں کسی ارادت مند نے اس مزار پر پختہ گنبد بنوا دیا جو ابتک موجود ہے خاص مسجد کی جنوبی دیوار کے باہر یہ مقبرہ بنا ہوا ہے جس احاطہ میں چاہ کلان متعلقہ مسجد واقع ہے اور اسی چاہ کے پانی سے مسجد کا حوض بہرا جاتا ہے صاحب مقبرہ کی وفات کے بعد امام الہ بخش اسکا بیٹا مدت العمر مسجد کا امام رہا وہ ۱۲۷۸ھ میں مر گیا اب امام محمد اسکا بیٹا امامت کراتا ہے صاحب مقبرہ عبد اللہ شاہ بلوچ قادری کا مرید تہا جسکا روضہ موضع مزنگ میں مشہور ہے پہلے ہر سال اس مقبرہ پر بہی میلا ہوتا تہا اور مجلس سماع بہی ہوتی تہی اب بالکل مسدود ہے +

مقبرہ سید صوف

یہ مقبرہ مسجد وزیر خان کے بیرونی چوک میں محاذی دروازہ کلان مسجد واقع ہے پہلے صرف ایک قبر چبوترہ پر بنی ہوئی تہی اور چاہ و مسجد خورد و فقیر کے رہنے کا ایک حجرہ بنا ہوا تہا سکہون کیوقت لوگون کی آمد و رفت اس مزار پر بہی بہت تہی سلطنت انگریزی میں جب چوک کے اندرونی مکانات گرائے گئے اور چوک

نکالا گیا تو اس مزار پر محمد سلطان ٹھیکہ دار نے روضہ بنوا دیا اس گنبد کی تعمیر سے مزار کی رونق بڑھ گئی اور چوک کی زینت دوچند ہو گئی - صاحب مزار سید اسحاق گازرونی کا ہم عہد و ہم مجلس تھا بعض لوگ اس بزرگ کو سید اسحاق کا بھائی ظاہر کرتے ہین شاید ہوگا مگر تصدیق اسکی کسی عمدہ ذریعہ سے نہین ہوتی یہ مزار بھی مسجد کی تعمیر سے اول یہان بنا ہوا تھا اور مسجد پیچھے تعمیر ہوئی +

مزار سید سر بلند

یہ مزار اندرون کٹڑہ جو بفاصلہ بازار شمالی مسجد وزیر خان کے واقع ہے موجود ہے یہ کٹڑہ بھی نواب وزیر خان نے بنوایا اور مسجد کے نام وقف کر دیا تھا اور مزار تعمیر کٹڑے سے اول یہان بنا ہوا تھا قبر ایک بلند چبوترہ پر پختہ بنی ہوئی ہے یہ بزرگ بھی سید اسحاق گازرونی کے دوستون و ہم نشینون مین سے تھا سکھی عہد مین اس مزار پر بھی پنجشنبہ کے روز لوگ بہت جمع ہوتے تھے سالانہ عرس بھی دھوم دھام سے ہوتا تھا مگر اب وہ گرم بازاری نہین رہی عام لوگ اسکو بھی سید اسحاق کا بھائی کہتے ہین +

مزار پیر ذکی

اس بزرگ کے جسم کا دو جگہ مزار ہے سر مبارک کا مدفن تو عین دروازہ شہر کے غربی دالان کے ایک گوشہ مین ہے اور اسی بزرگ کے نام سے وہ دروازہ ذکی دروازہ کہلاتا ہے اور باقی جسم دروازہ کے اندر ایک طویلہ مین مدفون ہے قبرین دونو جگہ بنی ہوئی ہین تحفۃ الواصلین مین لکھا ہے کہ یہ بزرگ مغلون کی لڑائی مین شہید ہوا تھا حالت زندگی مین بھی اسی دروازے مین قیام پذیر تھا جب مغلون نے محاصرہ شہر کا کیا تو حفاظت اس دروازے کی اسکے متعلق تھی آخر جب مغلون نے شہر فتح کر لیا تو یہ بزرگ دشمنون سے

خوب لڑا اور شہید ہوا مشہور یہ ہے کہ سر اسکا عین دروازے کے اندر جسم سے جدا ہوگیا تہا جہان اب سر کی قبر بنی ہوئی ہے مگر جسم بے سر بہی تلوارین مارتا رہا اور بہت سے آدمی مارے آخر الامر شہر کے اندر جاکر سرد ہوگیا یہ امر خدا کی قدرت سے بعید نہین ہے

پیر بانشی

یہ متبرک مزار قدیم عمارت کا پختہ بنا ہوا کشمیری بازار مین سر راہ واقع ہے اصلی نام صاحب مزار کا بسبب گذرنے عرصہ دراز کے کسی کو معلوم نہین ہے اور نہ مصنف تحفتہ الواصلین نے اسکا نام اپنی کتاب مین درج کیا ہے اسکا بیان ہے کہ یہ بزرگ بلخ مین بسبب اسکی عبادت و ریاضت کے بہت سے لوگ اسکے مرید تہے شہزادہ سلطان جلال الدین خوارزمی بادشاہ کابل و قندہار و غزنی و بلخ اسکا کمال معتقد تہا آخر جب خوارزمی بادشاہت پر چنگیز خان غالب آیا۔ سلطان جلال الدین بہی مغلون کی لڑائی مین اپنے باپ سلطان محمد کی طرح بہت لڑائیون اور بار بار جنگ کے بعد شکست کہا کر سندہ کا دریا اوتر کر پنجاب مین داخل ہوا اور بلخ کو چنگیزی فوج نے لوٹ کر برباد کردیا تو اوسوقت یہہ بزرگ بہی بلخ سے نکل کر پنجاب کو آیا اور لاہور مین آکر قیام پذیر ہوا آخر جب چنگیز کے پوتے قلی خان نے پنجاب پر فوج کشی کی تو مقام لاہور دہلی کی فوج اور مغلون مین لڑائی ہوئی اوسوقت کے غازیون مین یہ بزرگ بہی تہا جو لڑائی مین مارا گیا اور اس مقام پر اپنے حجرے کے اندر مدفون ہوا من بعد میر معین الملک المشہور میر منو کے وقت سنہری مسجد تعمیر ہوئی اور نواب بکہاری خان بانی مسجد نے اپنی مسجد کی زینت کے لئے بازار سیدہا کیا تو یہ مزار سر راہ آگیا تو اوس نے ایک پختہ کمرہ محرابی دروازے کا بناکر مزار کی بہی دوبارہ تعمیر

اور محاذی دروازے کے پختہ مسجد عہد قدیم کی بنی ہوئی ہی مسجد کی تین محرابین عالیشان ہین اور چہت قالبوتی گنبد نما سوائے مسجد کے اس احاطہ ہین دو مقبرے عالیشان پختہ بنے ہوئے ہین ایک نو احاطہ کی شرقی دیوار کے ملحق یہ مقبرہ سید محمود حضوری کا پختہ نا بکمر بلند چبوترے پر بنا ہی تین تین در چارون طرف کل بارہ در اُنکے اوپر سقف قالبوتی اُسپر عالیشان مدور گنبد خوشنما ہے اس مقبرہ کے اندر دو قبرین ہین ایک سید محمود دوسری سید شاہ نور الدین کی جو شاہ سید محمود کا بیٹا تہا زینہ آمد و رفت جنوب کی سمت سے ہی۔ دوسرا مقبرہ علیحدہ چار دیواری ہین سید جان محمد حضوری و سید سرور دین اسکے بیٹے کا ہی اس چار دیواری کا دروازہ شمال کی طرف مسجد کے صحن کے ساتہہ متصل چاہ چرخی دار ہی چار دیواری کے اندر عالیشان مقبرہ ایک پختہ ریختہ کار عمارت کے چبوترے پر واقع ہی پہلے مقبرے کی طرح اسکے بہی بارہ در ہین ہر ایک طرف تین تین در سقف کے برابر گرد سقف قالبوتی اُسپر مدور گنبد خوشنما اسکے اندر دو قبرین ہین ایک سید جان محمد کی اور دوسری سید سرور دین کی یہ دونو بزرگ اپنے وقت کے مقتداو پیشواے طریقت تہے اور حضوری اسواسطے خطاب تہا کہ ان کا مرید بہت جلد اوج طریقت پر پہنچکر حضوری ہو جاتا تہا یہ خاندان کوہ غور سے بمقام اوچ اور اُوچ سے لاہور آکر سکونت پذیر ہوئے اور شاہجہانی عہد مین بہت عروج پایا عالم ظاہری و باطنی کے یہ دونو بزرگ جامع تہے موسوی سید کہلاتے تہے ان کی اولاد سید احمد شاہ و حسین شاہ موجود ہین جلدگری کا کام کرتے ہین انکا شجرہ نسب یہ ہی کہ احمد شاہ و حسین شاہ بن غلام محی الدین بن نور شاہ بن عبد اللہ شاہ بن عبد الوہاب بن سرور دین بن سید جان محمد حضوری

بن سید نور بن محمود بن شمس الدین بن بدالدین بن جلال الدین بن
ابراہیم بن جعفر بن علی بن رضا علی بن سید امیر بن سید غریب بن
سید نصر بن سید غیاث بن سید محب علی بن سید احمد غوری بن طیبب بن
حسین بن سید عسکری مست بن علی حامد بن منصور بن کبیر بن محمود بن
محمد بن ابوتراب بن باقر بن محسن بن عابد بن مختار بن جعفر صورانی بن
حسن بن اسحاق بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق ہے۔ اس خانقاہ
پر ہر سال میلا ہوتا ہے ایکروز چراغ دوسرے روز قوالی ہوتی ہے سید جان محمد
حضوری سنہ ۱۲۷۶ھ مین فوت ہوا اور اس جگہ دفنایا گیا۔ خاص مقبرہ جان محمد
حضوری کے غرب کی سمت اب ایک اور نیا احاطہ پختہ ڈبل اینٹون کا بنایا
گیا ہے جسکا دروازہ مقبرہ کے احاطہ کے اندر سے ہے یہ احاطہ مفتی غلام سرور
شاعر لاہور نے اپنے خاندان کے مقابر کے لئے اپنا روپیہ خرچ کرکے بنوایا ہے اور
زمین مجاورون خانقاہ سے خرید کی ہے اسمین اب صرف تین قبرین بنی ہوئی
ہین مگر احاطہ وسیع ہے ایک قبر اسمین غلام صفیہ جسنا احاطہ کی شرقی ہے اور ایک پختہ اور ایک ہوتی کی ہے

مسجد دایہ انگاہ المشہور دایہ انگنا

یہ عالیشان مستحکم مسجد شاہجہان بادشاہ کے عہد مین دایہ انگا نے تعمیر کی تہی
یہ عالی جاہ دایہ حرم محترم شاہ جہانگیر کے دولت خانہ مین رہتی تہی نام اسکا زیب النسا بیگم
اور انگا خطاب تہا کیونکہ اسلامی سلطنت کیوقت اکثر مقرب دایہ عورتون کو
جو شہزادون کو دودہ دیتی تہین انگا خطاب ملا کرتا تہا کیونکہ انگ جسم کو کہتے
ہین اور انگا اسکو کہتے ہین جسکے ساتھ ایک جان دو قالب ہون۔ یہ مسجد مغلیہ
سلطنت کے وقت بڑی رونق پر رہی کہ بہت سی جائداد بانیہ نے اسکے ساتھ
وقف کی ہوئی ہے جب زمانہ پلٹ گیا اور شہر کو غارتگرون نے بار بار لوٹا اور

باہر شہر کی آبادی بالکل ویران ہوگئی تو یہ مسجد باقی رہ گئی مہاراجہ رنجیت سنگہ کیوقت اسمین سالہاسال باروت وگولہ بہرارہا جب انگریزی وقت آیا تو یہہ مسجد خالی ہوئی اور درپے نقشہ نزول کی گئی چونکہ عمارت مطبوع ووسیع تہی مسٹر کوپ صاحب مہتمم مطبع لاہور کرانکل نے سرکار سے اجازت لیکر اس مسجد کو کوٹھی بنالیا چندسال وہ رہتا رہا آخر جب کارخانہ ریل کا اس موقع پر جاری ہوا تو یہہ مسجد بہی ریل والون نے لے لی اور روپیہ قیمت کا کوپ صاحب کو ادا کردیا اب وہ کوٹھی جسکو مسجد کہنا چاہیئے ریل والون کے قبضہ مین ہے اور مسٹر بوکی صاحب افسر کارخانہ آہنگران اسمین رہتا ہے۔ یہ مسجد اندر سے کانسی کار ہے محرابون پر کام کانسی کا سنتی نہایت عمدہ و نمرو تازہ ابتک موجود ہے جیسپر قران کی آئتین و درود شریف بخط نسخ خوشخط تحریر ہین صاحبان انگریز نے بہی بسبب خوبصورتی کے بحال و برقرار رکہا ہوا ہی کہ ایسا رنگین و منقش کام ہونا اب مشکل ہی مسجد کی تین عالیشان محرابی قالبوتی خوشقطع ہین وہ خورد ایک کلان عمارت تمام خشتی منقش کانسی کار ہی اندر سے بہی مسجد کے تین درجے ہین قالبوتی سقف اور اوپر سقف کے تین گنبد مدور عالیشان بنے ہین پہلے اسکے چار مینار تین تین منزلہ تہے اب دو درلے مینار باقی ہین پچہلے گہر گئے ہین ایک ایک منزل ان دونو کی بہی گرگئی ہی۔ اندر سے پولے نہین ہین

مزار حسو تیلی

یہ بزرگ لاہور کے خداپرست عابد زاہدون لوگون مین مشہور ہے قوم کا تیلی اور خاص لاہور کا رہنے والا تہا چوک جہنڈے مین اسکی دوکان تہی غلہ فروشی کا کام کرتا تہا خریدار کے ہاتہہ مین یہ ترازو دیدیتا تہا اور کہتا تہا کہ خود وزن کرلے پس جو زیادہ وہ لیجاتا تہا اُسکا غلہ گہر آکر گہٹ جاتا تہا اور

جو پورا ہیجاتا تہا اُسکا بُرہ جاتا تہا چنانچہ اس دوکان پر اب بہی جہنڈا لگا ہوا ہے اور روز چراغ جلایا جاتا ہے جمعرات کے روز بہت سے چراغوں کی روشنی کی جاتی ہے شاہ چال سہروردیہ کا یہ مرید تہا جسکا مقبرہ دمدمہ کے اوپر موضع اچہرہ کے پاس ہی - یہ مقبرہ کلب گہر سے بسمت شمال موجود ہی گرد نواح اسکے دو قد آدم بلند چار دیواری اور دروازہ آمد و رفت غرب کی طرف ہی دروازہ عالیشان چوکیوں والہ بنا ہوا ہی دروازہ کے اندر جائین تو جنوب کی سمت ایک مکان مع کوٹہری آتا ہی اسکے آگے بڑہین تو ایک بڑا چبوترہ خشتی بنا ہوا ہی اسکے اوپر قبور بہت سی ہین اس چبوترے پر ایک اور چبوترہ خشتی قدادم بلند بنا ہوا ہے چار زینہ جنوبی سے اسپر چڑہین تو اسکے وسط مین قبر شیخ حسّو تیلی کی پختہ چونہ گچ نظر آتی ہے سر کی طرف ایک چراغ دان پختہ بنا ہوا ہی زیرین چبوترے پر قبور شیخ سعد اللہ ستر پوش اور میان خان کی مکلف بنی ہوئی ہین جو اس بزرگ کے خلیفے و جانشین تہے اور چار دیواری کے باہر شرق کی سمت کو چہہ بیگہ زمین مزروعہ مع چاہ و چرخ چوب موجود ہی آمدنی اس اراضی کی مصارف کے لئے واگزار ہی ہر سال تیسری شوال کو اس بزرگ کا سالانہ عرس ہوتا ہے یہ موجودہ عمارت چمن شاہ فقیر نے بنوائی جس سے رونق مکان کی بڑہ گئی ہی شیخ حسّو تیلی ۱۰۳۲ ہجری مین فوت ہوکر یہان مدفون ہوا کہتے ہین کہ حضرت لال حسین کے ساتہہ اسکی کمال محبت تہی اور کہا کرتا تہا کہ حسّو حسین اور حسین حسّو ہی دوئی باقی نہین ہی +

مقبرہ جانی خان

قدیم مقابر سے نواح باغبان پورہ مین یہ مقبرہ موجود ہی یہ مقبرہ احمد شاہ بادشاہ کے عہد مین بنا تہا چنانچہ مقبرے کے جنوب کی سمت کو تا حال ڈیوڑہی اُس باغ کی

قوائی سیر ہے نے زیادہ ترستایا تو محلہ اُجڑ گیا لوگ جا بجا نکل گئے مہاراجہ رنجیت سنگہ
کی عملداری مین پہر محلہ آباد ہوا مالکان مسجد بہی پہر آکر آباد ہوئے مگر اس عرصہ
مین بسبب صدمات چند در چند تمام حجرے مسجد کے گر گئے لکڑیان لوگ اُٹھا کر
لے گئے صرف مسجد باقی رہگئی محلہ کے لوگ فکر مین تہے کہ مسجد کو بدستور بنائین
اور ایک شخص دلاور خان نام داروغہ اصطبل کنور نونہال سنگہ نے زبردستی
سے مسجد کے صحن کی زمین امام سے چہین لی اور اپنی حویلی تعمیر کر لی وارثان
مسجد مفتی غلام رسول و مفتی غلام محمد مہاراجہ کہڑک سنگہ کے پاس مستغیث ہوئے
مہاراجہ نے دلاور خان کو سخت تنبیہ کی اور کرایہ نامہ زمین کا امام کو لکہوا دیا اب یہ
مسجد بسبب اسکے کہ اسکی صحن کی زمین مین دلاور خان نے باوجود مسلمان ہونے
کے حویلی بنالی تہی چہوٹی رہ گئی ہی مگر بسبب قدامت کے مشہور زیادہ ہی مفتی جلال الدین
مسجد کا امام ہی جو مفتی غلام سرور متولی مسجد کی اجازت سے امامت کرتا ہے
یہ مسجد گزشتہ سال کی برسات مین گر گئی تہی جسکو نواب عبد المجید خان رئیس
لاہور نے دوبارہ تعمیر کرایا ہے ؎

مسجد محلہ تکیہ سادہوان

سادہون کے محلے مین یہ ایک عالیشان مسجد بنی ہوئی ہی جسکی تعمیر سنہ ۱۲۶۶ ہجری
مین نور محمد سادہو کے زیر لاگت سے وقوع مین آئی - سادہو ایک مسلمان قوم کشمیری
تہین حاکمون سکہون کے وقت کشمیر سے آکر اس محلے مین جو محلہ عاماول لوہانی کا
مشہور تہا سکونت پذیر ہوئے پہلے سب کرایہ دار تہے اب صاحب املاک و متمول
ہوگئے ہین یہانتک کہ محلہ انہین کے نام سے مشہور ہوگیا ہی یہ لوگ ظاہرا
کوئی کسب و پیشہ نہین کرتے ہندوستان کے مختلف شہرون مین نکل جاتے
ہین اور جسطرح پر روپیہ بہم پہنچتا ہی لے آتے ہین کوئی فقیر سالک کوئی مجذوب

کوئی شہزادہ کوئی کچھہ کوئی بن جاتا ہے کوئی گدائی کرتا ہی کوئی تجارت پر گزارہ
کرتا ہی غرض ہر حیلہ سے روپیہ پیدا کرلانا انکا کام ہی ۔ جا کر یہ اپنے نام بھی
بدل ڈالتے ہین کوئی صوفی شاہ کوئی شطرنجی شاہ کوئی مسکین شاہ نام رکھہ لیتا
ہے مسجد کے موقع پر پہلے ایک میدان تھا وہان ساد ہون نے اپنی نشست کے
لئے تکیہ بنایا اور ایک مختصر مسجد کی بنیاد رکھی نور محمد نے وہ مسجد گرا کر اور بہت
سی زمین تکیہ کے صحن سے لیکر یہ عالیشان مسجد بنوائی کچھہ روپیہ اسمین برادری کا بھی
خرچ ہوا یہ مسجد کرسی دار ہی زینہ چڑھکر اوپر جانے ہین مسجد کی عمارت پختہ چونہ گچ ہے
تین محرابین تین دروازے سقف قالبوتی تین گنبد مدور بلند اوپر انکے کلس طلائی
نصب ہین صحن کشادہ چاہ پختہ ہی مسجد کے صحن کے نیچے بجانب جنوب تین
دوکانین بنی ہین آبادی روزافزون ہے +

مسجد مرزا محمد المشہور میرزا موٹا

یہ مسجد قدیمی ہی پہلے ضابطہ خان کی مسجد کہلاتی تہی اور ضابطہ خان ایک عابد زاہد
شخص اس مسجد مین رہتا تہا لوگ اسکے معتقد بہت تھے وہ ۱۲۵۹ھ ہجری مین مرگیا
سنہ ۱۸۷۵ع مین اس مسجد کو گرا کر از سر نو مرزا محمد نے بنوایا یہ شخص سکھی سلطنت کا
ملازم تہا انگریزی عملداری مین خانہ نشین رہا مگر مالدار آدمی تہا اور دیندار بھی اس
کی تعمیر مین اُس نے بکشادہ دلی روپیہ خرچ کیا مسجد کی کرسی ایک منزل بلند تھی
کی شرق و جنوب کی طرف مسجد کے نیچے دوکانین بنوائین جنکی آمدنی سے مسجد کی
رونق ہی ایک نشستگاہ بھی مسجد کے متصل بنی ہی یہ بھی وقف ہی امام مسجد کے
رہنے کا مکان بھی مسجد کے ملحق بنا ہی دروازہ اسکا شرقی ہی اور اوپر دروازہ
کے ایک تختہ سنگ مرمر کا لگا ہی جس مین یہ شعر لکھے ہین +

چونکہ از مرزا محمد مسجدے | شد بنا و خوب با تدبیر ست

ہاتفم شمسا پئے تاریخ گفت   اے چہ حسن مسجدے تعمیر شد

زینہ چڑہ کر جب اوپر جائین تو صحن مسجد آتا ہی جسکا فرش پختہ ہی اور بجانب شرق چھوٹی دیوار بطور منڈیر کے ہی صحن کے جنوب کی طرف چاہ ہی جسپر سقف ہی اور ایک دالان خشتی قابونی سہ درہ جسکے اندر ایک حجرہ ہی اس سب حصہ مسقف کے اوپر امام مسجد کے لئے گھر بنا ہی مغرب کی سمت کو خاص مسجد دالان در دالان محرابی خشتی بنی ہی جسکے تین تین در تین سقف مسجد کی چوبی نہایت تکلف سے بنی ہے مسجد کے اوپر اگرچہ گنبد نہین مگر دیوار کی منڈیرون نے تین حصے کرکر اور بدور بشکل گنبد بناکر گویا وضعی گنبد بنا دیئے ہین جو دور سے گنبد دکھائی دیتے ہین اس مسجد کی دیوارین سب چونہ گچ و منقش ہین اندر کی محرابون کے اوپر اشعار لکھے ہین اور باہر کی درمیانی محراب پر کلمہ شریف تحریر ہے اب مرزا محمد بانی مسجد مرگیا ہے اُسکا بیٹا موجود ہی وہ خدمت مسجد کی کرتا ہی اور یہ مسجد متصل طویلہ شاہنواز کے واقع ہے ؛

مسجد امیر شاہ وردی میجر

یہ مسجد بھی نوطیار نہایت پختہ و قبول صورت میرزا محمد کی مسجد سے تہوڑے فاصلہ پر سر راہ واقع ہی پہلے بھی یہان مسجد تھی مگر بہت چھوٹی امیر شاہ نے اُسکے پاس کے مکان کہرید کر مسجد کے شامل کیا اور مسجد کو وسیع کرکے از سر نو سنہ ۱۲۹۵ ہجری مین بنوایا اگرچہ گنبد نہین ہین مگر او رسب قطع سنہری مسجد کی ہی صحن مسجد کا فرش بھی مکلف ہی اور مسجد کی تین محرابین منقش بنی ہین اندر سے بھی مسجد چونہ گچ ہے سقف چوبی نہایت موزون ایک مختصر غسلگاہ بھی ستادہ و چاہ و قدرے صحن جنوبی پاٹ کر اوپر بنائی گئی ہے جسمین امام رہتا ہے۔ بانی اس مسجد کا ایک شخص سید امیر شاہ نام ہی جو سرکاری انگریزی

فوج میں وردی میجر کا عہدہ رکھتا ہے آدمی بہت نیک ہے ✤

صوفی والی مسجد

یہ مسجد سرراہ کشمیری بازار کے واقع ہے قدیم زمانہ کی مسجد تھی اور بسبب اسکے کہ صوفی نام ایک ملا مدت مدید تک اسمین مقرر رہا یہ مسجد اسی کے نام سے موسوم ہوگئی جب اُسکے بیٹے نے مسجد و مکان متعلقہ مسجد کی نسبت مالکانہ دعویٰ ظاہر کیا تو محلے والے کوٹھی وارون نے اُسکو بذریعہ عدالت بیدخل کیا عرصہ دو سال سے جب سرکار کی یہ تجویز ہوئی کہ شہر کے ہر ایک بڑے بازار کو ایک سمت سے سیدھا کر کے پانی کے نل قائم کئے جائیں تو اس مسجد کا بھی کچھ حصہ سڑک مین آگیا جسکی قیمت سرکار سے پانسو روپیہ ملا چونکہ مسجد کا دوبارہ بننا نامنظور تھا حاجی مولیٰ داد کوٹھی وارنے اُس روپیہ کے علاوہ اور بہت سا روپیہ اپنی گرہ سے خرچ کر کے اسکو بنوایا جو سرراہ نہایت مطبوع معلوم ہوتی ہے افسوس کہ گنبد نہین بنایا اگر بنتا تو اسکی زینت المضاعف ہوتی۔ اس مسجد کی کرسی بہت بلند بقدر ایک منزل کے ہے دروازہ شمال کیطرف بطرف کوچہ کے رکھا گیا ہے جب سیڑھیان چڑھکر اوپر جائین تو سامنے سقاوہ اور چاہ مسجد ہے یہ چاہ قدیم زمانہ کا بہت چوڑا بنا ہوا پانی اسکا سرد و شیرین مشہور ہے چاہ و سقاوہ کے غرب کیطرف صحن مسجد پختہ چونہ گچ بنا ہے مسجد خاص کی تین محرابیں ہیں بیچ کی محراب پر کلمہ شریف لکھا ہے مسجد کے اندر کی دیوارین بھی چونہ گچ ہیں اور سقف چوبی مکلف بنی ہے مسجد کے نیچے بازار کی طرف دو دو کانین ہیں جنکا کرایہ حاجی مولیٰ داد بانی مسجد لیتا ہے ✤

مسجد میان نور ایمان والہ

یہ مسجد شہر لاہور کی کوتوالی کی دیوار بدیوار جانب غرب ایک عالیشان مسجد بنی ہوئی موجود ہے بانی مسجد ایک متمول و مخیر آدمی عہد سکھی میں نور محمد نام تھا۔

گہوڑون کی کاٹہیان جو بصرف ہزار ہا روپے کے بنائی جاتی تہین اسی کی معرفت بنتی تہین مہاراجہ رنجیت سنگہ نے اُسکو نورا ایمان والہ خطاب بخشا تہا کہ اُسکی ایمانداری و دیانت مہاراج کے دلپر نقش ہوچکی تہی بہت مرتبہ امتحان کیا گیا مگر سرکاری کام مین ایک خرمہرے کی خیانت اسپر ثابت نہوئی یہ شخص سخاوت بہی بہت کرتا تہا خیر و خوبی کے کام اس سے بہت سے ہوتے رہے ایک مرتبہ مسجد وزیرخان کی مرمت اس نے بصرف ہزارہا روپے کے کرائی تہی اور چارون میناروں کے اوپر کے گنبدون کے آٹھ آٹھ درون مین سے اس نے چار چار در بند کرادئے تہے اور چار چار باقی رکہے ہین کہ اُنکی زیادہ مضبوطی ہوجائے مسجدین بہی اس نے بہت بنوائین اور مقابر اور روضے بزرگون کے تعمیر کرائے اور اپنا یادگار نیک زمانہ مین چہوڑ گیا یہ مسجد اُس نے ۱۲۳۹ھ مین بنوائی تہی جسکی نہایت مستحکم پختہ چونہ گچ عمارت ہے مسجد کی کرسی بقدر ایک منزل کے بلند ہے زینہ چڑہکر اوپر جاتے ہین نیچے مسجد کے دوکانین بنی ہین جنکا کرایہ مصارف مسجد مین صرف ہوتا ہے زینہ سے چڑہکر جب اوپر جائین تو چاہ چرخی وار اور سقاوہ غسلخانہ بنا ہوا ہے مسجد کا صحن وسیع ہے جسمین پختہ فرش ہے خاص مسجد کی تین در عالیشان بنی ہوئی ہین سقف قالبوتی ہے اور اوپر تین گنبد مدور نہایت خوبصورت تعمیر ہوئے ہین مسجد کی میانہ محراب کے اوپر ایک اینٹ سنگ مرمر کی لگی ہوئی جسمین یہ دو شعر لکہے ہین + نور محمد عطاکریم + ساخت مسجد چو فلک مستقیم + جست چو تاریخ بنایش خرد + ہاتف گفتار ہی اجر عظیم ++ ۱۲۳۹ + اس مسجد کے گوشہ کلگی ونیرت مین پہلے دو حجرے پختہ بنے ہوئے تہے مگر اب جو سرکار انگریزی نے بازار کی ایک سمت کو پانی کے نل جاری کرنے کے لئے مسدود کیا تو زینہ اور دونو حجرے اور کسیقدر صحن اور دوکانون کا ایک درجہ بیرونی سڑک مین آگیا جیقدر

معاوضہ کا روپیہ سرکار سے علاوہ خرچ ہو کر دوبارہ زینہ اور زینہ کے اوپر ایک حجرہ بنایا گیا اور صحن کو اوپر کی منزل پر سنگ سرخ کے تختون کا بڑھاؤ دیکر وسیع کیا گیا ہے ۔

مسجد ثانی نور محمد ایمان والہ

یہ مسجد کشمیری بازار کے سر راہ بنائی گئی تہی اور مسجد کے جانب شمال بفاصلہ ایک کوچہ کے نورا ایمان والے کی سکونت کی حویلی تہی جب مسجد تیار ہوئی تو مولوی جان محمد مرحوم جو عہد سکھی مین ایک مشہور مولوی و واعظ و مدرس شہر لاہور مین تہا اس مسجد مین امام مقرر ہوا وہ ہر ایک جمعہ کے روز وعظ کہتا تہا ہزارون لوگ سننے کو آتے تہے ایک جمعہ کے روز خود بہی نورا وعظ سننے کو آیا جب وعظ ختم ہو چکا تو نورا نے مولوی جان محمد کو زر نقد و خلعت کے علاوہ ایک حویلی مسکونہ بہی بخشدی اور اپنے گہر کے لوگون کو حکم دیا کہ اسیوقت گہر سے نکلکر دوسرے مکان مین چلے جائین جسقدر زر نقد و اسباب خانہ داری و ظروف و پارچات وغیرہ ہے سب کا سب وہین چہوڑ دین سوائے اُن کپڑون کے جو پہنے ہوئے ہین اور کچھ ہمراہ نہ اُٹھائین چنانچہ فی الفور حکم کی تعمیل ہوئی اور حویلی مع اسباب وسامان و نقد و زیور ہزارہا روپے کے مولوی جان محمد کو مل گئی مین بعد مدت العمر جان محمد اس مسجد و حویلی مین سکونت پذیر رہا اب بہی اُسکی اولاد اُس حویلی مین رہتی ہے اور مسجد بہی اُنہین کے قبضہ مین ہے پہلے یہ مسجد وسیع تہی اب بقدر نصف کے اسکی زمین بضرورت اجراے نل پانی کے سرکار نے لے لی ہے جس سے دوبارہ مسجد چہوٹی ہو کر بنی ہے۔ تعمیر جدید اس مسجد کی جو حال مین باہتمام فضل حق مولوی جان محمد کے بیٹے کے سرکاری معاوضہ کا روپیہ خرچ ہو کر ہوئی ہے نہایت عمدہ و منقطع ہے نیچے دوکانین

بھی با ستون بنائی گئی ہین اور مسجد بھی ایک منزل کی مقدار کرسی دیکر بدستور تعمیر ہوئی ہے مسجد کی جنوبی دیوار جانب بازار پر یہ اشعار تحریر کرائے گئے جن سے ۱۲۹۷ سنہ ہجری حاصل ہوتا ہے +

نو مسجد یکہ مظہر نور محمد است + + در وے ہنوز امامت جان محمد است
از فضل حق بدید چہ سال بناش گفت + + این سجدہ گاہ سلامت جان محمد است
۱۲۹۷ سنہ ہجری

ایضاً

مسجد بنوے حکیم فضل حق تعمیر کرد
ہست بیت اللہ ثانی شد ملایک را مقام
جستم عاشق لکھنوی چو از پیر ایجاد سال
گفت ہاتف سجدہ گاہ فضل حق بادا مدام
۱۲۹۷

مسجد پٹولیان والی واقع لوہاری منڈی

یہ مسجد پہلے بھی کئی سو برس سے بنی ہوئی تھی ۱۲۹۴ سنہ ہجری مین اسکو از سرنو میان عمر دین سب اور سیر ملازم محکمہ بارگ ماسٹری لاہور نے بہت سا روپیہ خرچ کرکے اپنے دادے کے نام پر تعمیر کیا یہ مسجد کرسی دار ہے نہین سر بازار اسکا دروازہ ہے جب اندر جائین تو ایک وسیع میدان پختہ فرش کا آتا ہے گوشہ ایسا مین چاہ غسلخانہ وسقاوہ بنا ہوا ہے دو نو سمت صحن کے دو دالان چوبی خوشنما بنے ہوئے ہین خاص مسجد کی تین محرابین جنکی عمارت پختہ ومنقش ہے تینون دروازون مین آئینہ دار چوبی چوکھٹین و دروازے لگے ہین مسجد کے اندر کی عمارت بھی منقش و پختہ چونہ گچ بنی ہے اندر کی تینون محرابون پر کلمہ شریف وابیات لکھی ہین باہر کے درمیانی دروازے کے اوپر ایک سنگ مرمر کی اینٹ ...... ہے جسمین چار مصرعے تحریر ہین مگر بخوبی پڑھے نہین جاتے اور بسبب بلندی کے نظر کام نہین دیتی صرف ۱۲۹۴ سنہ ہجری پڑھا جاتا ہے عمر دین بانی اس مسجد کا ایک دیندار و نیک خو آدمی راقم مولف کتاب ہذا کے ماتحت

کئی سال عہدۂ سپہ اور سپہر پر ممتاز تہا جسکی خدمات سے مولف کمال خوش و رضامند رہا آخرین دم تک اُس نے بکمال دیانت و امانت اپنی خدمات کو انجام دیا اب اُسکا بیٹا عبدالرحیم پل راجگہاٹ راوی کا داروغہ ماتحت مولف کتاب نے مقرر ہے ✣

مسجد شیخ نواب امام الدین خان

یہ مسجد محلہ چیلہ کا حمام مین ایک عالیشان مسجد بنی ہوئی ہے بانی مسجد کا مہاراجہ رنجیت سنگہ کے دربار مین امیر کبیر و ناظم صوبہ کشمیر تہا پہلے اُسکا باپ شیخ غلام محی الدین کشمیر کی نظامت پر مامور ہوا اُس نے وہان ہی وفات پائی۔ پہر اُسکا بیٹا شیخ امام الدین اُسی خدمت پر مقرر ہوا اور اُس وقت تک رہا جبتک کہ صاحبان انگریز نے لاہور فتح کر لیا اور صوبہ کشمیر کا علاقہ مع دیگر کوہستانی علاقہ کے مہاراجہ گلاب سنگہ کے پاس فروخت ہو گیا یہ مسجد اُسنے سنہ ۱۲۶۶ ہجری مین تعمیر کی اور یادگار نیک زمانہ مین چہوڑ گیا مسجد سر کوچہ بجانب غرب ایک منزل کرسی دیکر تعمیر ہوئی ہے زینہ چڑہ کر اوپر جاتے ہین صحن وسیع پختہ فرش کا بنا ہے شمال کی طرف ایک چوبی مکلف دالان ہے خاص مسجد کی تین محرابین پختہ عالیشان بنی ہین عمارت نہایت عمدہ ہے درمیانی محراب کے سر پر ایک اینٹ سنگ مرمر کی لگی ہے جسکے اوپر کے درجے مین کلمہ شریف لکہا ہے اور نیچے یہ چار مصرعے تحریر ہین ✣

امام الدین خان نواب باجاہ ✣ عمارت کرد مسجد حسب دلخواہ
چو تاریخش بجستم ہاتف غیب ✣ بگفتا فی الحقیقت کعبۃ اللہ
۱۲۶۶

مسجد کے اندر عمارت نہایت عمدہ و منقش ہے سقف قالبوتی ہین اور تین درجے کی گنبدی سقف تعمیر ہوئی ہین درمیانی گنبد کے چاروں طرف چار شعر کا

قطعہ لکھا ہوا ہے۔

زہے نواب عالیشان کہ از تائید یزدانی
موفق شد پئے تعمیر مسجد از خدادانی

چہ مسجد قبلہ گاہ عارفان و معبد نیکان
مقام فیض رحمانی مکان لطف سبحانی

بنا بنہاد از بہر تعمیر مسجد وہ عالم کرد
خریدہ دولت باقی عقبی از زر فانی

سراید فگندہ گفت ہاتف سال تعمیرش
بدنیا از امام الدین بنا شد کعبہ ثانی

مسجد کی چھت کے اوپر نہایت خوشنما تین عالیشان گنبد بنے ہوئے اور دو مینار ہیں اور صحن کے جنوبی دالان کی دیوار پر بھی چند اشعار تاریخی تحریر ہیں بانی مسجد کا بیٹا نواب غلام محبوب سبحانی تادم تحریر موجود ہے اور مسجد کی خبرگیری اسکی متعلق ہے

مسجد حفیظ چابک سوار

یہ مسجد بازار رنگ محل متصل مشن سکول بفاصلہ درمیانی بازار کے واقع ہے پہلے بھی اس جگہ مسجد تھی حفیظ چابک سوار نے اسکو از سر نو تعمیر کیا اور بقدر ایک منزل کے اونچی کرسی رکھی جنوبی و غربی سمت مسجد کے نیچے دوکانیں بنوائیں اور کرایہ دوکانوں کا وقف کر دیا یہ مسجد عالیشان گنبد دار ہے زینہ چڑھ کر اوپر جاتے ہیں صحن مسجد کا وسیع ہے اور عمارت پختہ چونہ گچ منقش تین محرابیں عالیشان ہیں درمیانی محراب کے اوپر خشت سنگ مرمر کی نصب ہے جسمیں کلمہ شریف کندہ ہے مسجد کے اندر محرابوں پر بھی ابیات تحریر ہیں سقف قالبوتی ہے اور اوپر تین گنبد عالیشان دو مینار خورد ہیں مسجد کی پشت پر غسلخانہ ہیں متعلق مسجد بھی تھیں جو ٹل کی شرک میں آگئی ہیں مگر مسجد بچ گئی ہے۔ یہ محمد حفیظ سرداران سندھانوالیہ کے گھر کا چابک سوار تھا مہاراجہ شیر سنگھ کے عہد میں جب سرداران سندھانوالیہ لاہور سے بھاگ گئے تو محمد حفیظ لاہور میں رہا کچھ عرصہ کے بعد مہاراجہ شیر سنگھ کے پاس مخبری ہوئی کہ جو لکھا روپیہ سرداران سندھانوالیہ کا

لاہور کے صرافون کے پاس امانت ہر اُسمین سے معرفت محمد حفیظ کی خرچ اُنکو بہیجا جاتا ہے یہ بات سنکر مہاراجہ نے محمد حفیظ کو بُلوایا اور حال دریافت کیا اس نے صاف انکار کیا مہاراجہ نے قرآن منگوا کر کہا کہ اگر تو سچا ہی تو اسپر ہاتھ رکہکر قسم کہا - یہ قسم بہی کہا گیا جب بخوبی تحقیقات ہوئی تو معلوم ہوا کہ قسم اس نے جہوٹی محض بلحاظ شرط نمک کے کہائی تہی مہاراجہ نے اسکے دونو ہاتھ قطع کرا دیئے اسروز سے یہ حفیظ ٹنڈا مشہور ہوا مگر بسبب مالدار ہونے کے گزارہ اسکا اچہا رہا چہابک سواری مین پنجاب کے ملک مین اسکا کوئی ثانی نہ تہا اخیر عمر مین اسکو مہاراجہ نیپال نے اپنے پاس طلب کر لیا اور یہ قریب دس سال کے وہان رہا وہان ہی یہ نابینا ہو گیا اور لاہور آکر سنہ ۱۲۹۳ ہجری مین مر گیا +

مسجد موران طوایف

یہ نامی گرامی مسجد لاہور بازار پاپڑ منڈی علاقہ شاہ عالمی دروازہ مین واقع ہے بانیہ اسکی موران طوایف مہاراجہ رنجیت سنگہ کی محبوبہ تہی مہاراجہ رنجیت سنگہ کیوقت اس کسبین عورت کی رسائی دربار مین یہان تک تہی کہ کوئی کام اسکے مشورے و تجویز بغیر ہوتا تہا مہاراجہ نے بکمال مہربانی اسکے نام کی ضرب بہی جاری کی تمام پنجاب مین اسکا سکہ جاری ہو گیا ابتک اسکے نام کے مسکوک روپے پیسے لوگون کے پاس بطور یادگار رکہے ہین اسکے وقت مہاراجہ کا دربار بے نام تہا اصل دربار اسکے گہر ہوتا تہا اسکے حکم کو لوگ مہاراجہ کے حکم سے زیادہ تر مضبوط تصور کرتے تہے موران طوایف اسکی ہمشیرہ کی توقیر بہی دربار مین بدرجہ غایت تہی مہاراجہ برملا اسکے گہر آتا تہا اور سواری بازار مین کہڑی رہتی تہی اُس نے اپنے اقتدار و اختیار کے وقت یہ مسجد تعمیر کی اور اپنی یادگار زمانہ نا پایدار مین قایم کی یہ مسجد سنہ ۱۲۲۴ ہجری مین تعمیر ہوئی

اور یہ رباعی تاریخی مسجد کے بیرونی دروازے پر ابتک لکھی ہوئی موجود ہے ÷

بفضل ایزد دارائے افلاک ÷ چو موران مسجدے آراست بر خاک
بتاریخ بنایش ہاتفی گفت ÷ شدہ تعمیر للہ مسجد پاک

یہ مسجد سر بازار پاپڑ منڈی کے بجانب شمال بنی ہوئی ہے دروازہ مسجد بھی اسی طرف ہے کرسی مسجد کی بہت بلند ہے بقدر ڈیڑھ منزل کے زینہ چڑھ کر انسان اوپر جاتا ہے زینہ اور دروازے کے شرق و غرب دونو طرف دوکانین بنی ہین جنکا کرایہ امام مسجد لیتا ہے اُن دوکانون کے اوپر بھی نشستگاہین دریچہ دار بنی ہوئی ہین جسمین مسجد کے درویش قیام پذیر ہین مسجد کا صحن بہت وسیع ہے اور گوشہ ایسان مین چاہ و غسلخانہ اور ایک حجرہ مع اُسکے درانده کے ہے خاص مسجد کی عمارت پختہ چونہ گچ ہے تین محرابین عالیشان ہین سقف قالبوتی ہے اور اوپر تین گنبد مدور مقطع خوبصورت بنے ہین کلس جن پر سبز رنگ کے لگائے گئے ہین جب یہ مسجد بنکر تیار ہوئی تو مسجد کی امامت مولانا غلام رسول و غلام اللہ کو مہاراجہ رنجیت سنگھ کے حکم سے سپرد ہوئی کیونکہ اُسوقت لاہور مین اُن سے زیادہ کوئی مولوی و مدرس نہ تھا اور وہ تمام پنجاب مین اُستاد کل تھے جب وہ دونو اکابر اس مسجد مین قیام پذیر ہوئے اور عام مدرسہ جاری ہوا تو نام آوری اس مسجد کی ملکون مین ہوگئی اور دور دور سے طالب علم آکر اس مدرسہ مین تعلیم پانے لگے اخیر عملداری سکھی تک اس مسجد مین مدرسہ جاری رہا جب وہ دونو حضرات یعنی مولوی غلام رسول و غلام اللہ فوت ہوگئے اور عملداری انگریزی مین علیحدہ مدارس جاری ہوگئے تو سلسلہ اس مدرسہ کا ٹوٹ گیا اور اُن حضرات کے صاحبزادون خلیفہ احمد الدین و حمید الدین نے بھی سرکاری ملازمت اختیار کی اب بھی خلیفہ حمید الدین اُس خاندان کا چشم و چراغ

اس مسجد مین امامت کرتا ہے اور طلبا سے علوم دینی اس سے بہرہ حاصل کرتے ہین خلیفہ غلام رسول مرحوم کا ایک ہی بیٹا خلیفہ غلام یاسین تھا وہ نوجوانی کی عمر مین فوت ہوگیا علوم دینی و دنیاوی مین اُستاد دانا تھا اُسکا بیٹا مولوی غلام محمد و غلام مرتضی موجود ہے خلیفہ غلام اللہ کے پانچ فرزند ہوئے بڑا بیٹا امام الدین تہا جو فوت ہوگیا ہے دوسرا نظام الدین جو شہر بمبئی مین فی سبیل اللہ درس پڑہاتا ہے تیسرا احمد بخش جو بمقام جہلم سرکاری مدرسہ مین مدرس ہے چوتہا خلیفہ غلام محی الدین جو علاقہ راہون ضلع جالندہر مین درس پڑہاتا ہے۔ پانچوین خلیفہ حمید الدین یہ لاہور گورنمنٹ سکول مین مدرس ہے یہ شخص علوم دینی و دنیاوی دونو علوم مین عالم و فاضل ہے خلیفہ غلام رسول و غلام اللہ کے والد بزرگوار کا نام غلام حبیب تہا مگر انہون نے فیض علم و فضل مولوی غلام فرید سے پایا تہا جو حقیقی ماموں اُنکا تہا اور نیز مولوی غلام رسول کا خسر اس مسجد کی بانیہ کا خاندان اب بہی موجود ہے اور میان بوڑہا مولان کا بیٹا چودہری قوم طوایف کا اسی بازار مین رہتا ہے +

مسجد بوکن خان

یہ عالیشان مسجد ۱۲۵۵ہجری مین مسمی بوکن خان داروغہ اصطبل خاص مہاراجہ رنجیت سنگہ نے ڈہل محلہ گزرموچی دروازے مین تعمیر کیا اس سے پہلے بہی اس جگہ ایک وسیع مسجد بنی ہوئی زمانہ سلف کی تہی اُسکو گرا کر بوکن خان نے ازسر نو مسجد تعمیر کی دروازہ اسکا بجانب شمال سر راہ ایک کوچہ کے ہے دروازہ نہایت خوبصورت بنا ہوا ہے جسپر ایک اینٹ سنگ مرمر کی لگی ہوئی ہے اور اُسمین یہ قطعہ تاریخ لکہا ہے +

چون ز بکن خان والا منزلت   شد بنا این مسجد ذی الاحترام

بہر تاریخش زہاتف شد ندا   کعبۂ ثانی بناشد آبین مقام ۱۲۵۷

چونکہ یہ قطعہ تصنیف کیا ہوا فرید شاعر لاہور کا ہے منقولہ فرید نیچے تحریر ہے اس دروازے کے اندر جب جائیں تو ایک وسیع میدان آتا ہے جو تین حصہ مین منقسم ہے ایک حصہ مین باغیچہ لگا ہوا ہے اور اُسمین طرح طرح کے درخت بڑہ وغیرہ لگے ہین دوسرے حصے جنوبی مین درویشون کے رہنے کے لئے چند حجرے بنے ہوئے ہین تیسرے حصہ مین چاہ وغسلخانہ وسقاوہ وخاص صحن مسجد ومسجد ہے مسجد کا صحن پختہ فرش کا ہے اور خاص مسجد کی تین محرابین عالیشان بنی ہین درمیانی محراب پر کلمہ شریف تحریر ہے مسجد کی عمارت سب پختہ چونہ گچ منقش ہے سقف چوبی رنگین لایق تعریف بنی ہوئی ہے جبتک بانی زندہ رہا اس مسجد مین کمال رونق رہی اب کم رونق ہے +

مسجد امام شاہ والی

یہ مسجد بہی ڈہل محلے کی علاقہ مین سر راہ بنی ہوئی ہے پہلے بہی یہان مسجد تہی اب سنہ ۱۲۹۴ھ مین عمارت موجودہ حال نواب عبدالمجید خانصاحب رئیس لاہور نے جو ایک متدین رئیس مسلمانان لاہور مین ہین اپنی لاگت سے تعمیر کی دروازہ اس مسجد کا شرق کی طرف سر راہ ہے جب اُس سے اندر جائین تو صحن مسجد کا وسیع آتا ہے جسمین پختہ فرش مکلف بنایا گیا ہے اور چارونطرف قدآدم چونہ گچ دیوار گوشہ ایسان مین چاہ وغسلخانہ وسقاوہ بنا ہوا ہے مسجد خاص کی تین محرابین منقطع ہین جنکے اندر دروازے چوبی لگے ہین مسجد کے اندر کی عمارت بہی نہایت خوبصورت منقش ہے اور سقف چوبی منقش ایک دیچہ مسجد کے اندر سے سمت بازار بجانب جنوب رکہا ہوا ہے جسکے اوپر باہر کی طرف جزاک اللہ فی الدارین خیرا تحریر ہے اور اندرونی درمیانی محراب پر

کلمہ شریف وغیرہ ابیات اور محرابون پر لکھی ہین ❊

مسجد ملا مجید واقع محلہ چہل بیبیان

یہ مسجد نہایت عمدہ وعالیشان عمارت کی چہل بیبیون کے محلے گزر موچی دروازے
مین بنی ہی بانی اسکا ملا مجید ایک ولایتی شخص تہا وہ اکثر اوقات تجارت کرتا تھا۔
اور بکمال ارادت اپنی کمائی سے پہلے اُس نے ۱۲۴۵ھ ہجری مین مسجد عمیر کی وہ
سادہ عمارت تہی پہر وہ اسی فکر مین رہا کہ روپیہ جمع کرکے عالیشان مسجد بنائی
چنانچہ یہ ارادہ اُسکا پورا ہوا اور پہلی مسجد گرا کر دوبارہ عالیشان گنبددار مسجد اُس نے
بنائی ابہی سفیدی نہین ہوئی تہی کہ مرگیا محلے والون نے روپیہ جمع کیا اسمین سے
بہت سا روپیہ سید حیدر شاہ پیر وبزرگ محکمہ انہار نے فی سبیل اللہ دیا اور باقی
ماندہ مرمت وسفیدی ہوکر مسجد بہمہ نوع درست وتیار ہوگئی یہ مسجد نہایت
مقطع وخوبصورت وپختہ بنی ہوئی ہی بیرونی دروازہ نہایت عمدہ بنا ہی اُسکے
اندر جائین تو بجانب جنوب چاہ وغسلخانہ وسقاوہ ہی اور اُس سے آگے
بڑہکر گوشہ بایان مین ایک وسیع حجرہ بنا ہی جسکے دو درجے ہین ایک درجہ اندرونی
دوسرا بیرونی اندرونی درجے کے تین دروازے چوبی ہین اور باہر کے درجے
کا ایک در محرابی اسمین مولوی محمد بخش درس پڑہاتا ہی اسکے جنوب کی سمت
کو خاص مسجد ہی صحن مسجد کا نہایت عمدہ ہی جسمین ڈیل اینٹون کا فرش لگایا
گیا ہی خاص مسجد کی تین محرابی قالبوتی مقطع محرابین ہین درمیانی محراب پر
دو کتبہ ہین بالائی کتبہ پر بقلم جلی کلمہ شریف تحریر ہے اور اُسکے نیچے کے درجے
مین سنگ مرمر کی اینٹ ہی اُسمین بہی کلمہ شریف اور نام بانی مسجد اور سنہ ۱۲۴۵
سال تعمیر سابق و ۱۲۹۴ سنہ تعمیر حال کا تحریر ہے مسجد کے اندر کی عمارت بہی
نہایت اعلے درجے کی ہے سفیدی نہایت عمدہ ہی چہت قالبوتی اور ا... پر

چہت کے تین گنبد عالیشان مدور مقطع خوبصورت بنے ہین اس مسجد مین زونق بہت رہتی ہی۔ سامان روشنی و فرش وفروش وغیرہ سب مہیا و موجود رہتا ہے وعظ بہی اکثر ہوتا ہے ✣

ذکر معابد و مقابر و مندرہاے بیرونی شہر لاہور

یہ تذکرہ بہی دو حصون مین منقسم ہوکر بیان ہوگا یعنی اول وہ مکانات مذہبیہ اہل ہنود مذکور ہونگے جو شہر کے حصار کے باہر مشہور و معروف مکانات ہین۔ من بعد اہل اسلام کی مساجد و مقابر و معابد کا ذکر تحریر مین آئیگا واضح ہو کہ ہندؤن کے شوالے ڈہاکردوارے دیوی دوارے دہرم سالے اس شہر کے باہر بہی بہت ہین جسطرح پر کہ مسلمانون کی مسجدین و مزار ہین مگر اس موقع پر نامی مکانات کی تشریح سے غرض ہے ✣

چوبارہ چہجو بہگت

شاہجہان بادشاہ کے عہد مین چہجو نام ایک شخص خداپرست قوم بہاٹیا خاص لاہور کا رہنے والا تہا پہلے صرافی کی دوکان کرتا تہا اکثر صحبت اسکی بہگت لوگون کے ساتہہ تہی بنیا نمبر بالا پیر لاہوری و شاہ بلاول لاہوری و شیخ اسمٰعیل المشہور میان وڈا وغیرہ بزرگان خداپرست کے ساتہہ اسکی کمال دوستی تہی رفتہ رفتہ جاذب جذب الٰہی نے اُسکو اپنی طرف کہینچ لیا اور تارک الدنیا ہوکر سب سے الگ ہو بیٹہا اس مقام پر جہان اب اُسکی سمادہ ہی دو منزلہ ایک چوبارہ یعنی بالاخانہ بنا ہوا تہا جسکا زینہ چوبی تہا چوبارہ مین بیٹہکر چہجو خدا کی یاد مین مصروف رہتا تہا اور زینہ اوپر کہینچ لیتا تہا کہ اسواسطے کہ کوئی اُسکے پاس آکر ہارج اُسکی اوقات عزیز کا ہو جب کوئی دوست خداپرست آتا تو زینہ رکہکر اُسکو اوپر آنیکی اجازت دیتا تمام عمر اس شخص نے خدا کی عبادت مین بسر کی اس زندگی

کی کرامتین بہت سی زبان زد خلایق ہین۔ **نقل**۔ ایک شاہی ملازم نے تہیلی
اشرفیون کی اپنی عورت کے پاس رکہی ہوئی تہی اُسمین سے عورت نے ایک
اشرفی چرالی ایکرو زدہ تہیلی لیکر وہ شخص چہجو کی دوکان پر لایا اور چہجو کو کہا
کہ انکو پرکہدے چہجو نے سب اشرفیان پرکہدین عند الشمار ایک اشرفی کم نکلی۔
اشرفیون کے مالک نے چہجو کو تہمت لگائی کہ اشرفی میری تو نے چرالی ہے چہجو نے انکار
کیا مگر اُس نے نہ مانا اور ایک چابک چہجو کو مارا اور دوکان کی تلاشی لی اشرفی
کہین سے دستیاب نہوئی آخر شرمندہ ہوکر چلا گیا جب گہر پہنچا تو دیکہا کہ عورت درد شکم
مین مبتلا جان بلب ہو رہی ہے ہر چند معالجہ کیا صحت نہوئی آخر سب لوگون نے
کہا کہ تو نے آج چہجو بہگت صراف کو جس نے کبہی کسیکا مال ناحق نہین کہایا چابک مارا
ہے یہ اُسی ظلم کی نکبت ہے عورت نے جب یہ حال سنا کہا کہ اشرفی تو حقیقت مین
مین نے لی تہی اُسکو تو نے ناحق مارا بس دو نو عورت خاوند چہجو کی دوکان پر گئے
اور بکمال عجز تقصیر معاف کرائی جب چہجو رضی ہوا تو اُسی وقت عورت نے شفا پائی ہو گئی +
یہ متبرک مکان چہجو بہگت کی وفات کے بعد ایک مختصر مکان بنا ہوا تہا جسمین
اُسکی سماوہ تہی مہاراجہ رنجیت سنگہ کیوقت یہ عالیشان مکان بنگیا۔ بڑے بڑے
عمدہ و پختہ مکانات اُسمین تعمیر ہوئے جو ابتک موجود ہین چارون طرف چاردیواری
پختہ ہے اور احاطہ کے اندر بہت سے دالان و شہ نشین و مکلف نشستگاہین
بنی ہوئی ہین آٹھ روز مین بروز دوشنبہ و سہ شنبہ معتقد لوگ ہندو زن و مرد
حاضر ہوتے ہین اور قوالی عارفانہ راگ مین ہوتی ہے خاص سماوہ کا مکان
نہایت مکلف و پختہ مضبوط بنا ہوا ہے اور سماوہ سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہے
اُسکے بغیر اور سماوہ مین مثل جیرام بہگت۔ وداگہو بہگت و جوالا بہنت و باوا
ٹہاکر داس و دوارکا داس و ٹہاکر داس و گوردواس و دیا بہگت و بدری بہگت

دیا بہاگت و گہنڈی بہگت و دیالو بہگت و شیودیال چوپڑہ وغیرہ ہین -
گدی نشین اس مندر کے دادو پنتھی سادہ ہین سبسے پہلے ہین حاکمان شہر لاہور
کیوقت باوا پرسوتم داس جے پور سے آیا چونکہ زاہد و خدا پرست آدمی تہا انہون
حاکمون نے ملکر اُسکو اس مندر کا سجادہ نشین مقرر کردیا اُسوقت صرف ایک چوبارہ
قدیمہ و چاردیواری بنی ہوئی تہی باوا پرسوتم داس نے اس مکان کی آبادی مین
بہت کوشش کی بڑا مندر طلائی کام والا اُس نے بنوایا وہ مرگیا تو باوا گودڑ
جانشین و مہنت ہوا اُسکے بعد دوارکا داس اُسکے بعد باوا ہربہجن داس مہنت
ہوا جو نامور و مشہور ہو رہا ہے مہنت اس مندر کے جو دادو پنتھیے ہین مجرد
رہتے ہین شادی کرنا اُنہین ممنوع ہے اس فرقہ کا گرنتہ مصنفہ مہنت دادو رام
علیحدہ ہے جو بخط شاستری لکہا ہوا ہے خدائے واحد کی عبادت کے مضامین
اُسمین درج ہین گوشت کہانا شراب پینا جہوٹ بولنا اور سوائے خالق حقیقی
کے کسیکا محتاج ہونا منع ہے - چہجو بہگت سمت ایکہزار چہ سو چہیانوین (۱۶۹۶) بکرمی
مین مطابق ۱۰۵۲ سنہ ہجری اس جہان فانی سے انتقال کرگیا عام مشہور
اسطرح پر ہے کہ چہجو بہگت کی وفات ظاہر طور پر وقوع مین نہین آئی بلکہ
چوبارہ مین بیٹہا ہوا ہی غائب ہوگیا اُسی مقام پر سمادہ بنائی گئی یہ مکان
چوبارہ بہت بڑا مکان ہے جسکو ایک چہوٹا سا گاؤن تصور کرلین تو بجا ہے
چاردیواری و دو چاہ و زمین مزروعہ بہی موجود ہے اور باہر کی ملحقہ زمین مین
اب مہنت نے دوکانین بنوالی ہین +

استہان سیتلا ماتا

یہ متبرک مکان شاہ عالمی و لوہاری دروازے کے وسط مین شہر کے باہر واقع ہے
جسکو سیتلا دیوی کا استہان کہتے ہین اگرچہ شب و روز معتقدان ہندو اس دیوی

کی پرستش بکمال ارادت مندی سے کرتے ہین مگر خاص پرستش اس حالت
مین ہوتی ہے جب چیچک کی بیماری کا زور ہوتا ہی ہزارون لوگ جنکے بچے
چیچک کی بیماری سے اچھے ہوتے ہین وہ بڑی خوشی کے نشانہ اس دیوی
کی آکر پوجا کرتے ہین حتی المقدور نذرانہ چڑہاتے ہین یہ استہان ہندو مسلمان
دونو قومون کا مرجع ہے ہندوٗن کے بغیر اہل سلام بہی بعد شفا پانے عارضہ
چیچک کے اپنے بچون کو یہان لاکر نذرانہ چڑہاتے ہین یہ مکان سکہون کی سلطنت
سے پہلے ایک مختصر چبوترہ بنا ہوا تہا سکہی وقت مین بہت بڑا مکان بنگیا
اور بہت لاوارث افتادہ زمین جو مہنت نے اپنے مکان کے متعلق کرلی
تہی وہ اب ملکیت اس استہان کی قرار پا گئی ہی کرایہ اسکا سب مہنت لیتا
ہے اور چڑاوے کی روزمرہ آمدنی علاوہ ہی اس استہان کا احاطہ مربع
بہت بڑا بنا ہوا ہے پختہ دیوار سے احاطہ محیط ہے دروازہ مکان کا شمال
کی سمت کو ہی اور دروازے کی دونو سمت غرب و شرق دوکانین پختہ بنی
ہین جسمین کرایہ دار رہتے ہین دروازہ مکان کا پختہ مکلف بنا ہوا ہے اور
ڈیوڑہی مسقف و منقش ہی ڈیوڑہی کے اوپر بہی ایک چوبارہ خوش قطع بنا ہے
جب ڈیوڑہی سے آگے بڑہین تو ایک وسیع میدان آتا ہی جسکا غربی حصہ
بلند ہی اُسپر زینہ چڑہکر جاتے ہین اس چبوترہ پر چند درخت پیپل کے و
جنڈی کا درخت ہے جسکو لوگ پوجتے ہین اور اگر چیچک کی پہنسی کوئی پک جائے
تو اسی درخت کے پتون کا سفوف اسپر ڈالتے ہین جس سے بیمار اچہا ہوجاتا
ہے اس بلند چبوترے کے غربی حصے مین چند کوٹہریان بنی ہین جسمین مہنت
خود رہتا ہے اور اسباب اُسکا رکہا رہتا ہے اس چبوترے پر ایک چاہ چرخی دار
ہے چاہ کے شرق کی طرف خاص مندر سری دیوی جی کا پختہ چونہ گچ بنا ہوا ہے

اس مندر کا دروازہ بسمت شمال ہی اور دروازے کے آگے ایک برانڈہ منقطع
بنا ہی مندر کے اندر کی عمارت بہی پختہ چونہ گچ و منقش سے دروازے کے محاذ
کی دیوار مین ایک منقش طاق ہی جسمین مورت سنگین سری دیوی جی کی رکہی
ہے اسی کو سب لوگ انہا ٹیکتے اور پرستش کرتے ہین مندر کے باہر برانڈے
کے اندر ایک پتہر کا شیر ایک چبوترے پر رکہا ہوا ہی اسکی بہی پوجا ہوتی
ہے مندر کی سقف قالبوتی ہی اور اوپر خوشنما گنبد بنا ہی مندر سے بسمت گوشہ
گنی بہت سے مکانات کوٹہریان بنی ہوئی جسمین سادہ رہتے ہین یا مہنت
کے گائے بیل بہینس وغیرہ باندہے جاتے ہین مندر کے دروازے سے
باہر کے دروازے تک سیدہی سڑک بنی ہی سڑک سے غرب کی سمت کو
وہ اونچا چبوترہ ہی جسکا ذکر پہلے تحریر ہو چکا ہی اور شرق کی سمت کو ایک
چاہ چرخی دار اور چند سادہ پختہ بنے ہوئے پہلے مہنتون کے ہین اور ایک
مندر شوالہ پختہ چونہ گچ گنبد دار بنا ہوا ہی اسکے اندر شوجی رکہے ہین جو لوگ دیوی
کی پوجا کے لئے آتے ہین وہ یہان بہی حاضر ہوکر شوجی کی پرستش کرتے
ہین احاطہ کے اندر اور بہی مکانات ہین جنکی تحریر کی ضرورت نہین ایک
دروازہ احاطہ کی جنوبی دیوار مین بہی ہے جسکے ذریعہ سے اسطرف آمدورفت
ہوتی ہے اسطرف بہی دیوار کے باہر بہت سی زمین مندر کے متعلق ہے اور
باہر کی سب زمین ٹہاکر مہنت نے کو [illegible] دی ہوئی ہے اور کسیقدر جو زمین کہ
اسمین سے سرکار نے لیکر ہسپتال کیو سطے سیدہی سڑک نکلوائی ہی اور اسکی
عوض مین زرنقد بہی دیا اور زمین کی عوض زمین بہی مرحمت کی ؎

ٹہاکر دوارہ باوا منگل داس

یہ ٹہاکر دوارہ شہر کے ذکی دروازے کے باہر واقع ہے چار طرف اسکے

پختہ احاطہ بہت بڑا ہے احاطہ کے اندر تین مندر ہین ایک بڑا اور دو
چھوٹے - بڑے مندر کا دروازہ مشرق کی سمت کو اور دروازے کا ایک در
دالان جسکے تین بڑے در ہین قالبوتی خشتی ہین اور خاص مندر کی عمارت بھی
خشتی پختہ چونہ گچ منقش ہے دالان اور مندر کی چھت سرکی پوش ہے
اوپر مندر کے گنبد کوئی نہین ایک گھر کے طور پر مندر بنا ہے مندر کے اندر کی
عمارت پختہ چونہ گچ منقش ہے اور دروازے کے محاذ کی دیوار مین دو طاقچہ
مکلف بنے ہوئے ہین انمین پتھر کی مورتین سری کرشن جی دراوہا جی و
رامچندر جی و سیتا جی کی بڑی عزت وشان سے رکھی ہین - دوسرا مندر
صحن بیرونی کے اندر ہنومان جی کا ہے یہ مکان پختہ گنبد دار بنا ہے دیوارین
چونہ گچ اندر باہر سے ہین سقف قالبوتی گنبد مدور ہے مندر کے اندر تصویر
ہنومان جی کی رکھی ہے - تیسرا مندر شوالہ ہے یہ مندر بھی پختہ چونہ گچ گنبددار
منقطع ہے اسمین شوجی کا استہاپن ہے یہ دونو گنبد مندر پاس پاس
ایک دوسرے کے متصل بنے ہین اور انکے دروازے کے آگے چاہ چرخی دار ہے
اس صحن کے اندر درخت بھی بہت ہین اور مکانات کوٹھڑیان دیوار
شمالی کے ساتھہ بطور سرا کے بنی ہوئی ہین اور ایک کوٹھڑی دیوار جنوبی
کے ملحق ہے اور شمالی و جنوبی دو دروازے آمد و رفت کے لیے موجود ہین
احاطہ کے باہر کچھہ مزروعہ زمین بھی متعلق اس مکان کے ہے جسکی آمدنی
مہنت لیتا ہے یہ مندر رنجیت سنگہ مہاراجہ کی عملداری مین تعمیر ہوا تھا
اور اب تک آباد ہے بہت لوگ پرستش کے لئے حاضر ہوتے ہین چڑہاوہ
کی آمدنی بھی مہنت لیتا ہے

سمادہ راجہ تیجا سنگہ و جمعدار خوشحال سنگہ و رام سنگہ

یہ سمادہ بیرون دروازہ مستی جمعدار خوشحال سنگھ کے باغ کے ایک گوشہ گگھنی مین واقع ہین باہر کا دروازہ بجانب شرق ہی اُسکے اندر جب انسان جائے تو باغ مین داخل ہو جاتا ہے دروازہ سے بیس قدم تک آگے بڑہکر ایک چبوترہ پختہ بہت بڑا عرض و طول مین ایک درعہ تک بلند آتا ہے زینہ کے ذریعہ سے اس پر چڑہین تو راجہ تیجا سنگھ کی سمادہ کے پاس جا پہنچتے ہین یہ سمادہ ایک مختصر چبوترہ کے اوپر سنگ مرمر کی گنبد دار بنی ہی صورت مکان کی ہشت پہلو ہے تمام مکان پاؤن سے سر تک سنگ مرمر کا بنا ہی دروازہ اسکا شرق کی طرف ہے چار پہلوؤن مین تو سنگ مرمر کے جالی دار پنجرے لگے ہوئے ہین اور تین پہل بند ہین ایک پہل شرقی مین دروازہ رکہا ہے چہت بہی سنگ مرمر کی قالبوتی بنی ہی جسکے اوپر گنبد پہل دار نہایت خوشنما در بنا ہوا ہے یہ عمارت نہایت مطبوع و دلپسند بنائی گئی ہے جسکے دیکہنے سے انسان کی طبیعت فرحت مین آجاتی ہے مکان کے وسط مین سمادہ بہی سنگ مرمر کی ہی یہ مکان ابہی نا تیار ہے کیونکہ ابہی دروازے کی چوڑی بہی تیار نہین ہوئی اور نہ گنبد پر کلس چڑہایا گیا ہے اور نہ بڑے چبوترے پر فرش بنا ہے مدوہی بند ہے شاید آئندہ اسکے ضروری کام کو باختتام پہنچایا جائے یہ سمادہ بعد وفات راجہ تیجا سنگھ کے جسکی وفات سمت ۱۹۱۹ مین وقوع مین آئی تہی راے مول سنگھ مختار ریاست نے اہتمام اس سمادہ کی تعمیر کا کیا اب راجہ ہربنس سنگھ وارث ریاست نے اختیار کامل پایا ہی شاید وہ اس عمارت کو بانجام پہنچائین۔ اسی سمادہ کے پاس بجانب جنوب۔

سمادہ رام سنگھ پسر جمعدار خوشحال سنگھ

ہے چونکہ یہ مکان جمعدار خوشحال سنگھ کی حین حیات مین سمت ۱۸۹۵ بکرمی مین

بنا ہی اس سبب سے اسکی عمارت نہایت عالیشان ہے اس مکان کو شوالہ جمعدار خوشحال سنگہ بہی کہتے ہین کیونکہ سمادہ بہی اسکے اندر ہی اور وسط مین شوجی رکہے ہین رام سنگہ جمعدار خوشحال سنگہ کا فرزند نہایت لایق آدمی تہا نوجوانی کی عمر مین اُس نے علوم عربی و فارسی مین تحصیل کامل کرلی تہی مگر اُسکی عمر نے وفا نکی اور وہ نوجوان ہی مرگیا جمعدار خوشحال سنگہ کو اُسکے مرنے کا کمال غم تہا اور یہ سمادہ اُس نے بہت روپیہ خرچ کرکے تعمیر کی تہی یہ عمارت ایک کلان چبوترے پر واقع ہے جسکا راستہ شمال کی سمت محاذی سمادہ راجہ دہیان سنگہ کے ہے جسکے اوپر چار زینہ چڑہکر جاتے ہین یہ چبوترہ نہایت وسیع اور پختہ بنا ہوا ہی غربی تیسرا حصہ اس چبوترے کا دو حصے چبوترے سے کسیقدر اونچا ہے وہی حصہ زیر عمارت شوالہ ہے اُس اونچے حصہ کی غربی سمت کو عالیشان عمارت مندر شوالے کی ہی شوالہ کا دروازہ بسمت شرق واقع ہی اور دروازے کے آگے ایک عالیشان برانڈہ پختہ محرابی در و نکا بہمرہ و منقش تعمیر ہوا ہی سقف اسکی بہی قالبوتی اسپر گشتی نما سقف گنبد کی طور پر ہے شوالہ کے دروازے کی چوکہٹ سنگ مرمر کی ہے اور جوڑی لکڑی کی جسپر پیتل و لوہا نہایت خوبصورت طرز پر لگایا گیا ہے جب اندر مندر کے داخل ہون تو ایک وسیع مکان معلوم دیتا ہے چارون سمت دیوارون پر منقش مطلا کام کیا ہوا ہے چہت قالبوتی بہی نہایت عالیشان بنی ہی چارون دیوارون مین چار محرابی قالبوتی طاق بنے ہین غربی طاق مین رام سنگہ خلف جمعدار خوشحال سنگہ کی سمادہ ہی شوالہ کے وسط مین ایک چبوترہ ہشت پہلو مقطع سنگ مرمر کا بنا ہی جسپر بیل بوٹے سنگ موسی و عقیق وغیرہ پتہرون کے ہین اس چبوترے پر شوجی کا استہاپن ہی سقف قالبوتی کے اوپر طولانی گنبد عالیشان سر بفلک ہی جو وہی جسپر طلائی کلس چمکتا دکہتا نظر آ

ہے اس مندر کی عمارت نہایت عمدہ ہے جسکے دیکھنے سے انسان کی طبیعت نہایت خوش ہو جاتی ہے اس مندر کے محاذی بجانب شرق یعنی بڑے چبوترے کے شرقی حصے مین ایک عالیشان دالان بہت بڑا سہ درہ قابوتی محرابی در دون کا بنا ہوا ہے اسمین وہ لوگ قیام پذیر ہین جنکی خدمات متعلق شوالے کے ہین اخراجات اس شوالے کے سردار بہگوان سنگہ پسر جمعدار خوشحال سنگہ دیتا تہا مگر اب وہ بہی فوت ہو گیا ہے اس بڑے چبوترے کے جنوب کی سمت کو ایک علیحدہ مکان عالیشان -

سمادہ جمعدار خوشحال سنگہ

بنا ہوا ہے - جمعدار خوشحال سنگہ ایک امیر کبیر و رکن اعظم سلطنت سکہی کا تہا مہاراجہ رنجیت سنگہ کے دربار مین اسی کی بڑی عزت تہی اس امیر کو عمارت کا بڑا شوق تہا لاہور و امرتسر مین اسکی عالیشان عمارتین ابتک موجود ہین یہ شخص سنہ ۱۸۴۴ع مین مر گیا اور اسی موقع پر داغ دیا گیا جہان اب مکان سمادہ بنا ہوا ہے بعد وفات اُسکے یہ موجودہ مکان راجہ تیجا سنگہ اُسکے بہائی کے اہتمام سے بنا مگر ناتمام رہگیا باعث یہ ہوا کہ راجہ تیجا سنگہ کے مرنے تک مدد اس مکان کی جاری رہی جب وہ بہی مر گیا اور جائداد و جاگیر باہم راجہ ہربنس سنگہ و سردار بہگوان سنگہ کے تقسیم ہو گئی تو تعمیر اس مکان کی متعلق سردار بہگوان سنگہ پسر جمعدار خوشحال سنگہ کے ہو گئی مگر اُس نے پہر توجہ اس کی تعمیر و تکمیل کی طرف نہ کی اور یہ عالیشان مکان ناتمام رہگیا یہان تک کہ خاص سمادہ بہی اب تک خام ایک مٹی کا تودہ ہے اور دروازہ شمالی کے آگے زینہ بہی نہین بنا اور نہ مکان کی سفیدی ہوئی اور نہ گنبد پر کلس چڑہایا گیا بلکہ دروازے کو جوڑی کواڑون کی بہی نہین چڑہائی گئی جسکے دیکہنے سے

نہایت افسوس آتا ہے +

سینکڑون دنیا مین آئی اور آگر چلدئے + اہلِ تاج و اہلِ تخت و اہلِ زر و اہلِ شعور
اُنکے مدفن پہ گزر جسکا ہوا واحسرتا + خاک سی اُڑتی ہوئی آئی نظر بالائے گور

اس مکان کی کرسی بلند پانچ فٹ تک ہے اور دروازہ مکان بطرف شمال ہے دروازے کو چوکھٹ سنگ سرخ کی لگی ہوئی ہے اندر سے مکان دوہرا ہے وسط مین ایک مربع درجہ نہایت مطبوع بنا ہوا ہے جسکی گنبد نما سقف قالبوتی ہے اور اُسکے اوپر عالیشان گنبد گول بنا ہوا ہے اور گنبد مین آہنی سیخ کلس کے چڑہانے کے لئے لگائی گئی ہے۔ س درجہ مین چار طرف غلام گردش نہایت عمدہ منقطع ہے اور ہر ایک گوشہ پر محرابی قالبوتی درینے ہوئے ہین۔ سقف غلام گردش کی بہی قالبوتی ہے اور ریختہ کار عمارت اندر باہر ہے۔ اگر یہ مکان اپنی پوری تیاری مین تکمیل پاتا تو نہایت عمدہ عالیشان مکان بن جاتا وسط کے درجے مین دو سمادہین گلی خام بنائی ہوئی ہین ایک جمعدار خوشحال سنگہ کی اور دوسری اُسکی زوجہ کی جو اُسکے ہمراہ ستی ہوئی تہی دو اور سمادہین بہی نامعلوم الاسم ہین شاید اُنکی کنیزون کی ہونگی +

احاطہ سمادہ راجہ اودہم سنگہ و راجہ سوچیت سنگہ

یہ دونو سمادہین ایک احاطہ کے اندر بنی ہوئی ہین عمارت پختہ چونہ گچ ہے احاطہ کا دروازہ بطرف شرق ہے تین سیڑہی چڑہکر احاطہ کے اندر داخل ہوتے ہین احاطہ کے اندر جائین تو بسمت جنوب ایک دالان تین درہ محرابی قالبوتی درون کا اور اُسکے اندر ایک کوٹہڑی بنی ہوئی ہے جسمین پجاری رہتا ہے سقف اس کوٹہڑی اور دالان کی سرکی پوش ہے اُسکے مقابل احاطہ کے ایک گوشہ مین چاہ چرخی دار بنا ہے اس صحن کے غربی حصہ مین ایک وسیع

پختہ چبوترہ بنایا گیا ہے اس چبوترے پر مکان عالیشان -

سمادہ راجہ اودہم سنگہ

کا بنا ہوا ہی راجہ اودہم سنگہ مہاراجہ گلاب سنگہ کا بڑا بیٹا تہا قلعہ کے دروازے کی دیوار کے نیچے آکر کنور نونہال سنگہ خلف مہاراجہ کہرک سنگہ کے ساتہہ ہلاک ہوا تہا یہ نوجوان بہادر کوہستانی سردار نہایت خوبصورت زورآور پہلوان خلیق و سخی تہا مگر اُسکی عمر نے وفا نکی اور مفت مارا گیا اُسکی سمادہ اس جگہ تعمیر ہوئی مکان سمادہ نہایت عمدہ و مکلف بنا ہوا ہی سمادکے مکان کا دروازہ بطرف شرق ہے یہ مکان طول مین زیادہ عرض مین کم ہے تین اسکے درجے ہین اور تین دروازے جانب شرق رکہے ہین تینون دروازون کی چوکہٹین سنگ سرخ کی ہین درمیانی دروازے سے جب اندر جائین تو اُسکے وسط مین ایک چبوترہ پختہ بنا ہوا ہے جسپر گیارہ شوجی کا استہاپن ہے اور دروازے کے محاذی غربی دیوار مین ایک طاقچہ محرابی قالبوتی ہے اُسمین سمادہ اودہم سنگہ کی ہے اس درجہ کے چپ و راست جو دو درجے ہین وہ صرف دو کوٹہڑیان تصور کی جاتی ہین جنکا ایک ایک دروازہ باہر کو ہی اور ایک ایک سہ دری کے درجہ کے اندر سقف ان تینون درجون کی قالبوتی ہے اور اوپر چہت کے خوبصورت گنبد پختہ پہلدار بنا ہوا ہے اور گنبد پر طلائی کلس چمکتا دمکتا نظر آتا ہی جس سے گنبد کی دوبالا شان نظر آتی ہے دوسری سمادہ اس اس احاطہ کے اندر راجہ سوچیت سنگہ برادر راجہ دہیان سنگہ وزیر اعظم سلطنت سکہی و مہاراجہ گلاب سنگہ کی ہے جسکو سکہون نے بعہد وزارت راجہ ہیرا سنگہ حسب الحکم راجہ ہیرا سنگہ کے بمقام خانقاہ میان وڈہا قتل کر دیا تہا - راجہ ہیرا سنگہ اپنے برادر زادہ کے برخلاف یہ جمون سے آیا تہا اور چاہتا تہا کہ فوج سکہی وزارت سے راجہ ہیرا سنگہ کو معزول کرکے

مجھکو وزیر بنائین اگرچہ اس سے پہلے اُسکی سازش فوج سے بہی ہو چکی تہی
مگر جب لاہور پہنچا تو معاملہ دگرگون ہو گیا اور راجہ ہیرا سنگہ کے برخلاف فوج
کام نکرسکے کیونکہ رعب و داب اُسوقت راجہ ہیرا سنگہ کا فوج پر اہی تہا۔ راجہ ہیرا سنگہ
نے جب جانا کہ چچا میری جان کا دشمن بنکر آیا ہے اور چاہتا ہے کہ مجھسے وزارت
چہین لے اسکو بہرحال قتل کرا دینا چاہئے چنانچہ فوج کو حکم دیا کہ اُسکو جا کر گہیر لین
چنانچہ حکم کے جاری ہوتے ہی فوج پیادہ و سواری نے جا کر خانقاہ میان وڈا کو
جسمین وہ تہا گہیر لیا اور توپ چلنے لگی اور راجہ سوچیت سنگہ مع اپنے ہمراہیون
رائے کیسری سنگہ وغیرہ کے عین میدان مین آکر قتل ہوا ایکسو درویش خانقاہ کا
اور قریب ڈیڑہ سو آدمی کے ہمراہیان راجہ سوچیت سنگہ اس واقعہ مین قتل ہوئے
راجہ سوچیت سنگہ کی نعش اسی مکان مین جلائی گئی تہی جہان اب سمادہ بنی ہوئی
ہے اس سمادہ کا دروازہ شرق کی سمت کو ہے اور مکان اسی وسیع چبوترے
پر اور ہیم سنگہ کی سمادہ سے چند گز کے فاصلہ پر بجانب شمال ہے عمارت سنا یا
پختہ چونہ گچ ہے دروازے کے آگے تین در کا برانڈہ قالبوتی محرابی مرغولی
بنا ہے اور چار کوٹہڑیان چار کونون مین اسی طرح اور تین طرف بہی چار
برانڈے ہین اور ایک ایک کوٹہڑی کا ایک ایک دروازہ ہر ایک برانڈے
مین رکہا گیا ہے وسط کا مکان سمادہ کا ہے جسکے درمیان ایک چبوترہ پختہ سنگین
ہے اور اُسپر شوجی کا استہاپن ہے محاذی دروازے کے جو غربی دیوار ہے اُسمین
ایک محرابی مرغولی طاقچہ ہے اُسمین سمادہ راجہ سوچیت سنگہ کی ہے تمام درجون
کی چہتین قالبوتی خشتی ہین اور اُسپر گنبد خوشنما تعمیر ہوا ہے اور کلس طلائی
چمکتا ہوا نظر آتا ہے اس سمادہ کی خدمت کے لئے ایک برہمن مقرر ہے جو تنخواہ
وکیل سرکار جمون سے پاتا ہے وہ ہر وقت حاضر نہین رہتا ہر روز صبح کو آتا

ہے اور سمادھون اور شوہی پر پہول چڑہاکر چلا جاتا ہے ⁂

سمادھ سردار جواہر سنگھ ماموں مہاراجہ دلیپ سنگھ

سکہان فوج نے جب راجہ ہیرا سنگھ وزیر سلطنت کو قتل کر دیا تو اس نے وزارت
پائی اس نے سکہان فوج کی بہت خاطر کی ایک ایک کنٹھہ طلائی پچیس پچیس روپے
کانی سپاہی اور افسرون کو خلعتین و کڑے طلائی و کنٹھے مروارید و جاگیرین دین
مگر اسپر بہی اُسکی وزارت کو قیام نہوا اور اُنہین سکہون کے ساتھہ سے قتل
ہوا جسکا مفصل حال تاریخ پنجاب مولفہ راقم مین تحریر ہے نعش اُسکی اسی مقام
پر جلائی گئی جہان اب سمادھ بنی ہے یہ سمادھ راجہ سوچیت سنگھ کی سمادھ کی بجانب
گوشہ گگنی جانب سے باہر بیس قدم پر بنی ہے یہ مکان بڑا عالیشان عمدہ نہایت
بلند بنایا گیا ہے افسوس ہے کہ بسبب انقلاب سلطنت کے ناتمام رہگیا اور
پوری تکمیل اسکی ہونے نہ پائی اندر سے البتہ نقش و نگار اسکے پورے ہو چکے
ہین سمادھ پتہر کی بن چکی ہے مگر بیرونی کام پورا نہین ہوا طولانی گنبد کا
اوپر کا حصہ البتہ سفید ہے اور دیوتاؤن کی تصویرین بہی اُسپر بنین مگر
اُسکے نیچے کی کل بیرونی عمارت نہ تو سفید ہوئی اور نہ باقیماندہ کام باختتام
پہنچا اس سمادھ کی بنیاد رانی جندان والدہ مہاراجہ دلیپ سنگھ سردار جواہر سنگھ
کی ہمشیرہ نے رکہی اور اُسوقت تک اسکی عمارت جاری رہی جب تک کہ وہ
سرکار انگریزی کے حکم سے جلاوطن ہوکر ہندوستان کو بہیجی گئی۔ اب وہ مکان
لاوارث و خراب و خستہ پڑا ہوا ہے کوئی شخص جہاڑو دینے والا نہیں ہے او
عمارت اس جلدی مین بند ہوئی کہ باقیماندہ پتہر اب تک باہر دروازہ کے ایک
کہینچے کے اندر دبا گیا ہے کچہہ کچہہ نشان اُسکے نظر آتے ہین کنکر باقیماندہ بہی تہوڑا
رکہا ہوا ہے اس مکان کی کرسی بہت بلند ہے اور دروازہ بجانب شرق

دروازے کے آگے ایک مقطع برانڈہ جسکے تین در شرقی اور ایک ایک جنوبی وشمالی محرابی قالبوتی بنا ہوا ہے سقف بھی برانڈے کی قالبوتی خشتی گنبد نما بنی ہی عمارت پختہ کار ہے دروازے کو سنگ مرمر کی چوکھٹ لگی ہی اور چوکھٹ کے اوپر دیوار مین ایک خشت سنگ مرمر کی لگائی گئی ہے جسمین منوت کار تصویر سری گنیش جی کی بنی ہے جب اندر مکان کے جائین تو عالیشان مندر گنبددار نظر آتا ہے اور نقش اس خوبی کے سناتہہ لکھے گئے ہین کہ جسکے دیکھنے سے طبیعت بشاش ہو جاتی ہے تصویرین بھی دیوتاؤن کی بیشمار لکھی ہین اس تمام مکان کے چار درجے محرابی قالبوتی دہنون مین کئے گئے ہین - شرقی درجہ مین دروازہ ہے اور غربی مین سنگ مرمر ایک چبوترے پر بنائی گئی ہی جو ہشت پہلو مقطع خوش وضع بنا ہوا ہی اور خاص سماده بھی ہشت پہلو ہی اس درجہ مین فرش بھی سنگ مرمر کا ہی اور دیوار مین سنگین جالیدار پنجرے جنوبی وشمالی دو درجون مین پختہ چونہ کار فرش ہے اور جالیان پتھر کی دیوارون مین وسط کے درجے مین جسکو پانچوان درجہ کہنا چاہیے صرف پختہ فرش اور چھت قالبوتی خشتی گنبد نما بلند ہے جسکے اوپر طولانی بہت بلند گنبد ہے سردار جواہر سنگہ سنہ ۱۸۴۵ع کے اخیر مین خود سر سکہی فوج کے ساتھہ سے بمقام لاہور قتل ہوا تھا ◆

سماده بھائی رویا

بدہ بٹ کے میدان مین یہ مکان بھی لایق دید بنا ہوا ہے عمارت اسکی نہایت ہی مستحکم و خوشنما و خوش قطع ہے جو متصل باغیچہ پرسرام واقع ہے یہ مکان مربع چبوترے پر بنایا گیا ہے کرسی مکان کی بلند قد آدم رکھی گئی ہی چبوترہ پختہ چونہ گچ ہے زینہ چڑھکر اوپر جاتے ہین دروازہ مندر کا شرق کیطرف ہے چوکھٹ سنگ سرخ کی لگی ہے جوڑی تختہ آہن پوش نہایت عمدہ منقش

ہے مکان کے اندر فرش پختہ چونہ گچ ہے اور دیواریں چونہ گچ منقش اور صورت مکان چار مدارچ محرابی و قالبوتی ہیں منقسم ہے چاروں چھتیں قالبوتی ہیں وسط مکان میں بابا روپا کی سمادہ ایک چبوترے پر بنی ہوئی ہے جسپر غلاف پڑا رہتا ہے اس درمیانی درجے کی سقف بہت بلند گنبد نما ہے اور اسکے اوپر مدور گنبد خوشنما ہے مگر طلائی کلس لگایا گیا مکان کے چاروں گوشوں پر چار شیر عمارت میں ایسے عمدہ بنائے گئے ہیں کہ دور سے ہو بہو شیر معلوم دیتے ہیں یہ بھائی روپا مہاراجہ رنجیت سنگھ کے عہد میں ایک خدا پرست عابد زاہد آدمی تہا تمام شہر لاہور کے ہندو مسلمان اُسکی بزرگی کے قایل تہے آدمی ہر دل عزیز صلح کل تہا اور بے طمع مہاراجہ رنجیت سنگھ کی آمد و رفت اُسکے پاس بہت تہی مگر وہ ایک پیسہ کی طمع مہاراجہ سے نہیں رکہتا تہا جب وہ مر گیا تو مہاراجہ کے حکم سے یہہ قبول صورت سمادہ اُسکے نام سے تعمیر ہوئی ✤

شوالہ شیوگر سنیاسی

یہ شوالہ ایک عجیب و غریب صورت و قطع کا ہے ٹ کی سرزمین واقع ہے کرسی اسکی ڈیڑھ منزل کی مقدار بلند ہے شمال کی طرف زینہ بنا ہے جس سے چڑھکر شوالے کے اندر جاتے ہیں یہ شوالہ دوسری منزل پر بنایا گیا ہے اور نیچے کی منزل میں باوا شیوگر کی سمادہ ہے اُسکا دروازہ غربیا کی طرف ہے چونکہ زمین کے اندر ہے مکان اندھیرا ہے چراغ لیکر اندر جاتے ہیں اس زیرین مکان کی چھتیں قالبوتی ہیں اور دیواریں نہایت پختہ چونہ کی بہت چوڑی اُتار کی بنی ہوئی ہیں اور بنیادیں کوٹھیاں گلا کر رکہی گئی ہیں وسط مکان میں باوا شیوگر کی سمادہ ہے جسمیں وہ زندہ بیٹھ گیا تہا اور سمادہ کا دروازہ چن دیا گیا تہا یہ تمام مکان اُس نے اپنی زندگی میں خود بنایا تہا یہی نا تمام تہا کہ وہ بیٹھ گیا تہا اسکے بنیاد

وہ بیزار ہوگیا اور اس سمادہ مین بیٹھکر اُس نے مٹی لے لی اُسکی وفات کو
چالیس برس گزرے ہین مگر پھر اُس سے بعد کسی نے اس مکان کی مرمت کی
طرف خیال نہین کیا اور حقیقت مین بسبب پختگی کے اُسکو مرمت کی حاجت بہی
نہین اوپر کی منزل پر مندر شوالہ بنا ہی جسکے کئی پہل ہین گنبد بہی خورد و متعدد
ہین گنبد درمیانی بڑا ہی جسپر سیخ آہنی نصب ہے کلس ابہی نہین چڑہایا گیا -
اندر سے بہی دیوارین اس مندر کی پختہ ریختہ کار ہین اور شرقی غربی درپچے
ہین اس مندر مین شوجی کا استہاپن بہی ابتک نہین ہوا برلے نام شوالا ہے
اور گنیشا نند گر باواسنیاسی جو شیوگر کا پوتا چیلا ہی مع اپنی عورت کے اسمین رہتا
ہے اور اس شوالہ کو اُس نے اپنا گہر بنا رکہا ہی اس شوالے کے متعلق ایک چاہ
جاری اور آٹہہ گہاؤن اراضی چاہی زرعی ہے آمدنی اُسکی گنیشا نند گر لیتا ہے
اور مالک اراضی کا بہی وہی ہے ❊

رانی لچہمی کا ٹہاکر دوارہ

بانیہ اس ٹہاکر دوارے کی رانی لچہمی مہاراجہ رنجیت سنگہ کی رانی تہی اُس نے
بکمال ارادت یہ ٹہاکر دوارہ بنا کر اپنا یادگار دنیاے ناپائیدار مین چہوڑا ❊
یہ عالیشان مندر بیرٹ کی سرزمین نالہ دریاے راوی کے کنارے پر بنا ہوا ہے
عمارت اسکی پختہ چونہ گچ مستحکم و مضبوط ہے جنوب کی سمت کو اسکا دروازہ ہی
دروازے کے آگے ایک عالیشان برانڈہ بطور نشستگاہ بنا ہی جسپر زینہ چڑہکر جاتے
ہین اس برانڈے کے دروازے کو بیرونی دروازہ مندر کا کہنا چاہیئے اس
درجے مین پختہ فرش ہے اور دیوارین پختہ چونہ گچ سقف قالبوتی ہے اُس سے
آگے بڑہین تو دوسرا دروازہ مندر کا آتا ہی اس دروازے کی چوکہٹ پتہر کی ہے
اور اندر مکان کی دیوارین پختہ منقش چونہ گچ ہین محاذ کی دیوارین جسکو شمالی

دیوار کہنا چاہیئے دو طاق مکلف و منقش بنے ہوئے ہین اُنمین سنگین مورتین سری کرشن بھگوان اور رادہا جی و رامچندر جی اوتار و لچھمن جی و سیتا جی وغیرہ مکلف لباس پہنا کر رکھی ہوئی ہین چارون طرف مندر کے باہر باغچہ نہایت سرسبز لگایا گیا ہے اشجار مثمرہ وغیرہ مثمرہ ہر ایک طرح کے موجود ہین چاہ مع رہٹ کے جاری ہے قریب دس گھماؤن کے اراضی زرعی بھی شامل اس مندر کے ہے جو ہر فصل مین کاشت ہوتی ہے + اس مندر کے سوائے ایک سادہ باوا لچھمن داس بیراگی کی پختہ چونہ گچ گنبددار مندر کے دروازے کے آگے بنی ہوئی ہے اور باوا رام داس بیراگی اب مندر کا پجاری و مالک ہے +

ٹھاکردوارہ بھوری سرکار

بانیہ اس مندر کی مہاراجہ رنجیت سنگھ کی رانیون مین سے ایک ذی عزت رانی تھی چونکہ بال اُسکے سرخ رنگ کے تھے اسواسطے اُسکو بھوری سرکار کہتے تھے کہ بھورا پنجابی زبان مین سرخ رنگ مائل بسیاہی کو کہتے ہین۔ اس نے اپنی حین حیات یہ مندر بنوایا بہت سی زمین زرعی خرید کر اسکے اخراجات کیواسطے وقف کی باغ بھی نہایت عمدہ لگوایا جو اب تک مندر کے ساتھہ شامل ہے مہاراجہ شیر سنگھ کیوقت اسکی تعمیر عمل مین آئی ـ یہ مندر بالہ دریاے راوی کے کنارے پر واقع ہے عمارت نہایت پختہ چونہ گچ ہے تمام عمارت ایک وسیع چبوترے پر بنی ہوئی ہے جو ڈیڑہ گز زمین سے بلند ہے مندر کا دروازہ جنوب کی سمت کو ہے اور دروازے کے آگے ایک برانڈہ کلان جسکو سہ درہ نشستگاہ کہنا چاہیئے بنا ہے درمیانی دروازے سے زینہ چڑہکر اوپر جاتے ہین اس درجے کی عمارت بھی پختہ ریختہ کار ہے اندر دیوارین منقش ہین اس درجہ سے گزرین تو مندر کا دروازہ آتا ہے جسکی چوکھٹ سنگ سرخ کی ہے اُسکے اندر کی عمارت باہر کے برانڈے سے زیادہ

مکلف ہے محرابی قالبوتی سقف گنبد نما بنی ہے اوتاروں کی تصویرین لکہی
ہوئی ہین محاذ دروازے کی دیوار مین نہایت مکلف طاقچہ بنا ہے اُسمین
پتھر کی مورتین نوسری رامچندر جی اور لچھمن جی کی ہین اور رادہا نتی مورتین
سری کرشن اور رادہا جی کی ہے سقف کے اوپر طولانی گنبد نہایت خوبصورت
بنا ہوا ہے جسپر طلائی کلس بہی چڑہایا ہوا ہے اس مندر کے ساتہہ چار رہنہ
چاہ اور بہت سی زرعی زمین اور بہت بڑا باغ ہے فقرا و سادہ بہت رہتے
ہین ایک خراس بہی آٹا پیسنے کیواسطے بنا ہے پختہ کوٹہے بہی بہت بنے ہوئے ہین
جسمین باغات و چاہات کے مویشی رات کو باندہے جاتے ہین اور باغبان و
کاشتکار سکونت پذیر ہین ایک کلان حاطہ مویشیون کے چارہ رکہنے واسطے
پختہ بنا ہوا ہے چاہات جاری پیچ چوب والے کے علاوہ دو چاہ آبنوشی کیلئے
چرخی دار بنے ہوئے ہین بہت سی پختہ گنب دار سمادہ ہین جانشینان و مہمانان
سابق کی بنی ہوئی موجود ہین ایک شوالہ بہی طولانی گنبد کا علاوہ ٹہاکردوارے سے
ہے اس مندر مین رونق زیادہ تر ہے اور آبادی بہت۔ مادہو داس بیراگی مہنت
ہے جسکے قبضہ مین مندر اور چاہات و باغ و زمین متعلقہ مندر ہے اور بالکانہ قبضہ رکہتا ہے

سمادہ بہائی وستی رام

وستی رام ایک نامی گرامی گرنتہہ خوان خداپرست عابد زاہد شخص تہا مہاراجہ
رنجیت سنگہ اُسکو اپنا گرو کہتے تہے اور بہت ادب کرتے تہے لاکہون روپے
نقد نذر کرتے تہی جاگیرین وروزینے مقرر تہے ہر ایک امیر و مشیر سے اسکا ترتبہ
ازروے خداپرستی کے زیادہ تصور کیا جاتا تہا جب وہ فوت ہوا تو اسجگہ جلایا گیا
جہان اُسکی سمادہ ہے یہ عالیشان مکان قلعہ لاہور کی شمالی دیوار کے ساتہہ
ملا ہوا ہے اور عمارت سنگ مرمر کی ہے مکان کا بیرونی دروازہ بنجانب شمال ہے

جب اس سے اندر جائیں تو ایک وسیع میدان آتا ہے اُسکے وسط میں سمادہ خاص مکان بنا ہوا ہے خاص سمادہ کے مکان کا دروازہ بجانب شمال کے رکھا گیا ہے اور دروازے کے آگے چبوترے کے نیچے مکان حوض کے طور پر بنا کر اسمیں فوارے لگائے گئے ہیں - باہر کی دیواروں کی عمارت سب سنگ مرمر کی ہے جسپر طرح طرح کے بیل بوٹے بنے ہوئے ہیں اندر سے مکان کی صورت دربار امرتسر کی صورت پر بنی ہے چار درجے چار اطراف میں بانٹے گئے ہیں جنکو دو منزلہ کیا گیا ہے اور اوپر کی منزل چاروں طرف چار نشستگاہیں سنگین ستون کی تین تین دروالی بنائی گئی ہیں وہیں سب کے مرغولی ہیں نیچے اوپر کی چھتیں اُنکی بھی محرابی قالبوتی نہایت عمدہ منقش منقوش طلائی ہیں وسط کا درجہ بلند ہے اسپر قالبوتی سقف خوشنما ہے اسی درجے میں بھائی وستی رام کی سمادہ سنگین و منقش چبوترے پر ہے اس چبوترے و سمادہ پر سنگ مرمر کے اندر قیمتی پتھروں کے بیل بوٹے ایسی خوبصورتی کے ساتھ بنائے گئے ہیں کہ جسکے دیکھنے سے روح کو راحت نصیب ہوتی ہے مکان اندر باہر سے سنگ مرمر کا نہایت مقطع و خوبصورت بنا ہے جسکی تیاری میں بیشمار روپیہ صرف کیا گیا ہے اسکے علاوہ دو اور سمادہیں گنبدوار سنگ مرمر کی ہیں یہ عورتوں کی سمادہیں ہیں اُنہیں سے جو سمادہ بھائی وستی رام کی والدہ کی ہے وہ تمام سرتاپا سنگ مرمر کی ہے اور سمادہیں پختہ چونہ گچ بھی ہیں سمادہ کلاں سے بجانب شرق ایک مکان بارہ دری پختہ و مکلف بنا ہے اور گوشہ کٹنی میں چاہ ہے چبوترے کے آگے ایک خورد چبوترہ ہے جسپر جھنڈا نصب ہے اور جنوب کی طرف محاذ بڑی سمادہ کے ایک نشستگاہ مکلف بنی ہے اس احاطہ کے چند درخت بھی آم وغیرہ کے ہیں ایک باغ بھی دیوار بدیوار احاطہ اس سمادہ کے ہے جو اسی سمادہ کے متعلق ہے بھائی وستی رام کے خاندان

کا حال اس کتاب کی ابتدا مین خاص شہر کے حال مین تحریر ہے ✤

سمادہ باوا چھینگر شاہ المشہور ستہرا

یہ مکان بہی لاہور کے نامی گرامی مکانات مین سے ہی اور چھینگر شاہ ستہر عالمگیر اور رنگ زیب بادشاہ کے عہد مین خاص لاہور کا رہنے والا فقیر تہا ــ ہنود اُسکو فقیر صاحب کمال جانتے ہین اُسکا سلسلہ اب تک جاری ہی ستہرے شاہی فقیر ہزارون پنجاب مین گدائی کرتے پہرتے ہین چھینگر شاہ ستہرے کی ہزارون تمثلہین اور کہانیان اُسکی صفائی و صفا گوئی و بے ریائی کے باب مین زبان زد خاص و عام ہین بلکہ ستہرا اُسکا اسیواسطے خطاب تہا کہ وہ گفتگو کیوقت کیکا لحاظ نہین کرتا تہا سچی بات مُنہ پہ کہہ دیتا تہا کیونکہ ستہرا پنجابی زبان مین پاک و بے لگاؤ کو کہتے ہین تمام پنجاب کے ستہرے شاہی فقیر اس مکان کو گدی کا مکان جانتے ہین اور اسی کو اپنا سدا تصور کرتے ہین یہ مکان بہی شمالی دیوار قلعہ کے ساتہہ ملحق و ملصق ہے حکام وقت چند بار اسکے گرادینے کے درپے ہو چکے ہین کیونکہ اسکی دیوارون اور اسکے درختون کی شاخون سے اگر کوئی چاہی تو قلعے اندر پہنچ سکتا ہے مگر محض درگذر اسلیئے ہوتا رہا کہ اس مکان کی بزرگی کے ہزارون لوگ قائل ہین کئی بار اس مکان کی قیمت کی فرد ہی بن چکی ہی چھینگر شاہ ستہرا گرو ہرراے کا چیلہ تہا اگرچہ تمام ہندوستان مین وہ پہرتا تہا اور عالمگیر بادشاہ کے حکم سے ہر ایک شہر مین ایک پیسہ فی دوکان سالانہ اُسکا مقرر تہا مگر اصلی وطن اُسکا لاہور تہا آخر اسی جگہ وہ فوت ہوا اور اسی جگہ جلایا گیا جس جگہ اب سمادہ بنے ہے احاطہ مکان پختہ بنا ہوا ہے طول مین زیادہ اور عرض مین کم دروازہ مکان کا بجانب شرق ہی جب اُس سے اندر جائین تو صحن مین داخل ہوتے ہین اس صحن کے جنوب و شمال مین فقرا کے رہنے کے لئے مکانات

بنے ہین اور ایک درخت بڑہ کا بہت بڑا سر بفلک کہڑا ہی جسکا سایہ تمام صحن اور دو طرفہ والانون پر ہے جب اُس سے آگے بڑہین تو فرش پختہ اور چاہ آتا ہے اس چاہ کے جنوب کی سمت کو ایک نشستگاہ نہایت مکلف۔ چاہ کے چبوترے کے برابر کرسی دیکر بنی ہوئی ہے اس نشستگاہ کی عمارت پختہ چونہ گچ منقش ہے اور چہت تختہ پوش ہی اس بیٹھک مین مہنت کی نشست رہتی ہے چاہ کے شمال کی سمت کو بہی ایک مکلف چونہ گچ نشستگاہ بنائی گئی ہے جسپر زینہ چڑہکر جاتے ہین اسکے اندر تین دریچے بطرف میدان پریٹ رکہے گئے جسمین بیٹھکر پریٹ کے میدان کے سبزہ زار کی بخوبی سیر ہوتی ہے اس بیٹھک سے آگے بڑہکر ایک اور مکلف مکان چونہ گچ مکلف بنا ہوا ہے اسمین گرنتہہ رکہا رہتا ہے اور اس سلسلہ کے فقرا اُسکو نہایت شوق سے پڑہتے ہین اس مکان سے بجانب جنوب دیوار بدیوار قلعہ لاہور کے مکان سمادہ جہینگرہ شاہ ستہرے کا عالیشان پختہ گنبد دار بنا ہی دروازہ اُسکا بجانب شمال ہی مندر کے اندر کی عمارت منقش چونہ گچ ہے اور دیوار ون پر گروُن کی تصویرین لکہی ہین چہت قالبوتی ہے اور اُسکے اوپر گنبد مدور عالیشان بنا ہے مندر کے وسط مین اصل سمادہ جہینگڑ شاہ کی ایک سنگ مرمر کے چبوترے پر ہے یہ چبوترہ نہایت مکلف بنایا گیا ہے سنگ مرمر کے اندر بیل بوٹے عقیق وغیرہ پتہرون کے رنگا رنگ بنائے ہین اُسکے اوپر سمادہ چہوٹی سی سنگ مرمر کی نہایت قبول صورت تعمیر ہوئی ہے چبوترے کے چارون کونون پر چار ستون سنگین قائم کرکے ایک قبول صورت گنبدی ایسی عمدہ بنائی گئی جس سے مکان کی زینت دوبالا ہوگئی + اس مندر کا مہنت رُڑ کی شاہ ستہرا فقیر اوبیس سال سے مقرر ہے جو نہایت خلیق ومہمان پرست ہی وہ ہر ایک مسافر کی جو مکان مین آجاتا ہے دل وجان سے خدمت کرتا ہے چڑہاوہ بہی لیتا ہے +

ٹھاکردوارہ رانی جندان والدہ مہاراجہ دلیپ سنگھ

یہ ٹھاکردوارہ مستی دروازے کے باہر ایک پختہ احاطہ کے اندر بنا ہوا ہے مندر بڑا عالیشان پختہ عمارت گنبددار بنا ہوا ہے دروازہ احاطہ کا بجانب جنوب کے ہے اُس سے جب اندر جائیں تو بڑا وسیع میدان آتا ہے میدان کے اندر کثرت سے اشجار پیپل و بڑہ و آم و جامن وغیرہ ہیں چاردیواری کے ملحق مکانات کوٹھڑیاں تعمیر ہوئی ہوئی موجود ہیں مگر بسبب عدم خبرگیری کے اکثر مکانات کی چھتیں گر گئی ہیں وسط میدان میں ایک چبوترہ پختہ چونہ گچ عمارت کا قد آدم بلند بنا ہی اُسپر عالیشان مندر ٹھاکردوارے کا بنا ہی دروازہ مندر کا شرق کی طرف ہے چوکھٹ سنگ مرمر کی ہے مندر کی ہیئت مربع ہے اور اوپر طولانی بہت بلند گنبد بنا ہی ہر ایک منزل پر برجیاں بنی ہیں ہر ایک برجی پر مطلا کلس چڑھائے گئے ہیں سب سے اوپر بڑا کلس مطلا چمکتا ہوا نظر آتا ہے مندر کے اندر کی عمارت سب پختہ چونہ گچ منقش ہے محاذی دروازے کی غربی دیوار میں ایک بکلف طاقچہ بنا ہوا ہی اُسمیں سنگین مورتین سری کرشن جی و راعہا جی کی باادب تمام رکھی ہیں اس مندر کے برابر ایک اور مندر بھی اسی احاطہ کے اندر ہے جسمیں شوجی کا استہاپن ہی یہ شوالہ رانی جندان والدہ مہاراجہ دلیپ سنگھ نے اپنے اختیارات کیوقت تعمیر کیا تہا مگر اب خبرگیر اسکا کوئی شخص نہیں صرف مرلی نام ایک برہمن خدمت ٹھاکردوارہ کی کرتا ہے اور چڑہاوہ جسقدر ہوتا ہے اُس سے اپنا گزارہ کرتا ہے ❊

سمادہ گروارجن

یہ سمادہ روشنائی دروازے شہر لاہور کے سامنے واقع ہے شرق کی سمت اسکے بفاصلہ ایک رستہ کے قلعہ کی دیوار ہی اور غرب کی طرف ایک سڑک چھوڑکر

دیوار سمادہ مہاراجہ رنجیت سنگھ کی ہے گرو ارجن پانچوان گرو قوم سکھہ کا تھا
اسکی وفات کا قصہ مفصل درج کتاب تاریخ پنجاب مولفہ بندہ ہے اگرچہ گرو ارجن
دریا مین بوقت غسل مفقود ہوگیا تھا نعش اسکی جلائی نہین گئی مگر یہ سمادہ یادگار
کے طور پر بنائی گئی پہلے یہ مختصر مکان تھا مہاراجہ رنجیت سنگ کیوقت یہ عالیشان
مکان بنایا گیا احاطہ مکان کا پختہ چونہ گچ منڈیر کا ہے تین دروازے ہین دو
بند رہتے ہین اور شرقی دروازے کلان سے آمد و رفت ہوتی ہے اسکی پیشانی پر
بخط گرمکھی حروف لکہے ہوئے ہین تصویرین بہی گرو ارجن کی تحریر ہے جب دروازے
سے اندر جائین تو بطرف جنوب ایک مکان چونہ گچ بنا ہے ایک دروازہ اسکا غربا
اور ایک شمال کو ہے اس مکان کو سکھون کی دیگ کہتے ہین اس باعث سے
اسمین ایک دورہ پتھر کا زمین کے اندر گاڑا ہوا ہے اور ایک لکڑی موٹی جسکو ڈنڈا کہتے
ہین بھنگ گھوٹنے کیواسطے پاس رکھی ہے سکھہ اگر اس دورے مین سکھہ یعنی
بھنگ گھوٹتے اور پیتے ہین اسکے جنوب کیطرف متصل دیوار شرقی کے ایک سہ دروہ
دالان ہے اسکے باہر گوشہ نیرت مین چاہ کلان باولی یعنی چاہ پختہ وار بنا ہوا ہے
اس باولی کا زینہ شمال سے چلکر جنوب کی طرف چاہ مین جا ملتا ہے گیارہ سیڑہیان
نیچے اُترین تو زمین پر ایک سل سنگ سرخ کی لگی ہوئی ہے وہان کہڑا ہوکر
آدمی چاہ سے پانی لے سکتا ہے گوشہ ایسان مین قدآدم چار سمادہین بنی ہین
ایک سمادہ اُنہین سے بہی سرکار نوجیہ مہاراجہ رنجیت سنگھ کی والدہ کی ہے
شمال کی طرف بہی چند کوٹہڑیان سکھون کے آرام کیواسطے بنی ہین جنوب
کی سمت چاردیواری کے گنبد عالیشان سمادہ کا پختہ عمارت کا چونہ گچ بنا ہوا
ہے شمال کیطرف مکان سمادہ کے ایک عالیشان بنگلہ ایک دالان کے تین دالان
ہین اسمین گرنتھ صاحب با آداب تمام رکہا رہتا ہے سمادہ کا چبوترہ پختہ چونہ گچ ہے چبوترے

کے ایک گوشہ ایوان میں ایک اور چھوٹا چبوترہ ہی اُسمین جھنڈا نصب ہے
خاص سمادہ کا مکان مربع پختہ عمارت کا اور دروازہ شمال کی سمت کو ہے
مندر کے اندر میانہ مین خاص سمادہ کا چبوترہ سنگ مرمر کا ہی کٹہرے اسکو سنگ مرمر
کے لگے ہین یہہ مقام نہایت عجیب وغریب عمارت کا تعمیر ہوا ہی تمام مکان نقشون اور
تصویرون سے سجایا گیا ہی چہت مطلا آئینہ دار ہی آئینہ کے بیل بوٹے نہایت
خوبی کے ساتھہ بنائے گئے ہین۔ سمادہ کے اوپر سائبان زری کا یا ریشمی یا پشمینہ
کا ہمیشہ تنا رہتا ہی مکان سمادہ کے اوپر جانے کے لئے زینہ پختہ بنا ہوا ہی جب اوپر
جائین تو درمیانی گنبد بلند کے اردگرد انسان پہر سکتا ہی اور چارون دیوارون
کے گوشون کے اوپر چار گنبدیان کلان اور دیوارون کی منڈیرون پر اونیس
اونیس گنبدیان خورد کلس دار چار طرف بنی ہین اور بیچ مین اونچا گنبد سمادہ
نہایت منقطع معلوم دیتا ہی گنبد کی صورت پہاڑی دار مدور ہی اور کلس طلائی
بڑے گنبد اور چارون گوشون کی گنبدیون اور سات سات گنبدیون
منڈیرون پر لگائے گئے ہین گرنتھہ رکہنے کا دالان بہی نہایت مکلف بنا ہے
اُسمین ایک آدہ گرنتھہ اور دوسرا گرو گوبند سنگھ کا گرنتھہ رکہا رہتا ہے
اور طاقچون مین سکہون کے دسون گروؤن کی تصویرین مطلا لکہی ہوئی ہین

مکان سمادہ حقیقت رائے

حقیقت رائے نواب زکریا خان بہادر صوبہ لاہور کے وقت ایک لڑکا ستر برس
کا تہا اور ایک مسلمان مکتب دار ملا کے مکتب مین فارسی پڑہتا تہا ایک روز
ایسا اتفاق ہوا کہ اُستاد کسی کام کو باہر گیا اور لڑکے مکتب کے آپس مین
لڑنے لگے ایک مسلمان لڑکے نے دیوی کے حق مین کوئی ناشائستہ کلمہ کہا
حقیقت رائے کو وہ بات ناگوار گزری اور اُس نے پیغمبر صاحب کی لڑکی کی

نسبت کوئی ایسا لفظ کہہ دیا جو کمال بے ادبی پر دلالت کرتا تھا جب اُستاد
آیا تو مسلمان لڑکون نے اُستاد کے روبرو سب حال بیان کیا وہ سنتے ہی
غصہ کے مارے لال ہو گیا اور حقیقت رائے کو پکڑ کر قاضی شہر کے روبرو لیگیا
قاضی نے جب یہ تقریر سنی حقیقت رائے کے حق مین قتل کا فتویٰ لکھا اور
منظوری کے لئے صوبہ لاہور کے پاس بھیجدیا نواب ذکریا خان بہادر نے
حقیقت رائے کو روبرو بلایا اور حکم دیا کہ تو نے کمال بے ادبی اہل بیت کے
حق مین کی بیشک واجب القتل ہے مگر اگر تو مسلمان ہو جائے تو تیری جان
بچ سکتی ہے ورنہ گردن مارا جائیگا حقیقت رائے نے مسلمان ہونے سے انکار کیا
اور جان شیرین اپنے ملت و مذہب پر قربان کردی یعنی گردن مارا گیا نعش
اُسکی اس مقام پر جلائی گئی جہان اب سمادہ بنی ہوئی ہے - یہ سمادہ بجانب
شرق موضع کوٹ خوجہ سعید کے لاہور سے بفاصلہ دو میل شرق کی سمت
کو واقع ہے مکان نہایت بزرگ و متبرک ہے شہر کے ہنود بخلوص دل یہان
آکر جبین سائی کرتے ہین بسنت کے روز بڑا بھاری میلہ اس جگہ ہوتا ہے -
چڑھاوے کی آمدنی بھی بخوبی ہوتی ہے مکان سمادہ پختہ چونہ گچ بنا ہوا ہے
پہلے ایک مربع پختہ چبوترہ ہے جسپر مکان سمادہ ہے سمادہ کے مکان کی
دیوارین پختہ ہین اور دروازہ بجانب شرق ہے مکان کے وسط مین ایک
پختہ چبوترہ اُسپر سمادہ پختہ بنی ہے جسپر غلاف پڑا رہتا ہے سقف اس مکان
کی قالبوتی اور اوپر گنبد گول پہلودار بنا ہوا ہے باہر اُسکے اُسی چبوترے پر
ایک اور چھوٹا گنبد بنا ہوا ہے اُسمین شبدجی کا استھاپن ہے اُسکے جنوب کیطرف
ایک چاہ چھتی وار بنا ہے سمادہ کے چبوترے کے محاذ مین ایک اور چبوترہ
ہے اُسپر مکان رہایش پُجاریان سمادہ ہے یہ دیہچہ دار مکان نہایت عمدہ

بنا ہوا ہے جسکو نشستگاہ کہا جائے تو بجا ہے۔ مہاراجہ رنجیت سنگہ کیوقت
اس مکان کی قدر توقیر بہت تہی ایک دفعہ چاہ مع بیس بیگہ اراضی جو اُسی
سمادہ کی زمین کے متعلقہ ہین ہی سرکار سے معاف تہا اور دو گاؤن ایک سلہریا
دوم منشی ضلع سیالکوٹ ہین جسکے اماصہ سال تمام جاگیر مین تہے مگر وہ
گاؤن چاہ بہی سروپ سنگہ خادم سمادہ کے نام واگزار تہے صاحبان انگریز
کیوقت وہ سب معافی سروپ سنگہ کی حین حیات مقرر ہوگئی وہ مرگیا تو سب
کے سب ضبطی مین آگئی اور نہال سنگہ سروپ سنگہ کا پوتا محروم رہگیا آخر بہت
سی کوشش کے بعد ماعصہ روپے سالانہ نقد اب بنام سمادہ واگزار ہوگئی
ہین اور نہال سنگہ خادم و پجاری سمادہ قرار پایا ہی یہہ روزینہ اب ہمیشہ کے لیئے
مقرر رہیگا کبہی ہمیشہ تنزل نہ آئیگا

مکان سمادہ دریا گر سنیاسی

یہ مکان موضع کوٹ خوجہ سعید سے آدہ میل بجانب شمال لاہور سے اڑہائی
میل کے فاصلہ پر واقع ہی بابا دریا گر سنیاسی ایک فقیر خدا پرست عابد زاہد شخص
تہا تمام عمر وہ اسی مکان پر سکونت پذیر رہا ایک تہہ خانے مین جو زیر زمین
بنا ہوا تہا اُسکی سکونت تہی۔ کسی جگہ وہ مانگنے نہین جاتا تہا اعتقاد مند لوگ
جوق جوق شہر لاہور وغیرہ مقامات سے اُسکی خدمت مین اکثر مستفید ہوتے
تہے تمام عمر اُس نے خدا کی یاد مین بسر کی عرصہ دس برس کا ہوا ہی کہ وہ مر گیا
اسی جگہ پر اُسکی سمادہ بنی جس روز اُسکی وفات کا دن تہا حاضرین وقت کو
اُس نے کہا کہ مجکو تہہ خانے کے اوپر لے چلو چنانچہ وہ اُسکو اوپر لے آئے
جب وہ اوپر آکر بیٹھا تو ایک آہ جان گداز اُس نے ایسی ماری کہ مغز اُسکا
پہٹ گیا اور اُسیوقت جان بحق تسلیم ہوا مرنے سے پہلے اُس نے

وصیت کی تہی کہ میری سمادہ خام بنائی جائے پختہ سمادہ تعمیر نہو چنانچہ خام سمادہ
اُسکی بنی ہوئی ہے اُسکا عبادت خانہ جو زمین کے اندر تہا اب تک موجود ہے
شمال کیطرف اُسکا دروازہ ہی زینہ اُترکر نیچے جاتے ہین اسکے اوپر بہی عمارت
بطور چوبارہ بنی ہوئی ہی شرق کی طرف بہی تین کوٹہریاں بنی ہوئی ہین ایک پختہ
شوالہ بہی تعمیر ہوا ہوا ہی شوالے کی عمارت ایک پختہ چونہ گچ چبوترے پر ہے اور
دروازہ بطرف شرق ہی سقف قالبوتی اور چہت کے اوپر طولانی گنبد ہے اندر
مندر کے وسط مین ایک چبوترہ ہے اُسپر شوجی کا جلوس ہی - ودیا گر
کی سمادہ پر اب بہی بہت سے لوگ اُسکے سیوک آتے ہین اور چڑہاوہ
چڑہاتے ہین +

سمادہ مہاراجہ شیر سنگہ والی پنجاب

مہاراجہ شیر سنگہ فرزند دلبند و جانشین مہاراجہ رنجیت سنگہ کے حال سے تمام
زمانہ واقف ہے کہ اُس نے اپنی اڑہائی سالہ سلطنت مین کسقدر سخاوت کی
اور کسقدر ملک و فوج کی زینت بڑہائی تہی اور آخر کس بیرحمی کے ساتہہ
سرداران سندہانوالیہ کے ہاتہہ سے وہ ناحق مارا گیا اُس شاہنشاہ خطۂ پنجاب
کی یہ سمادہ ہے جو ایک مختصر مکان بنا ہوا ہی اور صرف چونہ کی عمارت ہے
انسان جب اس سمادہ پر جاتا ہی بے اختیار اُسکی آنکہون سے آنسو ٹپک
پڑتے ہین اور یقین آجاتا ہی کہ دنیا ناپائدار ہی اور یہ مال و دولت و عالیجاہی
صرف چند روزہ بات ہے اور خواب و خیال - مہاراجہ شیر سنگہ کے قتل
ہونے کے بعد کئی سال تک یہ سمادہ خام رہی آخر رانی رندہاوی و کنور بخشش سنگہ
وغیرہ متوسلان خاندان نے ملکر یہ مختصر مکان بنوایا جو موجود ہے + یہہ
مکان بارہ دری شاہ بلاول والہ مبنیہ مہاراجہ رنجیت سنگہ کے غرب کی سمت

کو واقع ہے اور اسی بارہ دری مین مہاراجہ شیر سنگھ کو سردار اجیت سنگھ
دلہنا سنگھ سندھانوالیہ نے مع اُسکے نوجوان فرزند پرتاپ سنگھ کے قتل کیا تھا
نعش بھی اُسکی اسی مقام پر جلائی گئی تھی جہان اب سمادہ بنی ہے۔ یہ مکان
پختہ چونہ گچ ایک زمین دوز چبوترے پر بنا ہوا ہی جنوبی و شمالی دو دروازے
ہین مکان شش پہلو طولانی قطع پر ہے چوکھٹین دروازون کی چوبی ہین
چوڑیان بھی چوبی لگی ہین مکان کے اندر فرش چونہ کا ہی اور اُس فرش پر
تین سمادہین چھوٹی چھوٹی گول صورت کی بنائی ہوئی ہین شرقی حصہ مکان
مین سمادہ مہاراجہ شیر سنگھ کی ہے اور اُسکے نیچے ایک بالشت زمین چھوڑکر
اُس رانی کی سمادہ ہی جو مہاراجہ کے ساتھ ستی ہوئی تھی غربی حصہ مین کنور
پرتاپ سنگھ فرزند مہاراجہ شیر سنگھ کی سمادہ ہی ان تینون سمادہون پر سوتے
کپڑے کے غلاف پڑے رہتے ہین مکان سمادہ کے اندر کی عمارت چونہ گچ
ہے دیوارون پر بابا نانک وغیرہ دسون گروؤن کی تصویرین لکھی ہین۔
سقف مکان کی قالبوتی ہی اور اوپر گنبد کشتی نما ہی اس مکان کے بجانب شمال
اٹھائی گز زمین چھوڑکر رانی رندہاوی زوجہ مہاراجہ شیر سنگھ کی سمادہ علیحدہ
بنی ہوئی ہے یہ مکان ہشت پہلو بنا ہے اور دروازہ محاذ دروازے شمالی
مہاراجہ شیر سنگھ کی سمادہ کے ہے اندر اُسکے وسط مین سمادہ چونہ گچ ہشت پہلو
چھوٹی سی بنی ہے چھت قالبوتی اُسکے اوپر گنبد پہاڑی دار ہی کلس طلائی
نہ تو اسپر چڑھایا گیا ہی۔ اور نہ سمادہ مہاراجہ شیر سنگھ کے گنبد پر مگر رانی
رندہاوی کی سمادہ کے دروازے پر ایک اینٹ سنگ مرمر کی نصب ہے
جسپر یہ عبارت کندہ ہے :۔ سمادہ مہارانی صاحب رندہاوی دہرم کنور
سرکار مہاراجہ شیر سنگھ بہادر سرگباشی ۱۴ مگہر سمت ۱۹۲۷ اتوار کے روز

اس سماده کے علاوہ بسمت جنوب سماده مہاراجہ شیر سنگہ کے محاذی دروازہ جنوبی کے ایک اور مکان گنبد دار بنا ہوا ہی اُسکے اندر سماده رانی پرتاب کنور زوجہ مہاراجہ شیر سنگہ کی بنی ہوئی ہی جو دختر سردار ٹہاکر سنگہ ملوی کی تہی اور رانی مادر اُسکا نام مشہور تہا یہ رانی ۱ ماہ بہادوں سمت ۱۹۰۴ مین فوت ہوئی تہی چنانچہ سنگ مرمر کی ایک اینٹ اسکے دروازے پر بہی لگی ہوئی ہے چہت اسکی بہی تا بوتی اور گنبد پہاڑی دار ہی اس چبوترے پر اور بہی سماد ہین ہین چنانچہ ایک سماده سردار بده سنگہ کی ہے جو ہمراه مہاراجہ شیر سنگہ کے مقتول ہوا تہا یہ مکان بہی پختہ چونہ گچ بے گنبد بنا ہوا ہے چہت تابوتی ہے اسکے اندر دو سماد ہین ایک سردار بوڑ سنگہ برادر سردار بده سنگہ کی اور دوسری اُسکی زوجہ کی جو ساتہہ اُسکے ستی ہوئی تہی ایک سماده اور مسمی نکا سنگہ مہاراجہ شیر سنگہ کے خدمتگار کی ہی جو مہاراجہ کے ساتہہ دشمنون کے ہاتہہ سے قتل ہوا تہا یہ سماده بہی گنبد دار ہی تین سماد ہین اور بہی مہاراجہ کے خدمتگارون کی ہین جو ساتہہ قتل کیے گئے تہے ان سمادہون کی جاروب کشی و حفاظت کے لئے صرف ایک شخص لڑکا مسمی نکا سنگہ سترہ برس کی عمر کا سرکار سے مقرر ہے اُسکو ایکسو روپیہ سالانہ سرکار سے ملتا ہے چنانچہ وہ مع اپنی والدہ کے اُسی جگہ رہتا ہے اُسکے پاس ایک ایک گرنتہہ پڑہنے کے لئے ہی اور ایک بوریا جسکو بچہا کر وہ گرنتہہ پڑہتا ہے اس احاطہ مین سینکڑون رجے مہاراجے ہوئے ہ حکمران تہی جو کہ وحش و طیر و مار و مور پر انکی مدفن کی طرف جو آج گرتا ہے گزر دیکہتا گیا ہی بغیر از خاک اُنکی گور پر

دہرم سال بہائی گوما سنگہ

یہ دہرم سال لاہور سے بفاصلہ دو میل متصل سڑک باغ شالا مار بجانب شمال واقع

ہے اس مکان کی بنیاد مہاراجہ رنجیت سنگہ کے وقت بہائی گوپا سنگہ اکالی نے رکھی اور سکھون کی سب باشی اور بہنگ نوشی کے لئے یہ مکانات بنایا یہ مکان بہت نفیس ہے پختہ عمارت کا بنا ہی باہر کا دروازہ بہت بڑا ہی جسمین ہاتھی مع ہودج جا سکتا ہے ڈیوڑہی کا مکان دو منزلہ ہی زینہ بہی ڈیوڑہی کے اندر ہی اوپر ڈیوڑہی کے یعنی رہایش کا مکان بنا ہی جب دروازے سے اندر جائین تو وسیع صحن آتا ہے جسکے چارون طرف عمارت ہی شرق کی طرف ایک نشستگاہ خاص صاحب مکان کی ہے اور شمال کی طرف دو منزلہ مکانات بنے ہین گوشہ گکنی کی دیوار مین ایک اور دروازہ ہی اسکے اندر جائین تو دوسرا درجہ مکان کا آجاتا ہے اسکا صحن اس صحن سے علاوہ ہی وہان بیل وغیرہ مویشی بندہے رہتے ہین یہہ مکان صرف سکھون کے اتارے کا ہے گوپا سنگہ بانی مکان جب مرگیا تو دیا سنگہ جانشین ہوا اب نہنگ سنگہ ہی یہ شخص بڑا ہشیار آدمی ہے ہر ایک رئیس راجہ مہاراجہ حاکم وغیرہ کے ہان اسکی آمد و رفت ہی اور تصویر والا بابا اسکا خطاب ہے کیونکہ اسکے پاس مگلود صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر سابق پنجاب کی تصویر ہر وقت موجود رہتی ہے جب انگریز کے بنگلہ پر جاتا ہے وہ تصویر نکالکر دکھلا دیتا ہے غرض اُس نے اُس تصویر کو اپنی بہبود کا ایک ذریعہ بنا رکھا ہے جس جگہ وہ جاتا ہے تھوڑی سی بہنگ اپنے ساتہہ لیجاتا ہے وہی اسکی نذر ہے جسکو وہ پرشاد کہتا ہے ❊ اس مکان مین شب و روز بہنگ گھٹتی رہتی ہے اور بہنگ نوش سکھہ جمع رہتے ہین اور سرکار سے انکو اجازت ہی کہ گشتی بہنگ کی بہر کریہ پہاڑ سے لے آتے ہین کوئی انکا مزاحم نہین ہوتا۔ اس مکان کے ساتہہ چالیس بیگہ زمین زرعی اور ایک چاہ روان ہی جسکی آمدنی نہنگ سنگہ لیتا ہی اور مسافرون کو کہانا ہے اس مکان کے اندر ایک خراس بہی آٹا پیسنے کے لئے بنا ہوا ہے روز مرہ خرچ

مسافروں کے لئے اُسمین آٹا پیسا جاتا ہے +

شوالہ مرزا دہ بدہو والہ

لاہور کے قدیم و مشہور ہندو کی عبادت گاہوں مین یہ بہی ایک متبرک شوالہ ہے
بسبب اسکی قدامت اعتقادمند لوگ اس جگہ بہت آتے ہین شب چودس ماہ پہاگن
مین یہان بہاری میلہ ہوتا ہے اور شہر سے بیشمار لوگ یہان آکر پوجا کرتے ہین
اکبر بادشاہ کیوقت اس مندر کی بنیاد رکہی گئی تہی اور ابتک موجود ہی چاردیواری
اسکی وسیع اور پختہ عمارت کی بنی ہوئی ہی غربی دروازہ عالیشان ٹہرے دار
بنا ہوا ہی مگر اب بند رہتا ہے کیونکہ اُس طرف کی ملحقہ زمین ریل والے صاحبون نے
قیمتاً خرید لی ہی اور پانسو روپیہ عوضانہ دیا ہی فی الحال شمالی رستہ
جاری ہی اس رستہ سے جب اندر جائین تو وسیع صحن آتا ہے اور چارون
طرف مکانات کوٹہریان بنی ہین وسط مین وسیع چبوترہ پختہ چونہ گچ بنا ہی
جسکے شمال کی سمت کو دالان پختہ بنا ہی اور غرب وجنوب وشرق کو منڈیر
ناکمر بلند ہے وسط مین مندر مربع نہایت خوبصورت پختہ چونہ گچ تعمیر ہوا ہے
اسکا دروازہ شرق کو ہے اور سقف قالبوتی اوپر گنبد مدور مندر کے اندر وسط
مین ایک پختہ چبوترہ سنگ مرمر کا بنا ہی جسپر شوجی کا استہاپن ہی پاس ہی
اُسکے پتہر کے بیل کہڑے کئے ہوئے ہین دوسرا دروازہ مندر کا غرب کی سمت
کو ہے مگر وہ بند رہتا ہی شمالی دیوار چاردیواری کے باہر پختہ سمادہین پہلے
مہنتون کی بنی ہوئی ہین ہیرا ناتہ جوگی کئی پشت سے اس مندر کا مہنت ہے
اخراجات اس مندر کے چڑہاوے سے چلتے ہین اور چودہ بیگہ زمین زرعی
معافی اس مندر کی ملکیت مین ہی اسکی آمدنی بہی مہنت لیتا ہے +

شوالہ و دیوی دوارہ گنگا پربت

یہ مندر ریل کے پڑاؤ کی سرزمین کے جنوب کی سمت کو بنے ہوئے ہیں بڑا حصہ پچیس برس کا ہوا ہے کہ گنگا پربت ساده نے ان مندروں کی بنیاد رکھی اور چار مکان اس احاطہ میں ہیش و پس بنوائے گئے - اول مکان شوالہ یہ شوالہ گنگا پربت کی التجا کے بموجب دونو جواہری نے بنوایا یہ مندر ایک مربع چبوترے پختہ پر اسکے وسط میں بنا ہوا ہے شمال کی سمت کو دروازہ باہر کی عمارت چونہ گچ سفید اندر کی منقش پتھر کی چوکھٹ سقف قالبوتی ہے اوپر طولانی گنبد مندر کے اندر وسط میں ایک مربع چبوترہ بنا ہے جسپر شوجی کا استہاپن ہے - دوسرا مکان دیوی دوارہ شوالہ کے شرق کی طرف تہوڑے فاصلہ پر بنا ہے یہ مکان بھی گنبددار ہے شمال کی طرف دروازہ باہر سے سفید اندر سے منقش ہے دروازے کے محاذ کی دیوار میں ایک مکلف طاق بنا ہوا ہے جسپر شیشہ کا کام نہایت خوبی کے ساتھ کیا ہے اُس طاق میں چار ہاتھ دیوی کی سنگ مرمر کی تصویر رکھی ہے جسکی پوجا ہوتی ہے سقف اسکی قالبوتی اور اوپر گول گنبد پہاڑی دار ہے یہ مندر گنگا پربت کا بنا یا ہوا تہا عمدہ منقش پختہ عمارت کا گنبد دار بنا ہے جو اُس نے اپنی زندگی میں تعمیر کرایا تھا اندر سے ڈیڑہ فٹ اونچی سادہ بنی ہوئی ہے سقف قالبوتی اور گنبد طولانی ہیں - گنبد کے اوپر طلائی کلس اور جہنڈا طلائی بنا ہے چوتہے ایک گنبد خورد جرن پادکا کا پختہ چونہ گچ بنا ہوا ہے اسکے ہر چہار طرف چار دروازے ہیں بیچ میں ایک پتھر سنگ مرمر کے اوپر دونو پاؤں کا نقش بنایا ہوا ہے چبوترہ اسکا انسان کی کمر تک بلند ہے اور اوپر سقف قالبوتی اور گنبد مدور ہے ۔ پانچویں ایک اور گنبد مدور اس احاطہ کے اندر ہے جو چاہ کے اوپر بنایا گیا ہے گرد چاہ کے پختہ چبوترہ ہے اور اوپر اسکے قالبوتی اور مدور گنبد تعمیر ہوا ہوا ہے فی زمانہ حال مہنت اس مکان کا گنیش پربت ہے وہی ان مندروں کی پوجا کرتا ہے اور آمدنی

لیتا ہے پجاری کے رہنے کے لئے مکان الگ بنا ہوا ہے اور تین دو کانین
سرراہ بنی ہین جنکا کرایہ پجاری لیتا ہے تمت

مکان شہید گنج

یہ مکان بیرون دروازہ دہلی بازار لنڈہ کی شرقی حد پر واقع ہے یہ متبرک مکان
سرراہ بنا ہوا ہے دروازہ مکان جنوب کی سمت کو ہے باہر کے دروازے سے
اندر جائین تو دوسرا دروازہ شمال کی سمت کو ہے اُس سے گزرین تو وسیع
میدان آتا ہے اسمین خشتی فرش ہے اُسکے اندر مکانات بنے ہوئے ہین ایک تو
دالان کلان بسمت غرب محرابی قالبوتی درون کا اسکے اندر ایک تخت چوبی بچھا ہوا
ہے اُسپر گرنتھ رکھا رہتا ہے جسکو پڑھا کرتے ہین اس دالان کے آگے ایک
چبوترہ پختہ بنا ہے اُسپر گنبددار مندر ہے اسی کا نام شہید گنج ہے کیونکہ
نواب خان بہادر زکریا خان و میر منو کیوقت جو سکھ قتل ہوتے تھے وہ اسی
جگہ داب دیئے جاتے تھے اُنمین سے ایک نامی سکھ تارو سنگھ تھا جسکے نام سے
یہ سمادہ بابا تارو سنگھ کی کہلاتی ہے عمارت اس مندر کی پختہ چونہ گچ استرکاری
سفید ہے سقف قالبوتی اوپر مدور گنبد کلس طلائی - تیسرا مکان سمادہ بابا دینا سنگھ
کا یہ مکان صحن کے ایک گوشہ مین بنا ہے اور بہت بڑا مکان ہے چارون طرف
سے دہری پرانڈے بنے ہین اور بیچ مین گنبددار مکان سمادہ کا ہے جس مین
چبوترہ بنا ہے اور اُسپر سمادہ ہے سقف پرانڈون اور وسط کے مکان کی
قالبوتی اور اوپر مدور گنبد خوشنما گوشہ کلنی مین زینہ اوپر جانے کے لئے
بنایا گیا ہے اس کلان احاطہ کے گوشہ کلنی مین چاہ ہے جس سے اندر اور
باہر لوگ پانی بھرتے ہین اس مکان کے باہر بازار ہے اور دوکانین بنی
ہین جو اُسی مندر کے متعلق ہین بازار کے جنوب کی سمت بہی بہت مکانات

ایک مسجد کہنہ و خراس وغیرہ چند سماد بین اسی مکان کے متعلق ہین
اور ایک دالان سرراہ بنا ہوا ہی جسمین بہنگ گہوٹ کر تمام روز بلائی جاتی ہے
اور بہنگ کی دیگین بہری رہتی ہین ٭

حال سمادہ مہاراجہ رنجیت سنگہ

مہاراجہ رنجیت سنگہ والی پنجاب کے حال سے ہر کوئی واقف ہی شرح کی ضرورت
اس موقع پر نہین علاوہ اسکے جسکو مشرح حال دیکھنے کا شوق ہو وہ کتاب تاریخ
پنجاب مولفہ راقم کو دیکھے جسمین مہاراجہ کی تمام عمر کا مفصل و مشرح حالات تحریر
ہین اس مہاراجہ نے چالیس سال تک پنجاب مین حکومت کی سواے پنجاب کے
اور ملک کشمیر و ڈیرہ جات وغیرہ بہی اسکے تصرف مین تہا آخر سنہ ۱۸۹۶ بکرمی
مین مر گیا اور اس جگہ جلایا گیا جس جگہ اب اسکی سمادہ بنی ہی یہ عالیشان مکان سمادہ
کا روشنائی دروازے باہر فصیل کے ملحق دیوار بدیوار مسجد بادشاہی کے بجانب
شمال واقع ہی دروازہ آمد و رفت مشرق کی سمت کو ہے دیوار شرقی اس
مکان کی پختہ ریختہ کار ہے خاص دروازے کے نیچے اوپر اور دست چپ بہت
سی دیوار سنگ سرخ کی بنی ہے پانچ زینہ چڑہکر دروازے مین داخل ہوتے ہین
یہ زینہ اور چوگہٹ بہی سنگ سرخ کی ہے دروازہ عالیشان قطع تہڑیدار
بنا ہوا ہی اوپر دروازے کے تین مورتین منوتی شوجی و گنیش جی و برہما
کی پتہر مین بناکر نصب کی گئی ہین اس شرقی دیوار کی پہلی منزل مین جو
حجرے ہین انمین دوکاندار دوکان کرتے ہین اور اوپر کی منزل کی نشستگاہون
کے اسطرف دریچے و بنجارچے ہین انکی چوکہٹین بہی سنگ سرخ کی ہین
اور دروازے چوبی ہے دروازے سے داخل ہوکر ڈیوڑہی کے شمال کی
سمت زینہ سنگ سرخ کا اوپر جانے کے لیئے ہی اور جنوب کی سمت ایک

کوٹھری اور ایک زینہ قالبوتی خشتی بنا ہے یہ زینہ اوپر صحن میں جا کر کھلتا ہے
اور سنگین چوکھٹ لگی ہے اس دروازے کے جنوب و شمال نشست گاہیں بنی ہیں
جنکے دروازے صحن کی سمت بھی ہیں اور دریچے باہر کی سمت نہایت منقطع
و سنگین ہیں انہیں مکانات میں سے ایک میں سنگ مرمر کی مورت ہشت
بھجی دیوی کی نہایت ادب کے ساتھ رکھی ہے دیوی جی کا تخت اور بنگلہ سب
سنگ مرمر کا ہے بنگلہ کی چھت بھی سنگ مرمر کی ایک تختہ کی ہے یہہ بنگلہ
نہایت خوبصورت قابل دید ہے جسکے دیکھنے سے طبیعت میں فرحت آتی ہے
دیوی جی کی سواری سنگ مرمر کے شیر پر ہے - یہ تصویر دیوی جی کی رانی
جندان والدہ مہاراجہ دلیپ سنگھ کے پاس مثمن برج میں رکھی تھی جب اسکو
جلاوطن کیا گیا تو اُس نے اس سمادھ پر مورت بھجوا دی تب سے اسی جگہ
پر رکھی ہے اور پجاری علیحدہ مقرر ہے دیوی جی کے مکان کے محاذی صحن کا
فاصلہ چھوڑ کر زینہ سمادھ کا ہے یہ عالیشان سمادھ ایک عالیشان چبوترے پر ہے
جسکا ارتفاع پانچ فٹ کے قریب ہوگا جانب شرق وسط میں چبوترے کے
سیڑھی ہے چبوترے کے سر پر سنگ مرمر کی سلیں بسمت شرق و شمال لگائی گئی
ہیں مگر جنوب اور غرب کی سمت خشتی بند لگایا گیا ہے اس چبوترے کے نیچے کا
مکان بطور تہ خانے کے پولا ہے چبوترے کے وسط میں لاثانی مکان سمادھ کا بنا
ہے جسکے تین تین دروازے چاروں طرف رکھے ہوئے ہیں ہر ایک دروازے
کی چوکھٹ سنگ مرمر کی اور جوڑیاں چوبی ہیں ان تینوں میں سے ہر ایک
درمیانی دروازہ کلان اور بغلوں کے چھوٹے ہیں شرقی دروازہ درمیانی آمد و رفت
کے لئے کھلا رہتا ہے اس دروازے کا زینہ سنگ مرمر کا ہے اور دروازے کے
آگے ایک سیاہ پتھر کی بڑی سل نصب ہے اس دروازے کے اندر جائیں تو بڑا

وسیع مکان مسقف آتا ہے اُسکے وسط مین ایک بارہ دری عالیشان سنگ مرمر
کی عمارت کی اور چار طرف گرد بارہ دری کے غلام گردش ہے پہلے اس بارہ دری کے
آٹھہ ستون سنگ مرمر کے تھے چونکہ ستون نازک اور اوپر اُنکے گنبد کی عالیشان
عمارت کا بوجھہ بہت تہا چند سال کے بعد ستون شق ہو گئے جا بجا وزمین آگئین
قریب تہا کہ وہ لاثانی عمارت گر جائے جب عمارت کا ایسا حال صاحبان عالیشان
نے دیکہا مولف کتاب کو کہ ایگزکٹو انجنیر و مہتمم عمارات ڈویژن لاہور تہا حکم دیا
کہ اسکے استحکام کی تدبیر کرنی چاہیئے چنانچہ مولف اس کام مین بدل وجان
مصروف ہوا اور اُن آٹھہ ستونون کے ساتھہ آٹھہ ستون خشتی اور بڑہا دئے جب
گنبد کی عمارت کے نیچے بجائے آٹھہ ستونون کے سولہ ستون ہو گئے اور پہلے
شق شدہ ستون نہایت مضبوط آہنی حلقے ڈالکر مستحکم کیئے گئے تو اندیشہ
اُنکے گرنے کا رفع ہو گیا اس بارہ دری کی عمارت نہایت عمدہ منقش و مطلا ہے
اور وسط مین ایک عالیشان بنگلہ سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے جسکے چار در ہین درون
کے ستون وغیرہ متعلقہ عمارت سنگ مرمر کی ہے مگر اوپر کا گنبد خشتی ہے اس بنگلہ
کا گنبد بڑے گنبد کے نیچے نہایت خوبصورت معلوم ہوتا ہے بنگلہ کے بیچ ایک
چبوترہ سنگ مرمر کا اُسپر سمادہ سنگین مہاراجہ رنجیت سنگہ کی وسط مین بنی
ہوئی اور گیارہ سمادین اور گیارہ رانیون کی ہین جو مہاراجہ کے ساتھہ ستی
ہوئی تھین اور دو سمادہ ہین اُن دو کبوترون کی ہین جو بوقت داغ دینے نعش
کے چتا کے اندر اُڑتے ہوئے آپڑے تھے اور مہاراجہ کی نعش کے ساتھہ ہی
جل گئے تھے اس بارہ دری کے بارہ دہنون کے اوپر یہی بارہ دہن دوسری
منزل کے قالبوتی محرابی نہایت خوبصورت بنے ہوئے ہین اُنکے اوپر سقف
گنبد کلان کی ہے جسپر آئینے لگے ہوئے ہین اور مطلا کام نہایت تکلف و

عمدگی کے ساتھہ کیا ہوا ہی بارہ دری کی بیرونی غلام گردش کی عمارت
آٹھہ درجون مین منقسم ہی یعنی چار درجے چار گوشون کے اور چار ہر چہار
سمت کے ان درجون مین فرش بھی خشتی ہی اور دیوارین بھی خشتی - مگر
چھتون پر نہایت عجیب و غریب کام شیشہ کا ہوا ہی چارون گوشون کی
چھت کا مطلا کام ہے اور ہر چہار سمت کی چھت کا سفید گوشہ جنوب
غربیا مین زینہ اوپر جانے کے لئے سرخ پتھر کا بنا ہی اُنیس سیڑہیان چڑہکر
جب اوپر کے درجے پر جائین تو منزل زیرین کی غلام گردش کے اوپر
دوسری منزل نہایت خوبی کے ساتھہ بنی ہوئی دکھلائی دیتی ہی اس منزل
کی ہر ایک سمت کو دو دو بخارچے ہین اور ایک ایک بخارچے مین تین
در اور بخارچون کے بیچ مین ایک ایک سہ دہنہ قالبوتی دریچہ دار جسمین
تین تین دریچے ہین اور سہ دہنہ کی دونو بغلون مین ایک ایک دریچہ
اسی طرح چارون طرف کی عمارت ہی اور تین تین محرابی قالبوتی دہن ساداہ کے
گنبد کی سمت کو اس درجہ کی چھتین بھی قالبوتی خشتی ہین صرف بخارچون کے
دریچون وغیرہ دریچون مین کٹہرے سنگ سرخ کے لگائے ہوئے ہین مگر اندرونیا
دہنون کے کٹہرے سنگ مرمر کے ہین اس درجے کے بھی گوشہ جنوب مغربیا
مین زینہ اوپر جانے کے لئے خشتی بنا ہوا ہی باٹھ زینہ چڑہکر اوپر جائین تو سقف
گنبد ان آجاتا ہی اسکے چارون طرف منڈیرون پر چھوٹی گنبدیان بنی ہین اور
چار بڑی گنبدیان چار گوشون پر جنکے چار چار دہن محرابی قالبوتی ہین اور
چار گنبد دار نشستگاہین طولانی ہر ایک دیوار کے وسط مین ہین جنکے آٹھہ
آٹھہ در ہین اور ایک ایک گنبدی ان نشستگاہون کے بیچ مین دیسا نہایت
خوبی کے ساتھہ بنی ہین وسط مین یعنی ساداہ کے گنبد کلان کے اوپر ایک

اور عالیشان بلند دری بنی ہوئی ہے اس کی عمارت سب پختہ خشتی قالبوتی
خوشنما ہر ایک حصہ پر چہار سمت تین تین در ہین چھت قالبوتی چھت کے اوپر عالیشا
مدور گنبد ہے جسپر کلس طلائی نصب ہے چار گنبد یان چار گوشون پر نہایت قطع دار
خوبصورت ہین اُنپر بہی سنہری کلس لگائے گئے ہین - یہ مکان سمادہ کا
بہت بلند کرسی دار ہے اسکی نیچے منزل مین بہی مکانات بنے ہین جنکے دروازے
شمالی دیوار کے نیچے موجود ہین اور متفرق لوگ اُسمین قیام پذیر ہین شمالی سمت
کی دیوار مین بہی ایک دروازہ اور زینہ اوپر آنے کے لیئے ہے مگر اب وہ بند ہے
آمدورفت صرف شرقی دروازے سے ہوتی ہے

سمادہ مہاراجہ کہڑک سنگہ و کنور نونہال سنگہ

مہاراجہ رنجیت سنگہ کے مرنے کے بعد اُسکا حقیقی بیٹا مہاراجہ کہڑک سنگہ پنجاب کی
حکومت کے تخت پر بیٹہا مگر اُسکی عمر نے وفا نہ کی اور بیمار ہو کر مر گیا مرنے سے پہلے
اُس نے بسبب قتل سردار چیت سنگہ کے جسکو وہ مدار المہام بنانا چاہتا تھا اور
اُسکو کنور نونہال سنگہ اُسکے بیٹے نے باتفاق راجہ دہیان سنگہ وزیر کے قتل
کروڈالا تہا سلطنت سے کنارہ کر لیا تہا اور قلعہ سے اُٹھ کر اپنی حویلی مین آگیا
تہا اُسوقت سلطنت کا مدار کنور نونہال سنگہ پر تہا جس سے مہاراجہ کہڑک سنگہ
کمال ناراض تہا بیماری کی حالت مین بہی اُس نے اپنے فرزند کی صورت نہیں
دیکہی تہی اور برملا کہتا تہا کہ اگر مین مر جاؤنگا تو نونہال سنگہ کو اپنے ہمراہ
لیجاؤنگا چنانچہ اُسی طرح وقوع مین آیا جسروز مہاراجہ کہڑک سنگہ مرا کنور نونہال سنگہ
نے بوان عالیشان بنوایا اور اس جگہ جا کر داغ دیا جس جگہ اب مہاراجہ کہڑک سنگہ
کی سمادہ ہے جب نعش جل چکی اور بعد غسل کنور نونہال سنگہ اور اودہم سنگہ پسر
راجہ گلاب سنگہ ہاتہہ مین ہاتہہ دئے ہوئے داخل قلعہ ہونے لگے تو توپون کی سلامی

ہونے لگی جیسکے زلزلہ سے زمین مین لرزہ پڑگیا تہا جب دونو قلعہ کے بیرونی
دروازے روشنائی کے پاس پہنچے اوپر کی دیوار کی منڈیر ناگہان دونو کے اوپر گر پڑی
اور دونو کے مغز پاش پاش ہوگئے دوسرے روز کنور نونہال سنگہ کی نعش بہی اُسی
موقع پر جلائی گئی جس جگہ مہاراجہ کہڑک سنگہ کی جلائی گئی تہی ❊

از مکافات عمل غافل مشو ❊ گندم از گندم بروید جو ز جو

اب دونو سمادہ مین مہاراجہ کہڑک سنگہ اور کنور نونہال سنگہ کی ایک ہی مکان مین
ہین جو مہاراجہ رنجیت سنگہ کی سمادہ سے بجانب غرب بنا ہوا ہی اور اُسی چبوترے
کی غربی حد پر جو زیر سمادہ مہاراجہ رنجیت سنگہ ہی۔ صورت اس مکان کی طولانی
ہے تین دروازے شرق اور تین غرب کو ہین اور ایک ایک جنوب و شمال کو۔
چوکہٹین سنگ مرمر و سنگ سرخ کی ہین اندر سے مکان تین درجون مین منقسم ہے
ایک درجہ شمالی مسقف قالبوتی جسمین سمادہ مہاراجہ کہڑک سنگہ کی خشتی چبوترے پر
بنی ہوئی ہی اور چار سمادہ ہین ستیون کی جو مہاراجہ کی نعش کے ساتہہ جل گئی تہین۔
جنوبی حصہ مین جو وہ بہی مسقف قالبوتی ہی ایک خشتی چبوترے پر خشتی سمادہ کنور نونہال سنگہ
کی ہی اور دو سمادہ ہین خورد ستیون کی ❊ تیسرا درجہ متوسط اس جگہ گرنتہہ رکہا جاتا
ہی اور گرنتہی بیٹہتے ہین جنوبی درجے کی غربی دیوار کے ساتہہ زینہ اوپر جانے
کی لئے بنایا گیا ہی جب اوپر جائین تو فراخ میدان چہت کا نظر آتا ہی اور چہت کے
اوپر دو مثمن بنگلے آٹہہ آٹہہ پہلو اور آٹہہ آٹہہ در ہین مسقف قالبوتی اور اوپر
دونو کے عالیشان گنبد اور گنبدون پر طلائی کلس ہین ایک گنبد مہاراجہ کہڑک سنگہ
کی سمادہ کے اوپر اور دوسرا کنور نونہال سنگہ کی سمادہ پر۔ بعد وفات مہاراجہ
رنجیت سنگہ کے بنیاد اس عالیشان مکان کی مہاراجہ کہڑک سنگہ کے وقت رکہی گئی تہی اور
پتہر دور دور سے منگوایا گیا تہا مہاراجہ شیر سنگہ کیوقت بہی کچہہ عمارت جاری رہی پہر بسبب کشت و خون

باہمی ورچہ گردی کے عمارت بند رہی جسکو صاحبان انگریز نے باہتمام پہنچایا ہے +

مکان مرگہٹ یعنی ہندوؤن کے مردے جلانے کا مکان

یہ مکان دروازہ ٹکسالی شہر لاہور کے باہر بجانب غرب واقع ہے اس مقام پر شہر کے
ہندوؤن کے مردے جلائے جاتے ہین پہلے اس جگہ کوئی احاطہ بنا ہوا نہ تہا صاحبان
انگریز کے حکم سے بڑا وسیع پختہ احاطہ بنا شرقی دروازہ اسکا آمد و رفت کے لیئے ہی
اسیطرف سے لاشین اندر جاتی ہین ہندو جب لاش لیکر وہان جاتے ہین دروازے
کے آگے پیپل کے درخت کے نیچے لاش کو رکہدیتے ہین اور سب وچہ گلی توڑ کر اندر نعش
لیجاتے ہین اور جس جگہ پر چاہین نعش کو لکڑیون کے اندر رکہکر جلا دیتے ہین اس مکان
کے اندر درخت پیپل و بڑہ کے بہت ہین اور بہت سی سمادہین پختہ بنی ہوئی ہین
شرقی دیوار کے ساتہہ ایک پختہ دالان محرابی قالبوتی درون کا راے میلا رام
ٹہیکہ دار کا بنوایا ہوا موجود ہے اسمین سرکاری سپاہی محافظ مرگہٹ کا رہتا ہے اور
ایک شخص تا با نام کنتہری داد و پنتہیہ قیام پذیر ہے اسکو فی مردہ ایک آنہ ملتا ہے
وہ ضروری کام مردہ جلانے مین مدد دیتا ہے احاطہ مرگہٹ کے باہر گوشہ شرق و
جنوب کی سمت کو راے میلا رام نے ایک چہوٹا سا پختہ تالاب بنوایا ہوا ہے جو
ہمیشہ پر آب رہتا ہے جب لوگ مردہ جلانے سے فارغ ہوتے ہین اس تالاب مین
نہاتے ہین زنانہ گہاٹ اسکا الگ اور مردانہ الگ ہے اور ایک شوالہ لالہ نہال چند کا
بنوایا ہوا تالاب کے پاس شمالی کنارے پر ہے یہ مندر پختہ بنا ہوا ہے اور گنبد طولانی
پختہ ہے مسمی نرائن پوری سنیاسی اس شوالہ کا پجاری ہے +

شوالہ لالہ رتن چند مع تالاب و سراے

یہ شوالہ دروازہ شاہ عالمی شہر لاہور کے باہر تالاب کے شمالی کنارے پر واقع ہے
مکان دو منزلہ و بلند ہے غرب کی سمت منزل زیرین مین ایک دالان سہ درہ قالبوتی

اور دو کوٹھریاں دونو گوشوں میں اور گوشہ شمال مغرب میں چاہ چرخی دار ہے
شمالی سمت کو بھی سہ درہ دالان اور پیچھے اسکے کوٹھری اور ایک کوٹھری شرقی
بغل میں ہیں اور اسی طرف دروازہ اور زینہ اوپر جانیکا ہے اور دروازے کے
پاس شرق کی سمت ہر دروازہ زنانہ گھاٹ تالاب کا جہاں پردہ دار عورتیں نہاتی
ہیں جنوب کی سمت صرف دیوار ہے جو تالاب کی شمالی حد پر بنی ہوئی ہے زینہ چڑھکر
جب اوپر جائیں تو ایک صحن آتا ہے جسکے چار سمت پختہ مکانات پجاریوں کی سکونت
کے لئے بنے ہوئے ہیں اور وسط میں ایک پختہ چبوترہ ہے جسپر عالیشان مندر
شوالہ کا بنا ہے اس مندر کا گنبد طولانی اور اسپر طلائی کلس ہے شوالے کے اندر
ایک سنگین چبوترہ اسپر شوجی کا استھاپن ہے۔ دیوان رتن چند بانی اس شوالے
کا مہاراجہ رنجیت سنگھ کیوقت ایک معزز امیر اور حضور نویس تہا سرکار انگریزی
کیوقت بھی وہ معزز و آنریری مجسٹریٹ شہر لاہور کا رہا اس نے اپنی زندگی میں
بعہد سلطنت انگریزی یہ عمارت و تالاب سرائے بنوائی اور اپنی یادگار زمانہ
ناپائیدار میں چھوڑ گیا جس موقع پر اب سرائے بنی ہے پہلے یہاں سردار رتن سنگھ
گرجاکھیہ کا باغ تہا وہی چار دیواری ابتک موجود ہے اور انہیں دیواروں کو بلند
کیا ہے چاہ و کوٹھے جو سرائے کے اندر ہے وہ بھی باغ کا ہی سرائے کی چاروں طرف
مکانات مسافروں کے اترنے کے لئے بنے ہوئے ہیں اور شمال کیطرف عالیشان
ڈیوڑھی و دروازہ ہے سرائے کے باہر بھی دروازے کے دونو طرف شرق و غرب
کی سمت دوکانیں پختہ بنی ہوئی ہیں اور غرب کی طرف تالاب کے کنارے
دوکانیں بہت سی ہیں سب میں بیوپاری رہتے ہیں باہر کا مال ہر قسم نمک
گھی و تیل و غلہ وغیرہ یہاں آکر فروخت ہوتا ہے اور بڑی منڈی لگتی ہے
تالاب بہت وسیع پختہ بنا ہوا ہے نہر کے پانی سے پر آب کیا جاتا ہے سیڑھیاں پختہ

ہین اور چارون گوشون پر چار پختہ برج یعنی گندیان بنی ہوئی ہین اور پختہ دیوار
چارونطرف محیط ہی اس تالاب پر عام و خاص آکر نہاتے اور کپڑے دہوتے
ہین گویا تمام دن میلا لگا رہتا ہی تالاب کے شمال کی سمت دیوان رتن چند کی
پختہ سمادہ بنی ہوئی ہی جو اُسکی وفات کے بعد اُسکے بیٹے لالہ بہگوانداس نے بنوائی
تھی یہ سمادہ ایک پختہ خشتی چونہ گچ چبوترے پر تعمیر ہوئی چبوترے کے وسط مین
سمادہ کا مکان ہے اور چارون طرف سہ درہ قالبوتی محرابی برانڈے اور دروازہ
سمادہ کا شرق کی سمت کو ہی سمادہ کے مکان کے وسط مین سمادہ سقف قالبوتی
چہت کے اوپر دوسری منزل کا ایک مقطع بنگلہ جسکے در محرابی مرغولی ہین تالاب
کے جنوبی کنارے پر اب لالہ بہگوانداس دیوان رتن چند کے جانشین و بڑے بیٹے
نے ایک عالیشان ٹہاکردوارہ تعمیر کیا ہی یہ مکان پختہ چونہ گچ نہایت مکلف بنا ہی
صورت اسکی مربع دو منزلہ ہی اوپر کی منزل کے وسط مین ٹہاکردوارہ ایسا عمدہ بنایا گیا
جسکے دیکہنے سے انسان کی طبیعت بشاش ہو جاتی ہی گنبد طولانی اسکا بہت بلند
اور کلس طلائی ہے بہت سے ہندو ہر روز وہان جاکر ماتہا ٹیکتے ہین +

مکان چہٹی پادشاہی یعنی گرو ہرگوبند کا مکان

یہ مکان موضع مزنگ کے شرق کی طرف سر راہ اُس سڑک کے ہی جو جیلخانہ کو جاتی
ہی مکان بہت وسیع اور چار دیواری پختہ ہی اندر چار دیواری کے غرب کی سمت
کو چار یا پانچ سمادہ مین پختہ بنی ہوئی ہین اُسکے اندر ایک در چار دیواری ہے
جسمین چاہ پختہ چرخی دار ہی اور سبیل پانی پلانی کی متصل اسکے باغیچہ اور مسافرخانہ
اور ایک مکان سہ منزلہ گدی نشین مہنت کا اور دو کوٹھے اور ایک چوبارہ
مکلف پختہ چونہ گچ بنا ہوا ہی مکان پرستش گاہ ہی زینہ اسکا سنگ مرمر کا ہی
اور اندر فرش پختہ اور ایک چبوترہ خشتی استرکاری تین فٹ بلند ہین زینہ

چنانچہ جب اسکے اوپر جاتے ہیں تو اسپر ایک دروازہ مرغولی کٹہرے دار بنا ہوا ہے اسی کو
دربار صاحب کہتے ہیں اسکی دیوارون پر تصویر گرو نانک وغیرہ گروؤن کی لکھی ہوئی
ہین اور چھت قالبوتی آئینہ دار منقش بنی ہوئی ہے - سکہون کا بیان ہے کہ اس مکان
مین گرو ہرگوبند چھٹا گرو سکہون کا اکثر سکونت رکہتا تھا اس سبب سے سب سکہہ
اسکا ادب کرتے ہین غرب کی طرف مکان ہذا کے ایک دالان در دالان بڑا مکان
پختہ چونہ گچ معہ دو کوٹھریون کے ہے اور ایک دالان شرق کی سمت کو اسمین دو گرنتہہ
باداب تمام رکھے ہین اور گرنتھون کے اوپر ریشمی سائبان تنا ہوا ہے مہاراجہ
رنجیت سنگھ کیوقت اس مکان کی بڑی عزت تہی اب متعلق سمادہ گرو ارجن کے یہ
مکان بہی ہے آمدنی اس جگہ کی وہی شخص لیتا ہے جو گرو ارجن کی سمادہ کا پجاری ہو -
ہر ایک چاندکی پانچوین تاریخ یہان سکہون کا مجمع ہوتا ہے کڑاہ پرشاد تقسیم کیا جاتا
ہے چراغان بہی ہوتا ہے +

ملتانی دہرم سالہ

یہ دہرم سالہ شاہ عالمی دروازے کے باہر جنوب کی سمت سرکاری باغ متوصنہ
لالہ نند چند واٹہی والہ کے گول سڑک سے بجانب شمال واقع ہے غرب کی سمت
اسکے ایک دوکان مسلمان نان پز کی ایک دانہ فروش وغیرہ کی ہین دو راستے
اس مکان کے اندر جانے کے لئے ہین ایک جنوبی سڑک کی طرف سے اور ایک
غربی نان پز کی دوکان کے پاس سے چاردیواری اسکی پختہ ہے جنوبی دیوار کے
ساتھ ایک پختہ کوٹھہ پانی پلانے کے لئے ہے یہان برہمن پانی پلانے والا رہتا
ہے اسکے پاس پختہ چاہ چرخی دار ہے اور گوشہ غرب و جنوب مین ایک اور
چاردیواری پختہ پختہ کی بنی ہے چاردیواری کے میانہ مین ایک قالبوتی مکان
دروازہ اسکا شرق کی سمت کو اسکے اندر بہیروجی کا تہان ہے اور دو سمادہین

ایک اور مدور چبوترے پر سمبان سنتل ناتھہ اور بھول ناتھہ کی ہین دیوار شمالی
کے متصل ایک مندر گنبد دار شوالہ بنا ہوا ہی جسکی پرستش ہوتی ہے اس مکان مین
پیپل کے درخت بہت ہین - چونکہ ابتدا اس مکان کی مسمی گرو ہاری ملتانی سے
ہوئی ہے اور وہ سنبل ناتھہ کا چیلہ بنکر جوگی ہوا تھا اسواسطے اس مکان کو دہرم سالہ
ملتانی کہتے ہین اور اسی نام سے مشہور ہے ❊

حال مکان نانک صاحب

یہ سکھون کا مذہبی متبرک مکان پاگل خانہ سے بطرف جنوب ریلوے کے احاطہ کے
ساتھہ ملا ہوا ہی یہ مکان خشتی چاردیواری کے اندر ہی اور دو دروازے ہین ایک
شمالی اور دوسرا شرق کی سمت کو چاردیواری کے باہر گوشہ کلنی مین چاہ چرخی دار
ہے اندر چاردیواری کے ایک مکان مکلف بنا ہوا ہے جسمین گرنتھہ رکھا رہتا ہے
اور دو دالان پجاریون کے رہنے کے اور ایک سادہ ناگ دیوتا کی میانہ چاردیواری
مین گنبد سادہ بادا سری چند خلف بابا نانک کا ہی ہشت پہلو خشتی چبوترے پر
اس گنبد کی عمارت ہی جو پختہ و نیم پختہ کا بنا ہوا ہے چبوترے کے جنوب
کی سمت بارہ گز اونچا جھنڈا بانس جسپر غلاف کپڑے کا ہے کھڑا کیا گیا ہے
اسی طرف دروازہ ہی درمیان اسکے مربع چبوترہ مثمن پر سادہ پختہ ہی اسکے
گرد پر دکھنا گرد ایک دہی پہرکر وسیع مین ہی گنبد ہشت پہلو خوبصورت ہی سقف
ہر دو مکان سادہ و پردکہنا کی قالبوتی ہی ہر مقام پردکہنا کے گوشہ جنوب شرق
مین زینہ اوپر جانے کا سقف کے اوپر گنبد خوشنما بنا ہی - چاردیواری کی اندر اور
باہر مین مثل سادہ دیوان گنگا پشاوری وغیرہ بہت ہین یہ دیوان جو ابید ہا
المشہور گنگا ایک امیر کبیر عہد مہاراجہ رنجیت سنگھہ تہا جس نے پشاور سے
آکر دفتر فارسی فوجی و ملکی ایجاد کئے اور دیوان خطاب پایا - اس جگہ پر سادہ

بابا سری چند بابا نانک کے فرزند ارجمند کی ہے اگرچہ یہ بزرگ سکھوں کے
دسوں گروؤں مین شمار نہین ہوتا مگر بسبب صاحبزادگی کے سکھہ اسکا کمال
ادب کرتے ہین اور بدل وجان حاضر ہوکر ماتھا ٹیکتے ہین اس بزرگ کا فقر
علیحدہ جاری ہوا ہے جسکو اوداسی فقر کہتے ہین اور وہ فقیر لنگوٹ بند ہوتے
ہین سر پر جٹان رکھتے ہین اور انہین بالون کو بطور دستار سر پر باندھ لیتے
ہین اوپر کمبل اوڑہتے ہین وہ بہی ایک نانک شاہی فرقہ کہلاتا ہے اس سب قوم
کا مرجع یہی گردوارہ ہے اور ناگ دیوتا کا جو ایک مکان اسمین بنا ہے اسکا
عجیب طرح کا فسانہ مہنت کی زبانی سنا گیا کہ ایک سو برس کا عرصہ ہوا ہے کہ
اس مکان سے ایک بہت بڑا لمبا سانپ نکلکر لوگون کو تکلیف پہنچاتا تہا
بہت سے نقصان اس نے کئے اس جگہ کا مہنت جب بہت تنگ آیا تو سانپ
کی خوشامد کرنے لگا اُسکے لئے دودہ کا پیالہ بہر چہوڑتا تہا جسکو وہ پی جایا کرتا
تہا آخر وہ سانپ مہربان ہوا اور مہنت کے خواب مین آیا کہ اگر تو ہمارا مکان
بنا کر اس جگہ پر پرستش کیا کرے اور ناگ دیوتا اُسکا نام رکہے تو تجہکو کوئی غم نہوگا
ہمیشہ خوش رہیگا اور نہ ہم کبہی آیندہ کوئی نقصان کرینگے بلکہ جو کوئی صدق دل سے
ہماری پوجا کریگا جو مقصود مانگیگا حاصل ہوگا چنانچہ مہنت نے فی الفور حکم کی
تعمیل کی اور یہ سمادہ بنوادی اُس روز سے برابر اسکی پوجا ہوتی ہے بابا سری چند
کی سمادہ پہلے مختصر سی تہی مگر جمنا داس مہنت نے سمت ۱۸۹۸ بکرمی مین یہ عالیشان
مندر بنوایا اور چاہ لگوایا جسپر چرخ چلتا تہا اور بہت سی زمین شامل چاہ
کے کاشت ہوتی تہی اب وہ زمین ریل سڑک کے پڑاؤ مین آگئی ہے صرف اٹہارہ
کنال زمین شمال کی سمت چار دیواری کی باقی ہے اُسکی آبپاشی اسی
چاہ سے ہوتی ہے مہاراجہ رنجیت سنگہ کیوقت ایک روپیہ یومیہ اس جگہ

کے مہنت کو ملتا تہا مگر اب بند ہی تسپر بہی مہنت آسودہ حال ہی کیونکہ چڑہاوے کی آمدنی اچھی ہی بابا لی صاحب اس جگہ کا نام اسواسطے ہی کہ ایک درخت شیشم کا سری چند کیوقت سے اس جگہ موجود ہی اُسکی پرستش ہوتی تہی مگر ریلوے والون نے اُسکو کسی سبب سے کاٹ دیا تہا اب اُسکی جڑ مین پہر سرسبز ہوگئی ہین اور درخت کی صورت پکڑ آیا ہے +

مندر بہدر کالی

یہ متبرک مندر مرجع خاص و عام لاہور سے چہہ کوس کے فاصلہ پر بجانب جنوب متصل موضع نیاز بیگ کے واقع ہے عام و خاص ہنود اس مندر کی بدل و جان پوجا کرتے ہین اس مقام پر کوئی تصویر نہین رکہی مکان بہت پُرانا ہے جسکی ابتدا کی تشریح کسی کی زبان سے سننے مین نہین آتی ہر کوئی یہی کہتا ہے کہ پرانا مکان ہی خاص دیوی کی پوجا کے مقام پر ایک پنڈلی بنی ہے اور اسپر چھوٹا سا قالبوتی گنبد ہے کسی وقت مین ایک بڑا گنبد چھوٹے گنبد کے پاس تعمیر ہوا مگر دیوی جی نے اُسمین جانے سے انکار کیا اور پجاریون کو خواب مین اشارہ ہوا کہ ہم اسی چھوٹے گنبد مین خوش ہین بڑے گنبد مین نہین جاتے چنانچہ اُسی حکم کی تعمیل ہوئی اور دیوی جی اسی چھوٹے گنبد مین ہین بڑا گنبد جو عالیشان عمارت کا بنایا گیا تہا اُسی طرح بیکار پڑا رہا چنانچہ متفرق اسباب اُسمین پڑا رہتا ہی ہر سال ماہ جیٹھ اس مندر پر میلا جمع ہوتا ہے اکثر ہنود زن و مرد ماتہا ٹیکنے کو جاتے ہین اور بڑا ہجوم ہو جاتا ہے اس میلے سے بڑا کوئی میلا لاہور مین نہین ہوتا مسلمان بہی اکثر جاتے ہین چونکہ یہ میلا گرمی کے موسم مین ہوتا ہے اکثر میلے پر جانیوالے شوقین تکلیف پاتے ہین اگرچہ سامان رفع تکلیف کے بہی امرائے شہر کی طرف سے بہت

ہوتے ہیں جابجا اثنائے راہ اور میلے کے موقع پر شربت اور پانی اور گھوٹی ہوئی
بھنگ کی چھبیلیں لگ جاتی ہیں اور سب کو برابر شربت پلایا جاتا ہے مگر تو بھی
تکلیف بہت ہوتی ہے کیونکہ میلے کے موقع پر سایہ بہت کم ہے اور لوگ تنبو خیمہ
وغیرہ سایہ کا سامان بناکر رہتے ہیں ایک رات اور ایک دن برابر مجمع اس
میلے کا رہتا ہے دوکاندار پہلے سے وہاں دوکانیں لیجاکر سامان شیرینی وغیرہ
کا تیار کر رکھتے ہیں اور سب سے پیچھے آتے ہیں اس مکان پر پہلے کچھ عمارت نہ تھی
اب دن بدن رونق بڑھتی جاتی ہے تالاب باغیچہ وغیرہ عمارت رفاہ عام بنتی
جاتی ہیں اس مندر پر سوہن روز اکثر چڑھاوا اتنا چڑھ جاتا ہے جو پجاریوں
کے گزارے کے لئے کافی ہو جاتا ہے اسکے علاوہ بہی ہندو متمول انکی بدل و جان
خدمت کرتے ہیں اور انکی خدمت کو اپنا فخر جانتے ہیں ❊

مندر تہان بہیرو

یہ عالیشان مندر لاہور سے بفاصلہ تین میل بجانب جنوب موضع اچھرہ کے متصل
واقع ہے اس مندر کے متعلق بہت سی عمارتیں ہیں جو تمام و کمال بعہد سکھی تعمیر ہوئی
ہیں قبل از عملداری سکہان اس مندر کے موقع پر ایک خام چبوترہ بنا ہوا تہا اور
اسپر ایک سادہ تہی اور سہی گودڑ تھوم بنیا اسکی پوجا کرتا تہا جب وہ مر گیا تو اسکا
بیٹا وستی رام خدمت کرنے لگا اُس نے اس جگہ خشتی چبوترہ بنوایا اور چاہ کہود کر
صورت مکان کی بنائی اسکے بعد جوالا ناتہ ہوا جوالا ناتہ نے سوران طوائف
معشوقہ مہاراجہ رنجیت سنگہ کی والدہ کا آسیب دور کیا تو موران نے ایک سو
گاڑی اینٹوں کی اسکو دی اور زر نقد بہی دیا اُس نے بہت سے مکانات
اس جگہ بنائے من بعد لالہ راجچند برادرزادہ ساون مل ناظم ملتان نے پختہ مندر
موجودہ بہیرو جی کا بنوایا اور ڈیوڑہی کلان راجہ لعل سنگہ نے مع اور عمارات موجودہ

کے تعمیر کی اب اس مکان پر قدیمی قابضان کا قبضہ نہین ہے فقرا سے
جوگی کا قبضہ ہی اور سب سے پہلے دہنی ناتہہ جوگی کا قبضہ ہوا جو ابتک ہی اور
اُس دہنی ناتہہ جوگی کو سمت ۱۸۰۰ بکرمی مین جوالا ناتہہ نے اس جگہ تقرر کیا -
دہنی ناتہہ آدمی خوش خلق اور خوش مزاج تہا اُس نے لاہور کے سکہی امرا
سے اختلاط پیدا کر لیا اور قدیم قابضان کو پنجاہ روپیہ سال دینا کر دیا اور
خود قابض مکان بنا با وا دہنی ناتہہ کے بعد رام ناتہہ گدی نشین ہوا اُس نے
چندسال وہ پنجاہ روپیہ سالانہ دیا پہر بند کر دیا اب بہی قابضان حال کی اولاد
لاہور مین موجود ہے سرکار انگریزی کے عہد مین بہی بندوبست کے محکمہ مین
اس بات کا دعوی قابضان قدیم کی طرف سے دائر ہوا اور بدری داس مدعی
نے چندماہ مقدمہ کیا اور پنڈت من پہول حاکم بندوبست برسر متوقع گیا - لیکن
جوگیون کے قبضہ کی شکست عمل مین نہ آئی اور دعوی ڈسمس ہوا + دروازہ جوگیون والا
کلان اس مکان کا جنوبی دیوار مین متصل غربی گوشہ کے ہے اور ڈیوڑہی اتنی بڑی
ہے کہ ہاتہی مع عماری اُسمین سے گزر سکتا ہے پہر اُسکے اندر اور بلند دیوار تعمیر
کی ہے اُسمین دروازہ مندر کے اندر جانے کے لئے بنا ہوا ہے اُسکے اندر بہت
سے مکانات بنائے گئے ہین ایک پختہ مکان لانگریون والا کہلاتا ہے یعنی اس جگہ
میلے کے روز لنگر پکایا جاتا ہے + دوسرا مکان دومنزلہ دہونی والا مشہور ہے
اسمین دن رات چراغ روشن رہتا ہے کبہی گل نہین ہوتا تیسرے مکان خاص
مندر یہ بڑا عالیشان مندر ہے پہلے ایک مثمن چبوترہ پختہ بنا ہوا ہے اسکے گرد
گلتی پر چاہ کلان ہے جسپر دو چرخیان جاری ہین اور ایک درخت کلان جامن کا سایہ
افگن ہی یہ چاہ بابا الہ ناتہہ مہنت نے تعمیر کیا تہا اُسکے جنوب کی سمت پختہ مندر
عالیشان بہیروجی کا ہی مندر کے نیچے ایک در چبوترہ پختہ بنایا گیا ہے جسکے بارہ

پہل ہین اور سینہ تک بلند ہی شرق کی سمت خشتی زینہ ہی مندر کی صورت ہشت
پہلو صنوبری ہی اسکے آٹھون پہلون مین باہر کی طرف آٹھہ محرابین ہین جسکے سر پر
تین تین گنبدیان اور پنجرے لگے ہین اوپر گردنہ نہایت خوبصورت بنایا گیا ہی
اور سر پر کلس ہے دروازہ آمدورفت شرق کی سمت سے ہی مندر کے اندر فرش
پختہ چونہ گچ اور دیوارین پختہ بیچ مین ایک بڑین گھنٹہ کلان آویزان ہی میانہ
مین تا بسینہ بلند ایک چبوترہ متشکل بشکل مینار ہشت پہلو اسمین چراغ روغن دن
رات روشن رہتا ہے باہر شرق کی سمت ایک پختہ دالان ہی جسکے بیچ دہن ہین
اُسمین ایک چبوترہ دو گز مربع چونہ گچ اُسپر شبھاجی کا استھاپن ہی یہان جاتری
لوگ آکر شبھاجی کی پوجا کرتے ہین ان مکانات کے بغیر اور مکانات سادہ و خراس و مکان
دالان کلان جسکو گدی کا دالان کہتے ہین پختہ تعمیر ہوئے ہوئی ہین اور شمال کی
سمت ایک اور احاطہ ہی اُسمین درخت ہر قسم کے لگائے گئے ہین اور یہی کوٹھریان
متعلقہ مندر خدام و پجاریون کے رہنے کے لیئے بنائے گئے ہین بڑا میلا تو اس مندر پر ہر سال
ماہ بہادون کے نو چندے اتوار کو ہوتا ہی اُس روز ہزارون اعتقاد مند لوگ یہان
حاضر ہوکر تمام رات جاگتے اور بھجن سنتے ہین اسکے علاوہ ہر اتوار کے روز
سینکڑون لوگ شہر لاہور سے یہان آکر ماتھا ٹیکتے ہین سالانہ میلے کا چڑھاوہ بہت
ہوتا ہے آٹھوین کا چڑھاوہ بھی پجاری لیتے ہین جس سے اُنکا گزارہ بخوبی ہوتا
اور ایک چاہ مع زمین بارہ گھماؤن کے جو اسکے پاس ہے مہاراجہ رنجیت سنگھ
کیوقت سے معاف ہی میلے کے روز جو فقرا جوگی جمع ہوتی ہین اُنکو کھانا مندر کا
مہنت دیتا ہے اور جو دنیا دار جاتے ہین وہ اپنا کھانا آپ پکا کر کھاتے ہین
باہر مندر کے شرق کی سمت ایک پختہ خوبصورت مربع تالاب دیوان ساون مل راج
ناظم ملتان کا بنوایا ہوا موجود ہے چارون طرف تالاب کے نو نو سیڑھیان بنی ہین

اندر ایک ہشت پہلو گنبد شاہ ساگر پہ اینٹوں کا بنا ہوا ہے اسکی بھی [illegible] بہت عمدہ [illegible]

دوسری قسم ان مکانات بیرونی شہر لاہور کی تاریخ میں متعلق ہیں اسکی [illegible]

خانقاہ مادھو لال حسین

لال حسین ایک فقیر مجذوب و سالک اکبری عہد میں لاہور میں رہتا تھا ذات کا جولاہا باشندہ تھا اُسکے بزرگون میں سے کلس راے ہندو تھا یونی عہد میں مسلمان ہوا تھا اُسکا پوتا یہ حسین تھا شیخ بہلول قادری کا مرید ہوا کرامات میں اسکی مسلمانون میں بہت مشہور ہیں بلکہ ایک کتاب منظوم فارسی پیر محمد نام ایک مصنف نے اسکے حال میں لکھی ہے اُسکا نام حقیقۃ الفقرا ہے اُسمین ہزار دو کرامات حسین کی اُس نے چشم دیدہ لکھی ہین چونکہ یہ بزرگ سرخ پوشاک رکھتا تھا اس سبب سے لال حسین خطاب پایا - مادھو ایک خوبصورت لڑکا برہمنون کا تھا جو شاہدرے مین رہتا تھا اُس سے حسین کی کمال محبت تھی آخر وہ بھی مسلمان ہوا اور حسین کا مرید ہو - لال حسین ۱۰۰۸ھ ہجری مین مرگیا اور شاہدرہ کے پاس مدفون ہوا اتفاقاً چند سال کے بعد مقبرہ کے نزدیک دریاے راوی آگیا اور مادھو صندوق اپنے مرشد کا وہان سے نکال لایا اور اس جگہ دفن کیا جہان اب مزار بنا ہے اور مادھو ۱۰۵۶ھ ہجری مین فوت ہوکر اسی جگہ مدفون ہوا یہ خانقاہ موضع باغبانپورہ کے متصل بجانب شمال واقع ہے چاردیواری پختہ ہے دروازہ کلان جس سے آمد و رفت ہوتی ہے بجانب غرب ہے اندر سے مکان بہت وسیع ہے مکانات قدیم و جدید بہت سے بنے ہوئے مین جنکی تشریح طول ہے ایک دروازہ بطرف جنوب یعنی بسمت موضع باغبانپورہ ہے شرق کی طرف بھی ایک دروازہ ہے اُسکو بہشتی دروازہ کہتے ہین کیونکہ شیخ مادھو حکم فرما چکے مین جو کوئی اس سے داخل ہوگا بہشتی ہوگا شمالی دروازہ بھی بڑا دروازہ ہے چاردیواری کے میانہ مین

بڑا چبوترہ پختہ چونہ گچ بنا ہی اور چاروں طرف منڈیروں پر پنجرے پختہ گلی لگائے ہین اور چارون گوشون پر چار مینار رکمر تک بلند بنے ہین اس چبوترے پر ایک اور چبوترہ پختہ ہی جسپر تعویذ قبر لال حسین کا پختہ بنا ہے اُسپر ہمیشہ غلاف پڑا رہتا ہے اور دوسرے چبوترے پر جو بطرف شرق اُس چبوترے کے ہی قبر مادہو کی پختہ بنی ہوئی ہے غرض یہ مکان بہت وسیع پر از عمارات گوناگون ہی مگر بسبب بے خبری و بے مرمتی کے بہت سے مکانات گرے پڑے ہین چار دیواری بھی اکثر مقامات سے گری ہوئی ہے اس خانقاہ پر سال بھر مین دو مرتبہ بڑا بھاری میلہ ہوتا ہی ایک تو بروز بسنت میلہ ہوتا ہے اور ہندو مسلمان اس میلے مین آتے ہین مہاراجہ رنجیت سنگہ کیوقت مہاراجہ خود بسنت کے روز یہان آکر دربار کرتا تہا اور چار دیواری کے شمال و مغرب مین چاندی کا بنگلہ مہاراجہ کے جلوس کے واسطے قائم کیا جاتا تہا اور قلعہ لاہور سے اس خانقاہ تک دو طرفہ فوج پرا باندہ کر کھڑی ہوجاتی تہی دوپہر کے بعد مہاراجہ بڑے تزک و شان کے ساتہہ قلعہ سے سوار ہوکر یہان آتا اور بنگلہ مین اجلاس کرکر تمام امراے دربار سے نذرین لیتا اور خلعتین دیتا پانسو روپیہ خانقاہ پر چڑہاتا تہا اب جب سے سکھی سلطنت جاتی رہی ہے عام میلہ ہوتا ہے۔ دوسرا میلہ چراغون کا یہ میلہ اب بھی بڑا ہوتا ہے پہلے یہ میلہ یکم ماہ رجب کو ہوا کرتا تہا مگر اب ماہ قمری کی قید نہین رہی بہار کے موسم مین مارچ کے اخیر ہوا کرتا ہی ایک رات شائقین خانقاہ پر رہتے ہین اور تمام دن شالا مار باغ مین ۱۸۶۸ء کی مارچ مین صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور نے اس میلہ کو تجارتی میلہ کر دیا بہت سے سوداگر اپنا اپنا اسباب فروخت کے لئے لیگئے اور میلے کا ہجوم دو روز تک شالا مار باغ مین رہا ان دونو میلون مین چڑہاوے کی آمدنی اکثر ہوجاتی ہے

جو حسن علی مجاور خانقاہ کا لیتا ہے +

مزار شاہ سیدہ بلاول قادری

یہ بزرگ اکبری و جہانگیری و شاہجہانی عہد مین اپنے وقت کا علامہ تہا اسکے باپ کا نام سید عثمان اور دادا کا نام سید عیسیٰ تہا پہلے انکی سکونت ہرات مین تہی ہمایون بادشاہ جب بامداد شاہ ایران کے ہند مین آکر دوبارہ والی تخت و تاج ہوا تو سید عیسیٰ مع سید عثمان اسکے باپ کے اسکے ہمراہ ہند مین آیا تہا بادشاہ نے قلعہ شیخوپورہ مع متعلقات اسکی جاگیر مین دیا اور وہ تمام عمر اسی مین سکونت پذیر رہا ولادت شاہ بلاول کی بہی شیخوپورہ مین ہوئی اکبری عہد مین شاہ بلاول نے اپنی سکونت خاص لاہور مین اختیار کی اور علوم ظاہری مولوی ابوالفتح لاہوری سے پڑہے اور باطنی شیخ شمس الدین قادری سے تکمیل پائی اور مسند ہدایت وارشاد پر بیٹہکر ہزارہا مخلوق کو فیض پہنچایا اس بزرگ کا ہزار ہا روپیہ روزانہ عام لنگر پر خرچ ہو جاتا تہا ہزارون غریب و غربا دو وقتہ کہانا اس مہمان خانے سے کہاتے تہے آخر ایکہزار چہیالیس عہد شاہجہانی مین مرگیا اور دریاے راوی کنارے پر دفن ہوا اور عالیشان گنبد اسکے مزار پر بنایا گیا مہاراجہ رنجیت سنگہ کے عہد مین دریا اسقدر نزدیک آگیا کہ ایک دیوار گر گئی مہاراجہ رنجیت سنگہ نے فقیر نورالدین کو حکم دیا کہ شاہ بلاول کا صندوق قبر سے نکلوا کر اور جگہ دفن کردو چنانچہ فقیر نورالدین نے قبر کو کہدوایا اور تابوت نکلوایا اسروز ہزارون مسلمان شہر لاہور کے اس بزرگ کی زیارت کو گئے اور سب کے روبرو صندوق کہولا گیا دو سو برس کے بعد یہ تابوت زمین سے نکلا مگر نعش کی رنگت ہرگز بدلی نہ تہی اور معلوم ہوتا تہا کہ اسیوقت یہ شخص فوت ہوا ہے چنانچہ دوبارہ جنازہ کی نماز پڑہی گئی اور

حال کے موقع پر دفن کیا گیا۔ یہ خانقاہ لاہور سے بجانب شرق بفاصلہ ایک کوس کے راجہ دینا ناتھ کے باغ کی متصل ہے چار دیواری پختہ ہے مکان کا دروازہ جانب جنوب شالامار باغ کے پرانے رستہ کی طرف ہے اسکے اندر جب جائیں تو ایک وسیع میدان آتا ہے یہہ زمین اندرون چار دیواری سے متعلق خانقاہ ہے اسکے وسط میں علیحدہ چار دیواری میں مزار شاہ بلاول پختہ بنا ہے دروازہ جنوب کی سمت کو ہے اندر پختہ فرش قبر کا تعویذ پختہ ہے مگر بسبب نہونے مرمت و عدم خبرگیری کے دیواریں گری ہوئی ہیں اور چار دیواری کے اندر کے سب مکانات خستہ و شکستہ ہو رہے ہیں۔ اس خانقاہ پر برس میں ایک بار ۲۸ شعبان کو میلہ ہوتا ہے اس رات لاہور کے ہندو مسلمان بکثرت یہاں آتے ہیں اور شوقین آتشبازی آکر چھوڑتے ہیں*

مزار گھوڑے شاہ بخاری

اس بزرگ کا اصلی نام سید جھولن شاہ بخاری ہے وجہ تسمیہ اس کا اسطرح پر ثابت ہوتا ہے کہ اس بزرگ کا جد بزرگوار سید عثمان پہلے پہل قصبہ اچ سے لاہور میں آیا چونکہ اسکو جھولے یعنی رعشہ کی بیماری تھی اس سبب سے اسکا خطاب جھولہ بخاری مقرر ہو گیا چنانچہ اسکی قبر لاہور کے قلعہ کے اندر ہے اسکے بعد اسکا بیٹا سید شاہ محمد اپنے باپ کا جانشین تھا اسکا بیٹا یہ جھولن شاہ ہوا جسکا اصلی نام بہاء الدین تھا دادا کے خطاب پر اسکو لوگ جھولن شاہ کہتے تھے یہ مادرزاد ولی تھا پانچ برس کی عمر میں اسکو گھوڑے کی سواری کا بہت شوق تھا مریدوں میں سے جو شخص گھوڑا خدمت میں حاضر لاتا جو مانگتا حاصل کر لیتا ہوتے ہوتے یہانتک نوبت پہنچی کہ جو ارادتمند مٹی کے گھوڑے تصویر خدمت میں لاتا منہ مانگی مراد پاتا ایک روز یہہ ذکر

کسی نے سید شاہ محمد کی خدمت میں کرد یا کہ صاحبزادے کے حال پر خدا
کی اسقدر عنایت ہوئی ہے کہ مریدون میں سے جو شخص اصلی گھوڑا یا مٹی
کا گھوڑا پیش کرتا ہے اسکا مطلب فی الفور حاصل ہو جاتا ہے۔ یہ بات سنکر
شاہ محمد کمال غضب میں آیا اور لڑکے کو روبرو بلاکر فرمایا کہ اے نامراد اگر اسی
عمر میں تو باعث انکشاف اسرار الٰہی ہے تو اس زندگی سے تیرا مرجانا بہتر ہے
بمجرد کہنے اس بات کے جھولن شاہ اُسیوقت جان بحق تسلیم ہوگیا اور پانچ
برس کی عمر میں وفات پائی اسی جگہ مدفون ہوا جہان اب یہ مزار بنا ہے ✤
یہ مکان پُرانے راستے شالامار باغ کے جنوبی سمت کو واقع ہے راستہ شمال کی
سمت کو ہے اور مزار کا چبوترہ راستے کے ساتھ ملا ہوا ہے مزار پختہ ہے۔
گنبد مزار پر نہیں بنا مزار کی متعلق مکانات مسجد و چاہ وغیرہ کچھہ بھی ہیں
اور فقیر سجادہ نشین مع اور فقرا کے اوسمیں قیام پذیر ہے ہر سال اس جگہ میلا
ہوتا ہے اور اعتقاد مند لوگ حاضر ہوکر چڑھاوہ چڑھاتے ہیں گھوڑے گلی
اب بھی میلے کے روز ہزارون مزار پر چڑھتے ہیں چنانچہ مزار کی منڈیرون پر
گلی گھوڑون کے انبار لگے رہتے ہیں۔ وفات اس بزرگ کی ماہ ربیع الاول
سنہ ۱۰۳۰ ہجری میں وقوع میں آئی ✤

مدرسہ شیخ اسمٰعیل المشہور میان وڈا کا درس

یہ عالیشان مکان باغ شالامار سے ایک میل کے فاصلہ پر بجانب جنوب واقع ہے
یہ عالیشان مدرسہ اکبری عہد میں شیخ محمد اسمٰعیل المشہور میان وڈا نے بنوایا
اور اُسمین قرآن شریف کی تدریس جاری کی سنہ ۱۰۰۹ھ میں اس درس کی تعمیر
ختم ہوئی اور یہہ قطعہ تاریخ موزون ہوا ✤

بناشد این مکان نیک بنیاد ✤ ✤ برائے درس ہر یک طالب دین

سروش غیب درسال بنایش ✤ بگفتا درس اسماعیلی است این

بڑا دروازہ اس مکان کا شمال کی سمت کو ہے اس سے اندر جائین تو پختہ چار دیواری
کے اندر بہت سے مکانات بنے ہوئے دکھلائی دیتے ہین بہت سے حجرے درویشون
کی سکونت کے لئے بنے ہین ایک خراس بہی آٹا پیسنے کے لئے بنا ہے جو ہمیشہ جاری
رہتا ہے اور ایک پختہ مسجد مع چاہ وسیع تعمیر ہوئی ہے شرقی حد چار دیواری کی طرف
مزار گوہر بار شیخ محمد اسماعیل میان وڈا کا ہے اسکی چار دیواری بڑی چار دیواری
کے اندر علیحدہ ہے اسکے دروازے کے موقع پر ایک عمدہ پختہ ڈیوڑھی بنائی گئی
ہے اُسکے اندر جائین تو چبوترہ پختہ آتا ہے اُسپر جانب قبر شیخ اسمٰعیل کی
بنی ہے اُسکے علاوہ دوسری قبر شیخ جان محمد تیسری شیخ نور محمد چوتہی حافظ
محمد صالح کی ہے یہ تین بزرگ شیخ اسماعیل کے خلیفے تہے اصلی وطن محمد اسماعیل
میاوڈا کا موضع ٹڑگران علاقہ پوٹہوہار تہا اور قوم کا کہوکہر تہا اسکا باپ
فتح اللہ بن عبداللہ بن سرفراز خان بہی معزز آدمی تہا قدیم زمانہ مین اسکے
بزرگ کاشتکاری کرتے تہے مگر فتح اللہ کو علم پڑہنے کا شوق ہوا اور عالم علوم
ظاہری و باطنی ہوا اُسکا مقبرہ موضع چہبہ مین دریاے چناب کے کنارے
پر واقع ہے اُسکا بیٹا حافظ محمد اسماعیل سال نوسو پچانوین ہجری مین پیدا
ہوا اور پانچ سال کی عمر مین مخدوم عبدالکریم ساکن موضع لنگر مخدوم جو دریاے
چناب پر واقع ہے شاگرد ہوا پہلے قرآن حفظ کیا پہر علوم ظاہری مین تحصیل
حاصل کی پہر علوم باطنی کی تکمیل مین مصروف ہوا اور ولایت کے درجے
تک پہنچا اور سلسلہ سہروردیہ مین خرقہ خلافت اپنے پیر روشن ضمیر سے پایا
پہر لاہور مین آیا اور بیرونی آبادی شہر لاہور محلہ تیلی پورہ اس مدرسہ کی
بنیاد قائم کی اور طالبعلمون کے لئے تدریس قرآنی و علوم تفسیر و حدیث و فقہ

شروع کی ہزاروں لوگ خدمت میں حاضر ہوئے مدت العمر یہ بزرگ اسی کام میں مصروف رہا اور ۱۰۹۵ ہجری میں فوت ہوکر اس مقام پر مدفون ہوا۔ جس جگہ اب اُسکا مقبرہ ہے اس مقبرہ پر گنبد نہیں بنایا گیا بلکہ قبر بھی خام ہے کیونکہ اُنکی وصیت تھی کہ ہماری قبر پختہ نہ بنائی جائے مہاراجہ رنجیت سنگھ کیوقت اس مدرسہ کی رونق زیادہ ہوگئی کیونکہ امراے سلطنت و سرداران ریاست سب اس متبرک مکان کا ادب بدل و جان کرتے تھے اور حتی الوسع مدد دیتی تھی علاوہ بران میان شرف الدین مجاور و سجادہ نشین خانقاہ نہایت متدین و منتظم آدمی تھا اندہے لنگڑے اپاہج درویش فقیر طالب علم سینکڑوں اس مدرسہ سے روٹی کپڑا پاتے رہتے تھے بڑا صدمہ اس مدرسہ پر مہاراجہ دلیپ سنگھ کی سلطنت اور راجہ ہیرا سنگھ کی وزارت کیوقت آیا کہ راجہ سوچیت سنگھ جموں سے آکر اسمیں فروکش ہوا اور سکھی فوج نے راجہ ہیرا سنگھ کے حکم کے بموجب اُسپر حملہ کیا اور وہ مارا گیا مکان کی دیواریں توپوں کے گولوں سے مسمار ہوگئیں خانقاہ کے درویش بہت مارے گئے۔ صاحبان انگریز کیوقت سے اب احمد دین سجادہ نشین اس خانقاہ کا ہے یہ شخص بھی اپنے باپ کی طرح حافظ و عالم و فاضل ہے رونق مدرسہ کی اسکے وقت میں دوچندان ہوگئی آمدنی زیادہ ہوگئی کیونکہ میان محمد سلطان ٹھیکہ دار نے رکھ چلو کی زمین میں سے بہت سی زمین اس خانقاہ کے نام وقف کردی ہوئی ہے جسقدر غلہ اس اراضی میں پیدا ہوتا ہے وہ سب اس مدرسہ کے اخراجات میں خرچ ہوتا ہے فی زمانہ حال تخمیناً دوسو اندہا و لنگڑا اپاہج درویش اس خانقاہ سے پرورش پاتا ہے اور تعلیم قرآن کی سب کو ہوتی ہے اندہوں کو قرآن ختم کرایا جاتا ہے۔

روضہ خواجہ خاوند محمود المشہور حضرت ایشان

یہ روضہ بہت نزدیک موضع بیگم پورہ کے بجانب غرب اور شمال کی سمت سڑک شالا باغ کے لاہور سے بفاصلہ دو میل واقع ہے صاحب مقبرہ کا نام خواجہ خاوند محمود المشہور حضرت ایشان ہے ذات کا یہ سید اور سلسلہ نقشبندیہ کا فقیر تھا۔ اصلی وطن اسکا شہر بخارا تھا بیس برس کی عمر مین اسکو سیر کا شوق دامنگیر ہوا اور بخارا سے روانہ ہوکر سمرقند اور ہرات و قندہار و کابل کے راستے کشمیر مین پہنچا کئی برس تک کشمیر مین قیام رکھا لاکہون لوگ مرید ہوئے چونکہ ہزارون شیعہ امامیہ مذہب کے لوگ اس نے سنی بنا دئے تھے اس سبب سے خاندان قوم چک جنکی حکومت کشمیر مین تھی اور مذہب امامیہ رکھتے تھے اسکے دشمن ہو گئے اور حسین چک حاکم کشمیر نے اسکو بلاکر کہا کہ یہان سے چلے جاؤ ورنہ قتل کئے جاؤ گے اس نے ایک ماہ کی مہلت چاہی ابھی پندرہ دن گزرنے نہ پائے تھے کہ قاسم خان میر بحری اکبری فوج لیکر کشمیر پر جا پہنچا اور کشمیر کے علاقہ کی حکومت قوم چک کے ہاتھہ سے جاتی رہی من بعد یہہ چند سال کشمیر رہا جب جہانگیر بادشاہ کشمیر مین گیا تو بفرط اعتقاد وہ اسکو اپنے ساتھہ ہندوستان کو لے آیا مدت تک یہ آگرہ و دہلی وغیرہ شہرون مین قیام پذیر رہا پھر لاہور آیا اور محلہ مغل پورہ جو اس موضع پر بیرون شہر آباد تھا آباد ہوا اور ایک خانقاہ تعمیر کی آخر سنہ ۱۰۵۱ ہجری مین فوت ہوکر اسی جگہ مدفون ہوا اسکی وفات کا قطعہ تاریخ یہ ہے ؎

شہ محمود خاوند دو عالم	کہ ذاتش بود مسعود ابن مسعود
ندا شد بہر سال ارتحالش	کہ قطب الاصفیا خاوند محمود

یہ روضہ بہت بلند و سنگین پختہ چونہ گچ ہشت پہلو صورت کا بنا ہوا ہے اندر باہر سے چونہ گچ استرکاری ہے دروازہ آمد و رفت غرب کی طرف محرابی طاقبوتی بنا ہے گنبد کے اوپر جانے کے لئے زینہ موجود ہے آٹھون پہلوؤن مین آٹھہ عالیشان بلند

محرابین ہین سقف قالبوتی اور سقف پر عالیشان گنبد ہے روضہ کے اندر
وسط مین ایک بالشت بلند چبوترہ ہے اُسپر قبر خواجہ خاوند محمود عالیشان کی۔ اور
چبوترے کے نیچے گوشہ شرق وجنوب مین ایک اور قبر پختہ چونہ گچ اُسکے بیٹے
بہاوالدین کی ہے مقبرہ کی غرب کی سمت کو ایک مسجد پختہ گنبددار ہے جسکے
تین گنبد ہین اور تینون محرابین عالیشان صحن مسجد کا فرش اب خراب ہوگیا ہے
نواب زکریا خان خان بہادر نے یہہ مقبرہ بنوایا اور بسبب اسکے وہ اسکی
اولاد مین تہا اُس نے اس مکان کو زیادہ زینت دی اور مسجد موجودہ کی بنا
قائم کی اور باغیچہ کو بڑہا دیا اور محل مغل پورہ اس مزار کی چارون طرف آباد کیا
اور یہہ وہ متمول محلہ تہا جسکو غارت کرکے احمد شاہ درانی کی فوج مالامال ہوگئی
تہی اور باقیماندہ شہر کے لوٹنے کی حاجت اُنکو نہین رہی تہی مہاراجہ رنجیت سنگہ
کیوقت مین اس روضہ کے نزدیک سردار گلاب سنگہ پہوونڈیہ نے چہاونی بنائی
جس سے یہہ عالیجاہ مکان برباد ہوگیا چار دیواری گرائی گئی باغ اُجڑ گیا مسجد
کے صحن کی اینٹین اور فرشون کی اینٹین خشت فروشون نے نکال لین۔
روضہ مین جرنیل گلاب سنگہ نے باروت بہردی مزار کا سنگ مرمر اُتار لیا گیا
چند سال اس متبرک روضہ مین باروت بہری رہی اور قفل بند رہا جب
سکہی سلطنت جاتی رہی اور صاحبان انگریز کا دور دوران ہوا تو باروت
اس روضہ سے نکلوا کر دریا مین پہنکوائی گئی اور روضہ خالی ہوا سر ہنری
لارنس صاحب بہادر کی رزیڈنٹی کیوقت خواجہ احمد کشمیری جو خواجہ خاوند محمود
صاحب روضہ کی اولاد سے تہا لاہور آیا اور اُس نے صاحب بہادر سے
اجازت لیکر اس جگہ پر قبضہ کیا اور بہت سا روپیہ خرچ کرکے مرمت اس روضہ
کی کرائی مزارات دوبارہ بنوائے مسجد کی بہی مرمت کرائی اور تولیت مکان کی

محمد بخش صحاف لاہوری کو دیکر کشمیر کو چلا گیا مگر بسبب اسکے کہ اس مکان کے ضروری اخراجات کے لئیے کوئی صورت قائم نہ تہی پہر یہ مکان بدستور ویران ہوگیا۔ اس مقبرہ و مسجد کی مرمت مولف کتاب کی نگرانی مین پہر ابا سرکار کی طرف سے ہوئی ہے ورنہ مسجد کی حالت بہت خراب تہی یقین تہا کہ بہت جلد گر جاتی

مقبرہ میانمیر یا لاہیر لاہوری

لاہور کی مشہور و معروف عالیشان عمارات مین سے یہ مشہور مکان مقبرہ شیخ محمد میر المشہور میانمیر یا لاہیر لاہوری کا ہے صاحب مقبرہ سلسلہ عالیہ قادریہ مین مرید و خلیفہ شیخ خضر سیستانی تہا اور اسی سے اس نے تکمیل پائی اور ہندوستان مین اکر لاہور مین سکونت پذیر ہوا۔ یہ بزرگ نہایت درجہ کا عابد و زاہد و متقی و خدا پرست تارک الدنیا تہا سکینۃ الاولیا نام ایک کتاب بزبان فارسی دارا شکوہ شاہجہان بادشاہ کے بیٹے نے اسکے حالات مین لکہی ہے جسمین ہزارون کرامتین اس بزرگ کی درج ہین۔ یہ بزرگ سنہ ۱۰۴۵ ہجری عہد شاہجہان بادشاہ مین فوت ہوا چونکہ شاہزادہ دارا شکوہ پوتا چیلہ میانمیر کا تہا یعنی ارادت اسکی شیخ محمد المشہور ملا شاہ کے ہاتہہ پر تہی اُس نے بہت سا پتہر و سامان عمارت کا بہم پہنچایا پہلے اُس نے اپنے پیر کا روضہ بنوالیا جسکی چار دیواری مین اب موضع میانمیر آباد ہے اور مہاراجہ رنجیت سنگہ نے اُس مقبرہ کے قیمتی پتہر اوتروا لئیے ہین پہر اس عالیشان مکان کی بنیاد رکہی اتفاقاً اُسی زمانہ مین سلطنت کا انقلاب وقوع مین اگیا شاہجہان بادشاہ کو عالمگیر اورنگ زیب نے قید کر لیا دارا شکوہ مقتول ہوا اس سببسے عمارت اسکی چند سال بند رہی آخر الامر متوسلان اسی خاندان نے عالمگیر کی خدمت مین عرض کر کر دوبارہ اسکی تعمیر شروع کرائی اور یہ مکان بنکر تیار ہوا مگر

اُس قسم کی تیاری کا مکان نہ بنا جس صورت سے دارا شکوہ چاہتا تھا۔ چار دیواری
اس مقبرہ کی پختہ چونہ گچ ہے اور چاروں دیواروں میں محرابہائے قالبوتی عمارت
کی نہایت خوبصورت بنائی گئی ہیں ارتفاع چار دیواری کا پانچ گز تخمیناً۔ دروازہ
آمد و رفت جنوب کی سمت کو ہے جب اسکے اندر جائیں تو غرب کی سمت ایک
عالیشان دالان چونہ گچ قالبوتی سقف کا محرابی قالبوتی دردون کا سجادہ نشینوں
کی نشستگاہ بنا ہے اسکے ساتھ چار دیواری کے غرب کی سمت کو ایک اور مکان
بخارچہ دار ہے اسمیں نشست خاص سجادہ نشین کی ہوتی ہے اس دالان
کی دیوار بدیوار شمال کی طرف ایک عالیشان پختہ مسجد بنی ہوئی ہے مسجد کی
کرسی بلند ہے مسجد کے صحن پر فرش پختہ ہے اس مسجد کی کرسی دارا شکوہ
کیوقت بنی تھی جسپر پتھر لگا ہے و باقیماندہ تعمیر عالمگیر کیوقت ہوئی تھی
اس عالیشان مسجد کی پانچ محرابیں اور پانچوں گنبد مدور نہایت
خوبصورت ہیں میانہ در کے اوپر لب بام دو برجیاں ہشت پہلو بنی ہوئی ہیں
اس مسجد کی محرابوں کی دیواروں کے آغاز میں آدھ آدھ گز تک سنگ مرمر
کی سلیں نصب ہیں اور باقی چونہ گچ عمارت ہے مسجد کے اوپر جانے کے لئے
دو زینے شمالی و جنوبی ہیں مسجد کے شمال کی طرف بھی ایک پختہ دالان بنا ہے
جسکی کرسی کے چبوترہ سے کو سنگ سرخ لگا ہوا ہے چار دیواری کے تمام صحن
میں سنگ سرخ کا فرش ہے خاص روضہ کے شرق کی سمت کو ایک دو دالان
پختہ بنا ہے اسکے دو دروازے شمال و جنوب کی سمت کو ہیں سقف بھی محرابی
قالبوتی ہے اس دالان کے شرق کی طرف ایک چاہ پختہ مع غسلخانہ بنا ہے
چونکہ اس چار دیواری کے اندر کوئی چاہ نہ تھا نور محمد ایمان والہ نے بعرصہ
عرصہ پچاس برس کے یہ چاہ تیار کرایا تھا اس چاہ کے غرب کی طرف وہ

صحن ہے جسمین سنگ سرخ کا فرش ہے اور تین طرف باغیچہ ہے چاردیواری کے اندر
بہت سی قبرین اور ایک چاہ خورد و خراس وغیرہ مکانات پختہ بھی بنے ہین
وسط چاردیواری مین مقبرہ عالیہ میانمیر بالاپیر کا ہے روضہ ایک عالیشان
چبوترے پر بنایا گیا ہے جو مربع ۱۹-۱۹ درعہ طول وعرض کا ہے جنوب
کی سمت زینہ سنگ مرمر کا ہے اور پتھر مین گلکاری منبت کاری ہے چار طرف
چبوترے کے ارتفاعی عمارت مین سنگ مرمر کی سلین لگی ہوئی ہین۔
اس چبوترے کے اوپر بھی پتھر کا فرش ہے اور وسط مین روضہ کی
عمارت ہے اس مقبرہ کی عمارت قد آدم بلند سنگ مرمر کی ہے باقی سب کانسی کا
منقش ہے دروازہ آمد و رفت کا جنوب کی سمت ہے جسکا ایک زینہ سنگ مرمر
کا اور چوکھٹ سنگ سرخ کی ہے دروازہ کی محراب پر یہ قطعہ تاریخ لکھا ہے
جس سے سال تاریخ وفات میان میر بالا پیر پایا جاتا ہے +

میان میر سر دفتر عارفان + کہ خاک درش زنگ اکسیر شد
سفر جانب شہر جاوید کرد + ازین محنت آباد دلگیر شد
۱۰۴۵
خرد بہر سال وصالش نوشت + بفردوس والا میان میر شد

اندر مقبرہ کے تمام فرش سنگ مرمر کا ہے جسمین گلکاری سنگ موسی سیاہ کی
کی ہوئی ہے اس مقبرہ کی تین سمت تین محرابین قالبوتی بنی ہوئی ہین
اور چوتھی محراب جنوبی مین دروازہ ہے تینون محرابون مین پنجرے خوشنما
لگائے گئے ہین اندرونی عمارت مین بھی تابسینہ بلند سنگ مرمر لگا ہوا ہے
جو عمارت دارا شکوہ کے عہد مین بنائی گئی تھی شمالی محراب کے بازوئے غربی و شرقی
مین نہایت خوبصورت شیشہ کا کام بیلدار بنا ہے اور ایک ایک آئینہ کلان
نصب ہے گنبد کی سقف مین بھی شیشہ کا کام نہایت خوبی کے ساتھہ ہوا ہوا ہے

بڑے بڑے آیئنے بہی لگے ہین یہ شیشہ کا کام اب ایک انگریز نے بنوایا تہا جسکا نام
بیٹل صاحب اور گبن صاحب سوداگر کا نوکر تہا باہر کی سفیدی بہی اُس نے
کرائی تہی مزار حضرت کا گنبد کے میانہ مین ایک چبوترے پر ہے یہ چبوترہ سنگ مرمر
کا ایک فٹ بلند ہے اُسکے اوپر قبر کا تعویذ سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے جسپر ہمیشہ
غلاف قیمتی کپڑون کا پڑا رہتا ہے سقف قالبوتی اور سقف پر خوبصورت گنبد
ہے جسکا کلس بہی سنگ مرمر کا ہے ۱۱ اس مزار پر سال بہر مین پانچ میلے
ہوتے ہین ایک عرس سالیتہ ہوتا ہے اُس روز دو دن اور دو رات ہجوم
خلق اللہ کا رہتا ہے اور چار میلے برسات کے موسم مین ہوتے ہین یعنی چار چہار
شنبے جو ماہ ساون مین آتے ہین ہر ایک چہارشنبہ کو یہان میلہ ہوا کرتا
ہے اور لوگ بکثرت جمع ہوتے ہین اگرچہ سکہون کیوقت بہی یہان بڑا میلہ
ہوتا تہا مگر اب میلہ مین رونق زیادہ ہوتی ہے کیونکہ لاہور خاص و چہاؤنی
میانمیر و دیہات کی خلقت میلے کے روز بکثرت جمع ہوجاتی ہے اور آمدنی
چڑہاوے کی بہت آتی ہے +

مقبرہ شیخ موسیٰ آہنگر

بیرون شہر لاہور اکبری دروازے کے باہر قلعۂ گوجرسنگہ سے بجانب شمال
یہ گنبددار مقبرہ سبز رنگ کا موجود ہے گنبد کی بیرونی عمارت پر سبز رنگ کا
کانسی کا کام ہے گنبد نہایت خوبصورت و منقطع بنایا گیا ہے یہ مقبرہ ایک خشتی
چاردیواری کے اندر ہے شمال کی طرف چاردیواری کا دروازہ ہے اگرچہ
دروازہ گرچکا ہے مگر آمدورفت اُسی مقام سے ہے گوشہ شرق و شمال مین ایک
چاہ ہے جسپر جہنج چوب زمینداروں کا چلتا ہے جو اُس جگہ زمینداری کرتے
ہین چاردیواری کے اندر بہت سے درخت اور قبور ہین اور وسط مین یہ

عالیشان مقبرہ ہی مقبرے کے تین دروازے جنوبی شرقی غربی تھے مگر اب
جنوب کی سمت کا دروازہ کہلا ہے اور بند ہین مقبرے کے اندر جائین تو وسط
مین ایک چبوترے پر شیخ موسیٰ کی قبر ہے اور گنبد کی دیوارین پختہ چونہ گچ
سقف قالبوتی اور اوپر سقف کے مدور گنبد سبز رنگ نہایت خوبصورت ہی
یہ بزرگ لودیہ سلطنت کیوقت زندہ تہا آہنگری کا کام کرتا تہا اور سلسلہ
سہروردیہ مین ارادت بخدمت شیخ عبدالجلیل چوہڑ بندگی کی تہی اسکے خاندان
مین لوہار بہت مرید ہین۔ عرس سالانہ بہی لوہار کرتے ہین یہ بزرگ کامل
گزرا ہے تذکرہ قطبیہ مین لکہا ہے کہ ایک روز یہ بزرگ اپنی دوکان پہ
آہنگری کا کام کر رہا تہا ایک ہندو عورت تکلا آہنے جس سے سوت کاتا جاتا ہے
بنوانے کے لیئے آئی چونکہ نوجوان وخوبصورت تہی شیخ نے تکلا تو بہٹی مین ڈالا
اور خود اُسکے جمال باکمال کیطرف ایسا متوجہ ہوا کہ ایک گہنٹہ گزر گیا عورت
غضب مین آئی اور کہنے لگی کہ اے شخص تو کیسا آدمی ہے کہ کام کی طرف خیال
نہین کرتا اور میرے مُنہ کی طرف آنکہین پہاڑ پہاڑ کر دیکہہ رہا ہی یہ بات سنکر
شیخ نے وہی تکلا جو آگ مین سرخ ہوا ہوا تہا بہٹی سے نکالا اور میل کی طرح
دونو آنکہون مین پہیر لیا اور کہا کہ اگر مین نے تجہکو بدنظر سے دیکہا ہے تو
میری آنکہین جل جائین اور اگر تیری صورت مین مین نے مصور ازلی
کا جمال دیکہتا تہا تو یہ لوہا سونہ ہو جائے چنانچہ اسیوقت تکلا سونے کا ہو گیا
یہ حال دیکہکر عورت قدمون پر گر پڑی اور مرید ہوئی اُس عورت کی قبر بہی
اسی احاطہ کی شمالی دیوار کے پاس ہے اور ایک چہوٹا گنبد اُسپر بنا ہے
اگرچہ اب گر گیا ہے مگر بقیہ اُسکا موجود ہے یہ بزرگ سنہ ۹۲۵ ہجری مین فوت ہوا
اور یہان دفنایا گیا ۔

مقبرہ شیخ جوہر عبد الجلیل قطب عالم

یہ مقبرہ شیخ موسیٰ کے مقبرے کے بہت نزدیک ایک کلان چاردیواری کے اندر ہے چاردیواری کے اندر ایک تہ خانہ ہے اسمین اس بزرگ کی قبر ہے تہ خانے کا دروازہ غرب کی سمت کو ہے چند زینے اوتر کر نیچے جاتے ہین تہ خانے کی عمارت پختہ چونہ گچ ہے اور وسط مین پختہ قبر ہے سقف قالبوتی ہے سقف کے اوپر بہی ایک قبر بنی ہوئی ہے چاردیواری بیرونی کی غربی سمت کو ایک کہنہ پختہ مسجد بنی ہے جو شیخ نے خود اپنی حین حیات بنوائی تہی چاردیواری بیرونے اس مقبرہ کی ۱۲۶۴ء مین غلام محی الدین شاہ نے تعمیر کی ۔ یہ شخص اسی بزرگ کی اولاد مین سے تہا بیرونی دروازہ تہ خانے پر یہ قطعہ تاریخ لکہا ہے ✤

مکان خانقاہ قطب عالم ✤ چو از تعمیر نو زینت پذیر فت
بتاریخ بنایش ہاتف غیب ✤ بناے از غلام محی دین گفت
۱۲۶۰

اس چاردیواری کے اندر قبرین بہت ہین اور چاہ چرخی دار ہے اور دو کوٹہڑیان فقیر کے رہنے کے لئے بنی ہین اب سرپرست و خبرگیر اس مکان کا خورشید عالم غلام محی الدین شاہ کا بیٹا ہے جو موضع رتہ پیران ضلع سیالکوٹ مین رہتا ہے ۔ اس بزرگ کا سلسلہ سہروردیہ ہے اب بہی ہزارون لوگ اسکے گہر کے مرید ہین ایک بہت بڑی کتاب تذکرہ قطبیہ اسکے حالات وکرامات مین لکہی گئی تہی جو اب تک موجود ہے سلطان بہلول لودی بادشاہ ہند کا یہ داماد تہا جسکے بطن سے شیخ الہ داد شیخ اسکا بیٹا پیدا ہوا سنہ ۹۱۰ ہجری مین یہ بزرگ فوت ہوا اور مادہ تاریخ لفظ شیخ ہے ۹۱۰ ✤

مکان رسول شاہیان

یہ ایک مشہور و معروف مکان لاہور کے مکانات مین سے بیرون دروازہ دہلی لنڈہ بازار کے شمال کی سمت کو واقع ہے چاردیواری پختہ بنی ہوئی ہے ڈیوڑہی

عمدہ ہی اسکے اندر مزارات و مقابر بنے ہوئے ہین یہ موجودہ مکان راجہ دینا ناتہہ رئیس لاہور نے مہاراجہ رنجیت سنگہ کیوقت نورحسین رسول شاہی کو بنوادیا تہا سکہون کیوقت ہر ایک امیر سردار راجہ مہاراجہ کی آمدورفت اس مکان مین بہت تہی اور سب لوگ نورحسین کی خدمت کرتے تہی اور وہ امیرانہ معاش اپنا رکہتا تہا باعث یہ تہا کہ اس فرقہ رسول شاہی مین شراب کا پینا ہر ایک عبادت سے مقدم الامور ہی دن رات شراب کی بہٹی اس جگہ چڑہی رہتی تہی اور طرح طرح کی مصالحدار شراب کہچوائی جاتی تہی پس امراء لوگ جنکو دختر رز سے کمال محبت ہوتی تہے اس جگہ دو وقتہ آمدورفت رکہتے تہی جب انگریزی عملداری ہوئی تو راجہ دینا ناتہہ کی سفارش سے سرکار نے اجازت دیدی کہ یہ لوگ اپنے پینے کے لئے شراب گہر کہچوا لیا کرین مگر کسی غیر کیواسطے کہچوائینگے تو مجرم ہونگے چنانچہ پندرہ سولہ برس تک وہ بہٹی انکو معاف رہی اور بدستور رونق مکان کی رہی آخر بمخبری کسی دراندازکے سرکار کے دل مین شبہہ واقع ہوا اور بہٹی بند ہوئی اُسی روز سے کسی کی آمدورفت یہان نرہی نورحسین جو ایک لئیق خلیق شیرین زبان آدمی تہا وہ بہی مرگیا انورحسین المتخلص بہا جو ایک عمدہ شاعر سخن فہم اس فرقہ مین سے تہا وہ بہی فوت ہوگیا یہ فرقہ خاندان سہروردیہ کی ایک شاخ ہی اور رسول شاہ نام اس فرقہ کا مقتدا تہا سر پہ پگڑی نہین باندہتے رومال لپیٹ رکہتے ہین پاجامہ کی جگہ تہہ بند رہتا ہے تمام جسم و چہرے پر راکہہ ملی رکہتے ہین اس فرقہ کے لوگ لکہے پڑہے ضرور ہوتے ہین کوئی ناخواندہ نہین ہوتا بڑا گروہ اس فرقہ کا الور مین ہی جہان انکے پیشوا کا مقبرہ ہے +

مقبرہ شاہ محمد غوث قادری

یہ مقبرہ کہ مشہور و معروف مکان لاہور کی شرقی دیوار کے باہر باہر مین دروازہ

اکبری و دہلی کے واقع ہی تمام مسلمان لاہور بلکہ تمام پنجاب کے اہل اسلام اس مکان کا بدل و جان ادب کرتے ہین محمد شاہ بادشاہ کے عہد مین یہ بزرگ صاحب تصرف ظاہری و باطنی ہوا ہی اصلی وطن اسکا شہر پشاور تہا اور اسکے باپ سید حسن کا مقبرہ پشاور مین ہی اولاد بہی اسکی پشاور مین رہتی ہے — نسبی شجرہ اس بزرگ کا بڑے پیر غوث الاعظم کے ساتہہ ملتا ہے اس بزرگ نے سیر بہت کی تہی اور تمام ہندوستان مین پہرا آخر ۱۱۵۲ ہجری مین بمقام لاہور فوت ہوا اور اسی جگہ مدفون ہوا اس مکان کی بیرونی چار دیواری پختہ ہی پہلے چارون دیوارین تہین مگر جب رونکر سرکاری باغ متعلقہ دیوان بیجنا تہہ شہر کی خندق بہر کر لگایا گیا تو غربی دیوار گرا دی گئی اب غربی حد اسکی اُس باغ کے ساتہہ ملحق ہے بلکہ تین طرف باغ ہی باغ ہی اور شرق کیطرف سڑک و شارع عام رستہ آمد و رفت بہی شرق کی سمت کو ہی بڑی چار دیواری کے اندر ایک اور چار دیواری پختہ چونہ گچ بنی ہی جسمین مزار ایک بلند چبوترے پر بنا ہی دو قبرین اُسپر ہین ایک شاہ محمد غوث اور دوسری انکی اہلیہ کی - اس چار دیواری کا دروازہ جنوب کی سمت کو ہی اور دروازے کے آگے پختہ فرش ہے اور فرش کے مغرب کی سمت پختہ مسجد گنبددار غلام نبی کوٹہی دار کی بنائی ہوئی ہی فرش مسجد کا بہی پختہ ہی اور حوض دہ در دہ عرض و طول کا ہمیشہ پر آب رہتا ہی بڑی چار دیواری کی غربی حد مین ایک پختہ نشستگاہ سجادہ نشین کے بیٹھنے کے لئے دریچہ دار بنی ہوئی ہی اور جنوبی دیوار کے ساتہہ اور عمارات ضروری و چاہ وغیرہ تعمیر ہوئے ہین - سکہی عہد مین یہ مکان اور وضع کا بنا ہوا تہا کنور نونہال سنگہ کے اختیارات کیوقت یہ تجویز قرار پائی کہ لاہور کی فصیل کے آدہ آدہ میل باہر شہر کے چارون طرف کف دست میدان

کر دیا جائے عمارتیں گرا دی جائیں درخت کٹوا دئے جائیں چنانچہ پہلے یہہ کام
دہلی دروازہ کے باہر شروع ہوا اور ولاروس نام ایک انگریز اس کام پر مامور
ہوا چنانچہ مکان کا گرنا اور درختوں کا کٹنا شروع ہو گیا شاہ محمد غوث کے مزار
کی مسجد بھی گر گئی چار دیواری بھی اندرونی و بیرونی مسمار ہوئی اس حال کے وقوع
سے لاہور کی رعایا ہندو مسلمان نے بہت واویلا کی اور چاہا کہ یہ متبرک مکان
گرنے سے بچ جائے مگر کسی نے نہ سنا ابھی مزار خاص کا گرنا باقی تہا کہ اُس رات
مہاراجہ کہڑک سنگہ مر گیا اور کام بسبب حادثہ وفات مہاراجہ کے اٹک رہا
اُسی روز قدرت الٰہی نے یہ رنگ دکہلایا کہ جب کنور نونہال سنگہ اپنے باپ
کی نعش کو داغ دیکر قلعہ کے دروازے مین پہنچا تو بسبب زلزل آواز توپ
سلامی کے دروازے کی دیوار کی منڈیر گر کر کنور نونہال سنگہ اور میاں اودہم سنگہ
کے سر پر آپڑی اور وہ دو نوجوان فرمان فرما اُسکے صدمہ سے جان بحق تسلیم
ہو گئے اس واقعہ کے وقوع سے تمام شہر مین شور ہو گیا کہ بسبب گرانے مزار شاہ محمد غوث
کے یہ صدمہ کنور نونہال سنگہ پر آیا ہے فی الفور مسمار شدہ عمارت دوبارہ بننی
شروع ہو گئی اور چند سال مین وہی درخت جو کاٹے گئے تھے پہر شاخین
پہوٹکر سرسبز ہو گئے اور مکان کی رونق بدستور رہو گئی +

مسجد محمد صالح سندھی

یہ قدیم زمانے کی مسجد قلعہ گوجر سنگہ سے بجانب شرق نہایت متقطع گنبددار بنی ہوئی
ہے محمد صالح سندہی صوبہ لاہور کا دیوان اسکا بانی تہا شاہجہان بادشاہ
کے عہد مین یہ مسجد تعمیر ہوئی جب بیرون شہر کی آبادی سکہوں نے ویران
کر دی تو یہ مسجد بسبب پختگی اپنی کے مسماری سے بچ رہی سکہوں کے وقت
مہاراجہ رنجیت سنگہ کے حکم سے اسمین بارود بہری رہتی تہی انگریزی عملداری

ہین مسجد خالی ہوئی تو نواب علی رضا خان نے اسکی مرمت کرائی۔ یہ مسجد اندر
باہر سے پختہ ہے تین اسکی محرابین ہین اور تین ہی عالیشان گنبد صحن کا فرش
بسبب گزرنے زمانہ دراز کے اب شکستہ ہے سابقہ عمارت کے نشانات سے پایا جاتا
ہے کہ سابق یہان باغ ہوگا چاہ کے پاس حوض کہنہ بھی ابتک موجود ہے شہر کی
بیرونی آبادی کے وقت اس موقع پر محلہ حاجی سوای کا آباد تھا اور شیخ محمد صالح حاجی سوای
کا برادر زادہ اور امیر کبیر تھا اُس نے اپنی امارت کیوقت یہ مسجد تعمیر کی تھی +

مکان مزار شاہ رحمت اللہ قریشی

یہ مکان بی بی پاکدامنان کی خانقاہ کے شمال کی سمت کو باغیچہ سید حبیب علی کے
شرق کی طرف واقع ہے مکان بارونق ہے درخت بہت لگائے ہوئے کوٹھے مکلف چونہ
ہے شاہ رحمت اللہ کی قبر ایک چبوترے کے اوپر ہے جسپر چار دیواری پختہ چونہ گچ
ہے دروازہ چار دیواری کا جنوب کی سمت کو ہے چبوترہ کے اوپر اور بھی
قبرین بہت ہین یہ بزرگ عہد عالمگیر مین ایک عالم فاضل و صاحب تصرف
آدمی تھا مرید اسکے بیشمار تھے اب بھی اُسکے خاندان مین پیری مریدی کا سلسلہ
چلا آتا ہے اور اسکی اولاد موضع ڈھولنوال و شہر لاہور مین موجود ہے اور
اس مکان کے سرپرست وہی لوگ ہین +

مکان مسجد نقیبان

یہ پرانی مسجد بادشاہی وقت کی تعمیر قلعہ گوجر سنگہ کے گوشہ شمال غرب کی سمت
کو موجود ہے اس مسجد کی عالیشان عمارت ایسی بنائی گئی ہے کہ ابتک باوجود
گزرنے صدہا سال کے بدستور مضبوط و مستحکم کھڑی ہے اس مسجد کی تین
محرابین عالیشان اور تین گنبد ہین بیرون محرابین قالبوتی منقش بنی ہین
سقف بھی قالبوتی خشتی ہے درمیانہ محراب کے اوپر جو کتبہ ہے اسمین آیت الکرسی

لکھی ہے مسجد کے باہر صحن مین فرش پختہ خشتی بناہی اور پُرانا حوض پختہ بنا
ہوا ہی اتبک مسجود ہی حوض کے گوشہ جنوب شرق مین چاہ پختہ بنا ہوا ہے
سکھون کی عملداری مین اس مسجد مین باروت بھری رہتی تھی جب بعہد عملداری
سرکار انگریزی باروت تلف ہوکر یہ مسجد خالی ہوئی تو صوبہ شاہ نقیب نے دعوی
کرکے یہ مسجد واگزار کرالی ✤ یہ مسجد عہد بہادرشاہ مین محمد وصل نام ایک امیر
نے جو سہارنپور کا رہنے والا تھا اور دہلی سے بادشاہی خدمت کے سبب سے
لاہور مین آکر قیام پذیر ہوا تھا بصرف زرِ خود بنوائی تھی جو اتبک اُسکی یادگار
موجود ہے اُسکے بعد اُسکی اولاد صوبہ لاہور کے رو برو نقابت کی خدمت
پر مامور رہی اس سبب سے وہ نقیب کہلانے لگے اور یہ مسجد نقیبون کی مسجد مشہور ہوئی

خانقاہ حامد قاری

یہ مقبرہ مکان لاہور سے شرق کی طرف بفاصلہ دو میل کے پڑاوہ بدھو سے شرق
کی سمت واقع ہے چار دیواری اسکی خشتی پختہ بنی ہے اور رستہ آمد و رفت کا
بسمت جنوب ہے جب اندر جائین تو دیوار جنوبی کے پاس ایک چاہ چرخی دار ہے
اور دو غسلخانے اور ایک مسجد پختہ چونہ گچ موجود ہی مسجد کی عمارت اندر سے
سفید ہی اور ایک محراب کلان پر کلمہ شریف اور دو خورد محرابون پر یہ قطعہ
تاریخ تحریر ہے خداوند را شکر و احدم بباد چہ خوش مسجد از دست مسکین نہاد
۱۱۴۱
خرد گفت در سال تاریخ آن ز آفات دوران زوالش مباد
اندر باہر مسجد کے خشتی فرش ہے صحن مسجد کے آگے ایک حوض پانی کا بنا ہوا
ہے مسجد کے شمال کی سمت کو ایک کوٹھہ پختہ فقیر کے رہنے کے لئے بنا ہی حوض کے
شرق کی سمت کو ایک چار دیواری پختہ بنی ہوئی ہی رستہ آمد و رفت غرب کی
طرف ہی اسکے اندر وسط مین قبر شیخ حامد قاری کی ایک چبوترے کے اوپر پختہ

بنی ہوئی ہی محمد شاہ بادشاہ کیوقت یہ بزرگ لاہور مین عالم وفاضل صاحب فنون تہا چونکہ قرآن پڑہنے مین یہ اُستاد تہا اسلیئے اسکو قاری خطاب ملا تھا۔ یہ بزرگ سنہ ۱۱۶۴ ہجری مین مرا اور اس جگہ مدفون ہوا مسجد موجودہ اسی کی بنوائی ہوئی تہی اور اسی مین یہ درس پڑہاتا تہا اُسوقت یہ مکان بیرونی آبادی شہر لاہور کے اندر تہا بیعت اس بزرگ کی خاندان سہروردیہ مین بخدمت مولوی تیمور کے تہی وہ بہی لاہور کا ایک عالم متبحر ولگانہ عصر تہا اب حفاظت اس مکان کی متعلق میان احمدالدین سجادہ نشین خانقاہ میان وڈا کے ہے۔ ہرسال اس جگہ میلہ ہوتا ہے اور ۱۴ ماہ جمادی الثانی میلے کی تاریخ مقرر ہی اور اُسی تاریخ یہ بزرگ مرا تہا +

مقبرہ علی مردان خان شیر شاہجہانی

مکان کے ذکر سے پہلے صاحب مقبرہ کا ذکر مقدم سمجہ کر لکہا جاتا ہی کہ علی مردان خان بن گنج علیخان ایک امیر الامرا و صوبہ دار صوبہ قندہار سلطنت صفویہ ایرانیہ کا تہا کسی سبب سے وہ شاہ ایران سے ناراض ہوا اور رجوع بسلطنت چغتائیہ دہلویہ لایا چونکہ اکبر و جہانگیر و شاہجہان تینون بادشاہ دل سے خواہان تہے کہ کابل کی طرح قندہار کا صوبہ بہی انکی قلمرو کے شامل ہو علی مردان خان نے شاہجہان کی خدمت مین عریضہ لکہا کہ اگر سرکار ہند مین میری عزت و توقیر ہو تو قلعۂ قندہار مین نذر پکڑاتا ہون بادشاہ اس بات سے بہت خوش ہوا اور اپنا صوبہ دار قندہار کو مع فوج جرار مامور کیا اور حکم دیا کہ نواب علی مردان خان قندہار پر دخل ہمارے صوبہ دار کا کرا دیوے اور خود خدمت مین حاضر ہو چنانچہ مردان علی خان خدمت مین حاضر ہو کر سلک امرائے ذی الاقتدار مین منسلک ہوا انہی ایام ملازمت مین اسنے بڑی بڑی خدمتین کین لاہور کی صوبہ داری کشمیر کی نظامت پر بہی یہ ملحوظ

خصوصاً عمارت کے کام مین یہ ایسا اوستاد تہا - کہ کروڑون روپیہ اس کے
ہاتہہ سے صرف ہوئے علی مردان خان کا باغ المشہور نولکہہ لاہور مین اس کا یادگار تہا
جسکی اب ڈیوڑہی باقی ہے باقی عمارت سب برباد ہو چکی ہے دہلی کی نہر جو عین شہر
اور قلعہ مین پہرتی ہے یہی شخص کہدوا کر لایا تہا - نہر ہنسلی بہی لاہور سے اسی
نے کہدوائی اور لاہور مین لا کر باغ شالامار کو سیراب کیا بڑی نہر فیروزپور جو دہلی
سے ہانسی حصار کو جاتی ہے اس نے دوبارہ درست کی علی ہذا القیاس اور ہزارون عمارتین
بنوائین جس کا حد وحساب نہین آخر ۱۰۶۷ ہجری مین فوت ہو کر اس جگہہ مدفون
ہوا جہان اب مقبرہ بنا ہوا ہے - قطعہ تاریخ اس کی وفات کا مندرجہ کتاب گنجینہ
سروری المشہور گنج تاریخ یہ ہے -

امیری صاحب دولت شہیری صاحب حشمت ثناگوئے علی مرد حق آگاہ مردان خان
سفر چون کرد زین دنیائے دون سوئے بقا آخر ندا آمد بتاریخش کہ آگاہ مردان خان

مسلمانی سلطنت کے وقت اس کے ساتہہ کی عمارت خشتی سوائے مسجد وزیر خان
کے دوسری نہ تہی - مگر باہر شہر کے بربادی کیوقت یہ عالیجاہ مکان خاک مین مل گیا -
اس کی چاردیواری کی اینٹین لاہور کے کشمیری خشت فروش اوکہاڑ کر لے گئے
باقیماندہ عمارتین سردار گلاب سنگہ جیو ونڈیہ نے گرا کر چہاونی کو اینٹین لگائین
جس چہاونی کا بہی اب نام ونشان نہین رہا مکان مقبرہ سے صرف ڈیوڑہی اور
خاص مقبرہ باقی ہے ڈیوڑہی کا مکان مقبرہ سے شمال کی سمت کو واقع ہے
اس کے علاوہ ایک اور ڈیوڑہی بہی تہی جس کو سکہون نے گرا دیا ڈیوڑہی موجودہ
نہایت عمدہ مقطع کاشی کاری سے بنی ہے سب عمارت اس کی خشتی ہے اور محرابی چہتین
دو زینے اوپر کی منزل پر جانے کے لئے بنی ہین سکہون کیوقت اس ڈیوڑہی کو مسمی
گوردت سنگہ کرنیل افسر پلٹن مصران والی نے اپنا مسکن بنایا ہوا تہا اصلی مقبرہ نواب علیمردان خان

کا تین منزلہ شمار کیا جاتا ہے ایک منزل تو زمین کے اندر بطور تہہ خانہ کے ہے
تہہ خانہ نہایت وسیع ہے اسمین تین قبرین پختہ ہین سقف قالبوتی گنبد نما
جب اس تہہ خانہ سے اوپر جائین تو ایک مثمن چبوترہ پختہ عالیشان پر گنبد کی عمارت
ہے صورت اوسکی ہشت پہلو آٹھ اطراف مین آٹھ محرابین عالیشان ہین۔ مہاراجہ
رنجیت سنگھ کے وقت اس عالیشان مقبرہ مین سکھ زین ہر رہتا تہا۔ جو متعلق فوج
ماتحت گلاب سنگھ بہونڈیہ کے تہا۔ اس مقبرہ کی پہلی منزل مین سنگ سرخ و سنگ ابری
کی بڑی بڑی سلین نصب تہین جو سکھون نے براہ سنگدلی اکھاڑلی تہین پہلی منزل کے
زینہ سے انسان جب اوپر جائے تو گنبد کی چار سمت پھر سکتا ہے ہر ایک پہلو مین عالیشان
نشستین و دریچہ دار بنی ہین اور بیچ مین عالیشان گنبد جو بیان ہے جب اخیری سقف
پر آدمی جاتا ہے تو ہر ایک گوشہ پر ہشت در خورد خوشنما گنبدی نظر آتے ہین۔ اور
درمیان مین بڑا گنبد عالیشان۔ اس مقبرہ کی عظمت و شان کا کچھ حد و حساب نہین
بلکہ اتنا بلند مقبرہ لاہور مین اور کوئی نہین۔ اب سرکار انگریزی نے بپاس قدردانی
اس مقبرہ کو معرفت مولف کتاب کے مرمت کرایا ہے تاکہ کسی بہونچال کے صدمہ سے
گر نہ جاوے سیڑہیان بہی بنائی گئی ہین تہہ خانہ بہی صاف کرایا گیا ہے۔

مقبرہ شاہ شمس الدین قادری لاہوری

یہ مقبرہ جناب لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر کی کوٹھی کے گوشہ جنوب شرق کو تھوڑے سے
فاصلہ پر عین میدان مین بنا ہوا ہے۔ صورت مقبرہ کی مربع ہے اور چارون
طرف چار دروازے رکہے ہوئے ہین کرسی مقبرہ کی زمین سے چندان
بلند نہین ہے سابق چار گوشون پر چار مینار تہے اب مسمار ہو گئے ہین اندر باہر
مقبرہ کی استرکاری ہے شمالی سمت کو دروازہ ہے مقبرے کے اندر وسط مین

ایک چبوترہ ہے جس پر قبر شاہ شمس الدین کی بنی ہے شمالی دروازے کے اوپر
اندر کیطرف دیوار پر بخط نستعلیق یہ دو شعر لکھے ہین ؎

چو شمس الملل زین جہان رخت بست ؎ بیارا است ایزد برایش بہشت ۱۰۳۴
بجستم ز پیر خرد سال او ؎ بگفت از سر لطف جایش بہشت

یہ بزرگ خاندان قادریہ مین شاہ ابو اسحاق قادری کا مرید تھا۔ اور شاہ بلاول قادری کا
پیر اپنی زندگی مین بھی یہ بزرگ آزاد طبع و مجرد رہا کرتا تھا شاہجہان بادشاہ شہزادگی کی
حالت مین اس کی خدمت مین اکثر حاضر ہوا کرتا تھا اور اس کی بابت خوشخبری پائی تھی کہ بعد جہانگیر
کے تو بادشاہ ہوگا جب فوت ہوا تو شاہجہان نے یہ مقبرہ شاہی روپیہ خرچ کرکے بنوایا اور مقبرہ کے
متعلق ایک باغچہ لگوایا اب صرف مقبرہ موجود ہے باغچہ کا نشان تک نہین ؎

روضہ حضرت شیخ محترم نقشبندی

قدیم زمانے کے بزرگون سے یہ بزرگ عابد زاہد متقی خدا پرست گزرا ہے نقشبندیہ
سلسلہ مین اس کی ارادت تھی مدت مدید بہ لاہور مین قیام پذیر رہا یعنے اکبر بادشاہ
کے عہد مین آیا اور عالمگیر کے عہد تک زندہ رہا ایک ہزار ایک سو دو ہجری مین
فوت ہوا یہ مقبرہ سٹیشن ریلوی کے متعلق کوٹھیون کے انجام پر
بگوشہ امیان اور رہو کے پزاوہ سے بجانب غرب موجود ہے اور شالامار باغ
کی سڑک سے بجانب شمال صورت مقبرہ کی مربع عمارت پختہ چونکہ سقف کے
برابر گرد خشتی چارون گوشون پر چار گنبدیان مربع چارون طرف چار در
محرابی قالبوتی درمیان اُن کے مقبرہ کا گنبد عالیشان مدور نہایت خوبصورت
بنا ہوا ہے مقبرہ کے چارون طرف چار محرابین جن مین ایک ایک دروازہ محرابی
قالبوتی ہے مقبرہ کے اندر تین قبرین پختہ ایک شیخ محترم اور دو نامعلوم الاسم

شاید اون کے فرزندان کی بنے ہوئی ہین مقبرہ کے اندرونی عمارت مین چار محرابین چارون گوشون مین بنائی گئی ہین۔ اور چار محرابی دروازے اس حساب سے اندرونی عمارت کے آٹھ محراب شمار مین آجاتے ہین دیوارون مین بخط عربی و فارسی بہت سے آیات و اشعار منظوم لکھے ہین جس مین سے کچھ پڑہے جاتے ہین اور کچھ نہین پڑہے جاتے جسقدر پڑہے جاتے ہین اون کی نقل یہ ہے

ہادی سالکان راہ نجات — آن سلیمان دل و خرد آصف
سال تاریخ رحلتش جستم — گفت طبع سلیم پاک خلف
پنج چلین بنخل و فق بگور — قدس اللہ سرہ الاشراف

قدس اللہ سرہ الاشرف کے اعداد بحساب ابجد ایک ہزار ایک سو سات ہوتے ہین ہین سے اگر پانچ دور کردین تو ایکہزار ایک سو دو باقی رہجاتے ہین چونکہ یہ مقبرہ بسبب لاوارث ہونے کے سرکاری نزول کے رجسٹر مین درج تھا۔ ایک انگریز کی درخواست پر نیلام ہوگیا اور انگریز مذکور نے خرید کرا کر چارون طرف براندہ بنا کر کوٹھی کیصورت بنالی ہے قبرین گرادی ہین ہین ٭

مقبرہ بہادر خان

یہ مقبرہ بسمت شمال سڑک آہنی امرتسر جس جگہ پر آہنی پل باندھا گیا ہے موجود ہے صاحب مقبرہ دربار اکبر بادشاہین امیر الامرا کے عہدہ پر تھا اور سنہ ۱۰۱۱ھ مین فوت ہوکر اس جگہ مدفون ہوا یہ مقبرہ لاہور کے قدیمی مقبرون مین سے ایک عالیشان مقبرہ ہے بوقت مقرر ہونے چھاونی میان میر کے صاحبان انگریز نے اسکو ناچ گھر بنایا ہوا تھا۔ اب بھی محکمہ ریل کے ملازم اسمین قیام پذیر ہین قبر گرادی گئی ہے جس کا نشان بہی باقی نہین چھوڑا بقول مولف ۔

تھا بوقت زندگی افلاک پر جن کا دماغ ٭ آج ان کی خاک کا نام و نشان باقی نہین ٭

آگ کی مانند بنتے تھے جو ہر دم مشتعل   دیکھو لو اُنکا زمانہ میں وہ وہان باقی نہیں
یہ مقبرہ ایک ہشت پہلو چبوترہ خشتی پختہ پر بنا ہی ہر پہلو کا طول ۱۶-۱۶ گز ہے
اس چبوترے کے میانہ میں عالیشان مقبرہ ہشت پہلو تعمیر ہوا ہی ہر ایک پہلو میں
باہر کی طرف ایک ایک محراب کلان نہایت مقطع قالبوتی محرابی عمارت کا بنا ہوا ہے
مگر اندر سے ہر ایک پہلو کی عمارت دو منزلہ بطور غلام گردش کے ہر ایک طرف کے
زینہ سے چڑھکر چارون طرف انسان پھر سکتا ہی اور زیر و بالا ہر ایک پہلو میں دو دو
محرابین ہین ارتفاع ہر محراب کا پونے پانچ گز اور عرض سوا دو گز ہی بیچ میں
عالیشان گنبد بہت بلند بنا ہی اسکے وسط میں قبر تھی جو اب گرادی گئی ہے۔
مستند لوگ بیان کرتے ہین کہ یہ قبر سنگ مرمر کی تھی مگر تپھر مہاراجہ رنجیت سنگھ
نے اُتروالیا تھا گنبد کے اوپر جانے کے لئے دو زینے بنے ہین اوپر چڑھکر دیکھیں
تو دور دور نظر جاتی ہے بالائی سقف ہر ایک پہلو کے آٹھون کونون پر آٹھ گنبد یان
مثمنہ بنی ہین جنمین سے ایک گر گئی ہی اور سات موجود ہین ہر ایک گنبد کی
کرسی سقف سے ڈیڑہ گز بلند ہی ہر ایک گنبدی کے آٹھ آٹھ در ہین بڑا گنبد
مقطع خوشنما بنا ہوا ہی جسکی خوبی دیکھنے پر منحصر ہے اس گنبد کی مرمت بھی اب
سرکار نے مولف کتاب کی محنت کرائی ہے +

حال مسجد کہنہ المشہور قصاب خانہ والہ

قصاب خانہ ایک محلہ بیرونی محلون شہر لاہور کے محلہ گنج و تبیل پورہ سے گوشہ
شمال و غرب کی طرف آباد تھا جو اب خانقاہ میان وڈا کی حدود اسکی ملتی ہوئی
تصور کرنی چاہیئے یہ محلہ بہت بڑا محلہ تھا اب صرف مسجد اُس محلہ کی موجود ہے
اس مسجد کے تین گنبد ہین ایک تو بہت بڑا گنبد ہی اور دو ہین وبسیار خورد
گنبد ہین سقف قالبوتی ہی اور تین دروازے محرابی مرغولی۔ اندر مسجد کے

قدیم زمانے کی دیواروں پر استر کاری ہے زمین پر فرش پختہ ہے بیرونی مسجد کا
صحن بہت وسیع تہا مگر اب فرش اوکہڑ گیا ہے مسجد کے حوض کی اینٹیں کرنیل
گلاب سنگہ کتہ نے جو کورٹ والی پلٹنوں کا افسر تہا اوکہڑوا کر اس مسجد کے پاس
شمال کی سمت کو ایک مکان بنوایا تہا اور اس مسجد میں باروت بہر دی تھی -
جب سکہی سلطنت جاتی رہی اور یہ مسجد خالی ہوگئی تو میاں احمد دین سجادہ نشین
درس میاں وڈا نے اسپر قبضہ کرلیا اس دعوی پر کہ بوقت آبادی اس محلے کے
میاں جان محمد مولوی و مدرس اس مسجد میں درس پڑہاتا تہا اور وہ میاں
وڈا کا شاگرد و مرید تہا قبر اُسکی بہی اس مسجد کے بائیں کی طرف ایک چاردیواری
کے اندر ہے یہ جان محمد پُرانے فضلا اور بزرگوں میں مشہور و معروف شخص تہا
جسکا تذکرہ اکثر کُتب میں دیکہا جاتا ہے کہ علم و فضل و عمل و ولایت اُسکی ذات
میں جمع تہی آخر ۱۰۹۲ہجری میں مرگیا اور اسی موقع پر دفن ہوا +

مقبرہ مخدومہ بیگم زوجہ نواب ابوالحسن خان

لاہور سے اڑہائی میل بجانب شرق کے یہ کہنہ مقبرہ موجود ہے صاحب مقبرہ
کا خاوند ابوالحسن یوسف خان بن اعتماد الدولہ نورالحسن خان طہرانی
ماموں حقیقی نورجہان بیگم اجلہ امراے عہد جہانگیری تہا زمانہ شاہجہان میں یمین الدولہ
برادر جہان برابر خانخانان بانہ و سے رہست دولت چغتائی خطاب پایا اور
شاہجہان کے عہد میں فوت ہوا اُسکا عالیشان مقبرہ جو دس لاکہہ روپیے
خرچ کرکے بنایا گیا اسی مقبرہ کے قرب میں تہا مہاراجہ رنجیت سنگہ کیوقت اُس
مقبرہ میں جرنیل اویطویلہ صاحب فرہنسیسی نے میگہہ زین بہروادیا بہت برسوں
تک میگہہ زین بہرا رہا چونکہ گردش دوراں وار کو اُس مقبرہ کی بنیاد میں اوکہاڑنی
منظور تہیں اُسپر بجلی گری اور وہ صدمہ اس عمارت عالیشان کو پہنچا کہ بیچ میں سے

شق ہوگیا اور بارود کو آگ لگ کر وہ سنگین عمارت پاش پاش ہوگئی مگر
آدھا مقبرہ پھر بھی موجود تھا اُسکو بصیغہ نزول صاحبان عالیشان نے نیلام کردیا
اور خشت فروشوں نے اُسکی بنیادوں کو ایسا کھودا کہ نشان باقی نچھوڑا ؎

گردش گردون گردان گردگانرا گرد کرد ... تا رسوزان حریصان زمانہ سرد کرد

ابا اُس عالیجاہ امیر کی زوجہ مخدومہ بیگم کا مقبرہ موجود ہے یہ مقبرہ مربع صورت کا
ہے اور چاروں طرف چار محرابی قالبوتی دروازے ہیں اور پر خوبصورت گنبد
سقف کے برابر گرد اُسپر کانسی کا کام مقبرے کی سقف قالبوتی وسط میں اب
قبر کا صرف نشان باقی ہے پہلے قبر سنگ مرمر کی تھی وہ سکھوں نے گرالی - اس
مقبرے اور مقبرہ ابو الحسن اسکے شوہر کا احاطہ ایک تھا احاطہ میں جو چاہ کلان
جاری تھا اور اُس سے باغ کو پانی دیا جاتا تھا ابتک موجود ہے وہ اتنا بڑا چاہ ہے
کہ بارہ رہٹ اُسپر باسانی چل سکتے ہیں اس چاہ کے اندر ایک محرابی دریچہ
بھی نظر آتا ہے شاید اسکے متصل سردخانہ ہوگا یہ مخدومہ بیگم سنہ ۲۲ ہجری میں
مرگئی اس نے اپنا مقبرہ اپنی عین حیات بنوا رکھا تھا اور ادب کے سبب سے
شوہر کے مقبرے سے چھوٹا بنوایا جو ابتک اُسکا یادگار دنیائے ناپائیدار میں موجود ہے +

مقبرہ شیخ محمود شاہ نقش بندی

یہ ایک مقبرہ نوتیار انگریزی عہد کا ہے یہ مقبرہ گھوڑے شاہ المشہور جھولن شاہ
کے مقبرہ کے شمال کی سمت کو بنا ہوا ہے صرف رستہ اُسکے درمیان حد فاصل ہے
یہ محمود شاہ خاندان مجددیہ نقشبندیہ میں ایک بزرگ لاہور میں محلہ کوچہ کوٹھی داران
گزر کشمیری بازار میں رہتا تھا آدمی خداپرست اور عابد تھا مرید اُسکے بیشمار تھے -
آخر سنہ ۱۲۹۳ ہجری میں مرگیا اور اس مقام پر دفن ہوا یہ مقبرہ اُسکے مریدوں
نے اُسکی زندگی میں بنوا رکھا تھا - اس مقبرے کا دروازہ جنوب کی سمت کو

ہے عمارت پختہ چونہ گچ استرکار سفید ہی پہلے اسکے نیچے تہ خانہ بنایا گیا تھا جب وہ فوت ہوا تو صندوق اُسکا تہ خانے مین رکھکر دروازہ تہ خانے کا بند کردیا گیا ایسا ہی اس مقبرہ پر سالانہ عرس ہوتا ہے +

مقبرہ نواب نصرت خان المشہور نسترخان

صاحب مقبرہ ایک عالیشان امیر سلطنت چغتائی کا تھا شاہجہانی عہد مین بڑی عزت و توقیر تھی اصلی نام اُسکا خواجہ صابر تھا اور خطابی نام خان دوران نصرت خان ہوا عالمگیر کے عہد مین یہ عالیشان مقبرہ تعمیر ہوا جسکے متعلق بہت سی عمارتین تھین باغ بہت وسیع تھا مگر انقلاب زمانہ سے بیرونی آبادی شہر لاہور کی بربادی کے ساتھ ہی اُجڑ گیا صرف مقبرہ کی عمارت باقی رہگئی مہاراجہ رنجیت سنگھ کے وقت جرنیل کورٹ صاحب نے اس مقبرہ کو اپنا مسکن بنایا اور ایک عالیشان کوٹھی اسکے متصل تعمیر کی اور اخیر سلطنت سکھی تک قبضہ سکھون کا اسپر رہا پھر خالی ہوگیا اب متعلق نزول ہے نواب نصرت خان کی وفات کا قطعہ تاریخ مندرجہ کتاب گنجینہ سروری یہ ہے +

امیر و غازی میدان جنگ نصرت خان	کہ بود حملہ تیغش بجنگ مثل نہنگ
چو خورد ضربۂ تیغ قضا ز دست اجل	ندا شد از دل سرور امیر و نصرت جنگ

۱۰۷۰

یہ مقبرہ لاہور سے بفاصلہ اڑہائی میل بطرف شرق واقع ہے گرد اسکے پہلی چاردیواری مبنیہ کورٹ صاحب تھی چاردیواری کی غربی دیوار کے میانہ مین ایک ڈیوڑھی عالیشان پختہ مبنیہ کورٹ صاحب موجود تھی اب نہ دیوار ہے نہ عمارت موجودہ صرف ایک پختہ عمارت کا مثمن چبوترہ نہایت وسیع جسپر گنبد بنا ہوا ہے ارتفاع اسکا سوا دو گز ہے چارون طرف سے آٹھہ آٹھہ گز چبوترہ چھوڑکر مقبرہ کی عالیشان عمارت شروع ہوتی ہے مقبرے کے آٹھون پہلوؤن کی عمارت دو منزلہ ہے جسکے نیچے

عالیشان محراب قالبوتی سقف کی اور اوپر کی منزلون مین عالیشان نشستین بنی ہین اور بیچ مین گنبد نہایت بلند و وسیع و خوشنما جسکے میانہ مین قبر نواب نصرت جنگ کی تہی مگراب ندارد کورٹ صاحب نے اس قبر کو گرواکر پختہ فرش بنوادیا تھا۔ گوشہ جنوب و مغرب مین زینہ اوپر جانے کے لئے بنا ہوا ہی جرنیل کورٹ صاحب نے اس مقبرہ مین بہت سی جدید عمارت بناکر صورت تبدیل کردی تہی اور قدیمہ مسجد جو اس مقبرہ کے متعلق تہی اُسکو بہی کوٹہی مین ملایا تہا اخیر سقف مقبرہ پر جب بذریعہ زینہ کے چڑہ جائین تو بیچ مین عالیشان مدور گنبد معلوم ہوتا ہی اور تا بکمر بلند منڈیر اور ایک ایک مینار اُنپر گنبدیان ہشت پہلو جنکے آٹہہ آٹہہ در محرابی بنے ہوئے ہین۔ اب کوٹہی کورٹ صاحب کی تو سرکار نے فروخت کرائی کر اور اینٹین اسکی لالہ میلارام ٹہیکہ دار لے گیا مگر جنوب کی طرف ایک عالیشان پختہ مسجد مع حجرے کی موجود ہی اور شمال کی سمت گنبد مقبرہ کے جو ایک مدور وسیع چاہ تہا اسکی اینٹین بہی نکال لی گئی ہین اس مقبرہ کی مرمت بہی سرکار نے مولف کتاب کی معرفت کرائی ہے جس سے استحکام عمارت کا ہوگیا ہے ::

حال مسجد نواب زکریا خان

غرب کی سمت مزار مادہولال حسین کے یہ مسجد منبیہ نواب زکریا خان المعروف خان بہادر صوبہ لاہور موجود ہی شرق کی سمت مسجد کے چاہ کلان چرخی دار و دو غسلخانے ہین مسجد کے صحن کا فرش پختہ مگر کہنہ و بوسیدہ صحن کے گرد دیوار قد آدم بلند خاص مسجد کی تین محرابین درمیانی محراب پر بخط ثلث کاشی کار برنگ آسمانی بسم اللہ و کلمہ شریف لکھا ہی محراب شمالی پر بہی ایک کتبہ کاشی کار ہی جسمین یہ اشعار لکھے ہین جنکی نقل یہ ہے ::

خوہست در دور شاہ ملک پناہ ‏ ‏ ‏ ‏ شاہ ہندوستان محمد شاہ

عالم و عادل و سخی زمان	در صفت سحر که چو شیر زبان
زبدهٔ بارگاه او نواب	زکریا خان صوبهٔ پنجاب
بدخواهش اگرچه جنبش ہست	لرزه در تن فتاده چون بیدست
نیک نام آنکه نیک نامی او	ہمچو بوے گل است در ہر سو
چاه و مسجد ز خود بنا بکند	عالی و خوب و خوشنما بکند
محض بہر خدا کند این کار	تا نمازی شود نماز گزار
باز ہر چه ثواب زان آید	بسوئے بانیش شود بماید

محراب جنوبی پر بھی ویسا ہی خوشنما کتبہ کاشی کار ہے جس میں یہہ اشعار ہیں +

یارب از فضل خود نگاہش دار	از شکستن تو در پناہش دار
کرد احداث مسجد محکم	نیز خوش دور چاه مستحکم
نزد درگاه صاحب عرفان	واقف سر حضرت رحمان
آنکه معروف شد به لال حسین	خاک نعلین اوست سرمهٔ عین

تاریخ

چو این سجده گہ از پے خاص و عام	بنا یافت از سرور نیک نام
ز تاریخ او ہر که جوید شمار	بداند ہزار و صد و چہل و چار ۱۱۴۴

اب یہ مسجد متعلق مقبرہ مادھو لال حسین کے ہے اور سجادہ نشین کا قبضہ ہے +

مقبرہ مسکین شاہ امری

یہ مقبرہ میانمیر یا لا بیر لاسوسی کے مقبرے سے آگے بڑھ کے چھاونی میانمیر کی غربی سمت کو واقع ہے عمارت مقبرہ کی پختہ چونہ گچ نہایت مستحکم بنی ہے چبوترہ مربع کے اوپر مقبرہ کی عمارت ہوئی ہے گنبد اسکے میانہ میں مربع بنایا گیا ہے دیوارون پر کاشی کا کام نہایت خوبصورتی کے ساتھہ کیا گیا ہے گنبد کے چار در مغربی

چاروں طرف میں اندر مقبرہ کے سفیدی پُرانے زمانے کی ہوئی ہوئی ہی وسط میں قبر پختہ ہی چہت مربع اور اُسپر مدور گنبد - صاحب مقبرہ کا نام میر عنایت اللہ تہا جو میاں میر کا خادم تہا اسی جگہ قیام رکہتا تہا جہاں اب اُسکا مقبرہ ہے مسکین شاہ امری اسکو مرشد نے خطاب دیا تہا اس سبب سے کہ یہ تہہارہا کرتا تہا ورنہ معلوم ہوتا تہا کہ یہ کہاں سے کہاتا ہی ایک روز کسی نے میاں میر کی خدمت اسکا حال بیان کیا اُس نے فرمایا کہ یہ مسکین امری ہی یعنی خدا کے امر سے اسکو کہانا ملتا ہی اسکو کسیکی حاجت نہیں ۱۰۸۵ ہجری میں یہ فوت ہوا اور یہہ مقبرہ موجودہ دارا شکوہ کے حکم سے تعمیر ہوا

احوال مقبرہ شرف النسا بیگم المعروف سرو والا مقبرہ بیگم

شہر لاہور کی شرقی سمت کے مقبروں میں یہ مقبرہ قدیم عمارات میں سے ہے اس مقبرہ پر کانسی کے کام میں بڑے بڑے سرو منقش ہیں اس سبب سے اسکو سرو والہ مقبرہ کہتے ہیں یہ مقبرہ بہت بلند اور اونچا ہی اول زمین سے دو قد آدم بلند عمارت خشتی سادہ ہی اُسکے اوپر چاروں طرف گنبد تک کانسی کا کام نہایت خوبی کے ساتھہ بنا ہوا ہی غرب کی سمت ایک محرابی دروازہ ہی اسکا مجمل حال یہ ہے کہ شرف النسا ہمشیرہ نواب خان بہادر نے اپنی زندگی میں یہ مقبرہ بنوایا تہا اور ہر روز ایک گہنٹہ بعد نماز ظہر کے یہاں آتی اور قرآن پڑہتی تہی بعد تلاوت کے خود تو محلوں میں چلی جاتی مگر قرآن شریف اور ایک تلوار یہاں چہوڑ جاتی چونکہ یہ گنبد نہایت بلند بے زینہ تہا بیگم ہر روز چوبی زینہ رکہکر اوپر جایا کرتی تہی جب وہ مرنے لگی تو وصیت کی کہ میری قبر اسی مقبرہ میں ہو اور میرا قرآن اور تلوار اسی مقبرہ میں رکہی رہی چنانچہ وہ یہاں مدفون ہوئی اور قرآن اور تلوار بہی اسی مقبرہ کے اندر رہی اور مقبرہ اُسی طرح بے زینہ رہا آخر جب سلطنت مغلیہ جاتی رہی اور

سکہی زمانہ آیا تو سکہون نے اُس قرآن و تلوار کو اندر سے نکالا کہتے ہین کہ کئی
ہزار روپے کی مالیت وہ قرآن اور تلوار تہی - اس مقبرے کی مرمت بہی اب
سرکار نے بذریعہ مولف کتاب کرائی ہے

حال مقبرہ سید عبدالوہاب قادری

یہ مقبرہ موضع گڑہی شاہو کی سرزمین لین سڑک میانمیر سے جنوب کی سمت قدیم
زمانہ کا بنا ہوا ہے صورت اسکی مربع چار پہلو ہے اور ہر پہلو مین تین تین در ہین اور
ہر ایک در کے اوپر محراب مقطع و خوبصورت بنا ہے درمیان در ہین کلان اور
دونو بغلون کی خورد سقف کے برابر گردنہ سقف قالبوتی سقف کے اوپر مدور
نہایت خوبصورت دیوارین پختہ چونہ گچ مقبرہ کے اندر قبر پختہ مع فرش سنگ مرمر
کی بنی ہوئی تہی یہ بزرگ سلسلہ قادریہ عالیہ مین صاحب تصرف و زہد و ریاضت
تہا سنہ ۱۰۸۳ھ مین فوت ہوکر یہان دفن ہوا پہلے اس مقبرہ کے متعلق بہت
سی عمارت تہی اب صرف مقبرہ باقی ہے بڑا چاہ جسکو تالاب کہنا چاہیے اب
بہی مقبرہ کی باقیات عمارت مین سے موجود ہے اندر کا فرش اور قبر کا فرش
مہاراجہ رنجیت سنگہ کے حکم سے نکال لیا گیا اور قبر گرا دی گئی خشتی عمارت کو
خشت فروش کشمیری گرا لیگئے صرف مقبرہ خشتی باقی رہگیا جو گر نسکتا تہا اور
اگر گرایا جاتا تو اینٹ کا نکلنا ممکن نہ تہا - اس مقبرے کی مرمت بہی اب
سرکار نے مولف کتاب کی نگرانی مین کرائی ہے

مقبرہ سید جان محمد حضوری

یہ مقبرہ لاہور کے نامی گرامی مشہور مقبرون سے ہے جو موضع گڑہی شاہو کے غرب
کی سمت میانمیر کی سڑک کے ملحق واقع ہے دروازہ مکان شرق کی سمت کو اور
احاطہ بہت بڑا ہے دروازے سے اندر جائین تو صحن متعلقہ مکان کا آتا ہے

اور محاذی دروازے کے پختہ مسجد عہد قدیم کی بنی ہوئی ہی مسجد کی تین محرابین
عالیشان ہین اور چہت قالبوتی گنبد نما سوائے مسجد کے اس احاطہ مین دو
مقبرے عالیشان پختہ بنے ہوئے ہین ایک لب احاطہ کی شرقی دیوار کے ملحق
یہ مقبرہ سید محمود حضوری کا پختہ نا بکمر بلند چبوترے پر بنا ہی تین تین در
چارون طرف کل بارہ در انکے اوپر سقف قالبوتی اُسپر عالیشان مدور گنبد
خوشنما ہے اس مقبرہ کے اندر دو قبرین ہین ایک سید محمود دوسری سید
شاہ نور الدین کی جو شاہ سید محمود کا بیٹا تہا زینہ آمدورفت جنوب کی سمت
سے ہی - دوسرا مقبرہ علیحدہ چار دیواری مین سید جان محمد حضوری و
سید سرور دین اسکے بیٹے کا ہی اس چار دیواری کا دروازہ شمال کی طرف
مسجد کے صحن کے ساتہہ متصل چاہ چرخی واہی چار دیواری کے اندر عالیشان
مقبرہ ایک پختہ ریختہ کار عمارت کے چبوترے پر واقع ہی پہلے مقبرے کی
طرح اسکے بہی بارہ در ہین ہر ایک طرف تین تین در سقف کے برابر گردہ سقف
قالبوتی اُسپر مدور گمبد خوشنما اسکے اندر دو قبرین ہین ایک سید جان محمد
کی اور دوسری سید سرور دین کی یہ دونو بزرگ اپنے وقت کے مقتدا و
پیشوائے طریقت تہے اور حضوری اسواسطے خطاب تہا کہ ان کا مرید بہت جلد
اوج طریقت پر پہنچکر حضوری ہو جاتا تہا یہ خاندان کوہ غور سے بمقام اوچ اور
اُوچ سے لاہور آکر سکونت پذیر ہوئے اور شاہجہانی عہد مین بہت عروج پایا
علوم ظاہری و باطنی کے یہ دونو بزرگ جامع تہے موسوی سید کہلاتے تہے
ان کی اولاد سید احمد شاہ و حسین شاہ موجود ہین جلدگری کا کام کرتے
ہین انکا شجرہ نسب یہ ہی کہ احمد شاہ و حسین شاہ بن غلام محی الدین بن
نور شاہ بن عبد اللہ شاہ بن عبد الوہاب بن سرور دین بن سید جان محمد حضوری

بن سید نور بن محمود بن شمس الدین بن بدر الدین بن جلال الدین بن
ابراہیم بن جعفر بن علی بن رضا علی بن سید امیر بن سید غریب بن
سید نصر بن سید غیاث بن سید محب علی بن سید احمد غوری بن طیب بن
حسین بن سید عسکری مست بن علی حامد بن منصور بن کبیر بن محمود بن
محمد بن ابوتراب بن باقر بن محسن بن عابد بن مختار بن جعفر صورانی بن
حسن بن اسحاق بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق ہے۔ اس خانقاہ
پر ہر سال میلا ہوتا ہی ایکروز چراغ دوسرے روز قوالی ہوتی ہے سید جان محمد
حضوری ۱۲۷۴ھ مین فوت ہوا اور اس جگہ دفنایا گیا۔ خاص مقبرہ جان محمد
حضوری کے غرب کی سمت اب ایک اور نیا احاطہ پختہ ڈبل اینٹون کا بنایا
گیا ہی جسکا دروازہ مقبرہ کے احاطہ کے اندر سے ہی یہ احاطہ مفتی غلام سرور
شاعر لاہور نے اپنے خاندان کے مقابر کے لئے اپنا روپیہ خرچ کرکے بنوایا ہی اور
زمین مجاورون خانقاہ سے خرید کی ہی اسمین اب صرف تین قبرین بنی ہوئی
ہین مگر احاطہ وسیع ہی ایک قبر اسمین غلام صفیہ صاحبہ احاطہ کی بیٹی کی ہی اور ایک پوتی اور ایک پوتی کی ہی

✻ مسجد دایہ انگاہ المشہور دایہ انگنا

یہ عالیشان مستحکم مسجد شاہ جہان بادشاہ کے عہد مین دایہ انگا نے تعمیر کی تھی
یہ عالی جاہ دایہ حرم محترم شاہ جہانگیر کے دولت خانہ مین رہتی تھی نام اسکا زیب النسا بیگم
اور انگا خطاب تھا کیونکہ اسلامی سلطنت کیوقت اکثر مقرب دایہ عورتون کو
جو شہزادون کو دودھ دیتی تہین انگا خطاب ملا کرتا تھا کیونکہ انگ جسم کو کہتے
ہین اور انگا اسکو کہتے ہین جسکے ساتھہ ایک جان دو قالب ہوے یہ مسجد مغلیہ
سلطنت کے وقت بڑی رونق پر رہی کہ بہت سی جائداد بانیہ نے اسکے ساتھہ
وقف کی ہوئی ہے جب زمانہ پلٹ گیا اور شہر کو غارتگرون نے بار بار لوٹا اور

باہر شہر کی آبادی بالکل ویران ہوگئی تو یہ مسجد باقی رہ گئی مہاراجہ رنجیت سنگھ
کیوقت اسمین سالہا سال باروت وگولہ بہرا رہا جب انگریزی وقت آیا تو یہہ
مسجد خالی ہوئی اور ویح نقشہ نزول کی گئی چونکہ عمارت مطبوع وو سیع تہی مسٹر کوپ
صاحب مہتمم مطبع لاہور کرانکل نے سرکار سے اجازت لیکر اس مسجد کو کوٹھی
بنالیا چندسال وہ رہتا رہا آخر جب کارخانہ ریل کا اس موقع پر جاری ہوا تو
یہہ مسجد بہی ریل والون نے لے لی اور روپیہ قیمت کا کوپ صاحب کو ادا کردیا
اب وہ کوٹہی جبکو مسجد کہنا چاہیئے ریل والون کے قبضہ مین ہے اور مسٹر بوکی
صاحب افسر کارخانہ آہنگران اسمین رہتا ہے ۔ یہ مسجد اندر سے کانسی کار
ہے محرابون پر کام کانسی کا سنتی نہایت عمدہ وتروتازہ ابتک موجود ہے
جسپر قران کی آئتین و درود شریف بخط نسخ خوشخط تحریر ہین صاحبان انگریز
نے بہی بسبب خوبصورتی کے بحال وبرقرار رکہا ہوا ہی کہ ابساز نگین ومنقش
کام ہونا اب مشکل ہی مسجد کی تین عالیشان محرابی قالبوتی خوشقطع ہین دو خورد
ایک کلان عمارت تمام خشتی منقش کانسی کار ہی اندر سے بہی مسجد کے تین
درجے ہین قالبوتی سقف اور اوپر سقف کے تین گنبد مدور عالیشان بنے ہین
پہلے اسکے چار مینار تین تین منزلہ تہے اب دو ورلے مینار باقی ہین پچھلے
گر گئے ہین ایک ایک منزل ان دو نوکی بہی گرگئی ہی ۔ اندر سے پولے نہیں ہین

مزار حسو تیلی

یہ بزرگ لاہور کے خدا پرست عابد زاہدون لوگون مین مشہور ہے قوم کا تیلی
اور خاص لاہور کا رہنے والا تہا چوک جہنڈے مین اسکی دوکان تہی غلہ
فروشی کا کام کرتا تہا خریدار کے ہاتہہ مین ترازو دیدیتا تہا اور کہتا تہا کہ
خود وزن کر لے پس جو زیادہ وہ لیجاتا تہا اُسکا غلہ گہر آکر گہٹ جاتا تہا اور

جو پور لیجاتا تہا اُسکا بڑہ جاتا تہا چنانچہ اس دوکان پر اب بہی جھنڈا لگایا ہوا
ہے اور روز چراغ جلایا جاتا ہے جمعرات کے روز بہت سے چراغوں کی روشنی
کی جاتی ہے شاہ جمال سہروردیہ کا یہ مرید تہا جسکا مقبرہ ودمدمہ کے اوپر موضع
اچھیرہ کے پاس ہی - یہ مقبرہ کلب گہر سے بسمت شمال موجود ہی گرد نواح اسکے دو قد
آدم بلند چار دیواری اور دروازہ آمد و رفت غرب کی طرف ہی دروازہ عالیشان
چوکیون والہ بنا ہوا ہی دروازہ کے اندر جائین تو جنوب کی سمت ایک مکان
مع کوٹھری آتا ہی اسکے آگے بڑہین تو ایک بڑا چبوترہ خشتی بنا ہوا ہی اسکے اوپر
قبور بہت سی ہین اس چبوترے پر ایک اور چبوترہ خشتی قدادم بلند بنا ہوا ہے اسکے
چار زینہ جنوبی سے اسپر چڑہین تو اسکے وسط مین قبر شیخ حسو تیلی کی پختہ
چونہ گچ نظر آتی ہے سر کی طرف ایک چراغ دان پختہ بنا ہوا ہی زیرین چبوترے
پر قبور شیخ سعد اللہ ستر پوش اور میان خان کی مکلف بنی ہوئی ہین جو
اس بزرگ کے خلیفے و جانشین تہے اور چار دیواری کے باہر شرق
کی سمت کو چہہ بیگہ زمین مزروعہ مع چاہ و چرخ چوب موجود ہی آمدنی اس
اراضی کی مصارف کے لئے واگزار ہی ہر سال تیسری شوال کو اس بزرگ کا
سالانہ عرس ہوتا ہے یہ موجودہ عمارت جمن شاہ فقیر نے بنوائی جس سے
رونق مکان کی بڑہ گئی ہی شیخ حسو تیلی سنہ ۱۰۰۲ ہجری مین فوت ہوکر یہان
مدفون ہوا کہتے ہین کہ حضرت لال حسین کے ساتہہ اسکی کمال محبت تہی اور
کہا کرتا تہا کہ حسو حسین اور حسین حسو ہی دوئی باقی نہین ہی +

مقبرہ جانی خان

قدیم مقابر سے نواح باغبانپورہ مین یہ مقبرہ موجود ہی یہ مقبرہ احمد شاہ بادشاہ
کے عہد مین بنا تہا چنانچہ مقبرے کے جنوب کی سمت کو تا حال ڈیوڑہی اُس باغ کی

پختہ موجود اور بصیغہ نزول سرکار سے شیر از میندار نے خرید لی ہے۔
مقبرہ کی عمارت مربع ہی اور اندر باہر سے استرکار ہر طرف بین بین درہن
محرابی قالبوتی بنے ہین سقف کے برابر خوبصورت گرد نہ سقف قالبوتی گنبد
مدور پختہ جسپر کام لہریا بسنتی کانسی کار بنایا گیا ہی۔ حال جانی خان کا یہ ہے
کہ محمد شاہ بادشاہ کیوقت یہ شخص نوابی رتبہ پر پہنچا اور انتظام الدولہ خطاب
پایا تہا اسکا باپ قمرالدین خان وزیر بمقام کرنال احمد شاہ درانی کی لڑائی مین
مارا گیا تہا مگر اس نے مع اپنے بہائی میر معین الملک کے احمد شاہ درانی کو
شکست دی اور وہ واپس کابل کو چلا گیا اُسکے جانے کے بعد پنجاب کا انتظام
میر معین الملک نے اپنے طور پر کیا اور جانی خان افسر فوج پنجاب مقرر رہا آخر
سنہ ۹۲ اا مین فوت ہو کر یہان مدفون ہوا خدا کی قدرت ہی کہ اب اتنے بڑے
امیر کبیر کی قبر بہی باقی نہین رہی اور مقبرے مین شیر ازمیندار نے اپنا بہوسہ
ڈالا ہوا ہے۔ فاعتبروا یا اولوالابصار +

مقبرہ شاہزادہ پرویز

موضع خوجہ سعید کے شمال کی سمت لاہور سے بفاصلہ دو میل بجانب شرق یہ مقبرہ
قدیم زمانے کا بنا ہوا موجود ہی یہ مقبرہ ایک پختہ چبوترہ پر جو زمین سے قدآدم
بلند ہی بنا ہوا ہی ارتفاع اسکے گنبد کا مقبرہ نواب علی مردان خان سے کم نہین ہے
چارون طرف اسکے عالیشان دروازے تہے اور اندر قبر شہزادہ پرویز پسر شاہ
جہانگیر کی جو بوقت تخت نشینی شاہجہان کے سفر کشمیر سے آتا ہوا لاہور مین
آصف جاہ وزیر نے قتل کر دیا تہا بنی ہوئی تہی اب کچہہ بہی نہین یہ مقبرہ کسی
زمانہ مین اندر باہر سے سنگ مرمر کا تہا اندر مقبرے کے بہی فرش سنگ مرمر کا تہا
جو مہاراجہ رنجیت سنگہ کے حکم سے اُتار اگیا اور خشتی مرمت ہوئی جو وہ بہی گر گئی ہے

چونکہ اسکا حال بہت ابتر تہا سرکار نے اب مولف کتاب کی معرفت اسکی مرمت کرا دی ہے *

مزار فقیر سائین قطب شاہ قادری

یہ مزار موضع کہوئی میران کے شرق کی سمت واقع ہی صاحب مزار آدمی مجرد طبع تارک الدنیا خدا پرست تہا اس اخیر زمانہ مین ایسا بے طمع شخص جسکو دنیا کے ساتہہ کسی طرح کا لگاؤ نہو اور صرف اپنے ہاتہہ سے محنت کر کر گزارہ کرے کم پیدا ہوتا ہے خاندان قادریہ شیخ غلام حسن ساکن وایان والے کا یہ مرید تھا تمام رات اسکو خدا کی یاد مین گزر جاتی تہی اور دن کو محنت و مزدوری سے غرض تہی ہر چند وہ اپنے آپکو چہپاتا تہا اور کسی سے نہ ملتا تہا مگر لوگ وہونڈہ کر بہی ملتے تہے ۱۲۹۰ء مین وہ فوت ہوا اور اس جگہ پیوند کیا گیا جہان اب اسکا مزار ہی یہ مزار اسکی وصیت کے بموجب پختہ نہین بنایا گیا مگر چاہ چرخ دار پختہ ہی اور درختون سے تمام مکان چہپا ہوا ہی اسکے مرید ایک سال مین دو بار اسکا عرس کرتے ہین اور بہنڈارہ عام فقرا پر تقسیم کیا جاتا ہے تمام دن قوالی ہوتی ہی اس بزرگ کی اگرچہ اولاد بہی ہے مگر مرید لوگ اعتقاد زیادہ رکہتے ہین *

مقبرہ نواب میان خان پسر نواب سعد اللہ خان

یہ مقبرہ موضع بہوگی وال غرب کی سمت کو بصورت ایک باغ کی موجود ہی مناسب ہے کہ اول حال صاحب مقبرہ کا بیان کیا جائے من بعد مقبرے کا۔ نواب میان خان فرزند صلبی نواب سعد اللہ خان وزیر اعظم شاہ جہان بادشاہ کا تہا۔ جب سعد اللہ خان مر گیا اور شاہجہان بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر اپنے فرزند کی بند مین آگیا تو میان خان کا چندان اختیار سلطنت مین نرہا تسپر بہی

امارت و دولت و حکومت ہندوستان مین صرف اسی خاندان کے لئے تہی
اس نے لاہور مین دو حویلیان عالیشان ایسی بنوائین کہ جسکی ثانی تمام پنجاب مین
نہ تہین جسکا ذکر علیحدہ اس کتاب مین درج ہوگا سنہ ۱۰۹۲ ہجری مین بعہد عالمگیر
یہ مرگیا اور اس موقع پر دفنایا گیا چونکہ اسکا اصلی وطن قصبہ چنیوٹ تہا اور
چنیوٹ مین سنگ سیاہ کی کان ہے اسکی ہر ایک عمارت مین وہی کالا پتہر
صرف ہوا کرتا تہا چنیوٹ مین بہی اس نے اسی پتہر کی ایک مسجد بنوائی
تہی اس مقبرہ مین بہی اسکے وارثون نے وہی پتہر اکثر خرچ کیا اسوقت اس
مقبرے کے متعلقات عمارت پر کئی لاکہہ روپیہ خرچ ہوا تہا اور اخیر سلطنت
چغتائی تک اسمین رونق رہی سکہون کیوقت مکان ویران ہوگیا سنگ مرمر
وغیرہ قیمتی پتہر سب اتر گئے اینٹین خشت فروشون کے کام آئین مہاراجہ
رنجیت سنگہ کیوقت اگرچہ مکان برباد ہوچکا تہا مگر ابہی کسیقدر زینت
اسکی باقی تہی ۔ بے مالک پا کر راجہ سوچیت سنگہ نے اسپر قبضہ کرلیا اور
چار دیواری مرمت کرا کر باغ لگوایا اُسکی زندگی تک وہ راجہ سوچیت سنگہ کا
باغ مشہور رہا انگریزی عملداری مین یہ نقشہ نزول مین درج ہوکر نیلام پر چڑہا
اور بعوض دو ہزار دو سو روپیے کے نواب علی رضا خان قزلباش نے خریدا
اب یہ مکان نواب علی رضا خان کا باغ کہلاتا ہے +

دور گردون کی ذرا گردش کو دیکہہ + ایک دم بہر بہی نہین جسکو قیام
رات پڑتی ہے کبہی ہوتا ہے دن + صبح ہوتی ہے کبہی ہوتی ہے شام

اس مکان کی قدیم عمارت مین بہت سا تغیر و تبدل ہوا ہے کچہہ تو راجہ
سوچیت سنگہ نے قدیم عمارت گرائی اور نئی بنوائی اور کچہہ اب نواب علی رضا خان
مرحوم نے تغیر و تبدل کیا تو بہی سنگین عمارت قدیمہ بہت سی موجود ہے ۔

جنوب کی سمت ڈیوڑھی بھی پختہ قدیم عمارت مین سے ہی اور حوض مربع مع آبشار اور عالیشان بارہ دری جسکے تین کمرے مسقف قالبوتی پختہ ہین اور مسجد گنبددار یہ سب قدیم عمارات مین سے ہی لطف یہ ہی کہ جو مسجد غرب کی سمت بنائی گئی اُسی کا جواب شرق کی سمت کو بنا ہی وہی قطع وہی وضع وہی عمارت وہی گنبد وہی محرابین ہین یہ دوسری مسجد صرف خوبصورتی کے لیئے بنائی گئی ہے کہ مسجد کا جواب محاذ مین بھی مسجد ہو ۔ قبر نواب میان خان کی ایک بارہ دری سنگین کے اندر ہی جو سنگ سیاہ کی بنی ہوئی ہی اس بارہ دری کے چارون طرف وسیع چبوترہ قدآدم بلند بنا ہے ارتفاع مین بڑے بڑے تختے کالے پتھر کے لگے ہوئے ہین بلکہ تمام چبوترہ سنگ سیاہ کا ہی جنوب کی سمت آمدورفت کا رستہ ہی اور چھہ سیڑھیان کالے پتھر کی ہین اور چبوترے پر سنگین فرش جنوب کی سمت محرابی دروازہ چبوترہ کلان کے میانہ مین ایک اور چبوترہ آدہ گز بلند پتھر کا ہی اسپر بارہ دری کی عمارت ہی اسکے اندر بھی سنگ سیاہ کا فرش ہے اور سقف قالبوتی چارون طرف بارہ دروازے خشتی چونہ گچ ہر ایک در مین دو دو ستون میانہ بارہ دری مین ایک اور چبوترہ چھہ انچ اونچا اس پر نواب میان خان کا تعویذ قبر سنگ مرمر کا تھا جسکو راجہ سوچیت سنگھ نے تڑوا دیا اب صرف چبوترہ باقی ہے اور جس مقام سے تعویذ قبر کا توڑا گیا ہے ابتک وہ مقام معلوم ہوتا ہی ۔ عملداری سکھی مین پہلے یہ عالیشان مکان شیخ امام الدین کو ملا اُس نے بڑے چبوترے سے بہت سی پتھر کی سلین اُکھڑوا کر اپنی حویلی کو لگوالیں پھر راجہ سوچیت سنگھ کے تصرف مین آیا اُس نے قبر کو نیست و نابود کیا اب باغ کی صورت پر اس مکان کی ہیئت ہے +

مزار فتح شاہ سرمست

یہ خانقاہ پڑاؤ دہ بدہو سے جنوب کی سمت واقع ہے چار دطرف اسکی چاردیواری
پختہ ہی اور اُسکے درمیان ایک پختہ چبوترہ چبوترے پر دو قبرین پختہ استرکار
ایک فتا شاہ کی دوسری اُسکے خادم عبداللہ شاہ کی چاردیواری کے جنوب
کی سمت وہ نہر جاری ہے جو شہر کی سمت آتی ہے اور باغات گرد نواح لاہور
اُس سے سیراب ہوتے ہین شمال کی سمت کوٹھی ادیطوبایہ صاحب کی تہی جو سکہی
عہد مین فوج کا جرنیل تہا اب اس کوٹھی مین صاحبان ریلوے قیام پذیر ہین +
یہ بزرگ محمد شاہ بادشاہ کے عہد مین بزرگ صاحب کمال مشہور تہا اکثر مستی و
مجذوبی کی حالت مین پہر اکرتا تہا جہان کہڑا ہو جاتا کئی دن کہڑا رہ جاتا ایک بار
دریا مین کئی ماہ تک کہڑا رہا اسکی کرامتین صدہا مشہور ہین بیعت اسکی خاندان
شطاریہ مین بخدمت شیخ برہان الدین سراہی کے بذریعہ شیخ لطیف بیان پوری
کی تہی ۔ ساتوین ماہ شوال کو اس مزار پر میلا ہوتا ہے فقرا جمع ہوتے ہین
لاہور کے لوگ بہی بہت جاتے ہین سکہون کیوقت اس جگہ بڑا میلہ ہوتا تہا مگر
اب اتنا ہجوم نہین ہوتا + یہ بزرگ ۱۱۵۵ہجری مین فوت ہوا اور ایکسو گیارہ برس کی عمر پائی +

مزار شاہ ابو تراب المشہور شاہ گدا لاہوری

یہ مزار بہی لاہور کے مشہور مزارات مین سے ہے احاطہ مکان پختہ ہے اور احاطہ کے
اندر چاہ کلان ہی جسپر چرخ چوب جاری ہے اور فقرا کے رہنے کے لئے مکانات پختہ
بنے ہوئے ہین اور زمین مزروعہ ہے اور ایک عالیشان پختہ چبوترے پر قبر شاہ گدا
کی اور قاضی فضل گدا کی اور قبرین بہی بہت ہین ایک مسجد بہی پختہ گنبددار بنی ہوئی
ہی یہ بزرگ موحد عالم و فاضل خداپرست ولی گزرا ہی اسکا دیوان منظوم بزبان
فارسی موجود ہی جسکے مضامین ہمہ اوست پر دال ہین نسب نامہ جدی اس کا
امام حسین کے ساتہہ ملتا ہے اصلی وطن شہر شیراز تہا جب ہمایون بادشاہ

بار ثانی ہندوستان مین آگیا تو یہ بزرگ ہمراہ آیا اور گجرات دکن مین جا کر
شیخ وجیہہ الدین گجراتی شطاری کی خدمت مین بیعت کی اور بارہ برس تک
جنگلون مین رہکر کمال کو پہنچا آخر عمر لاہور مین آکر قیام کیا اور ۹۹۱ ہجری مین
فوت ہوکر یہان مدفون ہوا ایکسو چودہ برس کی عمر پائی +

مزار شاہ حسین زنجانی

یہ متبرک مزار موضع کہوئی میران بیرون شہر لاہور بجانب شرق بفاصلہ ایک میل
کے واقع ہے اگرچہ عمارت مختصر ہے مگر مکان قدیم ہے اور صاحب مزار قدمائے
بزرگان شہر لاہور سے ہی سلاطین غوریہ کیوقت یہ شہر زنجان سے ہند کی سیر کو
آیا اور تمام کشور ہند کی سیر کی واپسی کیوقت لاہور آکر قیام پذیر ہوا اور
یہان ہی فوت ہوا سال وفات اسکا ۶۰۴ ہے قد آدم بلند چار دیواری
خشتی کے اندر یہ مزار ہی قبر بہی خشتی چونہ گچ ہی اور مکانات پختہ فقرا کی سکونت
کے لئے بنے ہوئے ہین اور چاہ چرخی دار جاری ہے سکہون کیوقت اس مزار
پر بڑا میلہ سالانہ ہوتا تہا مگر اب رفتہ رفتہ رونق میلے کی جاتی رہی ہی +

گورستان بیگم پورہ

یہ ایک عالیشان عمارت لاہور کے شرق کی سمت باغ شالامار سے غرب کی طرف
واقع ہے یہ گورستان خان بہادر زکریا خان صوبہ لاہور کا ہی اور اسی کے قرب
مین محلہ مغل پورہ آباد تہا جسمین اُمرائے مغل قیام پذیر تہے بوقت تیاری
اس عالیشان مکان پر لاکہا روپے صرف مین آئے ہونگے اب بہی بچی بچائی عمارت
اسقدر ہے کہ اُسی احاطہ مین موضع بیگم پورہ آباد ہی اور بہت سے چبوترے
اور مسجد و مقبرے و ڈیوڑہی کلان وغیرہ موجود ہین اور استحکام و مضبوطی کا
یہ حال ہی کہ اس خوبی و مضبوطی کی عمارت ہرگز اب بن نہین سکتی سکہون کیوقت

اس مکان پر بڑے بڑے صدمے آئے جو شخص قابض ہوا وہ اسکو گراتا اور پتہر
اور اینٹین لاکہون روپیہ کی لیجاتا رہا اب تک یہی حال ہے پہلے تین حاکمون کے وقت
سردار گوجر سنگہ نے اس عالیشان مکان سے اینٹین کہدوا کر موضع قلعہ گوجر سنگہ
آباد کیا مہاراجہ رنجیت سنگہ کیوقت پہلے سمی خزانہ جو افسر توپخانے کا تہا اس پر
قابض ہوا اُس نے اسمین زمیندارون کو آباد کرکے گاؤن کی صورت بنائی بعد
چند سال کے ملا سنسار چند جو کانگڑے سے لاہور آیا تو مہاراجہ رنجیت سنگہ نے
یہ مکان اُسکے قیام کے لئے مرحمت کیا وہ چند ماہ اسمین رہا اور جاتی دفعہ اپنے
برہمنون کو بخش گیا اُسوقت معاملہ اسکی متعلقہ زمین کا ایک سو روپیہ سالانہ
تہا چند سال برہمن اسپر قابض رہے انہون نے قبرین بہت سی گرادین اور
پتہر اُتارے اور اینٹین فروخت کین بعد دیسا سنگہ پسر سردار لہنا سنگہ
مجیٹہہ نے یہ مکان برہمنون سے لے لیا اور اُنکو معاوضہ مین ایکسو روپے
کی جاگیر پہاڑ مین دلوادی اُنہین دنون مین نواب نمازی جو اصلی وارث
اس مکان کا تہا اور خان بہادر بانی مکان کے ساتہہ اُسکا نسب نامہ صحیح
صحیح ملتا تہا کابل سے لاہور آیا اُسوقت سردار دیسا سنگہ پہاڑ مین تہا اور
مکان خالی تہا اُس نے فی الفور اپنا قبضہ کرلیا اور زمیندارون کو جواب
دیدیا اور یہ مقدمہ چند سال مہاراجہ رنجیت سنگہ کے روبرو رہا آخر نواب
نمازی کی کچھہ پیش نہ گئی سمت <u>۱۸۹۵</u> بکرمی مین جرنیل گلاب سنگہ پہونڈیہ کی
فوج کی چہاونی بیگم پورے کے پاس مقرر ہوگئی تو یہ مکان بہی چہاونی مین آگیا
جرنیل گلاب سنگہ نے مسجد کو مسکن بنایا اُس نے خدا بخش لمبردار کو تو نکالدیا
مگر کیپا لمبردار باغبان اُس باغیچہ کا جو مسجد کے آگے ہے مقرر رہا ہزارہا روپے
کی اینٹین ان مکانات سے کہدکر چہاونی کی تعمیر مین خرچ ہوئین آخر سلطنت

سکہی تک گلاب سنگہ اسپر قابض رہا انگریزی سلطنت کیوقت وہی کبیالمیدار
قبضہ کا دعوی کرکر مالک بنا نواب غازی وغیرہ وارثان مکان نے نالشین کین
آخر ممبری دیوانی دعوی کا حکم ہوا اور وہ استقدر استطاعت نرکہتے تہے بیلئے خاموش ہو گئے
بعد ازان فضل شاہ نام ایک وارث نے چند ماہ تک سرسری دعوی مین قبضہ پایا
اسی عرصہ مین اُس نے صدہا روپئے کی اینٹین فروخت کرلین جب اپیل ہوئی
زمینداروں کا قبضہ پہر بحال ہو گیا تو پہر وہ بیدخل ہو گیا ۱۲ اس مکان
کی عمارت کی تشریح لکہنے کے لئے ایک علیحدہ کتاب چاہئے اسواسطے مختصر تحریر ہوتا
ہے کہ اس احاطہ کے اندر بہت سے چبوترے قبور کے ہین اور ایک عالیشان
ڈیوڑہی ابتک موجود ہے۔ پہلا مکان قدم رسول کا اس جگہ پیغمبر خدا کے قدم کا
نشان ایک پتہر مین تہا نہین معلوم سکہون کیوقت اُسکو کون اکہاڑ کر لیگیا۔
اس مقام پر ایک عالیشان مقبرہ بنا ہے۔ دوسرے چبوترے پر قبر نواب عبدالصمد خان
و زکریا خان بہادر وغیرہ متعلقین خاندان کی قبرین ہین۔ تیسرے ڈیوڑہی
کلان جسکے متعلق بہت سی عمارت ہے بعض بوسیدہ و کہنہ اور بعض موجود
اور بعض بے سقف اور بعض مسقف۔ چوتہے بڑے دالان غربی و جنوبی و شمالی
جو شکستہ و بے مرمت ہو گئے ہین سوائے انکے کوٹہریان قالبوتی سقف کی
بہی بہت ہین۔ پانچوین ایک مقطع باغ جو اب خراب و خستہ پڑا ہوا ہے۔ چہٹے
ایک عالیشان مسجد کاشی کار ہے جسکے تین در محرابی مقطع خوبصورت بنے ہین
اور گوشہ جنوب غرب مین پختہ زینہ مسجد کے اوپر جانے کے لئے ہے چارون گوشون
پر چار مینار کاشی کار برنگ سبز و بسنتی ہین اور مسجد کی سقف کے میانہ مین
گنبد نہایت خوبصورت بنا ہوا ہے اس مسجد کی سقف پر گلاب سنگہ پہوونڈیہ
افسر فوج سکہی نے اپنے رہنے کے لئے کوٹہی بنائی ہوئی تہی جو اب زمینداران

کے قبضہ مین ہی تین دروں کے اوپر اور درست وچسپ چوکاشی کا کام ہے ابتک
تازہ وخوش رنگ نظر آتا ہی محراب میانہ کے میانے مین ایک سل سنگ مرمر کی لگی ہے
اُسپر کلمہ شریف کندہ ہی اور جنوب وشمال کی دونو محرابون کے اندر دو حدیثین پیغمبر صاحب
کی لکھی ہین مسجد کے صحن مین فرش خشتی بوسیدہ ہو چکا ہی اور ایک بڑا حوض ہے
جسمین فوارہ لگا ہی مسجد کی دونو سمت جنوب وشمال کی طرف دو حجرے قالبوتی مقطع
بنے ہوئے ہین مسجد کے روبرو مشرق کی سمت ایک مقطع باغ ہی جسکے میانہ مین ایک
گز زمین سے بلند ایک چبوترہ پختہ ہی اس چبوترے پر سرتاپا سنگ مرمر لگا تہا
جسکو سردار جوالا سنگہ بہرانیہ اُکہاڑ کر لیگیا اس چبوترے پر دو قبرین زنانہ زوجہ
والدہ نواب خان بہادر کی تہین چونکہ یہ تمام عمارت بیگم جان والدہ نواب خان بہادر
نے اپنی جین حیات بنوائی تہی اس سببسے ابتک اسکا نام بیگم پورہ مشہور ہے
الحمد للہ کہ نام ابتک زندہ ہی اگرچہ قبرین اُکھڑ گئی ہین۔ اس عالیشان مسجد کی مرمت
بہی اب مولف کتاب کی معرفت سرکار نے کرائی ہے + نواب خان بہادر کا حال مفصل
تاریخ پنجاب مولفہ راقم میں درج ہے شایقین وہان سے مطالعہ کر لین +

حال سفید گنبد المشہور نیلا گنبد

یہ مکان بیگم پورہ کے شرق کی سمت کو ایک گنبد ہشت پہلو پڑا موجود ہی اندر سے
سالم ہی مگر اوپر سے بوسیدہ ہی چبوترہ پختہ پر اسکی عمارت ہی مگر اب چبوترہ گر چکا ہے
یہ مقبرہ یحیی خان کا مشہور ہے جو محمد شاہی عہد مین ایک امیر لاہور کے امراء
مین سے تہا اور سنہ ۱۱۶۰ ہجری مین مرگیا اب یہ مقبرہ بالکل بے مرمت وخراب حالت مین ہے

مسجد خواجہ ایاز

موضع باغبانپورہ کے متصل یہ ایک قدیمہ عمارت کی مسجد موجود ہی خواجہ ایاز
شاہجہانی عہد مین ایک امیر کبیر عمارت کے کارخانہ مین ماتحت نواب علی مردانخان

کے کام کرتا تہا جب شالامار باغ شاہجہان کے حکم سے تعمیر ہوا تو میر عمارت خواجہ ایاز
تہا اُس نے اپنی یادگار یہ مسجد اس موقع پر تعمیر کی تہی اور ایک باغ بہی اپنے
نام سے شالامار باغ کے شرق کی سمت کو تیار کرایا جو ابتک مع چار دیواری پختہ و
بارہ دری کے موجود ہے اور اب سرداران سندہانوالیہ کے قبضہ مین ہے اس
مسجد کی تین محرابین اور تین گنبد عالیشان پختہ ہین سقف قالبوتی پختہ دیوار مسجد
کے چارون طرف سے چار چار گز بلند بنی ہوئی ہے میانہ مین ایک حوض مربع
دس گز طول اور دس گز عرض کا بیچ مین فوارہ خاص مسجد کی بیرونی دیوار کے
دونو گوشون مین دو زینے اوپر جانے کے لئے بنے ہین درمیانی محراب پر ایک سل
سنگ مرمر کی لگی ہوئی ہے اور اُسپر ایک حدیث شریف عربی خط مین لکہی ہے
اور نیز بندہ درگاہ خواجہ محمد ایاز تحریر ہے بیرونی دیوار کے مرغولون اور بازون
پر رنگین پر تکلف کتبے زیر گنبد و اندرون مسجد بہی سب عمارت رنگین و منقش
اور زمین پر پختہ فرش ہے جنوب کی سمت کو دو حجرے پختہ بنے ہوئے ہین +

مقبرہ سید میران شاہ المشہور موج دریا بخاری

اُوچ کے سیدون مین سے یہ بزرگ اکبر بادشاہ کے عہد مین ایک بزرگ خداپرست
صاحب ولایت و کرامت مشہور تہا اسکا بزرگ سید جلال الدین میر سرخ
بخاری اُچ مین قیام پذیر تہا اور وہین اُسکا مقبرہ ہے اکبر بادشاہ اسکا بڑا
معتقد تہا اور ایک لاکہہ پچیس ہزار کی جاگیر بٹالہ کے علاقہ مین اسکے نام پر
واگزار تہی لاہور مین اسی موقع پر جہان مقبرہ ہے اس کا گہر تہا اور لنگر عام جاری
رہتا تہا مقبرہ موجودہ اسکی زندگی مین اکبر بادشاہ کے حکم سے بنا تہا یہ بزرگ
گیارہوین ربیع الاول ۱۰۱۳ھ ہجری مین فوت ہوا اور تاریخ وفات اسکی درج
کتاب خزینۃ الاصفیا یہ ہے +

حضرت میران محمد شاہ خلد | موج دریائے سخا عین الیقین
سہروردی پیر شیخ با صفا | بود بحر فیض بر روئے زمین
آخر الامر از جہان بے ثبات | گشت در خلد برین منزل گزین
۱۰۱۳
جست سرور سال ترحیلش عجب | از محمد شاہ میران میر دین

یہ مقبرہ صدر بازار انار کلی جنوبی حد عہد جناب میکلوڈ صاحب لفٹنٹ گورنر پنجاب کی شرقی دیوار کے ساتھہ ملحق ہے صورت مقبرہ کی ہشت پہلو دروازہ آمد و رفت جنوب کی سمت ہی ایک چبوترہ خشتی پختہ چونہ گچ پر یہ عالیشان عمارت بنی ہے دروازہ کے اوپر ایک طاقچہ بنا ہے اُسمین بخط جلی یہ لکھا ہے روضہ مقدسہ زبدۃ الواصلین قدوۃ العارفین مقبول بارگاہ باری میران سید محمد شاہ موج دریا بخاری نور اللہ مرقدہ در عہد اکبر بادشاہ تعمیر یافت - سوای اسکے ہر ایک پہلو پر اشعار لکھے ہین مقبرے کے اندر گیارہ قبرین ہین ایک خاص میران محمد شاہ کی اور دو دو نو فرزندون صفی الدین و بہاؤ الدین کی اور باقی اولاد کی اور ایک قبر اسکے فرزند شہاب الدین کی موضع ہوگی وال کے پاس ہی اس متبرک مکان پر ہر سال عرس ہوتا ہے اور خلقت کثیر جمع ہوتی ہی مہاراجہ رنجیت سنگھ کے وقت چالیس روپلے ماہوار اس خانقاہ کے اخراجات کیواسطے ملتا تہا اب کچھہ نہین ملتا - اس مقبرے کی چار دیواری کے متعلق بہت سی عمارت ہی چنانچہ مسجد پختہ و مکان سکونت خادمان خانقاہ و چاہ وغیرہ سب پختہ عمارت بنی ہوئی ہے اس مقبرے کی حدود سے باہر ایک چبوترے پر قبر زند علی بن سید عبد الرحیم بن صفی الدین بن میران محمد شاہ بنی ہوئی ہے اُسکی تعریف بہی لوگ بہت کرتے ہین کہ ولی اور خدا پرست تہا +

اس بزرگ کی اولاد سید حسین شاہ وغیرہ لاہور مین : قیام پذیر ہے جو

سید صفی الدین کے ذریعہ سے اسکے ساتھہ شجرہ ملاتے ہین اور باقیماندہ اولاد قصبہ بٹالہ مین قیام پذیر ہے - شہاب الدین کے ساتھہ اُنکا شجرہ ملتا ہے - غرض کہ یہ خانقاہ لاہور کے مشہور و معروف مکانون مین ہے +

مقبرہ سید شاہ چراغ گیلانی

اصلی نام اس بزرگ کا سید عبدالرزاق بن سید عبدالوہاب گیلانی تہا اور شاہ چراغ خطاب تہا بزرگ اسکے قصبہ اُچ علاقہ ریاست بہاولپور سے آکر قصبہ ستگہرہ ضلع منٹگمری مین اور وہان سے لاہور مین آکر سکونت پذیر ہوئے چونکہ نسب نامہ صحیح اس خاندان کا پیران پیر محی الدین کے ساتھہ ملتا ہے لوگ اُنکا بہت ادب کرتے ہین مسلمانی عملداری کیوقت اُنکا بڑا عروج تہا سلاطین وقت لاکہون روپے اُنکی نذر چڑہاتے تہے اس موقع پر جہان اب یہ مقبرہ ہے محلہ لنگر خان بلوچ کا تہا اور وہ اُنکا مرید تہا اس سبب سے یہ مقبرہ اسی موقع پر بنا ورنہ ان بزرگون کے مزار ستگہرہ وغیرہ مقامات مین بہت ہین وفات اسکی ۲۲ ماہ ذی قعدہ سنہ ۱۰۶۸ ہجری مین واقع ہوئی اور یہ روضہ عالمگیر اورنگ زیب کے حکم سے تعمیر ہوا اور مسجد عالیشان جو غرب کی سمت مقبرے کے ہے اور اب سرکاری دفتر صاحب اکونٹنٹ وسول ایڈیٹر کا رہتا ہے خان بہادر زکریا خان کے حکم سے تعمیر ہوئی کیونکہ اُسکی والدہ اس خاندان کی مرید تہی اور اُس نے وصیت کی تہی کہ میری قبر اس جگہ ہو اور میرے زیور سے مسجد تعمیر کردی جائے - یہ مقبرہ مربع صورت کا پختہ چونہ کی عمارت کا بنا ہوا ہے دروازہ جنوب کی سمت ہے مقبرے کے اندر آٹہہ قبرین ہین ایک تو شاہ چراغ کی اور سات اُنکی اولاد کی - چہت خشتی قالبوتی اور اوپر عالیشان گنبد ہے مسجد بہی چونہ گچ ہے جسکی پانچ محرابین عالیشان اور پانچ گنبد ہین قبل عملداری انگریزی کے اس مسجد مین سکہون نے میگزین ڈالا ہوا تہا جب انگریزون کی عملداری ہوئی

تو اسکو کوٹھی بنالیا گیا اور میجر میکگریگر صاحب و ویڈربرن صاحب و سمتھ صاحب
بہادر ڈپٹی کمشنران اسمین رہتے رہے پہر اکونٹنٹ کا دفتر اُس مین مقرر ہو گیا
اب کوٹھی یعنے مسجد کا احاطہ علیحدہ ہے اور مقبرہ کا علیحدہ اور مقبرے پر قبضہ
سادات گیلانی کا ہر سال یہان مہینہ ربیع الثانی کی سترہوین تاریخ کو ہوتا ہے اور
خلقت بہت جمع ہوتی ہے ؀

مقبرہ شیخ عبد اللہ شاہ بلوچ

یہ بزرگ شہر لاہور کے تین حاکمون کیوقت صاحب زہد و ریاضت و کرامت
مشہور تہا چونکہ موضع مزنگ مین لنگرخان کی اولاد مین سے اکثر بلوچ رہتے ہین
یہ بہی انہی فرقون مین سے تہا خاندان قادریہ مین اسکی بیعت تہی اُس نے
موضع مزنگ کے غرب کیطرف اپنے نام سے ایک جدید آبادی آباد کر کے
اسکا نام کوٹ عبد اللہ شاہ رکہا یہ شاعر بہی تہا پنجابی زبان مین اس کے
ابیات ابتک زبان زد خاص و عام ہین علوم ظاہری مین بہی یہ شخص فاضل تہا
اور لاہور کے علما و فضلا اسکی خدمت مین حاضر ہو کر استفادہ کرتے تھے اور
حافظ غلام محمد امام مسجد وزیرخان اس کا مرید تھا مفتی شیخ فیض بخش جو
ایک اجلہ علما سے تھا اسکی خدمت مین ارادت رکھتا تھا ۱۲۵۸ ہجری مین
یہ شخص فوت ہوا اور عزیز بیگ کے لفظ سے تاریخ وفات نکلی - یہ مقبرہ بیرون موضع
مزنگ بجانب گوشہ شمال مغرب واقع ہے چارو طرف ایک پختہ چاردیواری
اُس کے اندر یہ مقبرہ پختہ چونہ گچ معہ ایک عالیشان مسجد کے موجود ہے
پہلے مزار عبد اللہ شاہ ایک پختہ چبوترے پر پختہ بنا ہوا تہا گنبد نہ تہا ۱۲۷۸
ہجری مین سردار خان بلوچ نمبردار موضع مزنگ نے یہ موجودہ مقبرہ بنوایا اور
غرب کیطرف اسکی ایک پختہ مسجد بنوائی - اسکی مرضی تھی کہ مینار اس مسجد کے بہت

اونچی بنوائے مگر ابھی دو ہی مینار بن چکے تھے اور مسجد بھی نہیں ہونے پائی تھی کہ سردار خان کا خود خاتمہ ہو گیا۔

مقبرہ شاہ ابو اسحاق قادری

یہ متبرک مقبرہ موضع مزنگ کے شرق کی سمت بہت نزدیک موجود ہے یہ مقبرہ پختہ چونہ گچ مربع صورت کا بنا ہوا ہے جنوب کی طرف دروازہ ہے سیڑھیاں چڑھ کر اوپر جاتے ہیں مقبرہ کے وسط میں ایک چوبی پنجرہ مزار کے چاروں طرف تا کمر بلند نصب ہے اس کے وسط میں قبر پختہ بنی ہے اندر کی عمارت چونہ گچ سقف قالبوتی اور اوپر گنبد عالیشان مدور ہے مقبرے کے غرب کی سمت ایک پختہ عالیشان مسجد ہے جسکی تین محرابیں ہیں اندر باہر پختہ فرش ہے اس مقبرے کے اندر گچ پر منوطی کام اس خوبصورتی سے ساختہ کیا ہوا ہے جسکو دیکھکر انسان خوش ہو جاتا ہے اور چاروں طرف دیوار پر سورۃ یسین و سورۃ ملک اسی منوطی کام میں لکھی ہوئی ہے اس مقبرے اور مسجد کے علاوہ ایک دوسرا عالیشان مقبرہ مسجد کی پشت پر بگوشہ جنوب مغرب بنا ہوا ہے یہ مقبرہ بھی پختہ شاہ ابو اسحاق کے مقبرہ کی قطع پر بنایا گیا ہے اس میں تین قبریں محمد حسین و ملک حسین و پیر حسین فرزندان ابو اسحاق کے ہیں اندر مقبرہ کے آیات قرآنی بخط نسخ نہایت خوبصورتی کے ساتھ لکھی ہیں۔ شاہ ابو اسحاق قادریہ سلسلہ میں خواجہ داؤد شیر گڑھی کا مرید و خلیفہ تھا ۹۸۲ھ ہجری میں بعہد اکبر بادشاہ فوت ہو کر اسجگہہ دفنایا گیا اسکی بزرگی و خداپرستی کا قایل ایک زمانہ ہے۔ اس مزار کا احاطہ بہت بڑا ہے اور سات بگیہا اراضی زرعی ملحقہ مقبرہ مع چاہ روان اسکے متعلق ہے جس کی آمدنی مجاور کہاتے ہیں پانچویں محرم کو ہر سال یہاں میلہ ہوتا ہے گانون کے لوگ بہت جمع ہو جاتے ہیں رات بھر قرآن شریف پڑہا جاتا ہے راگ گانے کی

سماعت ہی - ابو اسحاق تاج عارفان ؎ اسکی وفات کی تاریخ ہے ✤

مقبرہ خیرالدین المخاطب بشاہ ابوالمعالی قادری

یہ مشہور و معروف متبرک مقبرہ دروازہ موچی کے باہر گوشہ گنجی مین واقع ہے اس مقبرے کے متعلق بہت بڑا قبرستان ہے بیشمار مقبرے بنے ہین چونکہ اسجگہہ خاص اس بزرگ کا حال لکھنا منظور ہے اس لئے خاص مقبرہ متبرکہ کا حال لکھا جاتا ہے کہ یہ مقبرہ ایک پختہ و بلند چبوترہ پر بنا ہوا ہے صورت مقبرہ کی ہشت پہلو دروازہ آمد و رفت جنوب کی سمت کو ہے زینہ چڑھکر اوپر جاتے ہین مقبرے کی عمارت سب پختہ چونہ گچ اندر باہر سے استرکاری ہے سقف قالبوتی ہے اوپر عالیشان گنبد بنا ہے مقبرے کے اندر وسط مین ایک اور پختہ چبوترہ ہے جسپر چار قبرین پختہ بنے ہین ✤ ایک شاہ ابوالمعالی کی دوسری شاہ محمد باقر اسکے فرزند کلان کی تیسری شاہ محمد رضا چوتھی حاجی محمد افضل کی - ان قبرون کے چار طرف پنجرہ چوبی قد آدم بلند نہایت بصورت نورا ایمان والے نے بنایا تھا جس کا ذکر اسکی مسجد کے حال مین تحریر ہو چکا ہے یہ مقبرہ باہر سے دو منزلہ اور اندر سے ایک منزلہ ہے اور زینہ غرب کی سمت بنا ہوا ہے - بنیاد اس مقبرہ کی شاہ ابوالمعالی نے اپنی زندگی مین رکھی تھی مگر ابھی ناتمام تھا کہ وہ خود انتقال کر گیا اور محمد باقر اسکے فرزند نے اس عمارت کو باختتام پہنچایا - مقبرے کے غرب کیطرف ایک مسجد پختہ ریختہ کار بنی ہے اندر باہر فرش پختہ ہے تین محراب مین قالبوتی عالیشان ہین سقف قالبوتی ؎ اسپر تین گنبد مدور مقطع ہین - یہ مسجد شاہ ابوالمعالی نے اپنی زندگی مین بنوائی تھی مگر سکھون کے وقت غوثی خان جرنیل توپخانہ نے اس مسجد کو دوبارہ بنوایا جو اب تک موجود ہے - بہت سے مکانات اور دالان شاہ ابوالمعالی کی اولاد کی نشست کے لئے بنے ہوئے ہین اور ہر ایک اپنے اپنے مقبوضہ مکان مین بیٹھتا ہے -

یہ بزرگ ۱۷ ماہ ربیع الاول ۱۰۲۵ھ ہجری کو بعہد شاہ جہان بادشاہ فوت ہوا اور
اسی تاریخ کو ہر سال عرس ہوتا ہے دو روز عرس کا ہجوم خانقاہ پر رہتا ہے
خلقت بکثرت جاتی ہے پہلے روز رات کو چراغان ہوتا ہے اور طوائف قاصہ
جا کر ناچتی ہین دوسرے روز قوالی ہوتی ہے اور فقرا رسلاع سنتے ہین۔ دونو
عید ولکا میلہ بھی اسی خانقاہ پر ہوتا ہے گویا ایک سال مین تین میلے ہوتے
ہین قبور کے احاطے اس گورستان کے متعلق بیشیار ہین۔ شاہ خیر الدین
ابو المعالی اپنے وقت کا عالم فاضل فقیر خدا پرست صاحب زہد ریاضت تھا لاکھون
آدمی اسکے مرید تھے بہت سی کتابین اسکی تصنیف کی ہوئی اب تک موجود ہین یہ
بزرگ دہم ماہ ذوی الحج روز عید ۹۶۰ھ ہجری کو پیدا ہوا اور ۱۷ ربیع الاول ۱۰۲۵ھ کو
فوت ہوا۔ پینسٹھ برس کی عمر پائی قطعہ تاریخ اسکی ولادت و وفات کا مندرجہ کتاب
خزینۃ الاصفیا یہ ہے ؎

بو المعالی خیر دین احمدی خیر دین نیکو بود تولید او	بود ذاتش معدن صدق و یقین رحلت پاکش معالی خیر دین

اس بزرگ کے پوتے نواسے بیشیار ہین جنکا گزارہ پیری مریدی مقبرے کے
چڑھاوے کی آمدنی پر ہے سب لاہور مین رہتے ہین تھہل شاہ امام شاہ فاضل شاہ
فیروز شاہ انکی اولاد مین سفید پوش ہین مگر علم سے بہرہ نہین رکھتے۔

مزار تاجے شاہ مجذوب

یہ مزار بیرون موچی دروازہ مشہور و معروف مزار ہے قبر پختہ ایک چبوترہ چار دیواری
کے اندر ہے اور غرب کی سمت ایک مسجد پختہ بنی ہوئی ہے شرق کی سمت چھوٹا سا
باغیچہ اور فقیرون کے رہنے کے مکان ہین روز دوشنبہ ہفتم ماہ بیساکھ ۱۹۰۰ سمت
بکرمی مطابق ۱۲۱۲ھ ہجری یہ ملنگ فوت ہوا سالانہ میلا اسی تاریخ کو ہوتا ہے

مہتمم میلے کا مسمی نور محمد اور اُسکا بیٹا بوڑا اسب درسیر ہے وہ اپنا روپیہ خرچ کرکے میلا کرتے ہین یہ نور محمد تاجے شاہ کا مرید تہا وہ بیان کرتا ہی کہ میرے گہر اولاد نہ تہی تاجے شاہ کی دعا سے بیٹا پیدا ہوا جسکا نام بوڑا رکہا اور اب وہ سب اور سیر ہے عہد سکہی مین یہ تاجے شاہ ایک فقیر مجذوب مستانہ پہرا کرتا تہا لوگ بہت اسکے پاس جاتے تہے اور اسکو صاحب کشف و کرامت کہتے تہے ایکسو برس کی اسنے عمر پائی ۞

مقبرہ شیخ عبد الرزاق مکی

یہ وہ مقبرہ ہی جو صدر بازار انارکلی مین نیلہ گنبد مشہور ہی صورت اسکی ہشت پہلو اور ہر پہلو مین عالیشان محراب قالبوتی پختہ عمارت کی سقف قالبوتی اوپر گنبد عالیشان کاشی کار برنگ سبز فیروزی اسکے اندر قبر شیخ عبد الرزاق مکی کی تہی جو مکہ معظمہ سے بطور سیر ہمایونی عہد مین ہندوستان مین آیا اور میران محمد شاہ موج دریا بُخاری کا مرید ہوکر زہد و ریاضت مین مصروف ہوا اور اس کمال کو پہنچا کہ موج دریا اسکی تعظیم کرتے تہے امرا ے لاہور کا اعتقاد اسکی نسبت بہت تہا ہزارون آدمی خدمت مین حاضر رہتے تہے ۹۸۴ سنہ ہجری عہد عالمگیری مین یہ مر گیا اور یہ عالیشان مقبرہ اُسکی قبر پر بنوایا گیا اور ایک عالیشان مسجد مقبرے کے غرب کی سمت کو تعمیر ہوئی اور عالیشان باغ بنایا گیا سکہی عہد مین وہ سب عمارت برباد ہوگئی صرف مسجد و مقبرہ باقی رہ گیا۔ مہاراجہ رنجیت سنگہ کے حکم سے مقبرے مین بارود بہری گئی مسجد مین گولے گولیان بہری گئین اور ایک علیحدہ مکان لوہارون کیواسطے بنایا گیا جسمین وہ بندوقین بنایا کرتے تہے جب سکہی سلطنت برباد ہوئی اور انگریزی عہد دوران ہوا تو مسجد و مقبرہ خالی ہوگیا اور مسجد و مقبرہ سفیدی ہوکر مسکوٹ بنایا گیا جہان انگریز آکر کہانا کہاتے تہے آخر جب انارکلی کی چہاونی موقوف ہوکر میانمیر کے میدان مین چہاونی قرار پائی

تو سکوٹ والون نے بہی اسکو چہوڑا اور منشی نجم الدین ٹہیکہ دار ڈیلی روڑی نے
سرکار مین درخواست دیکر یہ مسجد و مقبرہ واگزار کرایا اور بہت سا روپیہ اپنی گرہ سے
خرچ کر کے مسجد کی مرمت کی مسجد از سر نو آباد ہوئی اور مسلمان اسمین نماز پڑہتے ہیں
اب یہ مسجد نجم الدین کی مسجد کہلاتی ہی مقبرہ مین بہی قبر بنائی گئی ہی اس مسجد کی تین
عالیشان محرابین اور تین گنبد ہین عمارت سب پختہ چونہ گچ ہی صحن مسجد کا بہت
وسیع اور مسجد جامع ہی شمال کی سمت مسجد کے بڑا چاہ اور غسلخانے وسقاوے
بنے ہین امامت مسجد کی مولوی نور احمد کو سپرد ہے ✦

مزار خواجہ محمد سعید لاہوری

نیلے گنبد کے محاذ مین شرق کی سمت یہ وسیع چار دیواری پختہ بنی ہوئی ہی دروازہ
چار دیواری کے غرب کی سمت کو ہی دروازے کے آگے ایک کوٹہہ فقیر کے رہنے کے
لئے بنا ہوا ہی جب اندر جائین تو ایک اور چار دیواری پختہ ہی جسمین تین قبرین شکستہ
ہین ایک تو خواجہ محمد سعید کی دوسری حاجی عباد اللہ کی تیسری عبد الرحمن کی جو
خواجہ محمد سعید کی نواسے تہے اس چار دیواری کے شمال کی طرف ایک چاہ چرخی دار
ہے سوائے اسکے ایک اور چہوٹی سی چار دیواری ہی جسمین قبر شاہ شرف کی ہے اس شاہ شرف
کا روضہ سنگین اور عالیشان مسجد بہاٹی دروازے کے آگے بنی ہوئی تہی مہاراجہ
رنجیت سنگہ نے جب شہر لاہور کے دوہرے دروازے اور خندق تمام شہر لاہور
کے گرد و گرد بنوائی تو یہ عمارت دروازے کے قریب آگئی اور رستہ تنگ رہ گیا
اس سبب سے حکم ہوا کہ اس مقبرے اور مسجد کو گرا دیا جائے چنانچہ مسجد و مقبرہ
دونو گرائے گئے جسقدر پتہر سنگ مرمر و سنگ سرخ اوتارا وہ امرتسر بہیجا گیا اسوقت
شاہ شرف کی لاش کا صندوق جو صحیح و سلامت نکلا تہا اس چار دیواری
کے اندر دوبارہ دفنایا گیا اور فقیر نور الدین کی معرفت یہ نہایت مختصر چبوترہ و

چار دیواری بنا دی گئی - یہ مسجد و مقبرہ جسمین شاہ شرف مدفون تھا عالمگیری
عمارات مین سے تھا اور قدیمی عمارات مین سے کوئی ایسی خوبصورت و رنگین
عمارت نہ تھی مسجد و مقبرہ کے گنبدون پر سنگ مرمر لگا ہوا تھا اور بیرونی دیوارین
سنگ سرخ کی تھین اندرونی عمارت کاشی کار تھی اب دونو بزرگون کا حال
لکھا جاتا ہے خواجہ محمد سعید تو ایک بزرگ قادریہ سلسلہ کا تھا صاحب کرامت وخوارق سے
اس نے روئے زمین کی سیر کی اور کابل مین مدت رہا احمد شاہ دُرانی اسکا نہایت
معتقد تھا تیسرے حملے مین جب احمد شاہ لاہور آیا تو اسکی خاطر سے لاہور غارت
سے بچ گیا اس نے بادشاہ کے نام صرف ایک رقعہ لکھہ بھیجا تھا کہ بندگان خدا
کو مت ستاؤ بادشاہ بذات خود خدمت مین حاضر ہوا - سکھون کی غارت گری
کیوقت بھی خاص اسکی سکونت کا محلہ جسکو محلہ وولا واڑی کہتے تھے غارت
سے بچتا رہا جب یہ مرگیا تو سکھون نے لوٹ لیا سنہ ۱۱۸۱ھ مین یہ بزرگ فوت ہوا
شیخ وصل سعید (۱۱۸۱) اسکی تاریخ وفات ہے اور شیخ اشرف بھی بزرگ عالم عامل شہر
لاہور کا رہنے والا تھا عامل یہہ شخص ایسا تھا کہ اپنے وقت مین ثانی نہین رکھتا
تھا امرائے عہد اُسکے حلقہ بگوش تھے بادشاہ وقت مطیع تھا یہ بزرگ ۱۱۰۴ سنہ مین
فوت ہوا اور عالمگیر اورنگ زیب کے حکم سے وہ عالیشان عمارت اسکی قبر پر بنائی گئی
جو سکھی وقت مین نیست و نابود ہو گئی اب اُس موقع پر خاکروبون کا تکیہ بنا ہوا ہے

از خزان پامال کرد افسوس گل دون باغ را ۔ جائے بلبل داد اے حسرت زمانہ زاغ را

خانقاہ عالیہ علی مخدوم گنج بخش غزنوی لاہوری

یہ متبرک و قدیمی مقبرہ لاہور کے مشہور و مزین مزارون و مقبرون سے ہے دور دور سے
مسلمان معتقد لوگ اس مزار کی زیارت کو آتے ہین بادشاہان سلف بھی کمال
ادب اس مزار کا کرتے تھے چنانچہ سلطان ابراہیم غزنوی اور سلطان شمس الدین التمش

وغیرہ بادشاہون کے ہاتھہ کے لکھے ہوئے قرآن شریف اس مزار پر موجود ہین
یہ بزرگ سلطان مسعود سلطان محمود کے بیٹے کے ہمراہ لاہور مین آیا اور مسلمانی
دین کے پہیلانے مین بہت کوشش کی بڑے بڑے بزرگون مثل خواجہ معین الدین حسن سنجری
اجمیری وخواجہ فرید پاک پٹنی وغیرہ نے یہان آکر چلے کاٹے اور فیض پایا تہا دارا شکوہ
اپنی کتاب سفینۃ الاولیا اور مولانا جامی اپنی کتاب نفحات الانس مین اس بزرگ
کی تعریف بحد کمال لکہتے ہین اور بیشک یہ بزرگ ایسا ہی ہوگا جیسی اسکی تعریف
کتابون مین درج ہے ۴۳۱ سنہ ہجری مین اس نے اپنی قدوم میمنت لزوم سے
لاہور کو مشرف کیا اور ۴۶۵ سنہ مین مر گیا چونتیس برس برابر لاہور مین رہ کر ظاہری
باطنی علم پہیلایا اور خدا پرستی کا طریق لوگون کو سکہلایا اسکی لاکہون کرامتین
کتابون مین درج ہین اندر کے دروازے پر یہ شعر لکہے ہین ✦

خانقاہ علی ہجویری — خاک جاروب از درش بردار
طوطیا کن بدیدہ حق بین — تا شوی واقف در اسرار
چونکہ سردار ملک معنی بود — سال وصلش برآید از سردار ۴۶۵

اس عالیشان ومتبرک مقبرے کے گرد بڑی بڑی عالیشان عمارتین تہین چنانچہ
روضہ ومسجد شاہ اشرف کی اسی کے جوار مین تہی مگر سب کی سب سکہون کی
نذر ہوئین مہاراجہ رنجیت سنگہ اگرچہ ادب اس مزار کا بہت کرتا تہا اور ہزارون
روپیے نذرانے کے بہیجتا تہا مگر باہر کی عمارت اسنے بہی ایک نہ چہوڑی
سب کے پتہر اتروا ڈالے بنیادین زمین سے نکلوا دین صرف مزار کا مکان باقی
رہ گیا اس احاطہ مزار کا دروازہ جنوب کی سمت کو ہے اندر کو جائین تو ایک دروازہ
سنگین دہلیز کا غرب کی سمت کو ہے جسکے اندر ڈیوڑہی ہے اسکے اندر ہو کر جائین
تو شرقی دروازے مین سے صحن مربع کے اندر انسان جا پہنچتا ہے صحن کے

چارون طرف مکانات دالان وغیرہ بنی ہین جنمین بڑے بڑے قران شاہان سلف کے ہاتھہ کے لکھے ہوئے رحلون پر رکھے ہین اور لوگ انکو پڑھتے رہتے ہین جنوبی سمت مجاور رہتے ہین صحن کے وسط مین مثمن چبوترہ ہے اور اسپر مزار ہے چبوترہ سنگ مرمر کا ہی اوپر بھی فرش سنگ مرمر کا قبر بھی ایک ٹکڑہ سنگ مرمر کی بنی ہے چبوترے کے آٹھون پہلؤن پر چوبی پنجرہ ہے پہلے اوپر مزار کے گنبد نہ تہا مگر ۱۲۷۰ھ ہجری مین مسمی نور محمد سادہو نے یہ گنبد بنوایا تہا جو اب موجود ہے گنبد مدور نہایت خوبصورت ہے آٹھون دہن رکھے گئے ہین آٹھون بین نیچے پنجرے اور اوپر آئینے لگ کر بند کردئے گئے ہین جنوبی دروازہ رکھا گیا ہے اس احاطہ کے متعلق جنوب ومغرب کے گوشہ مین ایک عالیشان مسجد گنبددار بنی ہوئی ہی یہ مسجد حضرت نے خود بنوائی تہی مگر اب ۱۸۷۸ء مین دوبارہ بنائی گئی ہے اس احاطہ کے شمالی دالان مین سے احاطہ قبر شیخ امام الدین کی طرف رستہ ہے اور وہ حاطہ حضرت کے حاطہ سے بجانب شرق وجنوب دیوار بدیوار ہی شیخ امام الدین کی قبر کا حاطہ بھی نہایت مکلف بنا ہے قبر نواب شیخ امام الدین کی سنگ مرمر کی بنی ہی اور قبر کی جنوبی دیوار پر یہ اشعار لکھے ہوئے ہین ✤

دریغا کہ بے ما بسے روزگار	بروید گل وبشگفد نوبہار
بسے بر دوی ماہ واردی بہشت	بیاید کہ ما خاک باشیم وخشت

یہ قبر سنگ مرمر کی نہایت عمدہ وتقطیع بنی ہی جو بعد وفات نواب شیخ امام الدین کے انکے بیٹے نواب غلام محبوب سبحانی بنوائی تہی اور اللہ بخش نام حکاک نے اسکو بنایا اور قبر کی چہاتی پر جو پتہر لگا ہے اُسپر یہ تاریخی ابیات لکھے ہین ✤

چونکہ نواب شیخ امام الدین	شد ز دنیا ورو بخلد نہاد
گفت ہاتف بسال تاریخش	احمد مجتبی شفیعش باد

اُسکے نیچے یہ شعر لکھا ہے +

چون بنگاکم بگذری دامن کشان　　از سر اخلاص الحمدی بخوان

چار دیواری مقبرے کے باہر جنوب کی سمت بہت سے مزار پختہ و مسجدین بنی ہوئی ہین اور بہت سی نشستگاہین مجاورون کی۔ اس مزار کے مجاور بہت سے ہین گنتی ستر آدمیون سے زیادہ ہے آمدنی چڑہاوے کی وہ بحصہ مساوی تقسیم کرتے ہین یہ بزرگ یعنی علی گنج بخش ہجویری حسنی سید ہے اسطرح پر اسکا شجرہ درج کتب ہی کہ شیخ علی بن سید عثمان بن سید علی بن سید عبد الرحمان بن سید عبد اللہ بن سید ابو الحسن علی بن سید حسن بن سید زید شہید بن امام حسن بن علی مرتضیٰ اور پیری شجرہ اسکا اسطرح پر ہے کہ یہ بزرگ مرید خواجہ ابو الفضل بن حسن ختلی کا اور وہ خادم شیخ علی حقیری کا اور وہ خادم شیخ شبلی کا اور وہ جنید بغدادی کا اور وہ سری سقطی کا اور وہ معروف کرخی کا اور وہ داؤد طائی کا اور وہ حبیب عجمی کا اور وہ حسن بصری کا اور وہ علی المرتضیٰ کا + اس بزرگ نے عربی فارسی مین بہت سی کتابین تصنیف کی ہین چنانچہ کتاب کشف المحجوب بزبان فارسی تصوف کے علم مین اس نے ایسی لکھی ہی کہ اُسکا ثانی روئے زمین پر نہین ہے اس مزار پر آٹھوین روز بروز جمعہ میلا ہوتا ہے اور خلقت کثیر جمع ہوتی ہے بڑا میلا یعنی عرس ماہ صفر کی ۲۰ تاریخ کو ہوتا ہی اور دوسرا میلا آخری چہار شنبہ کے روز یہ دونو میلے بڑے بھاری ہوتے ہین دور دور سے خلقت آتی ہی اور اس میلے مین شامل ہوتی ہی ہر جمعرات کی رات کو بھی بہت سے لوگ شب بیدار آتے ہین اور تمام رات عبادت مین مصروف رہتے ہین +

مزار شیخ طاہر بندگی و گورستان پنج پیر میانی

یہ خطہ جسکو گورستان میانی کہتے ہین لاہور سے بجانب جنوب بفاصلہ دو میل

واقع ہر اسمین لاہور کے عام و خاص مسلمانون کی قبرین ہوتی تہین اب دس بارہ سال سے عام قبور کا ہونا بند ہو گیا ہر وہی لوگ اپنے مردے یہان دفناتی ہین جنکے پختہ احاطے بنے ہوئے ہین زمانہ قدیم مین اس موقع پر میانی نام ایک گاؤن آباد تہا جسمین میانی لوگ یعنی علما و فضلا سکونت پذیر تہے۔ اور پنج ڈہیرا اسکو اسلئے کہتے ہین کہ گاؤن کی آبادی سے پہلے اس جگہ پانچ قبرین بنی ہوئی تہین اس سبب سے پنج ڈہیر امیانی اسکا نام قرار پا گیا کیونکہ ڈہیر پنجابی زبان مین قبر کو کہتے ہین آخر جب شہر لاہور کے باہر عمارت و آبادی ہو گئی تو اس جگہ کے لوگ وہان جا رہے اور یہ گاؤن اُجڑ گیا اور قبرین بننی شروع ہو گئین۔ اس گورستان مین بہت سے احاطے ہین جسمین سے چند نامی احاطون کا ذکر یہان لکہا جاتا ہر۔ اول احاطہ مزار شیخ طاہر بندگی یہ احاطہ سب سے بڑا ہر اور وسیع چار دیواری پختہ خشتی بنی ہوئی جسکے اندر ہزارون قبرین قدیمہ جدیدہ ہین۔ اور شیخ طاہر جسکے نام سے یہ مکان مشہور ہے خاندان قادریہ مین ایک صاحب کشف و کرامت شاہجہانی عہد مین تہا شاہ کمال کنتلی کا مرید خاندان قادریہ مین اور شیخ احمد کا سلسلہ مجددیہ مین خادم تہا ظاہری علوم مین بہی اسکو کمال حاصل تہا یہ بزرگ ۱۰۴۰ ہجری مین مرگیا اور اس جگہ مدفون ہوا نعم کے لفظ سے اسکی تاریخ وفات نکلتی ہے اس کلان چار دیواری کے اندر ایک اور بڑا پختہ چبوترہ ہر جسپر پختہ چونہ گچ مزار اس بزرگ کا بنا ہے اس بزرگ کی بزرگی کے سب مسلمان قائل ہین اور بڑا خاندان اسکے سلسلہ کا قصبہ بٹالہ مین ہے جنکے ہزارون مرید پنجاب کے علاقہ مین ہین۔ خزینۃ الاصفیا و حدیقۃ الاولیا و تذکرہ مجددیہ وغیرہ کتب مین اس بزرگ کی کرامتین بیشمار تحریر ہین ٭ دوسرا احاطہ باغیچہ و مقبرہ رانی گل بیگم کا ہے یہ عورت قوم طوایف

ہین سے تہی مہاراجہ رنجیت سنگہ اسپر یہان تک مہربان ہوا کہ اسکے ساتہہ حسب
رسوم اہل اسلام کے شادی کی اور برات بڑے تزک و احتشام سے اوترمرگی
اس رانی کی عزت مہاراجہ کے گہر مین بہت تہی سب سے زیادہ اسکی جاگیر تہی انگریزون
کیوقت بہی روزینہ اسکا تمام رانیون سے زیادہ مقرر تہا اور ایکہزار دو سو روپیہ
ماہوار ملتا تہا اُس نے اپنی زندگی مین یہ باغچہ اور مقبرہ اپنے واسطے بنوایا تہا یہ مکان
نہایت مکلف و پختہ و سنگین بنا ہوا ہے غرب کی سمت عالیشان دروازہ ہے جسپر
بالاخانہ دریچہ دار ہے اسپر اشعار منظوم بہت لکہے ہین اور باغ سبز مادہ تاریخ نکالا ہے ۱۲۷۳
جب اندر جائین تو گوشہ شمال و غرب مین ایک عمدہ مسجد ہے اگرچہ وہ پُرانی قدیمہ
مسجد ہے مگر اب اُسکی دوبارہ سفیدی ہوئی ہے باغ نہایت مقطع و سرسبز ہے اشجار
مثمرہ و انگور وغیرہ بہت ہین باغ کی جنوبی حد مین رانی گل بیگم کا مقبرہ ہے ایک
وسیع پختہ چبوترہ ہے اُسپر جنوب کی سمت ایک عالیشان دالان قالبوتی اسکے درمیان
ایک گنبد عالیشان بنا ہے اور چار گنبدیان خورد محرابی دردازہ ہے اُسپر ایک سل
سنگ مرمر کی لگی ہوئی ہے اُسپر یہ قطعہ تاریخ فارسی لکہا ہے ؎

برزمین تازہ چون بہشت برین	باغ با آب و تاب گل بیگم
سال تعمیر باغ خورم گفت	امن باغ جناب گل بیگم ۱۲۷۲

قبر رانی گل بیگم کی ایک کالے پتہر کے چبوترے پر ہے قبر پر سنگ مرمر لگا ہوا ہے
یہ رانی سنہ ۱۲۹۲ ہجری مین مرگئی اور اس مقبرے مین مدفون ہوئی اُسکے بعد اُس کا
متبنی بیٹا سردار خان مرگیا اُسکی قبر بہی اسی جگہ ہوئی اب اس خاندان مین سے
دو شخص ایک بہاول خان اور ایک جہانگیر خان دو بیٹے سردار خان کے موجود ہین
تیسرا مقبرہ متعلقہ اس خطہ کے پیر زہدی کا ہے یہ مقبرہ پختہ عہد قدیم کا بنا ہوا
ہے گنبد ایک پختہ چبوترے پر بنا ہے اور چارون طرف چار در محرابی ہین ـ

وسط مین پختہ قبر بنی ہوئی ہے اس بزرگ کی کرامت فی زمانتنا یہ جاری ہے
کہ جو حاجتمند قبر پر جاتا ہے وہ نمکین و میٹھی روٹیان نذر مانتا ہے اور کہتا ہے
کہ جب میرا مقصود حاصل ہوگا تو حاضر کرونگا۔ آخر جب عنایت الٰہی سے اُسکا
کام بانجام پہنچ جاتا ہے تو روٹیان جسقدر وہ مان جاتا ہی پکا کر قبر پر لے آتا ہی
اور رستے چلتون کو بانٹ دیتا ہے۔ یہ بزرگ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کا فقیر
تہا محمد مسلم اسکا نام تہا چونکہ زہد و ریاضت بہت کی تہی اس سبب سے پیرزیدی کا
خطاب پایا تہا ٭ چوتہا احاطہ مسجد میان محمد سلطان ٹھیکہ دار کا ہے۔ یہ مسجد تمام
سفید چونہ گچ بنی ہوئی ہے دروازہ شرق کی سمت مع چاہ و سقاوہ ہی مسجد کا
صحن پختہ خاص مسجد کے تین در محرابی قالبوتی سقف بہی قالبوتی ہی اُسپر
ایک گنبد بلند بنا ہوا ہی سر محراب تین گنبدیان اور چارون کونون پر چار
برجیان ہین چار دیواری پختہ استرکاری ہے میانہ محراب کے اوپر کلمہ شریف
لکہا ہی اور ایک سل سنگ مرمر کی شمال کی طرف نصب ہے اُسپر تحریر ہے بانی
اللہ جوائی ہمشیرہ محمد سلطان ٹھیکہ دار سنہ ۱۲۷۶ ہجری۔ اللہ جوائی کی قبر بھی
اسی موقع پر متصل مسجد کے ہی اور محمد سلطان کی قبر بہی اسی جگہ پر ہے ٭ پانچوان
احاطہ قبر مولوی جامی لاہوری کا ہی گوشہ شمال شرقی چار دیواری شیخ طاہر ایک
شکستہ دیوار مسجد کی محراب دار پختہ موجود ہی اُسکے آگے پختہ قبر مولوی جامی کی
قدیم زمانہ کی بنی ہوئی ہے پُرانا چاہ بہی اسکے ساتہہ بنا ہی عہد جہانگیری و شاہجہانی
مین یہ بزرگ لاہور مین بڑا عالم و فاضل تہا اسکے فتوے کو سب اہل اسلام قبول
کرتے تہے بادشاہ کے دربار مین بہی اسکا دخل تہا سنہ ۱۰۷۳ھ مین یہ مر گیا اور
اس جگہ مدفون ہوا ٭ چہٹا احاطہ قبر نواب سعادت یار خان والی معزول بہاولپور
کا ہے یہ مکان ایک ٹیلہ پر ہی دو طرف سے آمد و رفت چار دیواری کے اندر ہوتی ہے

ایک غرب اور دوسرا جنوب کی سمت ہے۔ اسکے اندر ایک بنگلہ خوبصورت
بنا ہے اسمین دو قبرین ہین ایک نواب سعادت یار خان کی جو سنہ ۱۲۷۹ ہجری
مین مرگیا تہا اور دوسری اسکی زوجہ کی پختہ بنی ہے + ساتوان احاطہ حاجی نور کا
ہے یہ شخص ایک مالدار متمول قوم پراچہ لاہور مین رہتا تہا بہت سے حج کیئے
خیرات بہت کرتا تہا مالداری کا یہ حال تہا کہ شاہجہان بادشاہ کو قندہار کی مہم
کے لیئے کروڑ روپے کی ضرورت ہوئی اور اُسکو بلاکر کہا کہ بابا مجہکو ایک کروڑ روپیہ
قرض دو اُس نے فی الفور دیدیا چند سال کے بعد جب اُسکو روپیہ لیجانے
کیواسطے بلایا تو اُس نے نلیا اور کہا کہ تو نے مجہکو بابا کہا تہا پس تو میرا فرزند
ہوچکا یہ مروت نہین ہے کہ فرزند کو روپیہ دیکر واپس لون + یہ احاطہ پختہ خانہ کعبہ
کی قطع پر بنا ہوا ہے جو اُس نے اپنی زندگی مین بنوایا تہا چارون طرف چار محراب
قالبوتی ہین شرقی محراب مین اسکی پختہ قبر ہے یہ شخص سنہ ۱۰۵۵ ہجری مین مرگیا
اور اسکی اولاد سے میان گاما پراچہ ابتک ایک معزز آدمی موجود ہے + آٹہوان
احاطہ شیخ عارف چشتی کی قبر کا حاجی نور کے احاطہ کے شرق کی طرف یہہ مزار
پختہ چبوترے پر موجود ہے اس بزرگ کی بزرگی کے صدہا لوگ قایل ہین اب
اس قبر کی مرمت دوبارہ کی گئی ہے موضع مزنگ کے مسن و ضعیف لوگ بہت بیان
کرتے ہین کرامات کو دور سے اس قبر پر چراغ جلتا نظر آتا ہے جب نزدیک آتے
ہین تو کوئی چراغ نہین ہوتا یہ بزرگ سنہ ۱۰۶۳ ہجری مین مرگیا اور عارف چشتی
کے لفظ سے تاریخ وفات حاصل ہوتی ہے۔ ایک اور چبوترہ سفید منقش پختہ بنا ہے
اُسپر قبرستان شاہ کی ہے یہ مستان شاہ ہین سکہی عہد مین ایک مجذوب برہنہ تن
پہرا کرتا تہا مہاراجہ رنجیت سنگہ اسکا کمال معتقد تہا اور ہزارہا روپیہ نذر بہیجا کرتا
مگر وہ ایک خرمہرہ نہ لیتا اور پہینک کر بہاگ جاتا۔ اور چبوترہ [illegible]

احاطہ مین بہت ہین + دسوان احاطہ سید چراغ شاہ حکیم کا ہے - یہ شخص زندہ وحیات لاہور مین موجود ہے قوم کا سید سبزواری ہے پیشہ اسکا طبابت ہے پیری مریدی بہی جاری ہے سلسلہ چشتیہ و قادریہ مین ارادتمند لوگ اسکے مرید ہوتے ہین اور ہر ایک مرید کمال اعتقاد اسکی خدمت مین رکہتا ہے - اس نے زمینداروں سے زمین لیکر یہ احاطہ بنایا اور اپنے خاندان کی قبرین اسمین کین باغ لگوایا چاہ پر چرخ چوب چڑہایا پختہ کوٹہہ فقیر کے رہنے کے لئے بنوایا یہ مکان اب نہایت آراستگی مین ہے +

مقبرہ پیر ہادی رہنما

یہ نہایت پرانا مقبرہ جیلخانہ اور انارکلی کی سڑک سے شرق کی سمت جو انارکلی سے لاٹ صاحب کی کوٹہی کو جاتی ہے واقع ہے مقبرہ کی عمارت نہایت کہنہ پختہ عالیوقع ہے مگر سقف پر گنبد نہین ہے یہ عمارت دو درجون مین منقسم ہے ایک درجہ بیرونی دوسرا اندرونی بیرونی درجہ بطور برانڈے کے ہے اور ہر چہار طرف پانچ پانچ در خالیوقی خشتی ہین کل چارون طرف بیس در ہین اندر کے درجے چار ہین اسکے اندر قبرین تین ہین جنوبی دروازہ کہلا ہے اوپر چہت عالیوقی خشتی ہے اس سب مکان کے نیچے تہ خانہ ہے جسکا دروازہ اب بند ہے اصلی قبور تہہ خانے کے اندر ہین ایک پیر ہادی شاہ کی دوسری محسن شاہ کی تیسری عبداللہ شاہ کی یہ تینون شمسی سید شمس الدین تبریزی کی اولاد مین سے ہین جسکا روضہ ملتان مین زیارتگاہ ہے یہ مکان شاہ بابر کے وقت بنا تہا مگر اب خستہ حال ہوا ہوا ہے کیونکہ جسقدر سنگ مرمر کی جالیان وسلین اسکی منڈیرون پر لگی ہین اور سنگ سرخ کے ستون تہے وہ راجہ دہیان سنگہ اتروا کر جمون کو لے گیا تہہ خانے مین بہی سنگ مرمر کا فرش اور دیوارون پر سنگ سرخ کی

سلیبن تہین وہ بہی گم اکہڑ والی گئی تہین جنوب کی سمت اس مقبرے کے اندر ایک پختہ مسجد اور چاہ ہی اسکو اب ایک انگریز نے کوٹہی بنا لیا ہے *

مزار شاہ شرف

جیلخانے کی سڑک کے شرق کی طرف چاندماری کے پڑاؤن کے درمیان یہ خانقاہ موجود ہی احاطہ مکان بہت بڑا ہی اور درخت بکثرت ہین خاص چبوترہ جسپر محمد فاضل اور شاہ شرف کی قبر ہے خشتی پختہ بنا ہوا ہی محمد فاضل شاہجہانی عہد مین ایک عالم فاضل قادریہ سلسلہ کا فقیر تہا وہ ۱۱۱۱ مین مرگیا اُسکا بیٹا و مرید شاہ شرف اُسکا جانشین رہا اور ایک مسجد مین جو اسی احاطہ کے نزدیک بنی ہوئی تہی اور اب بہی اُسکی عمارت کے نشان موجود ہین مدت العمر درس پڑہاتا رہا اسکے مرید بہی مثل عزیز اللہ وغیرہ کے بہت تہے وہ ۱۱۷۶ہجری مین فوت ہو کر یہان مدفون ہوا سال بہر مین اس جگہ دو میلے ہوتے ہین ایک ۱۳ ماہ رجب کو محمد فاضل کا اور ۱۳ ماہ صفر کو شاہ شرف کا دونو میلون مین فقرا جمع ہوتے ہین اور کہانا تقسیم ہوتا ہی آٹھہ بیگہ زمین مزروعہ اور سات بیگہ غیر مزروعہ اس خانقاہ کے ساتہہ سرکار سے معاف ہے *

مقبرہ شاہ اسمٰعیل

حال صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر کی کوٹہی کے جنوب کی سمت پانی والے چاہ کے غرب کی سمت سرراہ یہ متبرک مقبرہ بنا ہوا ہی گنبد اسپر نہین ہی مگر نہایت قدیم مکان ہے صاحب مقبرہ سلطان محمود غزنوی کیوقت لاہور آیا اور مسلمانی مذہب کے پہیلانے مین مصروف ہوا یہ ہر ایک جمعہ کے روز وعظ کرتا تہا اور ہزارون لوگ اسکے وعظ کی تاثیر سے جامہ اسلام پہنتے تہے اسکو کئی لاکہہ حدیث تو ہلائی یاد تہی اور کئی تفسیرین قرآن کی حفظ تہین آواز اسکی ایسی خوش تہی کہ جسکے کان مین

پہ جاتی کہنچا ہوا چلا جاتا تہا سنہ ۱۰۴۲ ہجری مین یہ لاہور مین آیا اور سنہ ۱۰۴۸ ہجری مین مرگیا
۶ برس لاہور مین قیام رکہا مہتاب گشت کے لفظ سے اسکی تاریخ وفات حاصل ہوتی ہے
یہ مزار ایک بہت بلند چبوترے پر واقع ہے بلندی اس مزار کی سڑک کی سطح سے قریبا
ایک منزل کے ہے زینہ چڑہکر اوپر جاتے ہین جنوبی رستہ سے احاطہ کے اندر جانا ہوتا ہے
وہان ایک پختہ چبوترے پر پختہ مزار شاہ اسمعیل کا بنا ہوا ہے اور پیلوؤن کے درختون
سے مکان ڈہکا ہوا ہے مزار کے شرقی طرف درخت نیم کا ہے مسلمانی سلطنت کے وقت اس
مکان کے ساتہہ بہت بڑا باغیچہ تہا اور ایک چاہ غرب کی سمت مزار کے موجود ہے اُس پر
چرخ چوب چلتا تہا اب وہ زمین مجاورنے انگریزون کے پاس فروخت کردی ہے اور
انہون نے شامل کوٹہی کے کرلی ہے قدیمی چاہ بہی اب اس مزار کے متعلق نہین رہا کوٹہی والے
اُس سے پانی بہرتے ہین نیا چاہ اور کہودا گیا ہے ❊

مزار شیخ سعدی بلخاری لاہوری

یہ مزار پُرانی عمارت کا موضع مزنگ کے جنوب کی سمت ہے یہ بزرگ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ
مین شیخ آدم بنوری کا مرید تہا اور وہ شیخ احمد مجدد الف ثانی کا کتاب بلخاریہ مین اسکی
سینکڑون کرامتین لکہی ہین خزینۃ الاصفیا مین اُنکی تشریح ہے سنہ ۱۱۰۸ عہد عالمگیری
مین یہ مرگیا اور اس جگہ مدفون ہوا اسکی وصیت تہی کہ میری قبر پر گنبد نہ بنایا جائے
اس سبب سے گنبد نہ بنایا گیا مگر اور عمارات مکلف بنائی گئین باغ لگوایا گیا دو چاہ
کہودے گئے جو ابتداے عہد سکہی مین اجڑ گیا ایک چاہ تو اب بند کیا گیا ہے کہ سڑک
کے نزدیک تہا دوسرا بقبض وتصرف ہدایت خان بلوچ ہے اور وہ کاشت کرتا ہے
اب صرف مقام مزار اور اُسکی خاص چاردیواری باقی ہے غرب کی سمت اسکا دروازہ ہے
چاردیواری پختہ عمارت کی ہے اور بلند مقدار تین گز کی اُسکے اندر ایک اور پختہ چبوترہ ہے
جسپر پختہ مزار بنا ہے زندل سعدی بلخاری اسکی تاریخ وفات ہے ❊

مزار شاہ درگاہی

کوٹھی کپتان حال صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر کے گوشہ گگنی کی طرف بفاصلہ سڑک درمیانی کے واقع ہی اس مزار کے گرد چار دیواری نہین ہی صرف تکیہ ہی اور مزار کا چبوترہ پختہ بنا ہوا ہی اور مسجد پختہ چونہ گچ رحیم بخش سوداگر دہلی کی بنوائی ہوئی ہے درخت بھی بہت ہین دو چبوترے پر جو برلب سڑک بنا ہی ایک اور قبر ہے پس پختہ چبوترے پر قبر درگاہی شاہ کی اور دوسرے پر قبر ماہی شاہ کی ہی جو درگاہی شاہ کا مرید تہا - یہ درگاہی شاہ سید شاہ چراغ کا مرید تھا جسکا ذکر پہلے درج ہو چکا ہی اس شخص کی بزرگی کا تمام شہر قایل ہی اس مزار کے جنوب کی سمت ایک چاہ ہی جو کسی زمانے مین اس مزار کے احاطہ کے اندر تھا اب اُسکو پانی واتہیان والہ چاہ کہتے ہین اسکے پانی مین یہ تاثیر اسکی دعا سے ہی کہ جسکو دُنبل اُس قسم کے نکل آتے ہین جنکو پانی واتا کہتے ہین تو وہ بیمار اس چاہ کے پانی سے نہلایا جاتا ہی فی الفور اچہا ہو جاتا ہی یہ بیماری اکثر لڑکون کو بہت ہوتی ہی اور ہر اتوار کے روز بہت سے لڑکے اُس چاہ پر نہلانے کے واسطے لائے جاتے ہین اور جو شخص اپنا بچہ چاہ پر لاتا ہی وہ چار روٹیان شیرین اور چار نمکین پکا کر ہمراہ لاتا ہی وہ لوگون کو تقسیم کر دیتا ہی اور ایک پیسہ چاہ کے زمینداروں کو دیتا ہی یہ تاثیر چاہ کے پانی مین ابتک شاہ درگاہی کی دعا سے باقی ہے ۰

مسجد قدیمہ دایہ لاڈو

دروازہ شاہ عالمی کے باہر لالہ رتن چند کے باغ کے شرق کی طرف بفاصلہ [illegible] سڑک درمیانی کے یہ مسجد واقع ہی یہ دایہ لاڈو شاہزادہ سلیم یعنی جہانگیر بادشاہ کی دودہ پلانے والی دایہ تہی چونکہ شاہزادہ نے فتح پور سیکری مین بخدمت شیخ سلیم چشتی کہ جو اپنے زمانہ کے قطب ہی پرورش پائی تہی یہ عورت بھی شیخ کی خدمت

ہین رہا کرتی تہی اور فیض ابنیا پایا تہا کہ شب روز سواے عبادت کے کچھہ کام نہین کرتے تہے اُس نے بحین حیات خود یہ مسجد بنوائی اور اپنی قبر بہی اسی کے صحن مین تیار کی اسکے خاوند کا نام محمد اسماعیل تہا اُس نے بہی تمام عمر عبادت و ریاضت مین بسر کی تہی اُسوقت اس محلے کو پلا کہتے تہے اس دایہ کی حویلیان و املاک باغ بہی اسی محلے مین تہے ۱۱۱۹ھ ہجری مین یہ دایہ فوت ہو گئی اور محمد شکور اُسکا وارث خبر گیر اس مسجد کا رہا اُسکے وقت مولوی عصمت اللہ ایک فاضل مولوی یہان درس پڑہاتا تہا محمد شکور ابہی زندہ تہا کہ سلطنت مغلیہ برباد ہو گئی باہر کے محلے سب اُجڑ گئے رعایا بہاگ گئی مہاراجہ رنجیت سنگہ کے وقت ایک سنیاسی ہندو جوگی بسنت گر نام اس مسجد پر قابض ہو گیا اُس نے ایک طرف شوالہ بنایا اور دوسری طرف ٹہاکر دوارہ اور قریب تیس سال کے اُس نے اسمین قیام رکہا جب انگریزی دور دوران ہوا تو مسمی مہر شاہ فقیر قادری نے لاہور سے چند مسلمانون کو ہمراہ لیا اور زبردستی سے ہندو فقیر کو بیدخل کر دیا اگرچہ اُس نے میجر میکگریگر صاحب اسسٹنٹ ایجینٹ رزیڈنٹ کی کچہری مین عرضیان گزرانی مگر کچہہ نہوا اس روز سے آجتک وہی شخص اس مسجد پر قابض ہے اور وہ علیحدہ کوٹہہ مین قیام پذیر ہے مسجد مین مسلمان لوگ جو گرد نواح کے کوٹہون مین رہتے ہین نماز پڑہتے ہین۔ یہ مسجد پختہ چونہ کی عمارت نہایت مضبوط بنی ہوئی ہے تین محرابین اور ایک گنبد عالیشان سقف قالبوتی ہے صحن مسجد مین پختہ فرش ہے اور پختہ حوض ہے مگر حوض اب بند ہے اور صحن کے شرق کی سمت قبر پختہ دائی لاڈو کی بنی ہوئی ہے بیرونی چار دیواری پختہ مہر شاہ فقیر نے بنوائی ہے پہلی عمارت سواے مسجد باقی نہین رہی چہوٹا چاہ جواب مسجد کے جنوب کی سمت کو ہے ہندو فقیر نے کہدوایا تہا پہلا چاہ و عمارت متعلقہ مسجد سب کنہیا مل کپور والہ نے جسکا باغ شمال کی طرف ہے

سب گرا دی تہی اور قدیمی چاہ کی اینٹین نکلوالی تہین اب اسکا نشان باقی نہین ہی +

مقبرہ شاہ یعقوب زنجانی المشہور صدر دیوان

یہ متبرک مقبرہ شاہ عالمی دروازے کے باہر لالہ رتن چند کی سرا کے غرب کی طرف واقع ہی یہ مکان بہت پُرانا ہی اور خاص مزار ایک پختہ چار دیواری کے اندر ہے جسکا دروازہ شرق کی سمت ہی جب اُسکے اندر جائین تو اُسکے وسط مین ایک اور بلند چبوترہ پختہ بنا ہوا ہی آمد و رفت کا رستہ جنوب کی سمت ہی چبوترے پر کٹہرا لگا ہے اس پہ پانچ قبرین ہین خاص قبر شاہ صدر دیوان کی جو چبوترے کے غرب کی سمت ہی اُسپر سنگ سرخ لگا ہوا ہی اس چبوترے کے غرب کی سمت ایک عالیشان پختہ عمارتا کی مسجد بنی ہوئی ہی اُسکی تین محرابین مقطع ہین اور بہی عمارتین اس خانقاہ کے متعلق بہت تہین پہلی ہر جمعرات کو میلہ ہوتا تہا اور ہر سویں دن ماہ رجب مین بہت بڑا میلا ہوتا تہا مگر اب اتنا چرچا نہین ہی کیونکہ دونو طرف سے تو لالہ رتن چند کی سرا ے اور تالاب کی متعلقہ عمارتون نے اسکو چہپا لیا ہی اور غرب کی سمت بڑے بڑے مکانات سکاد خانہ دارون کے بنگئے ہین اور یہ خانقاہ چارون طرف سے گہر گئی ہی گورستان متعلقہ اسکا بہی بند ہوگیا ہی اب ہر سوین روز میلا تو ہوتا ہی مگر اتنا ہجوم نہین ہوتا - یہ بزرگ سید ہے اور شہر زنجان سے ۴۳۵ ہجری مین ہمراہی سید حسین زنجانی کے لاہور مین آکر سکونت پذیر ہوا علوم ظاہر و باطن مین لوگون کو تعلیم و تلقین کی اور ۴۶۳ ہجری مین فوت ہوا +

امام باڑہ شیعہ امامیہ

یہ بہت وسیع و عالیشان مکان بیرون دروازہ بہاٹی داتا گنج بخش کے مزار پُر انوار کے جنوب کی سمت کو ہی چارون طرف پختہ چار دیواری بنی ہوئی ہے شمالی و شرقی دو دروازے آمد و رفت کے ہین - چار دیواری کے اندر ایک روضہ مدور گنبد کا

بنام نہادا امام حسین صاحب کے پختہ چونہ گچ بنا ہی اس گنبد کے نیچے سرد خانہ ہے
جسکے اندر زینہ اُتر کر جاتے ہین سقف اسکی قالبوتی ہی اور بیچ مین امام حسن و
امام حسین کی قبرین وضعی بنائی گئی ہین اور اُنہین پر تعزیہ رکہا رہتا ہی اسی مین
قبر گامی شاہ کی ہے جو بانی مبانی اس مکان امام باڑے کا تہا۔ چہت قالبوتی
کے اوپر ایک مقطع بارہ دری بنی ہی اُسپر گنبد ہی اس چار دیواری کے اندر درخت
بہی بکثرت ہین اور قبور بہی بہت ہین مکانات بہی فقرا کے رہنے کے لئے بنائے گئے
ہین بڑے مدد و معاون بلکہ سرپرست اس مکان کے نواب نوازش علی خان فرزند
و نواب ناصر علی خان ہین اور یہ مکان مرجع قوم شیعہ امامیہ کا ہی ۱۰ ماہ محرم کو
جو ذوالجناح یعنی وضعی گہوڑا امام حسین کا نکلتا ہے وہ تمام شہر مین گردش
کر کے اس جگہہ لایا جاتا ہی سنہ ۱۸۴۹ع مین اس مکان پر سخت صدمہ آیا تہا
کہ ۱۰ محرم کے روز جب ذوالجناح نکلا تو رستہ مین متصل شاہ عالمی دروازے
کے چہابین قوم شیعہ و اہل سنت کی سخت تکرار ہوئی اور نوبت بزد و کوب
پہنچی قوم اہل سنت نے اس روضہ اندرونی مکانات چار دیواری کے گرا دئے مقبرہ
کے کنگورے وغیرہ گرا دئے چاہ کو اینٹون سے بہر دیا گامی شاہ کو ایسا مارا کہ وہ
بیہوش ہو گیا آخر اڈوڈ صاحب ڈپٹی کمشنر نے چہاونی انارکلی سے رسالہ
سوارون کا طلب کیا تو اُس سے لوگ منتشر ہو گئے اور جتنے گرفتار ہوئے انکو
کچہہ کچہہ سزا بہی ہوئی *

مقبرہ شاہ سروانی

یہ ایک قدیم مقبرہ موضع مزنگ کے شمال کی سمت بر سر راہ بجانب شمال واقع ہی
صاحب مقبرہ چشتیہ خاندان مین شیخ شمس الدین ترک پانی پتی کا مرید تہا۔
تا عمر اس نے شہر احمد آباد دکن مین قیام رکہا اور زہد و ریاضت مین مصروف رہا

اصل نام اسکا رکن الدین تھا اور شاہ سیر ربانی مرشد نے خطاب بخشا تھا۔ اخیر عمر مین اس نے تمام ہند کی سیر کی اور لاہور مین آکر فوت ہوا ۵۳ھ مین اسکا انتقال ہوا پیر سیر ربانی کے جملہ سے اسکا سال وفات حاصل ہوتا ہے سال بھر مین دو مرتبہ اس جگہ عرس ہوتا ہے ایک نہم ماہ صفر کو اور دوسرا نہم ربیع الاول کو فقرا دو نو تاریخون مین جمع ہو کر کہانا کہاتے اور قوالی سنتے ہین۔ سکہون کیوقت یہ مقبرہ نہایت خراب حالت مین تہا کہ تمام عمارت و باغیچہ متعلقہ اسکا سکہہ اوکہاڑ کر لیگئے تہے چاہ کی بہی آدہی اینٹیین اوکہاڑ لی گئی تہین مگر جب انگریزون کی عملداری ہوئی تو ایک شخص جنٹ رزیڈنٹ لاہور کے ہمراہ اسکی اولاد مین سے لاہور آیا اُس نے دوبارہ مقبرہ کی مرمت کی سفید کرایا برانڈہ نیا بنوایا چاہ کی مرمت کر کے جاری کرایا اور ایک کوٹھہ بنا کر اس مین فقیر بٹھلایا بہت سی زمین جو اس مقبرے کے متعلق تہی اُسمین درخت لگوائے جس سے دوبارہ یہ مکان آباد ہوگیا۔ یہ مقبرہ مربع پختہ بنا ہوا ہے دروازہ شمال کی سمت کو ہے اور دروازے کے آگے ایک خوبصورت برانڈہ ہے اور فقیر خادم مقبرہ کا ہمیشہ حاضر رہتا ہے

مقابر مقبرہ و احاطہ میدان زین خان

زین خان ایک عالیجاہ امیر اُمرائے سلطنت چغتائی سے تہا اسکا ذکر محلہ زین خان مین اول تحریر ہو چکا ہے۔ اب یہ مقام زین خان کا میدان مشہور ہے اسمین ایک پختہ احاطہ مع مسجد و باغیچہ و پختہ قبور بنی ہوئی ہین یہ قبور بزرگان خاندان چشت کی ہین اسامی گرامی یہ ہین۔ محمد صدیق۔ محمد سلیم۔ محمد عبد الخالق۔ فاضل خورد و فاضل کلان یہ سب بزرگ اپنے وقت کے عالم و فاضل و فقیر صاحب زہد و ریاضت تہے انہین سے محمد صدیق ۸ ۔ ذی الحج سنہ ۹۹ ہجری مین فوت ہوا اور محمد سلیم ۳۔ ذی الحج سنہ ۱۰۳ ہجری مین فوت ہو کر یہان دفنایا گیا

اور عبد الخالق نے ۱۶-ذی الحج ۱۲۳۵ھ مین انتقال کیا اُسکے بعد خیر شاہ جانشین ہوا اُسکی عمر ایک سو بیس برس کی ہوئی یہ ساتوین ذی الحج ۱۲۴۶ھ ہجری مین فوت ہوا
اسکی قبر بھی اسی احاطہ مین ہی بعد ازان رکن الدین جانشین ہوا وہ بھی اب چندسال ہوئے ہین کہ مرگیا ہی رکن الدین اس مکان کی بہت خدمت کرتا تہا خاندان انکا صابریہ چشتیہ ہی اور سلسلہ شاہ سر ربانی کے ساتھہ ملتا ہی جنکا ذکر مذکور ہوچکا ہے +

مقبرہ شاہ کنہٹہ

یہ عالیجاہ مقبرہ شاہ ابو المعالی کے مقبرے کے شمال کی سمت موچی دروازے کے باہر کے علاقے مین موجود ہی احاطہ اس مکان کا پختہ بنا ہوا ہی اسکے اندر بہت قبرین ہین اور ایک پختہ مقبرہ خاص شاہ کنہٹہ کا ہی جو ۱۲۹۱ھ ہجری مین مسمی جواہر شاہ نے از سر نو بنوایا ہے مسجد بھی اس نے پختہ بنوائی ہی ایک چوبارہ اس احاطہ کے اندر الٰہی شاہ مجاور نے دو منزلہ بنوایا تہا جو ابتک موجود ہی خاص مقبرے کا دروازہ جنوب کی سمت ہی عمارت سب پختہ چونہ گچ سقف قالبوتی اور اُوپر گنبد عالیشان بنا ہی اور عمارت بھی دالان کوٹھڑی وچاہ وغیرہ فقرا کے آرام کے لئے بنی ہوئی ہے درخت بہت ہین جواہر شاہ سجادہ نشین حال نوشاہی سلسلے مین پاک رحمان تک شجرہ ملاتا ہی اس طرح پر کہ جواہر شاہ خادم الٰہی شاہ اور وہ گامے شاہ کا اور وہ محمد زمان کا اور وہ شاہ عصمت اللہ کا اور وہ شیخ عبد الرحمن المعروف پاک رحمان کا اور وہ نوشاہ گنج بخش کا +

حال مزارات بی بی پاکدامنات

لاہور کے مزارات و مقابر اہل اسلام سے یہ مزارات نہایت قدیم اور متبرک مشہور ہین اگرچہ ان کی قدامت ظاہر کوئی قایل ہی مگر یہ امر کسی طرح سے ثابت نہین ہوا کہ یہ بی بیان لاہور مین کب آئین اور کس ملک سے آئین زبانی مجاورون کے تو

ایسی بات پائی گئی ہی کہ جسکو عقل مانتی ہی نہین یعنی وہ کہتے ہین کہ یہ چھہ
لڑکیان بی بی حاج - بی بی تاج - بی بی نور - بی بی حور - بی بی گوہر - بی بی شہباز -
لڑکیان عقیل کی تہین جو علی المرتضی پیغمبر صاحب کے داماد کا بہائی تہا -
اور جب واقع کربلا امام حسین پر وقوع مین آیا تو یہ اس مصیبت کے وقت مین
مکہ سے نکلکر سندہ کو آگئین اور لاہور پہنچکر قیام پذیر ہوئین اور یہان ہی فوت
ہوکر مدفون ہوئی ہین مگر جو مصنف حدیقۃ الاولیا بحوالہ تذکرہ حاکمیہ لکہتا ہے
وہ بات البتہ قرین قیاس ہے کہ چہٹی صدی ہجری مین کرمان سے ایک شخص
سید خداپرست عابد زاہد ولی اللہ سید احمد تختہ نام لاہور مین آکر قیام پذیر ہوا
اُسکے گہر چھہ لڑکیان - بی بی حاج - بی بی تاج - بی بی نور - بی بی حور - بی بی گوہر
بی بی شہباز تہین اور وہ چہون تارک الدنیا بجروہ عابد زاہد تہین سنہ ۶۰۲ ہجری
مین سید احمد مرگیا لاہور کے اندر محلہ چہل بیبیون مین مدفون ہوا اور اب تک اُسکی
قبر موجود ہی پہلے اُسکی قبر پر بڑا مقبرہ تہا جب سنگ مرمر اُسکا مہاراجہ رنجیت سنگہ
نے اُتروالیا تو مقبرہ گر گیا اور اُسکے گرد و نواح کے قبرستان کو مسمار کرکے غلام محی الدین شاہ
پیرزادہ نے اپنی حویلی بنالی اور وہ قبر اب ایک طویلہ کے اندر پختہ بنی ہوئی
موجود ہی اُسکے مرنے کے بعد اُسکی لڑکیان لاہور کے حصار سے باہر جاکر قیام پذیر
ہوئین اور لوگون سے الگ بعبادت حق مصروف رہین آخر جب سنہ ۶۱۵
ہجری مین کفار مغل نے بتعاقب سلطان جلال الدین خوارزمی کے پنجاب پر
لشکرکشی کی اور لاہور کی رعایا بجرم مقابلہ و مجادلہ کے قتل ہوئی تو یہ بی بیان
بہی کہ مستورہ و مخدرہ تہین نہایت گہبرائین کہ اب نامحرم لوگ آکر ہمکو بے پردہ
کرینگے اور سب نے ملکر دست دعا خدا کے حضور مین اُٹہائے اور کہا کہ یا الٰہی
ہمکو زمین کا پیوند کرلے چنانچہ ایسا ہی ہوا زمین جا بجا سے پہٹ گئی اور وہ

چھوٹی بی بیان مع اپنی خادمہ عورتون بی بی تنوری وغیرہ کے زمین مین
سماگئین اور اُنکی اوڑہنیون کے پلے ذرا ذرا سے زمین سے باہر رہگئے جنکو
بعد امن چین کے لوگون نے قبرین بنادین یہ متبرک مزارات لاہور سے بفاصلہ
دومیل بجانب گوشہ گکنی واقع ہین عمارات اس گورستان کے متعلق بہت ہین
بہت سی عمارتین بسبب عدم خبرگیری کے گرہی گئی ہین دروازہ آمد و رفت
اسکا مغرب کی سمت ہی جب اُس سے آگے بڑہین تو بطور کوچہ کے رستہ
طے کرکے ایک اور دروازہ آتا ہے اسمین سے بجانب شمال جائین تو بمقام
مزارات پہنچ جاتے ہین یہ مزارات تین احاطے مین ہین ایک احاطہ بیرونی
اسمین بی بی صاحبیان کی خدامون کی قبرین ہین اور ایک پختہ مسجد گنبددار
نورا ایمان والے کی بنائی ہوئی ہے دوسرا احاطہ کلان مین قبرین بی بی حاج
وبی بی تاج وبی بی نور کی اور تیسرا احاطے مین قبر بی بی حور وبی بی گوہر و
بی بی شہباز کی پختہ چونہ گچ بنی ہین اور ہر ایک احاطہ نہایت عمدہ منقطع
پختہ چونہ گچ بنا ہوا ہی اور بڑے احاطے کے گوشہ مین جو ایک مقبرہ پختہ گنبددار
ہے اندر سے اسکا دروازہ ہے وہ سنہ ۱۰۱۲ ہجری مین بنا تہا اور سید جلال الدین حیدر
بخاری میران محمد شاہ مع دریا بخاری کا بھائی اسمین مدفون ہے اس مکان کو
تمام اہل اسلام متبرک جانتے ہین اور بدل و جان خدمت کرتے ہین ۔

مقبرہ دائی انگا و گلابی باغ

یہ مقبرہ قدیمی عمارات مین سے موضع بیگم پورہ کے شرق کی سمت سڑک شالامار باغ
کے شمال کی سمت واقع ہی شاہجہان بادشاہ کیوقت یہ عالیشان عمارت بنی تہی
بانی اسکا سلطان بیگ برادر عم زاد میرزا غیاث الدین ایرانی شوہر سلطان بیگم
دختر شاہجہان بادشاہ کا تہا اُس نے اس مقام پر ایک عمدہ باغ بنوایا وسعت

ہین یہ باغ بہت بڑا تہا چارطرف چار ڈیوڑہیان عالیشان بنی ہوئی تہین اور
ایک بہت چوڑا کنوان وغیرہ عمارات متعلق باغ کے تہین وسط مین یہ بارہ دری
عالیشان بنائی گئی گویا نمونہ خلد برین باغ بنا اب اُس مکلف عمارت مین سے
ایک تو جنوبی ڈیوڑہی موجود ہی جسکو گلابی باغ کی ڈیوڑہی کہتے ہین - دوسرے یہ
گنبد مقبرہ دائی انگا جو باغ کے وسط مین تہا اور سب عمارتین غارتگرون نے
گراکر خاک مین ملادین قبر کا تعویذ جو سنگ مرمر کا تہا وہ بہی اُکہاڑ لیا گیا چونکہ
سلطان بیگم کی دایہ انگا تہی بعد تیاری باغ کے اُس نے یہ باغ اُسکو بخشدیا تہا
اور اُسی مین اُسکی قبر ہوئی - اس ڈیوڑہی کے بیرونی دروازے محرابی مرغولی
پر کاشی کار کام ایسا تروتازہ ہوا ہوا ہی کہ باوجود گزرجانے دوسو بتیس ۲۳۲ برس کے
تازہ بتازہ معلوم ہوتا ہی اُسپر کتبے بہی ہین چنانچہ اوپر کے طرے کتبے پر کلمہ شریف
لکہا ہی اور جتنے کتبے دروازے کلان کے دونو طرف ہین اُنہین یہ اشعار تحریر ہین

بانی باغ سخاوت فاتح باب کرم
آنکہ از دوایہ گردون ساخت باغ چون ارم

اہل معنی بردوامش خواستند از حق دعا
بیگم سلطان را الٰہی دار دایم محترم

اور تاریخی رباعی دو کتبون مین لکہی ہی + خوشا باغے کہ دارد لالہ داغش +
گل خورشید ہند سبد چراغش + ز تقویم خرد پرسید غازی + گلابی باغ
شد تاریخ باغش + اور ایک کتبہ مین بخط نستعلیق یہ شعر لکہا ہوا ہے +

محمد عربی کابروئے ہر دو سرا ست
کسے کہ خاک درش نیست خاک بر سر او

خاص مقبرہ دائی انگا کا مربع شکل کا بنا ہوا ہی چارون گوشون پر چار گنبدیان
ہین جنکے تین تین در چارون طرف ہین اور بیچ مین گنبد کلان ہی ان گنبدیون
اور گنبد پر بہی کاشی کا کام ہی مگر بوسیدہ ہوچکا ہی اس مقبرے کے درمیانی
درجہ مین قبر تہی مگر اب مسمار ہوچکی ہی باہر کے درجہ بطور غلام گردش کے بہی

پختہ بنا ہوا ہے۔ درمیانی درجے مین آیات قرآنی چارون طرف خوش خط بخط نسخ عربی لکھی ہین جو اب تک وضیح پڑھی جاتی ہین + اس مقبرے کی مرمت بھی اب سرکار نے بذریعہ مولف کتاب کے کرائی ہے جس سے پھر بارونق ہو گیا ہے +

قبور تکیہ انبلی والہ گورستان سادات گیلانی

یہ ایک بڑا احاطہ بیرون دروازہ لوہاری کے ہے بادشاہان اسلام کے وقت ان مزارات پر سنگ مرمر نصب تھا اور نہایت زیب و زینت کا مکان بنا ہوا تھا مہاراجہ رنجیت سنگھ نے مزارات سے پتھر اُترو الئے جس سے مزارات گر گئے اور مکانات بالکل مسمار و برباد ہو گئے اگرچہ سید نظام الدین گیلانی المشہور پیر بودہان والے نے اسکی درستی مین بہت کوشش کی مگر یہ پہلی رونق پر نہ آیا آخر جب انگریزی عملداری ہوئی تو پیر نظام الدین مالک نے بہت سے لوگ چنگڑ سقّے وغیرہ اسمین آباد کر دئے اور کرایہ لینا مقرر کر لیا اب اسمین مزارات کی دو چار دیواریان اور تین چبوترے پختہ عمارت کے موجود ہین ایک چبوترے پر قبر سید صوفی کی جو اپنے وقت کا ایک بزرگ صاحب عبادت و ریاضت و کرامت تھا اور سنہ ہجری مین فوت ہو گیا اس چبوترے پر اور قبور بھی مثل قبور سید عمر و سید ہاشم و سید عبد القادر المشہور شاہ گدا وغیرہ ہین دوسری چار دیواری مین سید قاسم و سید صوفی مع انکی اولاد کے ہین ان قبور پر ایک عالیشان سنگ مرمر کا گنبد تھا وہ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے گروا کر پتھر لے لیا اور چار دیواری بنوا دی یہ بزرگ سید قاسم سنہ ہجری مین فوت ہو کر یہان دفنایا گیا۔ تیسرے چبوترے پر قبر سید اسماعیل کی ہے جسکی اولاد سے پیر محمد شاہ و شاہ سردار لاہور مین رہتے ہیں اور اب تھوڑے عرصہ سے فوت ہو گئے ہین۔ چوتھے چبوترے پر قبر سید جعفر کی ہے جسکی وفات سنہ ہجری مین وقوع

مین آئی تہی۔ پانچ بیناچبوترے پر قبر پر محمد شاہ اور اُسکے بیٹے شاہ سردار
کی ہے۔ ان قبور کے علاوہ اور قبور سادات کی بہی اس احاطہ مین موجود ہین *

مقبرہ زیب النسا بیگم جسکو اب موضع نیاکوٹ کہتے ہین

زیب النسا بیگم اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ کی بہن نہایت حسینہ و عالمہ و فاضلہ
شاعرہ تہی مخفی اُسکا تخلص تہا اشعار فارسی نہایت شستہ و عمدہ کہتی تہی۔
اب تک اُسکا دیوان مقبول طبایع شعرا سے نادر ہے اُسکو عمارات کا شوق بہت
تہا بہت سی عمارتین اُس نے لاہور و دہلی وغیرہ مقامات پر بنوائین لاہور کی عمارات
مین سے دو عمارتین اُسکی یادگار موجود ہین ایک تو اُسکے باغ کا دروازہ جسکو چوبرجی
کہتے ہین تین مینار اُسکے قائم ہین اور ایک گر گیا ہے دوسرے یہ باغ جسمین اُس نے
اپنا مقبرہ بہی اپنی زندگی مین بنوایا تہا چار دیواری اس باغ کی پختہ اور چار عالیشان
دروازے تہے اب شمالی دروازہ و دروازہ کلان شرقی موجود ہین شرقی دروازہ
کے چار گوشون پر چار مقطع برجیان کانسی کار بارہ بارہ درکی بنی ہوئی
ہین دروازے کی وسعت اسقدر ہے کہ ہاتہی مع عماری اُسمین سے گزر جاتا ہے
مگر زمینداروں نے اب اسکو بند کر دیا ہوا ہے اس دروازے کی عمارت اور
نقش ونگار ہین دو طرفہ قابل دید ہین یہ دروازہ اب ایک لمبردار کے قبضہ مین
ہے اور جلاہے کرایہ دار رہتے ہین شرقی باغ کی دیوار کے گوشون پر جو برج شمالاً
باغ کے برجون کی طرح ہین وہ بہی اب تک موجود ہین دوسری ڈیوڑہی شمالی
بہی قدیم ڈیوڑہی ہے جسمین سے اب گاؤن والون کی آمد و رفت ہے اور ایک
خورد دروازہ جنوب کی سمت ہے نصف باغ مین اب موضع نیاکوٹ آباد ہے کیونکہ
مقبرہ زیب النسا بیگم اس باغ کے وسط مین تہا اور اب غربی دیوار موضع کے
ساتہہ ملحق ہے یہ باغ عہد شاہان چغتائی مین نہایت آراستہ تہا بلکہ لاہور کے

باغون مین سے یہ باغ شالامار باغ سے دوسرے درجے پر گنا جاتا تھا کیونکہ اسکی مالکہ و بانیہ نہایت زندہ دل شاعرہ عورت تھی اس باغ کی سڑکین سب سنگ سرخ کی تھین اور حوض اور شہ نشینین اور بارہ دریان سنگ مرمر کی روضہ یعنی مقبرہ بھی نیچے سے اوپر تک سنگ مرمر کا تھا، اور طلائی خالص کا کلس نصب تھا زیب النسا بیگم سنہ ۱۰۸۰ ہجری مین فوت ہو کر اسی مقبرے مین مدفون ہوئی جسکو اُس نے اپنے دلی شوق سے بنوایا تھا تاریخ وفات اس پاکدامنہ کی جو کسی شاعر نے لکھی ہے عجیب ہے *

آہ زیب النسا بحکم قضا ‌ ‌ ناگہان از نگاہ مخفی شد
منبع علم و فضل و حسن و جمال ‌ ‌ ہمچو یوسف بچاہ مخفی شد
سال تاریخش از خرد جستم ‌ ‌ گفت ہاتف کہ ماہ مخفی شد
۱۰۸۰

جب سلطنت اسلامیہ جاتی رہی اور سکھا شاہی تاریکی نے زمانہ کو گھیر لیا اور لاہور مین تین حاکم ایک شہر مین مقرر ہوئے تو یہ باغیچہ مع باغ نواب وزیر خان وغیرہ عمارات شمالی سمت لاہور کی سوبہا سنگھ احد الحاکم کے ماتحت آگئی اُسکی اہلکارون مین ایک شخص محکم دین نام قوم ارائین تھا یہ باغات سب اُسی کے سپرد تھی اُس نے اس باغ کو باجازت سوبہا سنگھ کے اپنا مسکن بنا کر گاؤن آباد کر لیا اور نام اسکا نیا کوٹ رکھا غربی دیوار اُس نے گرا کر مکانات بنا لئے فوارے سنگ مرمر کے اور خیابان سب وکھہاڑ ڈالے حوضون کو بیچ مین سے نکلوا دیا پتھر فروخت کر لئے مگر مقبرہ بدستور کھڑا رہا آخر جب مہاراجہ رنجیت سنگھ اُسی محکم دین کی سازش سے لاہور پر دخیل ہو گیا تو مہاراجہ نے اُسکی بہت عزت کی شہر کے دروازون کی کنجیان اُسی کے سپرد رہین تمام شہر و بیرونی دیہات پر اُسی کی حکومت قائم ہوئی ہر ایک قسم کے غلہ وغیرہ اشیای خورد و نوش کی منڈی نوان کوٹ مین قرار پائی کوئی کام بے صوابدید میر محکم دین کے نہوتا۔ چند سال یہ حال رہا من بعد جب دو سنی

مہاراجہ رنجیت سنگہ کی موران طوایف کے ساتہہ ہوگئی اور اُسکے اختیارات اسقدر
بڑہ گئے کہ روپے پیسے پر برابر ضرب موران طوایف لگنے لگی اور موران شاہی گز اور
موران شاہی باٹ قرار پائے اور دربار ریاست کا موران کے گہر ہونے لگا تو حکم دین
کو حسد پیدا ہوئی اور ایک روز سر دربار مہاراجہ کے روبرو دونوں کی تکرار ہو پڑی
اور نوبت یہانتک پہنچی کہ موران نے اُسکو کہا کہ مین موران تب ہون جو تجہکو سر پر ساگ
یعنی سبزی کا ٹوکرا رکہوا کر گلی گلی پہراؤن - حکم دین نے کہا کہ مین حکم دین تب ہون
کہ تجہسے ٹکے ٹکے کا پیشہ کراؤن - مہاراجہ کو یہ بات حکم دین کی بری معلوم ہوئی
اور یک قلم اُس سے پہر گیا دوسرے روز حکم دیا کہ منشی جی کی موضع نیاکوٹ سے
موقوف ہو اور گہر بار حکم دین کا ضبط کر لیا جائے سب مال و اسباب قرقی مین آ گئے
چنانچہ فی الفور حکم کی تعمیل ہوئی اور عمارت وغیرہ ابتر ہوکر خاک مین ملگیا - جب مہاراجہ کو
حضوری باغ مین سنگ مرمر کی بارہ دری کے بنانے کا شوق ہوا تو اس مقبرے کا
سب پتہر اوتروا لیا + یہ مقبرہ مربع صورت کا بنا ہوا ہی ہر ایک پہلو مین تین تین در
ہین ایک ایک کلان محرابی اور دو دو خورد مربع یعنی چارون طرف بارہ دروازے
محرابی قالبوتی کلان دروازے تو پہلے چارون طرف کہلے تہے مربع دو دو دروازے
مین سنگ مرمر کے پنجرے نصب تہے اب ایک دروازہ شمالی مین چوبی کہڑکی لگا رکہی
ہے اور باقی دروازے کچی دیوارون سے بند کر دئے ہوئے ہین اندر مقبرے
کے پرانے قدیمی فرش سے قدرے باقی ہے جسکو دیکہکر طبیعت مین ایک وحشت
سی پیدا ہوتی ہی - مقبرے کے وسط مین ایک عالیشان چبوترہ سنگ مرمر کا بنا ہوا تہا جسکے
وسط مین سنگ مرمر کا تعویذ قبر کا بنا ہوا تہا اور چارون طرف چبوترے پر قد آدم
جالیان سنگ مرمر کی نصب تہین گویا قبر کے چار سمت پردہ کیا ہوا تہا - مگر قبر
کی جگہ ایک مٹی کا تودہ پڑا ہی مقبرہ کا بیرونی عالیشان ہشتی چبوترہ بہت لمبا چوڑا

تہا اُسپر اب زمینداروں کے گہر بنے ہوئے ہیں اور مقبرہ گہروں میں گہرا ہوا ہے غرض یہ مقبرہ اب نہایت نا دید نی حالت میں ہے + یہ مقبرہ بہی اب سرکار کی طرف سے مرمت کیا جائیگا اور نام اسکا نقشہ مین درج ہو چکا ہے +

مزار شاہ رستم غازی

غرب کی سمت موضع نوان کوٹ یعنی مقبرہ زیب النسا بیگم کے کیقدر فاصلے پر ایک بلند ٹیلے پر مکان مزار شاہ رستم غازی ایک مشہور و متبرک مزار ہے یہ بزرگ اپنے وقت مین عالم فاضل یکتاے زمانہ تہا اور علمی اُستاد زیب النسا بیگم کا۔ سنہ ۱۰۶۰ ہجری مین یہ مرگیا اور زیب النسا بیگم نے سنگ سرخ کا مقبرہ اسکا بنوایا اور قبر سنگ مرمر کی تعمیر کرادی تہی جسکو مہاراجہ رنجیت سنگہ نے گراکر پتہر اوتروالیے اب اصرف ٹیلے پر قد آدم بلند عمارت خشتی باقی ہے اور اُسکے جنوب کی سمت دو محرابی قالبوتی زمین دوز ہیں وہان سے پانچ زینے نیچے اُترکے جائیں تو دو تہ خانے آتے ہین ایک مین دو قبرین پختہ ہین جنکے اوپر قالبوتی سقف ہے ایک قبر تو شاہ رستم غازی کی ہے اور دوسری اُنکے فرزند کی دوسرے حصہ تہ خانے مین بہی دو قبرین ہین ایک شاہ رستم غازی کی زوجہ اور دوسری اُنکی والدہ کی ان تہ خانوں پر گنبد بہی ایسا ہی تہا جسکے دو درجے تہے جسطرح تہ خانے کے دو درجے ہین اور زنانہ مردانہ قبور علیحدہ علیحدہ ہین +

مقبرہ محمد صالح و شیخ عنایت اللہ کمبو

یہ دو شخص شہر لاہور کے خاص رہنے والے صوبہ لاہور کے سر دفتر شاہجہانی عہد مین تہے انکی طباعی و نظامی و انشاری تمام ہند مین مشہور تہی کتاب بہار دانش محمد صالح نے تصنیف کی اور عنایت اللہ نے اُسکی وفات کے بعد اُسکی تکمیل کی یہ بے مثل کتاب فارسی زبان مین رنگینی و فصاحت و بلاغت مین ثانی نہین رکہتی۔ اس

مقبرے مین دونو کی قبرین ہوئین اور عالیشان مقبرہ تعمیر ہوا سکہون کے وقت
دونو سنگین قبرین جو سنگ سرخ کی تہین گرالی گئین اور مقبرہ جو خشتی تہا قائم رہا
اُسمین باروت وغیرہ بہری رہی انگریزی عہد مین مسٹر سمو صاحب بہادر نے اُسکو
کوٹھی بنالیا - صورت اسکی ہشت پہلو ہی چار پہلوؤن مین چار محرابین کلان باہر
کی سمت مین جنوب کی طرف زینہ اوپر جانے کا ہی اس گنبد کے قریب ایک اور گنبد
طولانی قطع کا بنا ہی جسمین اُن دونو کی اولاد کی قبرین تہین اسمین ابا بادرچی خانہ
بنالیا گیا ہی اور ایک تیسرے گنبد کا بگی خانہ بنا ہوا ہی ۱۰۰۵ھ ہجری مین پہلے شیخ
عنایت اللہ فوت ہوا اور محمد صالح نے یہ مقبرہ اُسکی قبر پر بنوایا پہر ۱۰۰۸ھ ہجری مین
محمد صالح فوت ہو کر اسی مقبرے مین دفنایا گیا اب اسمین صاحبان انگریز قیام پذیر ہین +

مقبرہ سید شاہ کمال سہروردی

موضع اچہرا اور رانوان کے قریب لاہور بفاصلہ تین میل بجانب جنوب یہ پختہ عالیشان
مقبرہ خشتی بنا ہوا موجود ہی پہلے یہ مکان بہت آباد تہا اور چار دیواری بہت بلند و پختہ
بنی ہوئی تہی مگر اب گر گئی ہی یہ مقبرہ ہشت پہلو پختہ چبوترہ پر بنا ہوا ہی اُسکے میانہ مین
گنبد بہی ہشت پہلو ہی اور ہر ایک پہلو مین محرابی دہن مقبرے کے اندر ایک
اور پختہ چبوترہ خشتی جسپر قبر شاہ کمال کی پختہ بنی ہوئی ہی چار سمت چار دروازے
جنہین سے اب تین بند کردئے گئے ہین اور ایک جنوبی دروازہ کہلا ہے +
یہ بزرگ سید تہا اور سہروردیہ خاندان مین صاحب کرامت و خوارق مشہور تھا -
۱۰۸۰ھ ہجری عہد شاہجہانی مین فوت ہو کر یہان دفنایا گیا اور مقبرہ اُسکے خاندان
کے مریدون نے بنوایا جو اب تک صحیح و سالم ہی اگرچہ مرمت طلب ہی - اگر شہر کی عمارت
کا مقبرہ ہوتا تو گرالیا جاتا + +

مزار شیخ شاہ جمال سہروردی + +

یہ مزار موضع اچہرا کے علاقے مین پطور دمدمہ بنا ہوا ہی دو منزلین و مدور کی بندیہ

اسکو اسواسطے کہتے ہین کہ سید علی شاہ کے مرید چراغ شاہ نے بہت سے درخت اس جگہ لگوائے اور مکان کو رونق دی تب سے یہ مکان جھنگی چراغ شاہ مشہور ہوگیا کہ جھنگی پنجابی زبان مین بہت سے درختون کو کہتے ہین - صاحب مزار سید علی شاہ قوم کا سید گیلانی تہا اور ابتدائی عملداری مہاراجہ رنجیت سنگہ مین ملک دکھن سے سیر کرتا ہوا لاہور آیا اور اس جگہ پر مقیم ہوا اور ۱۲۴۲ ہجری مین فوت ہوکر یہان مدفون ہوا اُسکی وفات کے بعد چراغ شاہ اُسکا مرید جانشین ہوا اُس نے اس مکان کو بہت رونق دی اور عمارت موجودہ پختہ بنوائی جو موجود ہے - مکان خانقاہ ایک چوکہونٹی پختہ عمارت کا بنا ہوا ہے اور چار گوشون پر چار مینار خورد مین جنوب کی سمت کو دروازہ آمدورفت قالبوتی خشتی بنا ہوا ہے اور میانہ مین بطور چہوٹے گنبد کے ڈہلوان چہت ہے زمین پر چونہ گچ فرش ہے اس چوکہنڈے مین ایک سید علی شاہ کی پختہ قبر ہے دوسری چراغ شاہ کی کہ وہ ۱۲۵۵ مین فوت ہوا تہا اور بہی دو قبرین اُسکے خادمون کی ہین اور مسجد پختہ و چاہ و کوٹہہ وغیرہ عمارت متعلقہ مزار اُسکے علاوہ ہین

مقبرہ نورالدین جہانگیر بادشاہ غازی

اس نیکنام ورحم دل بادشاہ کے حالات سے ہزارون کتابین فارسی و اردو انگریزی بہری ہوئی ہین اس موقع پر کہ تحریر حالات مکانات منظور ہے اعادہ اسکا ضرور نہین واضح ہو کہ یہ عالیشان عمارت دریاے راوی کے شمالی کنارے پر لاہور سے بفاصلہ چار میل بسمت شمال واقع ہے اس عمارت کی خوبی و خوش اسلوبی و استحکام و سنگینی دیکہکر معمار خود حیران ہے ۱۰۳۷ ہجری مین یہ مکان بحکم شاہ جہان بادشاہ تعمیر ہوا اور لاکھون روپے کا سامان جہاڑ فانوس قندیل فروش شامیانہ خیمہ وغیرہ شاہانہ مراتب کے مقدار پر یہان رکھا گیا -

مصارف ضروری کے لئے ہزارون روپیے کی جاگیر مین مقرر ہوئی حافظ قرآن
خوان پانسو آدمی ملازم رکہا گیا کہ نوبت بنوبت مزار پر قرآن پڑہا کرین بہ قدر و منزلت
اخیر سلطنت چغتائی تک بحال و برقرار رہی جب بادشاہ گردی ہوئی اور سکہا شاہی
زمانہ آیا تو وہ سب سامان ایک دستبرد مین لوٹ لیا گیا عمارت باقی رہگئی جب
مہاراجہ رنجیت سنگہ کا زمانہ آیا تو مہاراجہ اُسکی عمارت کی طرف بہی متوجہ ہوا۔
اور حکم دیا کہ مقبرے کی منڈیرون پر جو ستون شمع جلانے کے اور جالیان سنگ مرمر
کی ہین وہ اُکہاڑ کر امرتسر لے جائین اور سری دربار صاحب کے پل وغیرہ پر
لگائی جائین چنانچہ فی الفور حکم کی تعمیل ہوئی اور بیشمار پتہر اس مقبرے سے
اُکہڑوا کر امرتسر بہیجا گیا اور اُسکی جگہ چونہ کی عمارت کردی گئی من بعد اجیت سنگہ
سندہانوالیہ بہی سنگہ ملوا اس مقبرے مین فروکش رہا اُس نے بہی پتہرون کے اُکہڑوانے
مین بہت توجہ کی اور بیشمار ستونون کے دستون کی بہت سی جالیان سنگ مرمر
کی وغیرہ مقامات سے اُس نے پتہر اُکہڑوائے من بعد جب سردار سلطان محمد خان
برادر سردار دوست محمد خان امیر کابل اپنے بہائی سے ناراض ہوکر لاہور آیا اور
قصبہ شاہدرہ مہاراجہ نے اُسکی جاگیر مین دیا تو وہ اس مقبرے مین چند سال
سکونت پذیر رہا اُسکے لشکر کے وحشی افغانون نے اس مقبرے کا سخت نقصان
کیا اور بیشمار نگینے اندر کی دیوارون سے نکلوا لئے بہت سے پتہر توڑ توڑ اسکے
باغچہ کو ویران کردیا اخیر سلطنت سکہی تک اس متبرک مکان کو صدمہ پر صدمہ
پہنچتا رہا اور نقصان ہزارہا لاکہون روپیہ کی جالیان اور سلین سنگ مرمر
اور سنگ سرخ کی اُتر گئین جب صاحبان انگریز پنجاب مین فرمان فرما ہوئے
تو گویا اس مکان کی قسمت پلٹی صاحبان انگریز ابتدا سے آجتک ہمیشہ اسکی
مرمت کراتے رہے اور جب دریا نزدیک آگیا تو بنظر حفاظت اسکی ہزارہا روپیہ

خرچ کرکے بند بندھوایا جس سے یہ عالیشان مکان دریا کی غرقابی سے بچگیا صرف گوشہ گگنی کی بیرونی دیوار دریانے گرالی شرقی دیوار کو بھی سخت صدمہ پہنچا باوجود ان صدمات پے درپے کے اب بھی یہ عالیشان مکان ایسا ہی کہ دیکھتے ہی انسان بے اختیار کہہ دیتا ہے کہ اگر فردوس بر روئے زمین است ہمین است وہمین است وہمین است اس مقبرے کے چہہ درجہ مین جس درجہ مین بادشاہ کا مزار ہی وہ درجہ ہشت پہلو اندر سے گنبد نما ہی عمارت سنگ مرمر کی میانہ مین ایک چبوترہ سنگ مرمر کا طول مین ۱۳ فٹ عرض مین ۹ فٹ ڈیڑہ فٹ ارتفاع کا نہایت مصفا ومقطع بنا ہی اُسکے میانہ مین قبر کا تعویذ ایک ٹکڑے سنگ مرمر کا اڑہائی فٹ بلند طول مین پونے دو درعہ عرض مین دس گرہ نہایت خوش نما بنا ہوا ہی چبوترہ اور قبر پر گلکاری سنگ عقیق ولاجورد وسلیمانی ونیلم وزہر مہرہ ومرجان وابری وغیرہ قیمتی پتہرون سے کی ہوئی ہے اکثر نگینے اُتار بھی لیئے گئے ہین قبر کا تعویذ تین درجوں مین منقسم ہی پہلے دو درجے مین صرف گلکاری ہی اور رہست وچپ نو ونہ نام باری تعالے کے بخط عربی خوشخط کندہ ہین سر کے برابر اوپر بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھہ کر ہو الغفار الذنوب قال اللہ تبارک وتعالی یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لا تقنطو من رحمتہ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا انہ ہو الغفور الرحیم تحریر ہے اور ایک درجے مین کل نفس ذایقتہ الموت تمام آیتہ قرآن کی سر کی طرف یہ لکھا ہے - ہو اللہ الذی لا الہ الا ہو عالم الغیب والشہادة ہو الرحمن الرحیم - پاؤن کی سمت یہ تحریر ہے مرقد منور اعلی حضرت غفران پناہ نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ سنہ ۱۰۳۷ فرش اس درجہ کا سنگ مرمر وسنگ مریم وسنگ موسی وغیرہ مختلف پتہرون سے رنگ آمیز ہی دیوارین سنگ مرمر کی اور آٹھہ پہلوون

ہین آٹھہ دہین چار بڑے اور چار چھوٹے ہین شمال وجنوب ومشرق کے دہنون
مین سنگ مرمر کی جالیان نصب ہین اور غربی کی سمت آمد ورفت کا دروازہ ہے
خاص مقبر کا کمرہ اوپر سے مسقف ہے پہلے اسکی چھت سنگ مرمر کی تہی اور
چھت کے اوپر بہی بالائی چبوترہ سنگ مرمر کی قبر بنی ہوئی تہی چونکہ چھت پر
بڑی بڑی لمبی سنگ مرمر کی سلیین پڑی ہوئی تہین وہ نہین معلوم کہ
کس وقت اُتروائی گئین اور چوبی چھت بنا دی گئی اوپر کا تعویذ قبر بہی مسمار
ہوگیا بعض کہتے ہین کہ محمد شاہ بادشاہ کے عہد مین کسی ملا نے فتویٰ دیا کہ جب
قبر پر بارش نہو وہ رحمت الٰہی سے محروم ہے اسلیئے بادشاہ نے چھت اُتروا کر
قبر کو بے پردہ کر دیا جب بارش سے عمارت کا نقصان ہونے لگا تو پہر سوبہا سنگہ
احد الحاکم شہر لاہور کے حکم سے چوبی چھت ڈلوائی گئی بعض معمر و مسن لوگ
کہتے ہین کہ سوبہا سنگہ نے ہی چھت کا پتھر اُتروایا اور اُسی نے چوبی چھت
قائم کی بعض کا قول ہے کہ جب مہاراجہ رنجیت سنگہ نے اس مقبرے سے پتھر اُتروایا
تو اُسی وقت یہ چھت بہی اُتروالی گئی تہی اور جسطرح کہ منڈیر چوبی کی جالیان
اُتروا کر بنا دی گئی تہی یہ چھت چوبی بنالی گئی - خاص مقبرے کے مکان کے
چار سمت کوٹھڑیان سنگین عمارت کی بنائی ہوئین ہین اور دیوارین سب سنگ
سرخ کی شمار مین سب حجرے چالیس ہین ہر ایک حجرے کی سقف قالبوتی اور
چوکہٹین سرخ پتھر کی ہین اور براندہ قالبوتی مرغولی ہین تقسیم اُنکی چار طرفہ
اسطرح ہے کہ بیچ مین ایک در کلان ہے جسمین انسان جائے تو خاص مقبرے
کے درجہ تک پہنچ سکتا ہے مگر تین طرف اُسی درجہ اور خاص درجے مین
سنگ مرمر کی جالیان لگی ہین اور غربی سمت کا دہن آمد و رفت کے لئے کہلا ہے
اور اُس در کلان کے دونو طرف پانچ پانچ دہن باہر اور پانچ پانچ کوٹھڑیان

اندر ہین ہر ایک دہن کے مرغول سنگ مرمر کے ہین اور بقیہ عمارت سنگ سرخ
کی اور چارون طرف زینے اوپر چڑہنے کی لئے سنگ سرخ کے بنے ہوئے ہین
چار گوشون پر چار برج ہین جنکے اوپر عالیشان مینار بہت بلند بنائے گئے ہین
اُن زینون کے ذریعہ سے جب اوپر چھت کے جائین تو وسیع میدان سقف
کا نظر آتا ہی سقف پر بھی فرش سنگ مرمر اور بھی دسنگ مریم وغیرہ مخلوط
پتھر کا رنگ آمیزی ہو رہی کے وسط مین یعنی خاص قبر کے تعویذ کے اوپر سقف
سے بقدر تین فٹ کے بلند چبوترہ بنا ہوا ہی اُسکی چار طرفہ عمارت سنگین سیڑہیان
بھی پتھر کی ہین اور فرش بھی سنگین ہی مقبرے کے چارون گوشون پر چار
مینار بھی نہایت خوبصورت مقطع بنے ہین ان میناروں کی پہلی منزلین مقبرے
کی چھت تک تو سنگ سرخ کی ہین اور گلکاری سنگ مرمر کی اُسکی اوپر ہر ایک
مینار کی چار چار منزلین ہین باہر کی عمارت میناروں کی سنگ مرمر کی اور
لہر یا سنگین پتھرون کا۔ اور اندرونی عمارت سنگ سرخ کی ہر ایک درجہ
مین گرد منڈہا کر منزل دکہلائی گئی ہی اور ایک ایک دریچہ رکھا گیا ہی اوپر کی منزل
پر گنبد ہی اور گنبد کے نیچے آٹھ آٹھ دہن مرغولی ہین گردشی سیڑہیون کے ذریعہ
سے انسان میناروں پر چڑہ جاتا ہی ہر ایک مینار مین اکسٹھ سیڑہیان ہین
اور صورت میناروں کی ہشت پہلو ہی میناروں کے ہر ایک دہن مین سب
کٹہرے جالی دار پنجرون کے لگے ہوئے تہے وہ مہاراجہ رنجیت سنگھ اُکھڑوا کر
لے گیا اب صرف مینار گوشہ بائین مین ایک دہن غربت مین دو اور گنی مین
ایک اور ایسا ان کی مینار مین دو موجود ہین اور جو اُکھاڑے گئے ہین اُنکی جگہ
خشتی چونے کے کٹہرے بنا دئے گئے ہین میناروں پر جب آدمی چڑہتا ہی تو
دور دور تک نظر جاتی ہی اور چار دنطرفت کی سیر نظر آتی ہی یہ عالیشان مقبرہ ایک پختہ

عالیشان سنگین چبوترے مربع پر بنایا گیا ہے جسکا طول دو سو ساٹھہ فٹ
اور اسیقدر عرض ہے اور پانچ فٹ ارتفاع چارون طرف میان مین چار زینے
اوپر چڑھنے کے لئے پتھر سرخ کے بنائے گئے ہین مقبرے کی چارسمت عالیشان
باغ پختہ خیابان و فوارے و حوض و پختہ بلند چار دیواری ہے جنوبی مین شاہ دروازہ
جسمین سے ہاتھی مع عماری جا سکتا ہے بنا ہوا ہے عمارت اسکی بھی سنگ سرخ کی
ہے اور گلکاری سنگ مرمر کی منبت ہے سنگ مرمر کی جنمین اللہ کا نام کندہ
ہے چارون گوشون پر چار مینار خوردہ ہین یہ دروازہ اندر سے دو منزلہ ہے نیچے
کوٹھریان بنی ہوئی ہین اور اوپر شہ نشین اس دروازے کے مقابل بطرف
مشرق جواب کے طور پر ایکسا دروازہ تھا اور اسی طرح جنوبی و شمالی دیوارون
مین محاذ ایک دوسرے کے بارہ دریان بنی ہین شرقی دیوار دریا نے گرا لی
بارہ دری بھی گر گئی چار دیواری کے چارون گوشون پر چار برج سنگ سرخ
کے بنے تھے اب نصف دیوار جنوبی و شرقی گر گئی تو گوشہ کلی کا برج بھی گر گیا
چار دیواری کے اندر خاص مقبرے کے چارون طرف ایک ایک حوض مربع مع
فوارہ موجود ہین اور نیز چارون گوشون اور تینون بارہ دریون کے محاذ
مین ایک ایک حوض بنا ہوا ہے کل گیارہ حوض فی الحال موجود ہین اور ایک
حوض دریا برد ہو چکا ہے چار دیواری کے باہر بھی چار سمت بڑے وسیع چار
چاہ موجود تھے مگر انمین سے اب ایک دریا برد ہو چکا ہے + اس مقبرے کی
بالائی چھت کا کنگرہ دار فرش بہت خراب ہو گیا تھا مولف کتاب نے اسکی
رپورٹ حکام بالا دست کے حضور مین کی تو حکم اسکی مرمت کا نافذ ہو گیا اور
کئی ہزار روپیہ خرچ ہو کر اسکی مرمت ہوئی +

سرائے متصلہ مقبرہ جہانگیر بادشاہ

مقبرہ جہانگیر بادشاہ کے غرب کی سمت دیوار بدیوار ایک عالیشان سرای شاہجہان
بادشاہ کی تعمیر ہوئی ہی اس سرای کی عمارت بھی نہایت پختہ بنائی گئی ہی اور غربی
دروازہ مقبرہ شاہ جہانگیر کا اس سرای کے اندر ہی اور دروازے کے محاذ یعنی
آگے کے جو احاطہ ہین سرای کی غربی دیوار کے ملحق ایک مسجد عالیشان پختہ گنبددار
تعمیر ہوئی ہوئی موجود ہی اس مسجد کے تین درہن ہین ایک کلان اور دو خورد
صحن مسجد مین ایک عمدہ حوض ہی اس سرای کے دو دروازے ہین ایک شمالی
دوم شمالی دو منزلہ جنمین ہاتہی معہ عماری گذر سکتا ہی صاحبان انگریز نے
اسمین پہلے سٹیشن ریلوے تجویز کیا تہا مگر اب موقوف کر دیا ہی ریلوے کا
متعلقہ سامان پتہر کا کوئلہ و لکڑی وغیرہ اسمین ذخیرہ رکہا رہتا ہی اور ایک
چاہ کلان ہشت پہلو اس سرای مین شاہی وقت کا بنا ہوا موجود ہی اس سرای
کے چارون طرف مسافرون کے آرام کے لئے حجرے بنے ہوئے ہین اور ہر ایک
حجرے کے آگے برانڈہ پختہ قالبوتی ہی چنانچہ پنچاہ حجرے شرق کی سمت
مین وسط مین بڑا دروازہ مقبرہ جہانگیر ہے اور پچیس پچیس حجرے دروازے
کی دونو سمت مین غرب کی سمت بہی اسی تقسیم سے پچیس پچیس حجرے دونو
سمت اور درمیان مسجد ہی جنوبی و شمالی طرف سرای کے ساٹہ ساٹہ کوٹہڑیان
ہین یعنی تیس تیس کوٹہڑیان دونو سمت اور درمیان ہین جنوبی شمالی
دروازے سرای کے ہین غرض کہ یہ سرای اپنی عرض و طول استحکام مین ثانی نہین رکہتی

مقبرہ آصف جاہ وزیر شاہجہانی

یہ عالیشان مقبرہ سرای شاہجہانی کی دیوار بدیوار غرب کی سمت کو واقع ہی
یعنی یہ تین مکان عالیشان پاس پاس ہین ایک مقبرہ جہانگیر بادشاہ
دوم سرای شاہجہانی سوم یہ مقبرہ آصف جاہ یہ تینون مکان ایسی عمارت

کے تہے جنکا ثانی سواے مقبرۂ تاج بی بی کے دوسرا ہندوستان مین نہتہا۔
مگر سکہون کی بیرحمی اور مہاراجہ رنجیت سنگہ کی دست اندازی سے ان مکانات
کو سخت صدمہ پہنچا مقبرہ جہانگیر کا تو صرف بالائی پتہر اُتارا گیا خاص قبر اور قبر کا
کمرہ و مینار وغیرہ محفوظ ہیں جالیان اور ستون جسقدر تہے لیلیے گئے مگر اس عالیشان
مقبرے کی تو بیخ و بنیاد کہود دی گئی اور ایسی صورت بگاڑ دی کہ کہنڈر بنا دیا آصف جا
کا مقبرہ طول و عرض و ارتفاع مین لاہور کے تمام مقبرون سے زیادہ ہے سواے
مقبرہ علی مردان خان کے اسکا ہمسر کوئی مقبرہ نہین ہے شاہجہان بادشاہ کے
حکم سے یہ مکان بنا چونکہ یہ شخص نور جہان بیگم زوجہ محبوبہ جہانگیر اور وزیر اعظم
شاہجہان بادشاہ تہا اور محض اسی کی سعی جمیلہ سے شاہجہان کو سلطنت
حاصل ہوئی تہی بادشاہ کو اسکی وفات کا کمال رنج ہوا اور اپنے والد کے مقبرے کے
پاس اسکا مقبرہ بنوایا یہ مقبرہ بنیاد سے سر تک سنگ مرمر کا بنا ہوا تہا
اندر مقبرے کے فرش بہی سنگ مرمر کا تہا قبر کا چبوترہ اور قبر بہی سنگ مرمر کی
تہی آٹہون دلیزین اور پایہ ہر مغول اور ہر ایک پہل کے لیے ستون
سنگ سرخ کے دہتون کے دو زیہون پہ کانس کا کام تہا چارون طرف باہر و اندر
کے جو شمن وسیع چبوترہ تہا اسکے ایک ایک پہل پہ ایک ایک لمبی سل سنگ مرمر کی
کی نصب تہی اور چبوترے کی دیوارون پہ سنگ سرخ نصب تہا چار حوض جو چار سمت
تہے انکے کنارون پہ بہی لمبی چوڑی سلین سنگ مرمر کی جڑی ہوئی تہین حسن باغ
کے وسط مین یہ مقبرہ بنایا گیا وہ باغ اُستادوسیع رکہا گیا کہ تین بیگہ زمین اسکے
اندرون احاطہ تجویز ہوئی اس باغ کے متعلق اور بہی حافظ خانہ و مطبخ وغیرہ
عمارتین تہین جو سب بطمع پتہر کے گرالی گئین اس مقبرے کا سامان چاندی سونے
کی قندیلین و جہاڑ فانوس و فرش و فروش مقبرے جہانگیر سے کچہہ بہی کم تہا۔

جو سب کا سب تین حاکموں کیوقت عمارت مین آیا درخت بھی کاٹ کر لوگ لیگئے تمام باغ کف دست میدان ہوگیا مکانات و مقبرہ و چاردیواری باقی تھی وہ بسبب اپنی استحکام کے سکھوں کے ہاتھ سے محفوظ رہی آخر جب مہاراجہ رنجیت سنگھ کو امرتسر بھیجنے کیواسطے پتھر کی ضرورت ہوئی اور نیز حضوری باغ مین بارہ دری سنگین بنانے کی تجویز ہوئی تو لاہور کے بہت سے مقبروں سے پتھر اُتار اگیا۔ جنمین سے اب بھی اکثر موجود ہین اور اکثر بیخ و بنیاد سے کھد گئی اور اکثر سرکار انگریزی کیوقت بصیغہ نزول نیلام ہوگئی اور خشت فروشوں نے اُنکی اینٹین نکال لین۔ چونکہ یہ بہت بڑا مقبرہ تھا اور لاکھوں روپئے کا پتھر اسپر نصب تھا مہاراجہ کے حکم سے اسکا پتھر بھی اُترنا شروع ہوگیا اور ایسی بے احتیاطی سے پتھر اُتار اگیا کہ مقبرہ ایک کھنڈر ہوگیا مگر استحکام کا یہ حال ہی کہ اب بھی دو ہزار برس تک کھڑا رہیگا تو عجب نہین سیڑھیوں کا پتھر ایسی بیرحمی سے نکالا ہی کہ سیڑھیاں منہدم کر دی ہین مقبرے کے اندر کا فرش سب اکھاڑ لیا گیا ہی چبوترہ منہدم کر دیا گیا ہی صرف قبر کا تعویذ سنگ مرمر کا جسپر بخط نسخ عربی نود و نہ نام باری تعالی لکھے ہین پھینک دیا گیا ہی وہ ابتک مقبرے اندر رکھا ہی یہ تعویذ ایک ٹکڑے پتھر سنگ موسیٰ کا ہی اور آیات قرآنی و اسمائے الہی اُسپر کندہ ہین یہ تعویذ ہو بہو مثل تعویذ قبر شاہ جہانگیر کے بنا ہوا ہی وہی وضع وہی قطع وہی قد وہی قامت وہی تحریر وہی پتھر ہے اس مقبرے کے آٹھہ دہن ہاور آٹھہ دروازے ہین ہر ایک دروازے کی سنگی دہلیزین ایسی بُری طرح سے نکالی ہین کہ دروازے بالکل منہدم ہوگئے ہین غرض کہ اس مقبرے کی حالت دیکھکر حیرت ہوتی ہے کہ بنانے والوں نے تو لاکھوں روپئے خرچ کرکے ان عمارات کو بنایا اور گرانے والوں نے صرف پتھر کی طمع سے بے رحم ہوکر اسکو گرا دیا اور زمانہ کے انقلاب نے وہ

صورت دکھلائی کہ دن کی جگہ اندھیری رات ہوگئی +

آن قصر کہ با چرخ ہمیزد پہلو | بر درگہ او شہان نہادندے رو
دیدم کہ بر کنگرہ اش فاختہ | بنشستہ ہمیگفت کہ کوکو کوکو

اس مقبرے کا بڑا دروازہ سرائے کے دروازے کی طرح جنوب کی سمت کو ہے اور وسیع پختہ چار دیواری بلند اسقدر ہے جیسقدر سراے کی چار دیواری ہے محاذ مقبرے کی مغربی دیوار کے ساتھ ایک پختہ مسجد بنی ہوئی ہے جسکی ہیئت بدل کر اب کسی صاحب ریلوے کے ملازم نے کوٹھی بنالی ہے اس مسجد کے صحن کا فرش خشتی اب تک بحال و برقرار ہے + فی زمانہا مرمت اس مقبرے کی سرکار انگریزی کی طرف سے مولف کتاب کی معرفت ہوگئی ہے جس سے اسکے گرنے کا اندیشہ رفع ہوگیا ہے +

مقبرۂ نور جہان بیگم زوجہ شاہ جہانگیر المشہور نور محل

یہ مقبرہ مقبرۂ آصف جاہ کی چار دیواری کے باہر بجانب غرب بفاصلہ ریلوے سڑک کے واقع ہے اس مقبرے کی عمارت عجیب طرح کی بنائی گئی ہے کہ تمام عمارت محرابدار قالبوتی ہے ہر ایک سمت کو سات سات در ہین تمام مکان کے بیرونی اٹھائیس در ہین شمار مین آتے ہین بیچ مین چار چار دوریان شرق سے غرب جنوب سے شمال تک ہر طرف سے کھلا ہوا مکان ہے وسط مین ایک علیحدہ درجہ دکھلایا گیا ہے جسکے تین تین در ہر طرف کل بارہ در ہین اسکے وسط مین ایک چبوترہ چبوترے کے اوپر دو قبرین ایک نور جہان بیگم ملکہ زمانی اور دوسری اسکی دختر کی تمام مکان کی چھت قالبوتی ہے جنوب کی طرف زینہ اوپر جانے کا اندرونی درجہ کے نیچے ایک تہ خانہ مکلف بنا ہوا ہے جسکا زینہ جنوب کی سمت کو سلامی کے طور پر بنا ہے اور لوگ اسمین اتر جاتے ہین -

یہ مکان بھی شاہجہانی عہد میں نہایت مکلف و سنگین بنایا گیا تھا۔ اندر کا
چبوترہ اور دو قبریں سنگ مرمر کی تھیں اور باہر کی دیواروں پر سنگ سرخ
تھا فرش سنگ ابری کا تھا جب اُسکے بھائی آصف جاہ کے مقبرے کا پتھر اُترا تو
وہی آفت اسکے مقبرے پر آئی سب پتھر مہاراجہ رنجیت سنگھ کے حکم سے اُتار لیا گیا
تہ خانے کا دروازہ کھولکر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ دو نعشوں کے آبنوسی صندوق
دو سنگین مہدون میں رکھے ہیں چنانچہ مہد سے لئے گئے اور نعشیں زمین میں
دفنائی گئیں اور مقبرے کی مرمت اینٹ اور چونہ سے کرائی گئی چنانچہ چبوترہ اور
قبریں خشتی بن گئیں بالائی سقف کا خشتی فرش لگ گیا شہ دریں بن گئیں
پھر کسی سبب سے ایسی عمارت بند ہوئی کہ تہ خانہ کا دروازہ کھلا رکھا گیا جو ایک
کھلا ہے اور لوگ اندر میلا کر جاتے ہیں * واضح رہے کہ یہ مقبرہ اس عالی جاہ
نورجہان بیگم نور محل زوجہ جہانگیر بادشاہ کی پیاری زوجہ و معشوقہ کا مقبرہ
ہے جسکی حکومت ہند کی ولایت میں شرق سے غرب تک تھی اور بادشاہ برائے
نام بادشاہ تھا اسکے نام کا سکہ ہر ایک نامی شہر و دارالضرب میں مسکوک ہوتا تھا
خزانہ فوج ملک سب اسکی قلم کے نیچے تھا آخر انقلاب زمانہ نے اسکو شاہجہان
کی قید میں ڈالا اور آصف جاہ اسکا بھائی جو اسکے اختیارات سے بجان تنگ آیا
ہوا تھا اس سے پھر گیا اُسی کی سعی سے شاہجہان کو ہند کا تخت ملا اور یہ
قید میں آگئی اور قید ہی میں جان بحق تسلیم ہوئی اب اسکے مقبرے کی یہ حالت
ہے جو لکھی گئی ہے۔ مسند اعزاز پر مسند نشین ہوتے رہے۔ دار دنیا میں کبھی
رستم کبھی اسفندیار۔ ایک دم میں انکا جب جاتا رہا وہ نمود و شور۔
کچھ نظر آیا نہ باقی اُن سے جز مشت غبار

خانقاہ فضل شاہ مجذوب

فضل شاہ ایک مجذوب فقیر اخیر عملداری سکہان مین لاہور مین پہرا کرتا تہا موضع
سید پور کہنہ علاقہ ظفروال ضلع سیالکوٹ کا یہ رہنے والا تہا جب لاہور آیا تو
چند سال پہلے ایک مسجد کا ملا رہا پہر عینک سازی کا کام کرتا رہا پہر مسمی رحمن شاہ
فقیر نوشاہی کا مرید ہوا پیر کی مہربانی سے یہ کمال کو پہنچا اور مجذوب ہوگیا
اگرچہ لاہور کے دربار کے راجہ مہاراجہ امیر سردار سب اسکے معتقد تہے مگر راجہ دینا ناتہہ
تو بندۂ بیدرم تہا یہ مکان راجہ دینا ناتہہ نے اُسکی زندگی مین اُسکی خاطر
پختہ بنوایا اور مرنے سے پہلے ہی قبر بنا رکہی تہی راجہ دینا ناتہہ بلا ناغہ اسکے
پاس آتا تہا اور ہزارون روپے نذرانہ دینا اسکے فرزند بلند شاہ کی سواری
کے لئے عمدہ عمدہ گہوڑے اور پہننے کو عمدہ عمدہ قیمتی پوشاکین اور دوپٹے
دوہرے کرتے طلائی وکنٹہہ و مالاے مروارید وغیرہ موجود وحاضر تہے اور
جیونداس نام ایک منشی راجہ دینا ناتہہ کی طرف سے ہر وقت اسکے پاس حاضر
رہتا تہا اور جو بات اسکی زبان سے نکلتی وہ لکہہ لیتا اور رات کو راجہ کے گوشگذار
کرتا راجہ دینا ناتہہ نے اسکے بیٹے بلند شاہ کی شادی بہی بڑی دہوم دہام سے کی
اور چند مکانات سکونت کے لئے بہی خرید دئے دہم ساون سمت ۱۹۱۰ بکرمی مین
بمرض استسقا یہ شخص مرگیا راجہ دیناناتہہ وغیرہ امراے شہر اسکے جنازے پر
حاضر ہوئے اور قیمتی دوشالے سینکڑے لاش پر ڈالے اور بڑے اعزاز سے دفن
کیا من بعد جبتک راجہ دینا ناتہہ زندہ رہا سالانہ عرس اسکا بڑی دہوم دہام
سے ہوتا رہا بعد ازان بہی اعتقادمند لوگ عرس کرتے رہے اب مختصر فاتحہ سالانہ
ہوتی ہے بلند شاہ اسکا بیٹا بہی بعد وفات اپنے باپ اور راجہ دینا ناتہہ
کے مفلس و تنگدست ہوکر مرگیا اب اُسکی ایک لڑکی نادرہ بیگم نام باقی ہے
جو احاطہ مزار مین پردہ دار مکان علیحدہ کرکے قیام پذیر ہے اور اسکا شوہر

حافظ عمر دراز بھی اُسی جگہ اپنی زوجہ کے پاس رہتا ہے مکانات حویلیان جتنی تھین سب بلند شاہ فروخت کر کے مرگیا + یہ مکان دروازہ مستی و کشمیری کے درمیان سرکاری باغ مفوضہ نواب نوازش علیخان کی حدود کے اندر واقع ہی چار دیواری پختہ ہی دروازہ شرق کی طرف۔ مزار کا مقام بھی پختہ بنا ہی مسجد و چاہ وغیرہ مکانات متعلقہ خانقاہ سب پختہ راجہ دینا ناتھ کے وقت کا بنا ہی بڑے بڑے درخت بڑہ وغیرہ اس مکان مین سایہ فگن ہین +

تیسری قسم اُن مکانات کی تفصیل مین جو کسی اہل ملت و مذہب سے متعلق نہین ہین اسمین دو فصل ہین ایک مین حالات مکانات اندرونی شہر دوسری مین بیرونی شہر کے از قسم حویلی و باغ و کٹڑہ و احاطہ وغیرہ

حویلی میان خان

لاہور کے قدیم عمارات اندرونی مین سے یہ وسیع اور بے مثل عمارت وسعت و استحکام و سنگینی مین اپنا ثانی نہین رکھتی تھی نواب سعد اللہ خان وزیر شاہجہان بادشاہ اسکا بانی تھا لاکھون روپیہ خرچ ہو کر یہ حویلی تیار ہوئی ابھی کچھ عمارت باقی تھی کہ نواب سعد اللہ خان مرگیا اور نواب میان خان اُسکے بیٹے نے یہ عمارت تمام کی اس سبب سے حویلی میان خان مشہور ہوگئی یہ حویلی اپنے عرض و طول مین دو میل کی مقدار سے کم نہین ہی جسکے تین درجے تھے ایک حویلی زنانہ دوسری مردانہ جسکو رنگ محل بولتے تھے تیسرا قلعی خانہ اب قلعی خانہ مین علیحدہ محلہ آباد ہی اور زنانہ حویلی مین خراسیون

کی آبادی ہی اور رنگ محل مین مشن سکول کے طالب علم پڑہتے ہین بڑا حصہ
اس حویلی کا وہ تہا جو زنانہ حویلی کہلاتی تہی اُسمین بڑا حوض معہ فوارون کے
تہا اور وسیع سرد خانہ اور باغچہ اور سرخ پتھر کے دالان بیشمار تہے بڑی ڈیوڑھی
اسکے شرق کی سمت تہی جسطرف اب سادہوٗن کی مسجد ہی اور چہوٹی ڈیوڑھی
غرب کی سمت یہ دونو ڈیوڑھیان ابتک موجود ہین بڑی ڈیوڑہی تو میرزا محمد المنتہی
مرزا موٹا کی حویلی کے اندر ہی گویا دورستہ ہی اب بند ہوچکا ہی چہوٹی ڈیوڑہی غربی
کا رستہ جاری ہی دروازے کی عمارت بہی ابتک موجود ہی رنگ محل کی عمارت
ابتک تمام و کمال سالم ہی اگرچہ پادری فورمن صاحب نے اُسمین تغیر و تبدل بہت
کیا ہی تو بہی بڑی ڈیوڑہی رنگ محل کی اور اکثر مکانات قدیم ابتک سلامت
ہین - دس چاہ کلان اس حویلی کے اندر و باہر تہے چار تو چار گوشون پر باہر
کی سمت اور دو شمال و جنوب کی سمت اور چار اندر حویلی کے جنمین سے اب
ایک چاہ گوشہ رنگ محل کا اور دوسرا قلعی خانہ کا باقی ہے اور سب برباد ہوچکے
ہین چاہ گوشہ کلکتی جو سب سے بڑا چاہ تہا اب ملبہ ڈال کر بہروا دیا گیا ہی اور زمین
مفتی غلام سرور نے مکان بنالیا ہی اسیطرح چاہ گوشہ نیرن کما نگدین نے خرید کر بہروا دیا اور
زمین پر دوکانین بنالی ہین جنوبی سمت کا چاہ نور گلی کے وہوبیون کے حصہ
مین آیا اُنہون نے اینٹین نکال لین اندر کے چاہ بہی اب بے نام و نشان
ہین تالاب کلان جو حویلی کے وسط مین تہا وہ انگریزون نے سرکاری
خرچ سے مٹی ڈلوا کر بہروا دیا کیونکہ کسی وقت مین اس حویلی کا پانی بارش
وغیرہ کا باہر نہین نکلتا تہا اُسی تالاب مین جمع رہتا تہا اور تمام محلے مین
بدبو پہیلی رہتی تہی انگریزون نے اسکو بند کرا کر آدہی حویلی کا پانی شرق کی
سمت نقشبندیون کی کوٹلی کی سمت سے نکلوایا اور آدہی حویلی کا غرب کی سمت

اب اس حویلی مین قوم جاٹ خراسی آباد ہین اور دوسو کے قریب خراس چلتا ہے اور چار ہزار گھر بستا ہی۔ جب تک عملداری سلاطین چغتائی کی قایم رہی اس حویلی کی عمارت کو کچہہ نقصان نہین پہنچا تہا جب سکہا شاہی زمانہ آیا اور اس حویلی کے وارث جا بجا نکل گئی تو لوگون نے ہسکو گرانا شروع کیا جسکے ہاتہہ مین کوئی عمارت آگئی گرا کر لے لیا مہاراجہ رنجیت سنگہ کی عملداری مین وارث اس حویلی کے آموجود ہوئے اور اُنہون نے لاکہون روپیہ کی عمارت کو کوڑیون کے بہاؤ فروخت کیا زمین تو دو دو اور چار چار اور پانچ پانچ روپے منڈلہ اور چار چار آنہ گز وہ عمارت فروخت کی جنکا دو دو تین تین گز آثار تہا اس بیرحمی کے ساتہہ مال مفت دل بے رحم اس حویلی کو وارثان سنگدل نے ضایع کر دیا چار سنگین سرخ پتہر کے دالان معہ ستونون اور مرغولون وغیرہ جنکا ارتفاع پانچ پانچ گز بلند تہا میر نورالدین وارث حویلی نے میر عبدالرحمن کے پاس فروخت کر ڈالی اور وہ اجتک اُسکی حویلی مین جو اسی حویلی کے اندر بنی ہوئی ہی موجود ہین انگریزی عہد مین بہی بہت سی جائداد زمین و عمارت اس حویلی کی فروخت سے باقی تہی اُس کی تقسیم کے لئی فیما بین عابد علی و سیف علی و ننہی بیگم و وارثہ بیگم نیاز علی وغیرہ ورثا کے عدالت مین مقدمہ ہوا اور ا مین مقرر ہو کر تقسیم عمل مین آئی اب وہ بہی سب کے سب فروخت ہو چکی ہی اور حویلی کے مالک قوم جاٹ بن گئی ہی + نواب میان خان مالک اس حویلی کا لاولد تہا اُس نے میر ہدایت علی نام ایک سیدزادہ کو متبنی کیا اُسکے دو بیٹے ہوئے ایک رجب علی دوسرا محبت علی رجب علی کے گہر ایک بیٹا میر اسد الله خان ہوا اُسکا بیٹا میر نورالدین خان مالک حویلی تہا اُس نے اپنی تمام عمر اسی حویلی کی فروخت پر گزارہ کیا نورالدین کے کے گہر ایک لڑکی ننہی بیگم ہوئی جو سیف علی سے بیاہی گئی۔ سیف علی کا بیٹا

نادر علی اب موجود ہی۔ سیف علی اسکے باپ کا گزارہ بہی تمام عمر اس حویلی کی
فروخت پر رہا اب وہ موضع وندیان مین کاشتکاری کرتا ہی میر ہدایت علی
نے ایک گاؤن بہی آباد کیا تہا جسکا نام کوٹ ہدایت علی خان ہی وہ ان وارثون
کے قبضہ سے نکل گیا۔ اب موضع وندیان کی کچہہ ملکیت سیف علی نے اپنی
تدبیر سے اپنے نام قائم کرلی ہی اس خاندان مین اب صرف نادر علی شاہ لایق
شخص ہی مگر جائداد اسکے پیدا ہونے سے پہلی خورد برد ہو چکی ہی اُس نے مطبع
بناکر ہمبر ہند اخبار جاری کیا ہوا ہے ٭ قلعی خانہ کی کل زمین وعمارت بہی
انہین ورثا نے فروخت کرکے برباد کردی رنگ محل کا عالیشان مکان سکہی وقت
مین ان کے قبضہ سے نکل گیا تہا اور سکہی سرکاری اہلکار مثل غوثی خان کرنیل
سلطان محمود توپخانہ والہ وغیرہ اسمین رہتے رہی انگریزی عہد مین اس جگہ پہلے
تہانہ مقرر ہوا پہر مشن سکول مقرر ہو گیا جو اب تک موجود ہی اس سبب سے ورثا
حویلی کے اسکے قبضہ سے محروم رہی مگر دعوی ہمیشہ کرتے رہی۔ نواب میان خان کا
باغ ومقبرہ جو موضع باغبان پورہ کے غرب کی سمت ہی وہ مہاراجہ رنجیت سنگہ
نے ضبط کرکے راجہ سوچیت سنگہ کو دیدیا تہا جو انگریزی عہد مین بصیغہ نزول
نیلام ہوا اور نواب علی رضا خان قزلباش نے خرید اتوا اب سعداللہ خان
میان خان اصلی متوطن چنیوٹ ضلع جہنگ کے تہی وہان بہی ایک مسجد سنگ سیاہ
کی مبنیہ نواب سعداللہ خان موجود ہے ٭

حویلی ثانی نواب میان خان المشہور پتہران والی

یہ دوسری عالیشان حویلی نواب میان خان کی موچی دروازے کی علاقہ مین مشہور ومعروف
حویلی تہی چونکہ اسکی عمارت مین کالا پتہر لگا ہوا تہا پتہران والی حویلی کہلاتی تہی۔
اسپر بہی وہی صورت سکہی وقت مین گذری آخر مہاراجہ رنجیت سنگہ نے

اُسپر دخل کر لیا اور حکم دیا کہ باروت سازی کا کارخانہ اسمین جاری ہو چنانچہ
چند سال باروت اُسمین بنتی رہی آخر ایک روز علی الصباح دو گھڑی رات رہے
کسی سبب سے باروت مین آگ لگ گئی اور کئی ہزار من باروت جو حویلی کے
بہت سے مکانات مین بہری ہوئی تہی ایک دم مین اڑ گئی اُسوقت ایسی سخت آواز
ہوئی کہ تمام شہر جاگ اُٹھا اور زلزلہ ایسا نمودار ہوا کہ شہر مین اور بہی کئی کہنہ مکان
گر گئے اور اُس حویلی کی دیوارین اور پتہر ہوا مین اُڑ کر پانچ پانچ کوس تک باہر
جا پڑے موچی دروازے کا علاقہ تو سب مسمار ہو گیا اُس حویلی کی چاہین جس مکان
جا کر پڑین مسمار کر دیا قریب دو سو آدمی کی جانین اس صدمہ مین تلف ہوئین چند سال
یہ حویلی کہنڈرات کی حالت مین رہی پہر عام لوگون نے اُس زمین پر آبادی کر لی
اور ورثائے نواب میان خان نے اس زمین کو بزمانہ مختلف فروخت کر دیا اب بہی
کچہہ کچہہ عمارت کہنہ اُس حویلی کی کہین کہین موجود ہی یہ صدمہ سنہ ۱۶۴۳ بکرمی مین واقع ہوا

مبارک حویلی

یہ ایک مشہور و معروف حویلی پُرانی عمارت شہر لاہور مین سے ہی اگرچہ اب نقشہ
اسکا بدلکر سب نئی عمارت بن چکی ہی مگر جنوبی حصہ اسکا جسکو حویلی کی پشت
کہنا چاہئے اب بہی بقیہ پُرانی عمارت کا باقی ہی محمد شاہ بادشاہ کے عہد مین میر بہادر علی
و ناد.. علی و بہادر علی نے اس حویلی کی بنیاد رکہی جب بن چکی اور وہ اسمین
آکر آباد ہوئے تو اُسی ماہ مین بہادر علی کے گہر لڑکا پیدا ہوا اس تقریب نیک
سے یہ حویلی مخاطب بمبارک حویلی ہوئی مدت مدید تک خاندان بانیان حویلی ہذا
آباد رہا جب سکہی وقت آیا اور شہر لاہور کی بیرونی عمارت سب اُجڑ چکی اندرونی
آبادی بہی بار بار لوٹی گئی تو یہ خاندان بہی حویلی سے نکلکر جا بجا چلا گیا اور
حویلی کی بہت سی عمارت بسبب بے مالک ہونے کے لوگ گرا کر لے گئے مہاراجہ

رنجیت سنگھ کیوقت جب شاہ شجاع الملک کابل سے بیدخل ہوکر آیا تو یہی حویلی
مین اُتارا گیا اور اسی حویلی مین مہاراجہ رنجیت سنگھ نے شاہ شجاع کو قید کرکے
جواہر کوہ نور جسکا ثانی کوئی جواہر روئے زمین پر نہ تہا اُس سے چہین لیا۔
اور لاکہون روپیے کا جواہرات اُسکی عورتون کی تلاشی بذریعہ عورات کے
لیکر اُس سے حاصل کیا آخر جب وہ تنگ آیا تو پہلے اُس نے اپنی عورات کو
بتغیر لباس ہندو عورتون لے لدہیانہ کو روانہ کردیا اور خود رات کو دیوار پشت
حویلی کی توڑکر تنہا نکلا اور بڑی بدر رو کے رستے جو لوہاری دروازے کے پاس ہے
شہر سے باہر نکل گیا۔ غرض یہ حویلی سکہی عملداری مین سرکار مین ضبط رہی اخیر
عملداری کیوقت سردار کہڑک سنگھ سندہانوالیہ کو ملی اور قبضہ غلام محی الدین شاہ
قریشی سردار مذکور کے منتظم کا اسپر چند سال رہا بیرونی قطعات متعلقہ اس
حویلی کے غلام محی الدین شاہ نے باجازت سردار مذکور کی خود لیکر مکانات
بنوا لیئے اور بڑی حویلی نواب علی رضا خان قزلباش کے پاس باقرار سردار
مذکور کے بیع ہوگئی نواب مذکور نے اپنی زندگانی مین اُسکی عمارت مین بہت سا
تغیر و تبدل کیا شرق کی طرف بڑا دروازہ نکالا اور بڑے بڑے دالان و صحن و
عمارات جدید بنوائین اور ماہ محرم مین عزاداری کی مجلسین اسمین مقرر کین
جب نواب جنت نصیب ہوگیا تو نواب نوازش علی خان اُسکے جانشین نے اس
حویلی کی عمارت کی طرف بہت سی توجہ کی اور باپ کیوقت کی عمارتون کو گراکر
اعلے درجے کی عمارتین بنوائین جسکو دیکہکر انسان خوش ہوجاتا ہے بالفعل اس
حویلی کی ڈیوڑہی شرق کی سمت کو بازار کی طرف ہے یہ ڈیوڑہی دو منزلہ نہایت
مکلف بنی ہوئی ہے اس سے آگے بڑہین تو ایک وسیع صحن ہے صحن کے جنوب
کی طرف عالیشان قالبوتی دوہنون کا دالان ہے اور دالان کی پشت کی طرف

گویا ایک علیحدہ درجہ حویلی کا ہی جسمین سامان باورچی خانہ کا رہتا ہے اور ماہ محرم کے دس روز تک جو غربا و فقرا کو کھانا دیا جاتا ہے وہ اسی درجہ مین پکایا جاتا ہی اس بیرونی صحن کے غرب کی طرف بڑی اونچی دیوار ہی اور دوسری خورد ڈیوڑھی اس ڈیوڑھی کے اندر جب جائین تو دوسرے درجہ کا وسیع صحن آتا ہے اسی صحن مین ماہ محرم عزداری کی مجلسین دس روز تک شام سے صبح تک ہوتی رہتی ہین اور بڑا ہجوم خلایق کا رہتا ہی خصوصاً ساتوین تاریخ محرم جس روز امام قاسم کے مہدی ہوتی ہی جم غفیر خلایق کا یہان ہوتا ہی اور تمام شہر کے لوگ جو مہدی و علم نکالتے ہین اس جگہ لاتے ہین اور نواب نوازش علی سب کو زر نقد اپنی جیب سخاوت سے دیتے ہین اس صحن کے غرب کی سمت تو وہ مکلف عالیشان دالان ہے جو عزاداری کے لئے خاص کیا گیا ہی اور جھاڑ فانوس وغیرہ تکلفات سے آراستہ رہتا ہی اور جنوب اور شمال کی سمت دو منزلہ مکلف و عالیشان اور عمارتین ہین جہان نواب نوازش علی خان مع اپنے بھائی ناصر علی خان کے رہتے ہین۔ اس حویلی کے اصل بانیون کے خاندان مین سے لاہور مین سید چراغ علی شاہ حکیم بن سید احمد شاہ بن میر قمر علی المشہور میر شاہین بن میر جیا بن میر عالم شاہ قیام پذیر ہی اور بانیان حویلی میر عالم شاہ کے بھائی کی اولاد مین سے تھی یہ شخص سید چراغ علی شاہ ایک شخص طبیب مقیم لاہور مین قیام پذیر ہی خاندان چشتیہ قادریہ مین اسکی بیعت ہی مرید بیشمار ہین خلیق نہایت اور خوشخو و خوش مزاج اسکے تین فرزند سید حاکم علی و بہادر علی و نادر علی بھی اپنے باپ کی طرح خلیق و صاحب لیاقت ہین ٭

عمارت پری محل

شاہجہان بادشاہ کے عہد مین اس عالیشان محل کو نواب میرزا علم الدین

المشہور وزیرخان نے بنوایا چونکہ یہ محل اپنی خوبی عمارت و قطع مین ثانی نہین رکہتا
تہا اسلیئے اسکا نام پری محل رکہا گیا نواب وزیرخان اپنے عہد حکومت مین اسی جگہ
قیام رکہتا تہا کچہری بہی اسی مین ہوتی تہی اس محل کے دو درجے تہے ایک
زنانہ دوسرا مردانہ مردانہ حصے مین بڑے بڑے دالان اور عالیشان شہ نشینین
اور باغ و پائین باغ تہا سنگی عمارت بہت تہی زنانہ حصہ مین پردہ دار مکانات
نہایت مقطع بنے ہوئے تہے اسلامیہ سلطنت تک یہ مکان بارونق رہا سکہی وقت
مین پہلے تو تین حاکمون نے اسکے پتہر نکلوائے اور فروخت کیے پہر مہاراجہ رنجیت سنگہ
اسپر قابض ہوا اور فوج و گولہ باروت اسمین رکہا گیا بڑی بڑی عمارتین گرا کر
میدان بنایا گیا انگریزی عہد مین اگرچہ نواب وزیرخان کی اولاد نے اسکے حصول
کیلئے کوشش بہت کی مگر انکے دعوی کی سماعت کسی نے نہ کی کیونکہ سکہی عہد
مین عرصہ دراز تک یہ مکان ضبط رہ چکا تہا سرکار انگریزی نے بعد چند روز
اسکو نیلام کیا اور سلطان ٹہیکہ دار نے خرید کر اسکی اینٹین نکلوائین اور اسکی
اینٹون سے لنڈہ بازار و سرائے کی عمارتین بنوائین اب اس عمارت مین سے
ایک تو ڈیوڑہی یعنی غربی دروازہ قائم ہے اور جنوبی و غربی دوکانین ہین
جن مین کرایہ دار رہتے ہین اور کرایہ مہاراجہ جمون لیتے ہین کیونکہ محمد سلطان
کی اور جائداد کے ساتہہ یہ جائداد بہی مہاراجہ کے پاس رہن ہے بقیہ عمارت
اسکی دیکہی جاتی ہے تو عقل حیران ہوتی ہے کہ بانی نے اسکے استحکام کا کس قدر انتظام
کیا تہا ذرہ کانون کی ڈوریان اور چہتین سب قالبوتی پختہ چونہ گچ بنوائی تہین
مگر محمد سلطان نے وہ سب عالیشان پختہ عمارتین اینٹ کی طمع سے گرالین ٭

حویلی کلو بائی المشہور حویلی اہلووالیہ

پرانی عمارت مین سے یہ حویلی بہی منجملہ کے دروازہ یادگار زمانہ سلف کہی جاتی ہے

عمارت اسکی نہایت مستحکم و پختہ چونہ گچ ہی بیچ مین کہلا ہوا صحن ہی اور چارون طرف دو منزلہ سہ منزلہ پختہ عمارتین ہین جنوبی حصہ مین ایک عالیشان سرد خانہ ہی اور اُسپر بڑا دالان قالبوتی شاہ نشین بنا ہی۔ اس حویلی کا بانی نواب زکریا خان بہادر صوبہ لاہور تہا جسکا مفصل تذکرہ تاریخ پنجاب مولفہ راقم مین موجود ہی اور مجمل ذکر اس کتاب کے بعض مواقع مین تحریر ہوچکا ہی اُس نے یہ حویلی اپنی محبوبہ عورت کلو بائی کی خاطر تعمیر کی تہی جو قوم کی مطربہ تہی اور نواب اسکے حسن وخوبی و نغمہ پردازی پر ایسا محو ہوا کہ اُسکو اپنی نکاح مین منعقد کرلیا چونکہ وہ عورت بسبب غیرت قومیت نواب کے حرم محترم مین داخل نہین ہوسکتی تہی نواب نے اُسکے واسطے یہ عالیشان حویلی تعمیر کی بعد انقلاب سلطنت کے کل جایداد کے ہمراہ یہ حویلی بہی نواب غازی کے قبضہ مین آئی جو ایک شخص نواب زکریا خان کی اولاد مین سے لاہور مین قیام پذیر تہا چونکہ اُسکا گزارہ جلدی جایداد کی فروخت پر تہا اُسنے چاہا کہ یہ حویلی بہی فروخت کرڈالے مگر کسی نے نہ لی آخر مسمی حسین شاہ رمال نے ایکسو روپے کو یہ حویلی جسکی تعمیر پر لاکہون روپیہ خرچ ہوا تہا نواب غازی سے لے لی چنانچہ وہ ایکسو روپیہ اُسکا برباد گیا اور حویلی مہاراجہ رنجیت سنگہ نے اُس سے چہین کر سردار فتح سنگہ آلووالیہ رئیس کپورتہلہ کو بخشدی چنانچہ اب تک اس حویلی پر قبضہ رئیس کپورتہلہ کا ہی اور بسبب عدم خبرگیری کے بہت مقامات اسکے گرگئے ہی۔ اس حویلی کے شمال کی سمت بفاصلہ رستہ بازار کے ایک عالیشان چاہ و تہ خانہ و باغیچہ پختہ عمارت کا اسی حویلی کے متعلق تہا وہ بعہد سرکار انگریزی نزول مین درج ہوکر نیلام ہوگیا اور دیوان اجودہیا پرشاد نے خرید لیا اور دیوان بیجناتہ خلف دیوان اجودہیا پرشاد نے اُس جگہ نیا باغیچہ بنوایا اور چاہ کو جاری کرکے اُسکے پانی سے باغیچہ کو سیراب کیا +

کٹڑہ حاجی امان خان

یہ کٹڑہ لاہور کے قدیمی مکانات میں سے ہے جو فی زمانتا کٹڑہ حکیم ولی شاہ کا مشہور ہے اکبری عہد میں یہ کٹڑہ جواہریوں کی ملکیت تھا اور کٹڑہ دولت اسکا نام تھا عالمگیری سلطنت کیوقت حاجی امان خان بن حاجی زمان خان قوم مغل نے جو ایک امیر کبیر سلطنت تھا اسکو خرید کیا اور اپنی لڑکی مہدیہ بیگم کے جہیز میں دیدیا بعد وفات حاجی امان خان کے مہدیہ بیگم کو پشاور کو جو اسکے باپ کا وطن تھا جانے کا اتفاق ہوا تو وہ اس کٹڑہ پر مسمات سکینہ بیگم اپنے خاوند کے چچا کی بیٹی کو قابض کر گئی اور اسی کی اولاد مدت دراز تک قابض رہی آخر جب انقلاب سلطنت وقوع میں آیا تو یہ خاندان بھی پشاور کو چلا گیا اور کٹڑہ پر قبضہ بی بی زہرہ بیگم کا ہو گیا یہ عورت بھی ایک قریبی رشتہ دار اس خاندان کی تھی مہاراجہ رنجیت سنگھ کیوقت اصلی حقدار و وارث کٹڑہ کا قاضی غلام شاہ پشاور سے آیا اور حسب فیصلہ شرع و فتوی قاضی و حکم مہاراجہ رنجیت سنگھ اس پر قابض ہوا جسکی اولاد حکیم بزرگ شاہ و احمد شاہ و جیون جان اسپر اب تک قابض ہیں بزرگ شاہ انہیں سے فوت ہو گیا ہے اور اسکی لڑکیاں موجود ہیں سکھی وقت و عملداری میں حکیم ولی شاہ نے جو قاضی غلام شاہ کا رشتہ میں خسر بودہ تھا بہت فروغ پایا اور سب رشتہ دار گویا اسکے باتحت ہو گئے تو یہ کٹڑہ ولی شاہ کا مشہور ہو گیا

اندھی حویلی

یہ حویلی لاہور کی قدیمہ عمارات میں مشہور و معروف عمارت ہے چونکہ اسکی مسقف ڈیوڑھی میں تاریکی بہت ہے اسواسطے اسکو اندھی حویلی کہتے ہیں علاقہ محلہ جوڑی موری سے میں یہ حویلی واقع ہے قدیم دروازہ عالیشان اسکا اب مسدود کر دیا گیا ہے جو غرب کی سمت سر راہ کوچہ میں واقع تھا اور چھوٹا دروازہ بڑے دروازے کی بغل میں

نکالا گیا ہی اُس دروازے سے جب اندر جائین تو حویلی کا وسیع صحن آتا ہی جسکے
چارون طرف نہایت پختہ عمارت بنی ہوئی ہی جنوبی حصہ مین بڑا دالان بلکہ دالان
در دالان خشتی ستونون کا بنا ہوا ہی اس دالان کے نیچے بڑا سرد خانہ ہی جسکے اندر
اب کوئی نہین جاتا اور زینہ بند کردیا گیا ہی صحن کی ہر ایک سمت دو منزلہ عمارتین
مکلف بنی ہین جو پختگی و استحکام مین لاثانی ہین اگرچہ اب بسبب گزر جانے
صدہا سال کے عمارت حویلی کی نہایت غستہ ہورہی ہی مگر اپنے استحکام و مضبوطی
کے سببسے اب بہی اگر ایکسو برس اسکی مرمت نہو تو کچہہ اندیشہ نہین ہے ـ
یہ حویلی شاہجہان بادشاہ کے عہد مین نواب وزیر خان کی نظامت کیوقت
ایک ہندو امیر نے بنوائی تہی جو صوبہ پنجاب کا دیوان تہا اخیر سلطنت چغتائی
تک مالک کی اولاد اسپر قابض رہی جب سکہی غارتگری کا وقت آیا اور پنجاب
مین سخت قحط پڑ گیا تو بانی کی اولاد لاہور سے نکل گئی اور مین حاکمون کیوقت
اسپر باغبان یعنی ارائین لوگ قابض ہوگئے مہاراجہ رنجیت سنگہ کیوقت بہائی مہان سنگہ
نے چاہا کہ اسپر قابض ہوکر باغبانون کو نکال دیوے مگر ارائین نہ نکلے اور
مقدمہ مدت تک ہوتا رہا آخر ارائین مغلوب ہوئے اور خبر دی کر یہ حویلی کا بہائی
مہان سنگہ کو دینا اُنہون نے قبول کرلیا ان ارائیون مین سے ایک شخص
صوبہ نام تہا جو صوبہ کہانڈ والا مشہور تہا اُس نے صحن کے گوشہ جنوب مغرب
مین چاہ کہدوایا جو ابتک جاری ہی بالفعل تیس گہر ارائیون کے اس مین
رہتے ہین اور ہر ایک نے علیحدہ علیحدہ قطعات منزل زیرین و بالائی کے اپنے
اپنے متعلق کرلئے ہوئے ہین ان سے کرایہ اب بہائی سوایا سنگہ پسر بہائی مہان سنگہ
لیتا ہی کوئی دو روپیہ سال کوئی تین روپیہ سال کوئی چار روپیہ سال دیتا ہے
مگر بسبب قبضہ عرصہ دراز کے بہائی سوایا سنگہ اُنکو حویلی سے بیدخل نہین کرسکتا ٭

حویلی دیوان لکھپت راے و جپت راے

یہ دو عالیشان قدیم عمارات کی حویلیان بازار ہتہار علاقہ شاہ عالمی دروازے
مین سر بازار موجود ہین دونو حویلیون مین فاصلہ ایک رستہ کا ہی جسکو لکھپت راے
کا پہلہ کہتے ہین جنوبی حویلی دیوان لکھپت رای کی اور شمالی دیوان جپت رای کی
ہی یہ دونو حویلیان زنانہ ہین جو دونو بہائیون نے بکمال استحکام تعمیر کی تہین
عمارت ان حویلیون کی پختہ چونہ گچ استر کاری اور دو منزلہ سہ منزلہ عمارتین نہایت
خوبی کے ساتہہ بنی ہین بیچ مین کہلے صحن ہین اور سر بازار دوکانین ہین
یہ دونو بہائی دیوان لکھپت راے و جپت رای نواب زکریا خان بہادر صوبہ
لاہور کیوقت دیوان سلطنت پنجاب تہی اور دولتمندی کا یہ حال تہا کہ دیوان
لکھپت راے نے جب اپنی لڑکے کی شادی کی تو شہر لاہور مین فی کس ہندو مسلمان
کو ایک ایک گندوڑا اڈہائی اڈہائی سیر وزن کہانڈ کا تقسیم کیا۔ اور بہی عمارات
ان دونو بہائیون کی لاہور مین بہت ہین چنانچہ ان دونو حویلیون کی پاس پاس
پہلہ کے اندر اور معاذ حویلی کے بازار مین عمدہ عمدہ عمارتین انکی ابتک موجود
ہین ایک بڑا طویلہ اور دیوان خانہ دیوان لکھپت راے کا شاہ عالمی دروازے
بازار پاپڑ منڈی مین تہا جو سکہی وقت مین ضبط رہا اور سرکار انگریزی کیوقت وہ
نیلام کیا گیا نصف مقدار اسکا تو مولف کتاب نے خرید کیا جسمین اب بعد تعمیر
حویلی جدید کے سکونت پذیر ہے اور نصف سوہن شاہ وغیرہ نے لیا اور انہون
نے اپنی اپنی مکانات اسمین تعمیر کرلئے کچہہ عمارت اس طویلہ کی مع دوکانات ابہی
باقی ہین۔ ان دونو بہائیون کے یادگار دو پختہ تالاب تہی جو موضع منگ کے شرق
کی طرف تہی انمین سے ایک تالاب کلان دیوان لکھپت رای کا تو گاؤن والون
نے گرا کر اینٹین فروخت کرلین اور دوسرا تالاب دیوان جپت راے کا ابہی

موجود ہی مہاراجہ رنجیت سنگہ کیوقت کالو نام ایک شخص نے جو اپنے آپ کو دیوان لکھپت رای کی اولاد کہتا تہا سب جائداد جدی فروخت کرلی اور یہ دونو حویلیان باقی تہین کہ مہاراجہ رنجیت سنگہ نے خاندان نوابان ملتان کو سکونت کے لیئے دیدین ابتک وہی اُسمین سکونت پذیر ہین ابتدای عملداری انگریزی مین کالو نے بہت سے مقدمات کیئے اور چاہا کہ ان حویلیون پر قبضہ ملے مگر شملاکیونکہ نوابون کو یہ حویلیان مہاراجہ رنجیت سنگہ دی چکے تہے سرکار انگریزی نے اسمین تغیر و تبدل مناسب جانا چنانچہ ابتک انپر قبضہ مالکانہ نوابون کا ہے ٭

قلعہ لاہور

یہ عالی جاہ سلطانی قلعہ لاہور کی نامی گرامی شاہی عمارتون مین شمار ہوتا ہی اگرچہ اکبر بادشاہ کی سلطنت سے پہلے بہی اس جگہ قلعہ بنا ہوا تہا مگر مختصر اور خام تہا اکبر نے اسکو فراخ کرکے حصار اسکا پختہ بنوایا اور اچہی اچہی عمارتین خشتی و سنگی اسمین تعمیر کی چنانچہ مکان خوابگاہ کلان اکبر کی تعمیر ابتک موجود ہی شاہجہان بادشاہ کیوقت اس قلعہ مین بڑی بڑی عمارتین بنائی گیئین مقام تختگاہ و خوابگاہ خورد و مثمن برج وغیرہ لاکہون روپئے خرچ ہوکر تعمیر ہوئی ان عمارتون مین سنگ مرمر کی عمارتین بہت سی ہین - خوابگاہ خورد ایسا مختصر و منقطع مکان بنا جسکی خوبی کے ساتہہ کوئی تعمیر نہین ملتی کہ خوبی اُسکی دیکہنے پر منحصر ہے مثمن برج شاہی سکونت کا مکان سب سے مکلف ہی عمارت سنگ مرمر کی ہی چہتین مطلا و مذہب اور دیوارون پر شیشے کا بیلدار کام بنا ہی شاہی سلطنت کیوقت صوبہ لاہور اسی مین قیام رکہتا تہا مہاراجہ رنجیت سنگہ نے بہی تمام عمر اسی مین قیام رکہا - اس قلعہ کی چار دیواری نہایت مستحکم و پختہ و بلند ہی اور چوڑی اسقدر کہ توپ اسپر چل سکتی ہی تین دروازے کلان مین ایک شرقی اور

ایک غربی اور ایک گوشہ شمال مغرب مین اس دروازے پر شاہجہان بادشاہ کا نام
لکھا ہے اس دروازے کو ہاتہی پوڑ کا دروازہ کہتے ہین بادشاہی عہد مین یہ
دروازہ بند رہتا تہا مہاراجہ رنجیت سنگہ کیوقت بہی بند تہا مگر اب انگریزی عہد مین
دونو کلان دروازے شرقی و غربی بند کردیئے ہین اور ہاتہی پوڑ کا دروازہ آمد و رفت
کی لیئے کہولا گیا ہی جسپر پہرہ گورون کا رہتا ہی سرکار انگریزی نے بیشمار شاہی عمارتین
جو قلعہ کے اندر تہین گرا کر گورون کے رہنے کی لیئے بارگین بنالی ہین تخت شاہی
دالان محاذ تخت و خوابگاہ کلان و خورد و مکانات مثمن برج وغیرہ چند مکانات
باقی ہین ایک سنگ مرمر کی زنانہ مسجد جو اس قلعہ مین گنبددار بنی ہوئی موجود ہے
اسکو موتی مسجد کہتے ہین مہاراجہ رنجیت سنگہ نے اسکا نام بدلکر موتی مندر نام
رکہدیا تہا اور سلطنت کا خزانہ بہی اُسی مسجد مین رکہا جاتا تہا سرکار انگریزی بہی
صوبہ پنجاب کا خزانہ اُسی مین رکہتی ہی اور بدستور موتی مندر کے نام سے موسوم ہے
اس قلعہ کی بالائی عمارت کے نیچے اکثر تہ خانے بنے ہوئے ہین خصوصاً مثمن برج
کے مکان کے نیچے بڑا وسیع سرد خانہ ہی جہان ذخیرہ سرکاری شراب کا بڑے بڑے
پیپون مین بہرا رہتا ہی اور گورون کو وہ شراب دیجاتی ہی۔ سرکاری میگزین
کا ذخیرہ بہی اس قلعہ کے اندر رہتا ہی قلعہ کے غربی دروازہ کے آگے جو ایک قطعہ
درمیان مسجد شاہی اور قلعہ کے واقع ہی اسمین مہاراجہ رنجیت سنگہ نے باغ
لگوایا تہا اور اُسکا نام حضوری باغ رکہا اس قطعہ مین سرسبز درخت مثمر وغیرہ
مثمر لگائے گئے ہین جنوبی و شمالی دروازے پختہ شاہی عمارت کی بنے ہوئے ہین
شمالی دروازے کا نام روشنائی دروازہ ہی جسکو شہر کا ایک دروازہ کہنا چاہیے
اور جنوب کی سمت جو دروازہ ہی وہ شہر کی حدود کو قلعہ کی حدود سے علیحدہ کرتا
ہی شرق کی سمت قلعہ کا دروازہ ہی اور غرب کی سمت قلعہ کے دروازے کے

محاذ پر دروازہ شاہی مسجد کا اور باغ کے وسط مین ایک بارہ دری نہایت عمدہ و مقطع سنگ مرمر کی بنی ہے ✣

بارہ دری حضوری باغ

اس بارہ دری کی تین منزلین ہین ایک منزل تو زیر زمین بطور تہ خانہ کے ہے اسکی خشتی عمارت ہے مگر چار دہلیز مین سنگ مرمر کی اُسمین بھی لگائی گئی ہین دوسری اور تیسری منزل کی عمارت سر تا پا سنگ مرمر کی ہے باعث اسکی تعمیر کا یہ ہوا کہ جب مہاراجہ رنجیت سنگھ نے قلعہ و درمیانی مسجد شاہی و قلعہ لاہور مین باغ لگوایا اور حضوری باغ اُسکا نام رکھا تو شوق دامنگیر ہوا کہ اس باغ کے وسط مین ایک عمدہ بارہ دری تعمیر ہو جو بعد ہمارے یادگار منصور ہو چونکہ اسوقت مسلمان امرا کے بیشمار سنگین روضے و مقبرے شہر کے باہر موجود تھے حکم ہوا کہ اُنکا پتھر اُتروا کر اس بارہ دری کی عمارت مین لگایا جائے چنانچہ پہلے سب سے پتھر زیب النسا کے مقبرے کا اُتروایا گیا پھر مقبرہ شاہ شرف کا پتھر اُترا جسکا مقبرہ دروازے بھاٹی کے آگے تھا علی ہذا القیاس بہت سے مقبرون کے پتھر اُتروا کر اس عمارت کو ختم کیا گیا تسپر بھی پتھر کی کمی رہی اور فرش زیرین درجہ دوم وسیوم کا سنگین نہ بنا صرف چونہ کے فرش پر کفایت کی گئی۔ اس بارہ دری کی منزل زیرین یعنی تہ خانہ مین پندرہ سیڑھیان اُتر کر جاتے ہین یہ زینہ سنگ سرخ کا بنا ہے سیڑھیون کے آگے ایک درجہ بطور ڈیوڑھی کے ہے جسکی تین طرف دہلیز مین سنگ مرمر کی لگی ہین اس تہ خانہ کے وسط مین ایک درجہ ایسا بنا ہے جسکے بارہ قالبوتی مرغولی ہین یعنی تین تین در چارون طرف خشتی بنے ہین اور ہر ایک سمت غلام گردش جسکے اندر روشنی بذریعہ روشندانون کے آتی ہے جو اوپر کی منزل مین رکھے گئے ہین دوسرا درجہ اس بارہ دری کا تین قطعون مین منقسم ہے

ایک باہر کا کہلا ہوا چبوترہ سنگ مرمر کا عالیشان جو چارون طرف بارہ دری کو محیط ہی یہ چبوترہ آٹھہ فٹ چوڑا ہی اور تین فٹ زمین سے اونچا چارونطرف اسکے وسط مین ایک فٹ اُونچا ایک اور چبوترہ اصلی چبوترے کی دیوار سے کچھہ ہٹا کر بنایا ہوا ہی صورت اسکی مربع ہی اس خورد چبوترے کو شہ نشین بہی کہتے ہین کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ کی نشست بوقت دربار کے اسی چبوترے پر ہوتی تہی — چبوترہ کلان وخورد پر سنگ مرمر کا فرش ہی جسمین اور پتھرون کی رنگ آمیزی ہی کلان چبوترے پر جانیکے لئے دو دو سیڑہیان سنگ مرمر کی ہین جسکے چار چار زینے ہین چارون طرف آٹھہ زینے بنائے گئے ہین جب چبوترہ کلان سے انسان گزرے تو بارہ دری کی اصلی عمارت شروع ہوتی ہی یہ قطعہ چبوترے سے دو فٹ بلند بنایا گیا ہی تین تین دہن قالبوتی مرغولی چارون طرف رکہی گئی ہین دوہرے دوہرے ستون سنگ مرمر کے نہایت خوشنما منوت کار مرغول بہی سنگین خوش قطع اور تینون دہنون کی بغلون مین ایک ایک دروازہ جسکو سنگ مرمر کی چوکہٹین لگی ہین اندر باہر عمارت سنگ مرمر کی ہی خشتی عمارت کہین نہین ان دہنون سے جب اندر جائین تو دس فٹ زمین غلام گردش کی چھوڑ کر دوسری بارہ دری یعنی تیسرا قطعہ بارہ دری کا آتا ہی اسکے بہی بارہ در ہین یعنی تین تین دہن چارون طرف اور ستون اکہرے دیوارین سنگ مرمر کی چھتین ہر ایک درجہ اندرونی و بیرونی کی طلائی منوت کار آئینہ دار منقش بنی ہین باہر کی طرف چھت کے برابر سنگ مرمر کا مندلان دار چھجہ بنایا گیا ہی جسپر بطور منڈیر کے سنگ مرمر کے ستون قایم کرکے بیچمین پتھر کی جالیان جڑی ہین بارہ دری کے اندرونی دو قطعون مین چونہ کا فرش ہی اگر یہ فرش بہی پتھر کا ہوتا تو یہ بارہ دری گویا اپنی خوبی مین لاثانی ہوتی ته خانہ کے روشن دان ہر ایک سمت

پانچ پانچ ہین اور بیرونی چبوترے پر ہر ایک سمت چار چار فوارے مگراب فوارے ٹوٹ گئے ہین۔ تیسری منزل پر جانے کے لئے سنگ مرمر کا زینہ بنا ہے سولہ سیڑہیان چڑہکر انسان اوپر جاتا ہے تو وسط مین میدان مسقف کے ایک بارہ دری سنگ مرمر کی مقطع نیچے کے اندرونی درجہ سے اوپر بنی ہوئی ہے سقف کی میدان سے اسکا درجہ ڈیڑہ فٹ بلند رکہکر بارہ دری کی عمارت شروع ہوئی ہے اس بارہ دری کے بارہ در ہین تین تین در ہر ایک سمت چہجہ بہی سنگ مرمر کا بنا ہے چہت آئینہ دار منبت کار مطلا منقش ہے اُسپر منڈیر بدستور درجہ زیرین کے ستون جماکر جالیدار بنائی گئی ہے۔ اس بارہ دری کی چہت اور نیچے کے درجے کی چہت پر فرش چونہ کا ہے صرف بطور حاشیہ کے منڈیر کے ساتہہ دو دو فٹ تک فرش پتہر کا ہے اور میدان مین سب چونہ لگایا گیا ہے +

حویلی میر جواد جو فی الحال دیوان اجودہیا پرشاد کی حویلی ہے

میر جواد بعہد نظامت نواب زکریا خان بہادر ایک میر کبیر لاہور مین تہا فوجی خدمات صوبہ کی طرف سے اسکی سپرد تہی اُس نے یہ حویلی جو علاقہ دہلی دروازہ مین واقع ہے اپنی سکونت کے لئے تعمیر کی تہی اور مدت تک اسمین سکونت پذیر رہا جب زمانہ کے انقلاب نے اسلامیہ سلطنت کو زیر وزبر کر دیا اور سکہہ لاہور پر قابض ہوئے تمام خطہ پنجاب کا قحط کے سبب سے ویران ہو گیا تو اس حویلی کے بانی کی اولاد بہی لاہور سے چلی گئی اور حویلی پر حکام کا قبضہ ہو گیا مہاراجہ رنجیت سنگہ کیوقت جب دیوان گنگا رام لاہور مین آیا اور مہاراجہ نے خدمت دیوانی مال کی اُسکے سپرد کی تو یہ حویلی اُسکے رہنے کو مرحمت کی چنانچہ وہ مدت العمر اسمین رہتا رہا جب وہ مر گیا تو دیوان اجودہیا پرشاد اُسکا بیٹا جو فوج کا دیوان تہا اسپر متصرف ہوا اُس نے بہت سی عمارت اسپر بڑہائی اور بخوبی آراستہ کیا وہ فوت ہوا تو

دیوان بیجا تہہ اُسکا بیٹا قابض ہوا - اب اُسکا فرزند دلبند نرندر ناتہہ جو ایک نوجوان لایق لڑکا ہی اس حویلی پر مالکانہ قبضہ رکہتا ہے +

حویلی کنور نونہال سنگہ

یہ عالیشان حویلی لاہور کی اعلےٰ عمارات مین سے شمار ہوتی ہی مہاراجہ کہڑک سنگہ کے فرزند کنور نونہال سنگہ نے اسکو بنوایا تہا اور اسی مین سکونت پذیر ہوا عمارت اس حویلی کی بیشمار ہی بڑے بڑے والان شہ نشینین اور تہ خانے اور بالاخانے مکلف اسمین بنے ہوئے ہین کام طلائی چہتون پر ہوا ہوا ہی شیشہ کی عمارت بہی بہت ہی بہت وسیع اور بلند ہی بوقت تعمیر اسکی رعایا کے مکانات لے لئے گئے اور گراکر یہ حویلی تعمیر کی گئی مگر افسوس کہ حویلی کا بانی نوجوان اس دنیا سے گذر گیا + اب یہ حویلی سرکار فیضدار کی ملک ہے +

حویلی مہاراجہ کہڑک سنگہ

یہ عالیشان حویلی سر بازار لوہاری دروازے کے علاقہ مین تہی بعد انقراض سلطنت سکہی جب یہ حویلی بہی سرکار انگریزی کے قبضہ مین آئی تو چند سال کے بعد سرکار نے اسکو گرا کر اینٹین اور پتہر فروخت کر ڈالا اب زمین سفید پڑی ہے حویلی کا کہین نام و نشان نہین جسکو دیکہکر انسان حیران رہ جاتا ہے اور زمانہ کے انقلاب پر حسرت کی آنسو بہاتا ہی یہ عالیشان حویلی مہاراجہ کہڑک سنگہ نے شہزادگی کی عمر مین تعمیر کی تہی باوجودیکہ مسجد کا گرانا سکہون کیوقت کچہہ بڑی بات نہ تہی ہزارون مسجدین سکہون نے گرا کر اپنی عمارت کے شامل کرلی تہین مگر اس بے تعصب امیر نے اپنی حویلی مین خم ڈالدیا مگر مسجد کو نہ گرایا بلکہ جب تک زندہ رہا امام مسجد کا روزینہ دس روپیہ ماہواری قایم رکہا اور مسجد کے صحن پر جو حویلی مین دریچہ تہا اُسمین اکثر اوقات آکر بیٹہہ جاتا اور مسلمانون کو کہتا

کہ اذان دو اور نماز پڑہو چنانچہ وہ حکم کی تعمیل کرتے جب فارغ ہوتے تو اُنپر
شیرینی تقسیم کی جاتی ہے وہ نہیں مرتا ہے جسکی نیکنامی رہگئی +

حویلی جمعدار خوشحال سنگہ

اس حویلی کی وسعت اور عمارات کا کچھ حد و حساب نہین ہی جمعدار خوشحال سنگہ
نے جو ایک امیر کبیر دربار سلطنت مہاراجہ رنجیت سنگہ کا تہا یہ حویلی تعمیر کی۔ تعمیر
کیوقت غریب رعایا کے مکانات مفت چہین لئے۔ اس حویلی کے دو دروازے
بیرونی درجے کیواسطے رکہہ گئے ہین ایک شمالی دوسرا جنوبی شمالی دروازہ تو بہت
بڑا ہی اور جنوبی چہوٹا۔ ڈیوڑہیان دونو دروازون مین ہین ان دروازون کے
جب اندر جائین تو ایک وسیع میدان آتا ہی جسکے چارون طرف عمارات ہین
جنوبی دروازے کی ملی ہوئی جنوبی سمت کے مکانات مین فراشخانہ رہتا تہا اور
اور اُسکی دوسری منزل پر نہایت عمدہ و مکلف نشستگاہ ہی شرقی سمت بہی نوکرون
کے رہنے کے مکانات ہین شمالی سمت مین بہی شمالی دروازے کے ساتہہ ملحق اندر کی
طرف مکانات اور کوٹہریان بنی ہین اور باہر بازار چونہ منڈی کی طرف دو منزلہ
مکانات ہین یعنی نیچے دوکانین اور اوپر نشستگاہین غرب کی طرف اس میدان
کے بڑی حویلی کا کلان دروازہ عالیشان بنا ہی اور اُسکے اوپر ایک عالیشان
پختہ کوٹہی نہایت مکلف بنی ہی مگر یہ کوٹہی جمعدار خوشحال سنگہ کیوقت نہین
بنی اُسکی وفات کے بعد راجہ تیجا سنگہ اسکے بہائی نے بنوائی تہی اس کلان دروازے
سے جب اندر جائین تو دوسرا عالیشان وسیع صحن آتا ہی اُسکے میانہ مین ایک
باغیچہ ہی اور چارون طرف بہت بڑی عمارتین جنکے نیچے تہ خانے نہایت وسیع ہین
ہین دالان در دالان عالیشان شرقی اور جنوبی عمارت کے اندر مکان کچہری نہایت
مکلف بنا ہی اور اُسکے اوپر کے درجہ اور بغل مین زنانہ مکانات عالیشان بنے ہوئی ہین

جنوبی اور غربی دیواریں اس حویلی کی بہت بلند ہیں گویا قلعہ لاہور کے سامنے
دوسرا قلعہ بنا ہوا نظر آتا ہے ۔ بیرونی صحن کے گوشہ شمال و غرب میں حویلی راجہ
تیجا سنگھ کی ہے یہ حویلی بھی امیرانہ حویلی ہے اور بہت بڑی ڈیوڑھی ہے جسکے اوپر نہایت
مکلف کوٹھی بنی ہوئی ہے اور اسمیں راجہ ہربنس سنگھ جانشین راجہ تیجا سنگھ قیام پذیر رہتے

حویلی راجہ دھیان سنگھ

اس حویلی کی وسعت جمعدار خوشحال سنگھ کی حویلی سے زیادہ ہے راجہ دھیان سنگھ وزیر
سلطنت مہاراجہ رنجیت سنگھ نے اسکو تعمیر کیا جسقدر مکانات رعایا کے اس موقع
پر تھے سب کے سب علحدہ گرا دیئے گئے کئی سال تک یہ عمارت بنتی رہی بڑا دروازہ اسکا
شرق کی سمت کو ہے اسکے اندر جائیں تو سامنے گوشہ جنوب مغرب میں حویلی کا دوسرا
بڑا دروازہ عالیشان نظر آتا ہے اسکے شرق کی سمت بڑا اصطبل وسیع ہے جہاں
ہاتھی اور گھوڑے راجہ کے کھڑے ہوتے تھے شمال کی سمت بھی مکانات متعلقہ حویلی
بیشمار بنے ہوئے ہیں اندرونی بڑے دروازے کے اندر ایک بڑا طول راستہ
طے کر کے ایک اور ڈیوڑھی آتی ہے جسمیں دو راستے ہیں ایک راستہ شمالی تو زنانہ حویلی
کی طرف جاتا ہے اور جنوبی مردانہ کچہری کے مقام کی طرف مردانہ دربارگاہ بھی بہت
بڑا مقام ہے بڑا دالان در دالان عالیشان غرب کی سمت بنا ہے جسمیں اب گورنمنٹ
کالج کے طالب علم پڑھتے تھے اس دالان عالیشان کی تعریف دیکھنے سے متعلق ہے
اسکے آگے وسیع صحن ہے صحن کے چاروں طرف عالیشان عمارتیں اور وسط میں راجہ
دھیان سنگھ کی سمادھ بنی ہے دوسری حویلی زنانہ میں بھی بڑی بڑی عمارتیں اور
تہ خانے بنے ہیں اور چھتیں سب کی مطلا بنی ہوئی ہیں ۔ راجہ دھیان سنگھ بانی
حویلی کو مہاراجہ شیر سنگھ کے ہمراہ سرداران سندھانوالیہ نے قتل کر دیا تھا اسکے بعد اسکا
بیٹا ہیرا سنگھ وزیر بنا اسکو بھی سکھوں نے قتل کر دیا جب سکھوں کی سلطنت

جاتی رہی تو یہ حویلی مہاراجہ گلاب سنگھ والی جموں و کشمیر کے قبضہ مین آئی اب بہی اُسکے فرزند مہاراجہ رنبیر سنگھ فرمانروائے جموں و کشمیر کے قبضہ مین ہی اور اُنکا وکیل حاضر باش لاہور بہی اسی مین رہتا ہے ✤

حویلی راجہ دینا ناتھہ

اس امیر کی حویلیان لاہور مین دو مشہور ہین ایک تو وہ جسمین وہ خود قیام پذیر تہا دہ وزیر خان کے چوک کے گوشہ شرق و شمال مین ایک عالیشان حویلی نہایت تکلف بنی ہے اور شمالی دروازہ چوک کا اسی شخص کے نام سے منسوب ہے اور دروازے کی پیشانی پر راجہ دینا ناتھہ راجہ کلانور لکہا ہے اس حویلی کا شمالی دروازہ ہی اور اندر بڑی بڑی عمارتین عالیشان ہین دوسری حویلی راجہ دینا ناتہہ کی دیوان بہمناتہہ کی حویلی کے جنوب کی سمت بفاصلہ ایک رستہ کے ہی اس حویلی کی عمارات پہلی حویلی کی عمارتون سے زیادہ ہین وسعت بہی زیادہ ہی اب پہلی حویلی مین کنور نرنجن ناتہہ خلف راجہ دینا ناتہہ قیام پذیر ہے اور دوسری حویلی مین باپ کی زندگی سے دیوان امرناتہہ خلف اول راجہ دینا ناتہہ رہتا تہا اُسکے مرنے کے بعد اب دیوان رام ناتہہ اُسکا بیٹا سکونت رکہتا ہی دونو حویلیان دونو بیٹون کی اولاد کے قبضہ مین ہین ✤

حویلی شیخ امام الدین

یہ نامی گرامی حویلی محلہ حمام علاقہ لوہاری دروازہ مین واقع ہی اس حویلی کو نواب شیخ امام الدین خان ناظم کشمیر نے تعمیر کیا تہا اور اُسی مین قیام پذیر تہا یہ عمارت نہایت منقطع ہی اور بانی نے نہایت شوق سے اسکو بنوایا تہا اب بعد وفات شیخ امام الدین کے اُسکا بیٹا نواب غلام محبوب سبحانی اسمین قیام پذیر ہے اس حویلی کے درجے زنانہ و مردانہ علیحدہ علیحدہ رکہے گئے ہین۔ مردانے درجے

ہین عمدہ نشستگاہین برسر راہ بنی ہوئی ہین اور زنانے درجے مین بڑے
تہ خانے و شاہ نشینین و دالان در دالان ہین جسکے دیکھنے سے انسان کی
طبیعت خوش ہو جاتی ہے - مذکورہ بالا حویلیون کی سوائے اور حویلیان
بہی لاہور مین بہت ہین مثل حویلی سردار چندسنگہ موکل و رانی گُل بیگم و
حویلی سید حیدر علی شاہ سپروائزر و حویلی رانی رندہاوی وغیرہ جنکے ذکر کی
تحریر مین طوالت بہت ہوتی ہے*

دوسری قسم مکانات بیرونی شہر لاہور کے ذکر مین جو سوائے معابد ومقابر ہنود و اہل اسلام کی ہین

باغ شالامار

یہ باغ شاہجہان بادشاہ مغل نے باغ شالامار کشمیر کے نمونہ پر تعمیر کیا تہا
اُسوقت افسر اس عمارت کا نواب علی مردان خان تہا اور اُسکے ماتحت نواب
فاضل خان میر عمارت تہا اور مسمی جانی معمار نے نقشہ اس باغ کا حسب منشائے
بادشاہ کے مرتب کر کے پیش کیا جو پسند کیا گیا چونکہ میہرنگا باغبان اس زمین کا
مالک تہا اُس نے یہ زمین برضامندی خود بادشاہ کی نذر کی اور قیمت باوجود
اصرار بادشاہ کے نہ لی چنانچہ باغبانی اس باغ کی اُسکے سپرد نسلاً بعد نسلاً ہو گئی
اور اب تک اُسکی اولاد باغبان چلی آتی ہے اسکی سرسبزی کے واسطے مادہو پور
سے نہر کہدوائی گئی اور وہ نہر باہتمام نواب علی مردان خان لاہور تک آئی
بارہ ہزار چاہ بہی کہدوایا گیا اور چاہات بہی تیار ہوئے غرض بادشاہ اور
اہلکاران نمک حلال نے اس باغ کو عمارات و اشجار و گلزار سے وہ رونق
دی کہ نمونہ خلد برین کر دیا کسی شاعر نے اس باغ کی تعمیر کا یہ قطعہ تاریخ

لکھکر بادشاہ کے حضور مین پیش کیا *

چون شاہجہان بادشہ حامی دین | آراستہ شالامار باطرز متین
تاریخ بنائے این ز رضوان جستم | گفتا کہ بگو نمونۂ خلد برین

بادشاہ نے براہ قدردانی دس ہزار روپیہ نقد اور ایک خلعت فاخرہ اُسکو بخشا ۔ محمد شاہ بادشاہ کے عہد تک اس باغ کی خبرگیری بخوبی ہوئی اور نہایت رونق پر رہا پھر جب سلطنت دہلی ضعیف ہوگئی اور سکھوں کا دور دوران شروع ہوا تو تین حاکمان لاہور جو پتھر قیمتی اسمین پاتے اُکھڑوا لیجاتے اور ایک حوض سنگ یشب کا جو لاکھوں روپے کی لاگت کا تھا عظیم اللہ باغبان نے اُنکی نظر سے چھپا کر اُسپر آخر بیلون کی بہار کہی تہی آخر یہ بات چھپی نرہی اور اُسکے ایک دشمن سعید نام نے لہنا سنگہ احد الحاکم لاہور کے پاس جاکر مخبری کر دی چنانچہ وہ حوض لہنا سنگہ نے کہدوایا اور پچیس ہزار روپے کو حکاک لوگون کے پاس اُسکا پتھر فروخت کر دیا بعد ازان مہاراجہ رنجیت سنگہ نے اپنے قبضہ و عملداری کیوقت بیشمار سنگ مرمر کی سلین بضرورت عمارت دربار امرتسر کے اُتروائین یعنی بارہ دری کلان جو بالائے آبشار تہی اُسکا تمام پتھر مع جالیون کے جو منڈیرون پر لگی ہوئی تہین اتار لیا اور زیر دیوار بطور دیوارگیرون کے سلین دیوارون پر چھوڑ دین جو اب تک موجود ہین بعد اُتارنے پتھر کے سفیدی سے درستی کر دی گئی چھوٹی بارہ دریوان زیرین باغ فوارہ دار کا پتھر بہی اُتروایا گیا ۔ غرض بہت پتھر اُترا سنگ سرخ کی سلین بہی اُتر کر رام باغ کو لگائی گئین ۔ اب یہ باغ سرکار گردون وقار انگریزی کی ملکیت ہے اور ہر سال اسکی مرمت کے لئے ایک کثیر رقم کی منظوری ہوکر معرفت راقم کتاب ہذا کی جو ایگزکٹو انجنیر تعمیرات لاہور ڈویژن ہے مرمت ہوتی رہتی

اصل مین یہ باغ ایک باغ کے سات باغ تھے اور نام اُنکے بہی الگ الگ تھے گو
تھے اول انگوری باغ یہ باغ شالا مار باغ کے جنوب کی سمت ہی اس باغ کو مہاراجہ
رنجیت سنگہ نے سنکلپ کردیا تہا اور ابتک پنڈتون کے قبضہ مین ہے
اس باغ مین بادشاہ کیوقت صرف انگور کی بیلین تہین۔ دوسرا عنایت آباد
باغ جو فیما بین انگوری باغ اور شالا مار باغ کے ہی اب سرداران سندہانوالیہ
اُسپر قابض ہین۔ اور جسکو اب لوگ شالا مار باغ کہتے ہین وہ مجموعہ تین
باغون کا ہی۔ اول باغ فیض بخش جنوب کی سمت جسمین سے میجر بیکر صاحب بہادر
ڈپٹی کمشنر نے سنگین بارہ دری کے اندر سے جدید دروازہ نکالا اور ابتک
جاری ہی۔ دوسرا حیات بخش جو اُس سے نیچا ہی اور بڑا حوض فوارہ دار اور
تخت شاہی اور آبشار اُسمین واقع ہی وہ بہی تین درجے مین منقسم ہے۔
غربی اور شرقی حصہ نشیب مین ہی اور جسقدر حصہ مین حوض ہی وہ فراز پر ہے
اسمین وہ بارہ دریان ہین جنسے پتہر اُتروایا گیا تہا اور محل میانہ بارہ دری
کلان اسکی جنوبی دیوار کے سر پر ہی شرقی غربی زینے اُترکر اسمین جاتی ہین
حوض کے جنوبی کنارے پر آبشار کے پاس تخت شاہی سنگ مرمر کا بنا ہوا
ہے۔ مہاراجہ رنجیت سنگہ نے حکم دیدیا تہا کہ یہ تخت یہان سے اُکہاڑ کر
دربار صاحب امرتسر مین پہنچایا جائے تاکہ اسپر گرنتہہ صاحب رکہا جائے
مگر اُکہاڑنے کیوقت وہ ٹوٹ گیا چنانچہ ابتک ٹوٹا ہوا ہی کاریگرون نے کہہ دیا
کہ اسکا ثابت اُکہڑنا اور پہر قایم ہونا مشکل ہی۔ اس باغ کے گوشہ کنی مین
ایک حمام سنگین بنا ہی حمام کے تین درجے ہین۔ درجہ اول و ثانی مین دو
فوارے اور درجہ ثالث مین ایک حوض و غسلخانہ اور دو دو جا بجا آبریز
شبیر و ہان مین اسکے گوشہ ایسان مین خزانہ آب سرد بطرف شرق خزانہ

آب گرم ہی اور مقام آتشدان باغ کے باہر شرق کی سمت ہی۔ اس باغ کی میانہ
شمالی دیوار مین مقام ساون بہادون سنگ مرمر کا بنا ہی اُسپر شرقی غربی
دوبارہ دریان ہین جسکا پتھر اُٹھا لیا گیا ہی اور بیچ مین بیچ مکان ساون بہادون
طاقچہ دار بنا ہوا ہی دونو بارہ دریون کے پیچھے اور بڑے تالاب کے کنارے
کے فرش کے نیچے سے پانی بکثرت اُسمین گرتا ہی۔ پانچ فوارے اسکے اندر مین
وہ بہی اندر چلتے ہین اور رات کو چراغ طاقچون کے اندر جلائے جاتے ہین
تو نہایت لطف نظر آتا ہی تیسرا باغ فرح بخش ہی یہ باغ باغ حیات بخش سے
نشیب مین ہی اوپر کے باغون کا پانی ساون بہادون کے ذریعہ سے اسی باغ مین
ہوکر نکل جاتا ہی برابر نہرین ان باغون مین جاری ہین جس سے کمال لطف
ہوتا ہی اس باغ کے آگے شمال کی سمت کو مہتابی باغ تہا مگر اب ویران پڑا ہوا ہے
باغ حیات بخش مین دو کلان دروازے بادشاہی عہد کے نہایت مکلف بنے ہوئے
ہین ایک شرقی دوسرا غربی دونو مین سے شرقی بند ہی اور غربی کہلا ہوا ہی
دونو پر مکلف کام کانسی کا ہوا ہوا ہی اس باغ کے شمال کی طرف میانہ مین ایک
بارہ دری ہی اُسمین سے مہتابی باغ مین جانے کا رستہ تہا اور دروازے
بہی مہاراجہ رنجیت سنگہ نے اس باغ مین نکلوائے تہے جسمین سے ایک
شرقی بالائی باغ کا باقی ہے اور ایک غربی چہوٹا سا دروازہ چوبارہ ہرسٹہ
چاہ کی طرف موجود ہی مہتابی باغ کی دیوارین سرکار انگریزی کے وقت تک
خستہ وشکستہ موجود تہین مگر سرکار نے میلارام کے ہاتہہ فروخت کر ڈالین اب
اُسمین آم کے درخت ہین اور زراعت ہوتی ہی۔ ساتوان گلابی باغ یہ باغ
غرب کی طرف باغ شالا مار کے تہا جسمین صرف گلزار ہر موسم مین بوئی جاتے تہے
مگر اب اُسکا نام ونشان نہین ہی۔ مکان نگار خانہ جو اس باغ مین مشہور ہے

وہ اصل مین نگاہ خانہ ہی یہ مکان شالامار باغ کے شرق کی طرف واقع ہے
اسکے چارون طرف دیوار پختہ ہی اور جنوب و شمال دو پختہ کلان دروازے
ہین بادشاہ خود بارہ دری غربی مین اجلاس فرما کر افواج شاہی کی حاضری
لیتا تہا ایک دروازے سے فوج آتی اور دوسرے دروازے سے نکل جاتے تہی
اس سبب سے اس مکان کا نام نگاہ خانہ مقرر تہا + شالامار باغ کی چار دیواری
تمام پختہ بنی ہوئی ہی چہہ برجیان سنگ سرخ برجون کے موقعون پر بنی ہین
اور دروازہ آمد و رفت حال جنوب کی سمت ہی جو سنگین خوابگاہ کی دیوار
توڑ کر نکالا گیا ہے نہر بہی باغ کے اندر اُسی طرف سے آتی ہی باغ کے اندر ہزارون
قسم کے درخت سر بفلک بلند ہین خصوصاً آم کے درخت بہت ہین آم
بہی اس باغ کا نہایت لطیف لطیف قسم کا ہی + ہر سو برس مین دو دفعہ اس باغ
کے اندر بڑا بہاری میلا چراغان کا ہوتا ہی ہزارون آدمی لاہور امرتسر وغیرہ
وغیرہ دور شہرون کے بسبب ریلوے کے جمع ہو جاتے ہین پہلے ایک روز
میلا ہوتا تہا اب سرکار نے دو روز میلا کر دیا ہی اور سوداگری اسباب فروخت
کے لئے آتا ہی غرض کہ اسی باغ کی خوبی اور خوش اسلوبی و طراوت و نظارت و
عمارت کے ساتہہ کوئی باغ نہین ملتا +

اگر فردوس بر روے زمین ست ... ہمین است و ہمین است و ہمین ست
اسی پر صادق تمثیل آتی ہے اراضی جو اُس باغ کے نیچے ہی وہ بہی تفصیل
کے ساتہہ شمار کی جاتی ہی ۔ باغ فیض بخش کے نیچے ساٹہہ بیگہ اُسمین سے
بارہ بیگہ تو اراکون اور خیابانون اور فوارون اور حوضون کے نیچے
اور پختہ و خام سڑکون کے نیچے اور زیر اشجار چار تختون مین اڑتالیس
بیگہ ہی اور زمین باغ حیات بخش زیر اشجار چار تختون مین اُسی قدر جسقدر

فیض بخش کی ہی اور اُسی قدر زیر اراک وسڑک وغیرہ غرض ان دونو
باغوں کا عرض وطول ومقدار برابر ہے اور زمین باغ فرح بخش زیر اشجار
بیس بیگہ اراک وتالاب وغیرہ کے نیچے دس بیگہ کُل چالیس بیگہ تخمیناً
شمار کی گئی ہی اور کُل باغ کی زمین ساٹھہ بیگہ ہے +

باغ آلووالیہ

علاقہ نولکھہ کے متصل شہر لاہور کے باہر یہ بہت بڑا باغ ہی اسکی وسعت
سب باغوں سے زیادہ مگر نہایت ابتر وخراب حالت میں ہی عمارتیں سب
گری ہوئی ہیں کہتے ہیں کہ یہ عمارت بسبب عدم خبرگیری مالک ... اور
ہونے مدت سالہا سال کے ۱۸۷۵ ع کی بڑی بارش میں گر گئیں اور
بدستور مسمار پڑی ہیں کسی نے ملبہ تک نہیں اُٹھایا بڑے حوض فوارہ دار
کی نہایت ابتر حالت ہی اور اُسکے جنوبی کنارے پر جو طولانی عمارت محرابدار
تھی سب گر گئی ہی یہ باغ بہت پرانا عہد شاہان چغتائی تھا اور باغ نولکھہ
منجملہ نواب علی مردان خان بہادر کا کچھہ بقیہ شمار ہوتا تھا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھہ
نے سردار فتح سنگھہ آلووالیہ کو بخشدیا اُس نے دوبارہ بنوایا راجہ نہال سنگھہ
کے وقت تک یہ باغ رونق پر رہا اب نہایت بیرونقی کی حالت میں ہے
باغبان اپنی گزارہ کے لئے اُسکی متعلقہ زمین میں کھیتی کرتے ہیں اُسکو پانی
دیتے ہیں اشجار ثمرہ وغیرہ ثمرہ کی حالت بھی وہی ہی جو عمارت کی ہی یقین
ہی کہ مہاراجہ حال جب بالغ ہوکر اختیارات پائینگے تو اس باغ کی خبر لینگے +

باغ جمعدار خوشحال سنگھہ

یہ باغ بھی لاہور کے معروف ومشہور باغوں میں تھا جمعدار خوشحال سنگھہ کی
زندگی میں کمال رونق پر تھا لوگ اسکی سرسبزی کی کمال تعریف کرتے ہی

مگر بڑا صدمہ اسپر یہ آیا کہ جسرونت مہاراجہ شیر سنگہ نے لاہور لیا اور سکہان فوج اپنی دشمنون کی خبر لینے لگے تو جمعدار خوشحال سنگہ کی نسبت بہی اُنکا ارادہ بد ہوا مگر خود جمعدار اپنی حویلی کے استحکام کے سبب بچ گیا کہ دو تو ہرف اُسنی توپین لگا رکہی تہین آخر سکہون نے اپنا غضب اس باغ پر نکالا اور اسکے درختون کو کاٹ اور عمارت کو گرا کر کف دست میدان کر دیا جب انتظام سلطنت کا ہوا تو اس باغ کی دوبارہ چار دیواری دوبارہ درست بنائی گئی اور درخت وہی کٹے ہوئے پہر سرسبز ہو گئے اور کچہہ دوبارہ لگائی گئے جمعدار خوشحال سنگہ نے اسی باغ کی جنوبی سرزمین مین اپنے بیٹے رام سنگہ کی سمادہ بنوائی تہی چونکہ اُسمین شوجی کا استہاپن بہی تہا اس سببسے وہ عالیشان مکان سکہون کے دست ستم سے بچ گیا جمعدار خوشحال سنگہ کی سمادہ بہی اُسی جگہ بنی اور راجہ تیجا سنگہ کی بہی ہے۔

باغ راجہ تیجا سنگہ

یہ باغ متصل موضع کہوئی میران بیرون شہر لاہور بفاصلہ ڈیڑہ میل کے واقع ہے راجہ تیجا سنگہ نے بڑے شوق سے یہ باغ بنوایا تہا چار دیواری اسکی بلند و پختہ و مضبوط ہے درختان مثمرہ بیشمار ہین بیلین انگور وغیرہ کی بہت ہین عمارتین بہی نہایت تقطیع و خوبصورت و پختہ بنی ہین بڑی بارہ دری عالیشان نہایت دلچسپ ہے اس باغ کا وارث و مالک اب راجہ ہربنس سنگہ ہے جو نہایت خبرگیری کرتا ہے نہر بہی اس باغ مین آتی ہے اسواسطے سرسبزی زیادہ ہے +

باغ راجہ دینا ناتہہ

راجہ دینا ناتہہ کا باغ خانقاہ گہوڑے شاہ کے پاس کہنہ سڑک باغ شالامار پر واقع ہے چار دیواری اسکی پختہ و عالیشان بنی ہے شرقی دروازے سے

آمد و رفت تھی کبھی کسی زمانہ مین یہ باغ سرسبزی و خوبی عمارت مین ایسا
مشہور تھا کہ ہزارون لوگ سیر کیواسطے جاتے تھے اور جب کسی جشن کا ہنود
و اہل اسلام مین ہوتا تھا تو اسی باغ مین جا کر ہنگامہ عیش گرم ہوتا تھا مگر یہہ
امر راجہ دینا ناتھہ کی زندگی تک رہا بعد ازان کنور نرنجن ناتھہ اُسکا فرزند
اس باغ کی خبر گیری سے غافل ہوگیا اس سبب سے وہ رونق و سرسبزی نہی
راجہ دینا ناتھہ مرحوم نے البتہ اس باغ پر بہت روپیہ صرف کیا تھا مکانات
پختہ اندرونی قسم بارہ دری وغیرہ ایسے عمدہ بنوائے تھے کہ انسان دیکھکر خوش
ہو جاتا تھا خصوصاً جنوبی بارہ دری تو ایسی عمدہ تھی کہ اُس علاقہ مین اپنا
ثانی نہین رکھتی تھی اب وہ بے مرمت و خراب حالت مین ہے فوارے بھی
ٹوٹے پہوٹے پڑے ہین چار دیواری بھی بہت جگہ سے خستہ ہے +

باغ لالہ رتن چند ڈاڑھی والہ

یہ عمدہ وضع کا باغ عہد سکھی مین بنا پہلے اس جگہ لاہور کی پرانی آبادی کے
کھنڈر تھے جس جگہ سے خشت فروش اینٹین نکالکر لے گئے تھے اور متاک
ویسی ہی چھوڑ گئے تھے لالہ رتن چند نے اُس پر متاک زمین کو ہموار کرایا اور
عالیشان چار دیواری موجودہ حال بنوائی چارون کونون مین چار عالیشان
برج بنوائے جو دو منزلہ اور مکلف بنے ہوئے ہین پانچوان برج معہ شمالی سب سے
زیادہ مکلف اور نہایت بلند ہے ہر منزل مین دریچے چارون طرف رکھے ہوئے
ہین اور نہایت عمدہ و ہوادار مکان ہے چھتین اسکی مطلا و مذہب ہین ـ
باغ مین اشجار میوہ دار وغیرہ بہت ہین دو چاہ آبدار ایک تو شرقی حصہ
باغ مین جو باغ کی تعمیر کیوقت کھدوایا گیا تھا دوسرا آسمانی چاہ جو جنوبی
سمت کو ہے یہ چاہ بعد مین بنایا گیا تھا بلکہ وہ ایک علیحدہ قطعہ ہے ـ

جنمین چاہ وغیرہ مکانات ہین اور باغ کی جنوبی دیوار کے اندر سے اسکا رستہ ہی ایسا یہہ باغ لالہ بھگوانداس لالہ رتن چند کے فرزند و جانشین کے قبضہ مین ہے چارون برجون مین صاحب لوگ کرایہ دار رہتے ہین باغ مین پانی اب نہر کی ذریعہ سے پہنچتا ہی جس سے وہ بکمال سرسبز ہے اور مالک اسکی خبرگیری بخوبی کرتا ہی +

باغ بہائی مہان سنگھ

یہہ باغ سلطنت سکھی مین سب سے پہلے بنا اور وہ مشہور ہی ہوئی کہ روزمرہ سینکڑون شوق مند لوگ اسکی سیر کے لئے جاتے تھے اور حقیقت مین وہ باغ نہایت عمدہ تہا عمارات وفوارے اسکے فرح بخش طبیعت انسان تھے علاوہ اسکے مالک باغ کا خود تیسرے پہر باغ مین آتا تہا اُسوقت باغ آراستہ ہوتا اور فوارے چہوڑے جاتے تہے ہجوم تماشایون کا دیکہکر باغ کا مالک نہایت خوش ہوتا تہا اور سب سے باخلاق پیش آتا تہا جب وہ مرگیا تو باغ کی رونق بہی اُسکے ساتہہ مرگئی - چند سال کے بعد بہائی سدایا سنگہ نے یہ باغ پادریون کے پاس فروخت کردیا اب وہ باغ پادریون کے قبضہ مین ہے اور انہون نے باغ کی صورت بدل کر اپنے طور پر مکانات بنا لئے ہین اور مجمع عیسائیون کا زن ومرد اُسمین قیام رکہتا ہے اور وظیفہ پادریون سے پاتا ہی وہ عیسائی بآرام تمام وہان گذارہ کرتے ہین تعلیم بہی اُنکی روزمرہ ہوتی ہی +

ڈیوڑہی باغ نولکہہ

ریلوے کے پڑاؤ کے شمال کی طرف یہ پرانا مکان نہایت پختہ موجود ہی اس مقام پر بعہد شاہان چغتائی نواب علی مردان خان نے ایسا باغ بنوایا تہا جسکی سالانہ آمدنی نو لاکہہ روپیے تہی بعض کہتے ہین کہ اُسکی تیاری پر نواب نے نولاکہہ روپیہ خرچ کیا تہا اس سبب سے نولکہہ باغ مشہور رہا

ابتدائے زور و شور سکھان مین یہہ باغ اُجڑ گیا دیوارین اسکی خشت فروشون نے نکال لین پتہر وغیرہ مہاراجہ رنجیت سنگہ کے کام آئے زمین بین زمینداروں نے چاہ جاری کرکر زراعت شروع کردی اور علیحدہ موال ولکہہ کا قایم ہوگیا اُسکا لقبیہ یہہ ڈیوڑہی ہے جسکی مضبوطی و استحکام کا کچہہ حساب نہین سردار لہنا سنگہ مجیٹھیہ نے اس مکان پر کچہہ اور عمارت ایزاد کرکے اپنے رہنے کے لیئے کوٹہی بنوالی چنانچہ کوٹہی کی صورت پر بنی ہوئی ہے اور صاحبان عالیشان اُسمین سکونت رکہتے ہین ✤

بارہ دری باغ نواب وزیرخان مرحوم

یہ بارہ دری پختہ عمارت کی نواب وزیرخان کی تعمیرات مین سے ہے جسکی یادگار مسجد وزیرخان شہر لاہور کے اندر ہے بعد فراغ تعمیر مسجد کے اُس نے اس موقع پر ایک عمدہ باغ بنوایا چونکہ اُسمین کہجور کے درخت بکثرت تہے نخلۂ وزیرخان کے نام سے وہ باغ مشہور ہوگیا ابتدای عملداری سکہی مین سکہون نے اس باغ کو ویران کردیا صرف یہ بارہ دری منجملہ باغ باقی رہگئی جو اُس باغ کے وسط مین تہی عمارت اسکی سب خشتی ہے گرد اس بارہ دری کے تا سینہ بلند ایک چبوترہ خشتی مربع عرض و طول جسکا تینتالیس ۴۳ گز ہے اور چبوترے کے میانہ مین زینہ بنا ہے گیارہ گز کا چوڑا چبوترہ ہر طرف چہوڑ کر وسط مین عمارت اس بارہ دری کی واقع ہے یہ بارہ دری باہر سے دو منزلہ اور اندر سے ایک منزلہ ایک ایک دہن محرابی خشتی میانہ مین اور ایک ایک دہن اُسکی بغلون مین ہین ــ کُل تین تین دہن چارون طرف ہین ــ اسی طرح منزل ثانی مین ہر طرف تین تین دہن ہین یہ دہن اوپر کی غلام گردش کے اندر رکہے گئے ہین

بیچ ہین گنبد دار بلند عمارت ہی اور چارون گوشون پر چار سیڑہیان
بنی ہوئی ہین جنکے ذریعہ سے انسان دوسری منزل کی غلام گردش پر
پہر سکتا ہی اور بالائی منزل پر بہی چڑہ جاتا ہی اوپر کی سقف کے چار کونون
پر چار برجیان نہایت مقطع ہین اُنکی برجیون کے نیچے تین تین دہین
چارون طرف ہین کُل بارہ در ہر ایک برجی کے نیچے بنائی گئی ہین برجیون
کے نیچے گردنہ اور اُوپر کلس ہے اور وسط سقف ہین دو فٹ بلند ایک
چبوترہ بنا ہی جو چار چار گز مربع ہر طرف سے ہی اور دو دو فٹ بلند منڈیر
خشتی بنی ہی - اندر بارہ دری کے میانہ ہین ایک کمرہ مربع ساڑہی سات درعہ
جسکے چارون طرف ایک ایک در محرابی کلان ہی اوپر اسکے سقف گنبد نما
بنی ہی اس میانہ کمرہ کی چارون طرف تین تین کمرے مقطع بنے ہین - بعہد
سکہان یہ بارہ دری داخل چہاونی تہی اور سکہہ اسمین قیام پذیر تہے
جب عملداری سرکار انگریزی کی ہوئی تو پہلے اسمین گورے رہتے رہے
جب چہاونی میانمیر ہین منتقل ہوئی تو اس جگہ محکمہ بندوبست کی
کچہری ہوتی رہی پہر صاحبان محکمہ تار کا قبضہ رہا پہر سامان عجائب خانہ
اسمین رکہا رہا پہر کتاب گہر اس جگہ بنا غرض اب تک اسپر قبضہ سرکاری
ہی سکہی وقت ہین یہ بارہ دری نہایت خراب حالت ہین تہی سرکار انگریزی
نے اسکو نہایت عمدہ طور پر مرمت کیا گویا نئے سرے سے بنا یا اب
بخوبی آراستہ و پیراستہ ہے ❊

سرائے محمد سلطان ٹہیکہ دار

بانی اس سرائے کا سلطان نام عہد سکہی ہین لاہور گذر دہلی دروازے
ہین رہتا تہا اور صبون کا کام کر کر گذارہ اوقات کرتا تہا کشتی اور

پہلوانی کا بہی اسکو شوق تہا یہ شخص نامور و دولت مند نہ تہا مگر اُسکے مقسوم سے جو سلطنت سکہی جاتی رہی اور عہد دولت سرکار انگریزی آیا اور سرکار کو تعمیر چہاونی و کوٹہیات کے لئے جو ضرورت ٹہیکہ دار کی ہوئی تو یہ شخص ٹہیکہ دار مقرر ہوا چونکہ اسکی قسمت کا ستارہ دن بدن اوج پر تہا تہوڑے عرصہ مین ہزاروں بلکہ لاکہوں روپیے کی عزت کا آدمی ہوگیا محمد سلطان خطاب پایا اسکی دولتمندی سے لوگون نے فیض بہت پایا اکثر غریب غربا جو اُسکے پاس جاتا تہا خالی نہین پہرتا تہا عمارات بہی اُس نے بہت سی کین بہت سی کوٹہیان اور یہ سراے اور دو چار مسجدین بہی تعمیر کین مگر پرانی مسجدین اور عمارتین عہد شاہان سلف کی یادگارین اُس نے بہت گرائین اور یہ کام اُس نے صرف اینٹ کی طمع سے کیا چنانچہ پری محل کا مکان اندرون شہر لاہور جو نواب وزیرخان کا یادگار تہا سرکار سے اُس نے قیمتاً لیا اور اُسکو بیخ و بنیاد سے نکال ڈالا مسجدون کہنہ کا تو کوئی شمار نہین جو اُس نے مسمار کین چنانچہ ایک مسجد نیم مسجل یعنی نیم مسمار اینٹک سراے سے بگوشہ کلتی موجود ہے نصف اینٹین اُسکی نکلوائی گئی ہین اور نصف باقی ہین اگرچہ پہلے اسمین ایک انگریز نے کوٹہی بنائی ہوئی تہی مگر مسجد ثابت تہی اس نے وہ خرید کر شہید کی یہ زمین جہان سراے بنی ہوئی ہے اس نے سرکار سے لی کیونکہ اسکو معلوم تہا کہ اس زمین مین پہلے چوک شہزادہ دارا شکوہ تہا جسکو عادت گردن نے گرادیا تہا اسکی بنیادین زمین کے اندر ہین اینٹ جسکو یہان سے بہت ملیگی چنانچہ ایسا ہی ہوا پہلے وہ بنیادین کہدائی گئین جب اینٹ بیشمار جمع ہوگئی تو اس سراے کی بنیاد رکہی گئی سراے کی متعلقہ عمارتین بہی اس نے بہت سی بنوائین جس سے سراے کی رونق دہ چند ہوگئی شمال کی سمت سراے

کے ایک نیا بازار تعمیر دو طرفہ بنا کیا چونکہ وہ مختصر بازار تہا اسواسطے اُسکا نام
لنڈہ بازار مشہور ہوگیا کیونکہ پنجابی زبان مین لنڈہ دُم بریدہ کو کہتے ہین اور
جسکو جسکا قد و قامت کچہہ نہو پس اہ فیاضی چندسال بلکہ اُسکی زندگی کہ
دوکانداروں کو کرایہ بہی معاف ہوا اور یہی باعث اس بازار کی رونق و
سرسبزی کا ہوا اب یہ بازار بخوبی آباد ہے باوجودیکہ کرایہ دوکانات کا مہاراجہ
جمون وصول کرتا ہے تو بہی بازار رونق پر ہے شرق کی سمت سرائے کے ایک
مختصر باغچہ نہایت سرسبز بنایا اور اُسمین ایک وسیع چاہ کہدوا کر اُسکو مصنوعی
آب سرد سے مشہور ایسا کیا کہ تمام زمانہ مین نام ہوگیا سردیون مین نہر کا پانی
اُس چاہ کے اندر بذریعہ ایک نالی کے پڑکر مستغرق ہوتا ہے جب گرمی کا
موسم اپنے اوج پر آتا ہے تو منہ چاہ کا جو تمام موسم زمستان مین بند رہتا ہے
کہول دیا جاتا اور بہت سی چرخیان ہندو مسلمان عیسائیون کی اُس پر
جاری ہوجاتی ہین پانی ایسا سرد نکلتا ہے کہ گویا برف سے سرد کیا ہوا ہے
ہزارون سبوچے بہر کر لوگ شہر مین لاتے اور کوٹہیون پر لیجاتے ہین دو ماہ تک
روزمرہ میلا تماشائیون کا اُسپر ہوتا ہے۔ اس سرائے کے دو دروازے ہین
ایک شرقی اور ایک شمالی دونو دروازے عالیشان بنے ہوئے ہین اندر سے
سرائے بہت وسیع ہے اور چارون طرف کوٹہڑیان مسافرون کے قیام کرنیکے
بنے ہوئے ہین صاحبان انگریز و ذی عزت مسافرون کے لئے مکلف مکان بہی
ہین مسافرون کے آرام کے لئے چاہ بہی اندر کہدوایا گیا ہے چاردیواری سرائے
کی پختہ و عمدہ عمارت کی بنائی گئی ہے شرقی دروازہ باغچہ کے ساتھ ملحق ہے
اور شمالی دروازہ لنڈہ بازار کی طرف دروازے سے بازار تک جو دو طرفہ
دوکانین ہین اُسمین کسبی عورتین رہتی ہین لنڈہ بازار کی دو طرفہ دوکانین

اُس نے بنوائین اور پختہ عمارت سے اُسکو زینت دی سرکاری پولیس کے لیے
چوکی کا انتظام اُسمین بنا دیا پہلے لنڈہ بازار کی دوکانون کے آگے چوبی چھجہ
نہ تہا مگر جب ۱۸۷۶ع مین شہزادہ والا تبار پرنس آف ویلز تشریف لائے
تو اس نے اپنے بازار کی زینت بڑہانے کے لئے تمام بازار مین دوکانات کے آگے
چھجے چوبی نہایت قطع لگوا دئے جس سے بازار نہایت خوبصورت بن گیا -
سرائے کے غرب کی سمت بہی اس نے مکلف عمارات بنوائین ایک مکلف
کوٹھی اپنی سکونت کے لئے بنوائی اور ایک عمدہ مسجد گنبددار مسافرون کی
نماز کے لئے اور خود تادم اخیر اُسی مین سکونت رکہی لنڈہ بازار کو اُس نے
بجانب غرب سرائے کی بہی بڑہی وسعت دی تہی اُن دوکانات کی کوٹھریان
تو بن گئین مگر برانڈے بننے نہ پائے اور بعض حجرون کی چھتین بہی نہ پڑین
اور عمارت موقوف ہوگئی البتہ لنڈہ بازار کی شمالی اور جنوبی دوکانین
برانڈہ و چھجہ وغیرہ سامان ضروری سے آراستہ ہوگئین اخیر عمر مین اسکی
تندرستی مین فرق آگیا اور دولت نے بہی زوال کی صورت دکھلائی
خرچ وہی امیرانہ رہا اور جو اہلکار و معتمد اسکے تہے وہ دولت کے غارتگر
بنگئے جو کچھہ کسیکے ہاتہہ آیا لے گیا چھہ سات لاکھہ روپیہ قرضہ سر پر چڑھ گیا
اس نے وہ روپیہ مہاراجہ جمون سے لیکر قرضدارون کو وا کر دیا اور
اپنی جائداد تمام کوٹھیان اور لنڈہ بازار اور رکھہ جلو اور بیرونی محل کی دوکانین
وغیرہ سب مہاراجہ کے پاس رہن کردی اور اپنے صرف کے لئے پانسو روپیہ
ماہوار لینا مقرر کیا اس انتظام کے بعد وہ دو تین سال جیا پہر مرگیا +
یہہ شخص سرکار مین بہی ذی عزت شمار ہوتا تہا اور حکام اسکا بڑا لحاظ
کرتے تہے - رکھہ جلو جو ایک زرخیز رکھہ تہی سرکار نے اسکو مرحمت کی -

وہ بہی اب مہاراجہ جموں کے رہن مین شامل ہے اُسکے مرنے کے بعد
اصلی وارث اُسکا صلبی بیٹا کوئی تہا سراج الدین ولد عبدالرحمن وارث قرار پایا وہ بہی
مرگیا اب دو تین عورات کو وظیفہ ملتا ہے +

دریں بستان بسے گلہا شگفتند　　　　مگر آخر ز دیدہ رخ نہفتند

مکان قدیمہ المشہور چوبرجی

صدر بازار انارکلی سے گزرکر لاہور سے دو میل کے فاصلہ پر ملتان کی سڑک کے
غرب کی سمت یہ قدیمی دروازہ شہزادی زیب النسا کے باغ کا ابتک موجود ہے
چونکہ پہلے چار مینار تہے چوبرجی کے نام سے یہہ مکان مشہور تہا مہاراجہ رنجیت سنگھ
کی اخیر سلطنت کیوقت جب دریاے راوی کا زور نالہ کی طرف بہت ہوگیا تو
اس دروازے پر مگر دریا کی چند سال لگتی رہی چونکہ مکان نہایت مستحکم تہا نہ گرا
آخر ایک برج یعنی مینار گوشہ شمال مغرب گر گیا سقف قالبوتی جو ہنوز قایم تہی
اُسی کے ساتہہ کسیقدر گری - اس جگہ شہزادی زیب النسا المتخلص بمخفی
دختر نیک اختر شاہجہان بادشاہ نے نہایت عمدہ باغ بنوایا تہا اور شالامار باغ
کی طرح لاکہوں روپیے کی عمارات اسمین بنائی گئی تہین جب باغ بنکر تیار ہوچکا
تو مینا بائی اپنی دایہ کو بخش دیا - من بعد جب دریاے راوی شہر کے نزدیک آگیا
تو ہزاروں عمارتیں عالیشان تباہ ہوگئیں اور یہ باغ بہی دریا کے منہ مین
لقمہ ہوگیا جب شاہ عالمگیر نے دیکہا کہ اب شہر پر صدمہ آنے والا ہے تو پانچ
میل مین پختہ بند باندہ کر دریا کو روکا اگرچہ سکہی وقت مین اور بہی دیواریں
عمارتین اسکی باقی تہین مگر اب سواے اس دروازے کے کچہہ باقی نہین رہا
یا اسکی بانیہ کا مقبرہ موضع نیاکوٹ مین موجود ہے جسکا پتہر مہاراجہ رنجیت سنگھ
نے اُکہڑوالیا ہوا ہے - اس مکان کا عالیشان محرابی دروازہ شرق کی سمت

دونو طرف چوکیان بنی ہین اور اندر دروازے کے شمال و جنوب کی سمت دو شہ نشینین دو منزلہ بنی ہین مینار ہشت پہلو مقطع ہین جنپر کانسی کا کام ہی اندر کی عمارت پر بہی اکثر کانسی کا کام نظر آتا ہے دروازہ کلان کے اوپر دو فٹ نیچے منڈیر سے ایک سطول کتبہ ہی اسمین قرآنی آیات مین سے وہ آیت متبرک جسکا نام آیت الکرسی ہی بخط عربی تحریر ہے دوسرے کتبہ مین اشعار بخط فارسی تحریر ہین جسمین سے جسقدر پڑہا جاتا ہی لکہا جاتا ہے

بنا پذیرشد این باغ روضہ رضوان   اسکا دوسرا مصرع پڑہا نہین جاتا

بگشت مرحمت این باغ بر سیاہای   ز لطف صاحب زینیدہ بیگم دوران

زیب النسا بیگم اور زینیدہ بیگم دونو نام ایک ہین اس دروازے کی منڈیرون کے نیچے تین کہڑکیان قالبوتی بنی ہوئی ہین اندر جاتی ہی شمال و جنوب مثمن مکان جسکی چہتین قالبوتی گنبد نما ہین دکہائی دیتے ہین اُسکے آگے اور مقام قالبوتی جسکے دو درجے ہین موجود ہی اس سی آگے متصل مینار غربی ایک شہ نشین عمدہ بنی ہی اُسپر کانسی کا کام ہوا ہوا ہی اور منزل ثانی کی دیوارین پر دونو طرف مرغول پر لفظ اللہ تحریر ہے بائین مینار جنوبی پر ایک بسیتی کتبہ ہی جسپر کچہہ لکہا ہی صرف اسقدر پڑہا جاتا ہے - ساخت میا بائے چون روضہ عالی ارم - اوپر چلنے کے لئے اب کوئی رستہ نہین ہے اور نہ اندر کی محراب موجود ہے *

مکان گڑہی شاہو

یہ قدیم و عالیشان عمارت عہد شاہان چغتائی مین تعمیر ہوئی مفصل حال اسکا یہ ہی کہ عہد شاہ جہان بادشاہ مین ابو الخیر نام ایک فاضل اجل شہر بغداد سے ملکون کی سیر کرتا ہوا ہند مین آیا پنجاب کی آب و ہوا اُسکو

پسند آئی تو لاہور مین قیام پذیر ہوا چونکہ اس موقع پر محلہ سید سرا آباد تہا
اور سید جان محمد حضوری وغیرہ بزرگ اُسمین قیام پذیر تہے اُنکی خدمت
مین رہا رفتہ رفتہ اُسکے علم وفضل کی شہرت بہت ہوئی اور عالمگیر اورنگزیب
نے اسکو طلب کرکے درخواست کی کہ تم تعلیم علوم دینی جاری کرو تاکہ
لوگون کو آپکے نفس نفیس سے فوائد پہنچے اور صوبہ لاہور کے نام
حکم جاری ہوا کہ انکے قیام و تدریس کے لئے ایک عمدہ مکان تجویز کردینا
چاہیئے چنانچہ حکم کی تعمیل ہوئی اور یہ عالی جاہ مدرسہ جسمین مسجد پختہ گنبد دار
سے بنائی گئی صوبہ لاہور کے حکم سے بنایا گیا طالب علمون کے قیام کے لئے
چارون طرف حجرے بہی تعمیر ہوئے فصیل و دیوار بہی قلعہ کے طریق پر
بنائی گئی اور خرچ مدرسہ کا بادشاہ کے حکم سے لاہور کے خزانہ پر مقرر ہوگیا
چنانچہ وہ بزرگ بقیہ عمر اسی مکان مین قیام پذیر اور اپنے ذاتی علوم و
فنون سے لوگون کو فائدہ پہنچاتا رہا آخر ایکسو پانچ برس کی عمر مین بعہد
محمد شاہ بادشاہ و نظامت خان بہادر فوت ہوکر اسی مدرسہ کے
اندر مدفون ہوا چنانچہ قبر اُسکی ابتک اسمین پختہ موجود ہے اور
لوگ اُسکا بہت ادب کرتے ہین اُسکے بعد بہی یہ مدرسہ آباد رہا اور
محمد نعیم نامی اُسکا کوئی خلیفہ اسمین درس پڑہاتا رہا جب وہ بہی مرگیا
اور پنجاب مین غارتگرون نے آفت برپا کردی اور لاہور کے حصار
کے باہر کی آبادیان کچہہ تو لوٹ لین اور کچہہ آگ لگاکر جلادین اور رعایا
حیران و پریشان جابجا پہرنے لگی تو اس مستحکم مکان پر بہت لوگون کی نظر
تہی کہ کسی طرح وہ دشمنون سے چہین کر خود اسمین آباد ہون کہ اس مکان
کو آگ کا خطرہ نہ تہا اور مکانات اسکے خشتی تہے جتنے بہی خشتی ہین

فصیل بھی نہایت مستحکم تھی کہ کسیکے گرانے سے گر نہین سکتی تھی چونکہ
متصل اسکے ایک محلہ المشہور ٹھٹی گگہ آباد تھا جب اسکو سکھون نے اوجاڑا
تو ساکنین اسکے پہلے بمقام قنا شاہ جا کر آباد ہوئے کہ اسکی عمارت بھی
مستحکم تھی اتفاقاً ایک روز غارتگرون نے اس مکان پر بھی حملہ کیا اور
تصور کیا کہ اسمین کچھہ دولت ہوگی کہ مکان بہت بڑا ہے درویشون طالبعلمون
کے پاس کیا تھا وہ کپڑے اوترواکر بہاگ گئے اور مکان خالی ہوگیا مکان
کے خالی ہوتے ہی ایک شخص شاہو نام جسکا پیشہ بھی غارتگری تھا اور دور
دور سے وہ بھیڑ بکری گائے بیل زمیندارون کے غارت کر لاتا تھا اسپر
دخیل ہوگیا وہ اور اسکے ہمراہی اس مستحکم مکان کے مالک بن بیٹھے جو مال
لوگون کا مار کر لاتے اسمین محفوظ رکھتے اگر مالک پیچھے سے آجاتے تو
نذرانہ لیکر واپس کر دیتے باقی ماندہ فروخت کر دیتے چونکہ لاہور کے اندر
تین حاکمون کی حکومت تھی باہر انکی حکومت کم مانی جاتی تھی کوئی پرسان
حال شاہو کا نہ تھا اسوقت یہ مکان جو پہلے خیر گڑھ مشہور تھا شاہو کی گڑھی
مشہور ہوگیا چار پانچ سال کے بعد شاہو کو بھی موت آپہنچی اسکے مرنے کے
بعد اسکے آدمی رہگئے جنکا کچھہ رعب نہ تھا وہ وقت ساکنان محلہ ٹھٹی گگہ
نے جو قنا شاہ مین قیام پذیر تھے غنیمت جانا انہون نے بآسانی شاہو کے
ملازمین کو اس جگہ سے نکالدیا اور خود قابض ہو گئے اسوقت شیخ فیض و
شیخ زمان و شیخ نور محمد و شیخ حمید نے اس مکان پر قبضہ کیا تھا جنکی اولاد
اب تک قابض و متصرف ہے بعد ازان صورت اس مکان کی ویسی ہو گئی
جسقدر زمین جو لا مالک ویران پڑی تھی انہون نے جتنی چاہی اپنے قبضہ مین
کرلی مگر نام اسکا زمانہ بعد اب تک نہ بدلا یہی گڑھی شاہو نام قائم رہا

صورت اس مکان کی جو فی زمانہ حال ہے یہ ہے کہ کہنہ دیوار فصیل پختہ بلند
تا حال موجود ہے جسکے چارون گوشون پر چار برج بنے ہوئے ہین دروازہ
آمدورفت کا شمال کی سمت بہت بڑا بلند محرابی موجود ہے اُسمین چوکہٹ و
تختہ چوبی قدیم زمانہ کا اب تک موجود ہے ڈیوڑہی عالیشان ہے اسمین بسمت
غرب و شرق دو دالان بنے ہوئے ہین فی دالان دو دو در محرابی پختہ
ہین غربی دیوار کے ملحق ایک پختہ مسجد عالیشان با مینار گنبددار بنی ہے
قدیم حجرے درویشون کے رہنے کے اب تک سب موجود ہین جنکو زمینداروں
نے عمارتین بڑہا کر اپنے رہنے کے لئے گہر بنا لیا ہوا ہے اُنہین سے بعض حجرے
دو منزلہ بہی ہین چہتین اُنکی قالبوتی اور پختہ دیوارین ہین برج بہی
دو منزلہ ہین وہ اب سب زمینداروں کے گہر ہین ایک چاہ قدیم بہی اسکے
اندر موجود ہے مکان کے صحن مین بہی اب ساکنین نے گہر بنا لئے ہوئے
ہین وسط مکان مین مزار ابو الخیر کا ہے جنکی ذات سے یہ مکان تعمیر ہوا
تہا یہ قبر اب درختون سے ڈہکی ہوئی ہے قبر کے پاس اور قبرین بہی
درویشان طالب علم کی موجود ہین ✤

سرائے المشہور گولیان والی

یہ عالیشان پختہ سرای موضع اچہرہ کی حدود مین متصل جیلخانہ لاہور موجود
ہے ۱۰۲۵ہجری مین بحکم جہانگیر بادشاہ غازی تعمیر ہوئی جب سلطنت
چغتائی برباد ہو گئی اور سکہون کا وقت آیا تو یہ سرائے بہی اُجڑ گئی ۔
مسافرون کا قیام اسمین موقوف ہو گیا مہاراجہ رنجیت سنگہ نے اسمین
میگزین ڈال دیا اور کوٹہڑیون مین گولے بہروائے دس سال تک
اسمین گولے بہرے رہے اسواسطے یہ سرائے گولیان والی مشہور ہو گئی ۔

زان بعد جمعدار خوشحال سنگھ نے مہاراجہ رنجیت سنگھ کی خدمت مین عرض کرکے
یہ سرائے لے لی اُس روز سے اسی خاندان کی ملکیت ہوگئی اب اسپر قبضہ ٹالکانہ
راجہ ہربنس سنگھ کا ہے قبل از تعمیر جیل خانہ لاہور کے چند سے سرکاری
قیدی بھی اسمین قیام پذیر رہے تھے مگر وہ سکونت عارضی تھی۔ عمارت اس سرائے
کی پختہ نہایت مستحکم ہے دو دروازے عالیشان مین ایک شمالی دوسرا جنوبی
گرد نواح چار دیواری پختہ جسکے اندر حجرے قالبوتی بنائے گئے ہین جمعدار خوشحال سنگھ
نے اپنی کارروائی کیواسطے حجرون کے آگے کچھ عمارت ایزاد بھی کر دی تھی جو
گرکر خراب ہوگئی ہے دو زینہ کی ڈیوڑھی اور ایک ایک زینہ سرائے کے گوشون
مین اوپر جانے کو لئے ہے صورت سرائے کی ہشت پہلو اس طرح پر ہے کہ چارونطرف
برابر حجرے بنے ہوئے ہین اور چارون گوشون مین تین تین حجرے ہین جنکی
سقف گنبد نما ہے شمالی و جنوبی دو ڈیوڑھیان برابر محاذ ایک دوسرے کے
بنی ہین اور دیوار شرقی و غربی کے حجرہ ہاے اندرونی کے میانہ مین دو دالان
خوشنما بنے ہوئے ہین سرائے کے باہر شرق کی سمت پہلے ایک تالاب پختہ تھا
سکھون کے وقت اُسکی اینٹین خشت فروشون نے نکال لی تھین۔ سرائے
کے گوشہ گلنی مین ایک چاہ کلان اُسی وقت کا بنا ہوا ہے جب یہ سرائے تعمیر
ہوئی تھی۔ اُسپر اب چرخ چوب جاری ہے اور جو زراعت سرائے کے اندر و باہر ہوتی
ہے اُسکو اسی سے پانی دیا جاتا ہے ڈیوڑھی شمالی جو میانہ دیوار مین ہے ستره ۱۷ کوٹھڑیان اُسکے یمین و یسار اور اسی طرح اسکے محاذ دیوار جنوبی مین ہین
انتیس ۲۹ انتیس ۲۹ حجرے دیوار غربی و شرقی کے ساتھ سوائے درمیانی
دالانون کے طول سرائے کا شرقاً غرباً ایکسو نوے گز اور عرض شمالاً
جنوب کی سمت کو ایکسو چالیس درعہ ہے میانہ مین ایک باولی تھی اُسکی

بارہ دری مین جمعدار خوشحال سنگھ کیوقت مودیخانہ کا سامان رکہا رہتا
تہا اب ندارد ہی فی الحال اس سرائے کی عمارت نہایت بوسیدہ و خراب ہے
بلکہ قریب مسمار ہونے کے ہی مالک نے کبہی مرمت نہین کرائی مگر بسبب استحکام
عمارت کے ابہی سالہا سال قایم رہیگی +

بارہ دری باغ کامران

یہ مستحکم و مضبوط بارہ دری دریای راوی کے دہنے کنارے ابتک موجود ہے
باوجودیکہ پچاس برس سے دریا اسکے نیچے چلتا ہی مگر سوائے کسیقدر عمارت نیچے
یہ بارہ دری گرنے مین نہین آئی ہمیشہ دریا موسم طغیانی وغیرہ مین اسکے
ساتہہ ٹکراتا رہتا ہی اور اسکے گرانے کے لئے بہت زور دیتا ہی مگر یہ مستحکم عمارت
نہین گرتی اس مقام پر شاہزادہ کامران پسر بابر بادشاہ شاہ ہمایون کے
بہائی کا باغ تہا جو اُسوقت کے موقع اجرائے دریای راوی سے دو میل اُسطرف
تعمیر ہوا تہا یعنی اُسوقت دریا شہر کے نیچے بہتا تہا جہان اب نالہ دریا ہے
عہد محمد شاہ بادشاہ مین دریا کا رخ شہر کی سمت سے ہٹ گیا اور بہت باغات
امرائے عظام کے جو دریا کے اُسطرف ہی دریا نے برباد کئے یہ باغ بہی اسی
دریا نے برباد کیا اب پچاس ساٹہہ سال سے دریا میانہ بارہ دری کے نیچے
بہتا ہی مگر بارہ دری اُسی طرح قائم ہے یہ کہنہ عمارت محراب دار وہنون کی
بنی ہوئی ہے عمارت کی استحکام کی یہ حالت ہی جو اوپر بیان ہو چکی ہے +

تالاب رای میلارام ٹہیکہ دار

جدید عمارات مین سے یہ عمارت تالاب وغیرہ متعلقہ تالاب نہایت عمدہ
بنائی گئی ہی جو سٹیشن ریلوے کے متصل ہے کل عمارت پختہ و مستحکم ہے
تالاب وسیع زینہ دار ہی جسمین پانی بذریعہ نہر کے آتا ہے لاہور کا راجباہہ

اسکی دیوار شمالی کے ساتہہ چلتا ہی چاروں طرف تالاب کے وہین دار عمارت نہایت مضبوط قالبوتی دروں کی مسافروں کے آرام کے لئی بنائی ہی جن مین دروازے اُسمین شمالی و شرقی و غربی رکہے گئی ہین دروازوں کے اوپر بالاخانے بہی نہایت مکلف بنائے گئی ہین زنانہ گہاٹ بہی نہایت پردہ کا بنا ہی دہوپ یا بارش کیوقت جو مسافر تکلیف اُٹہاتا ہی وہ اس جگہ آرام پاتا ہی گویا یہ تالاب سرای کا سرای ہے اور تالاب کا تالاب ہر طرح کی تکلیف مسافر کی اس مکان مین رفع کی گئی ہی نہانے کے لئی تالاب موجود ہی پانی پینے کو نہر جاری ہی آرام کرنے کو نہایت امن دار مکانات ہوادار مسقف موجود ہین شرقی دروازے کے آگے مختصر باغچہ بہی لگا یا گیا ہی غرض یہ یادگار رای میلارام ٹہیکہ دار کی صدہا سال تک قایم رہیگی ✤

پانچوان حصہ اُن مکانات کے بیان مین جو بحکم و عہد دولت سرکار انگریزی تعمیر ہوئے

پہلی قسم اُن مکانات کی ذکر مین جو شہر لاہور کے اندر واقع ہین

مکان کوتوالی

سکہون کے عہد مین بہی اس موقع پر جہان اب کوتوالی موجود ہی کوتوالی بنی ہوئی تہی مگر وہ مکان مختصر سا تہا صرف ایک دالان وسیع تہا جہان قیدی لوگ پابزنجیر رہتے تہے اور ایک کوٹہری جسکا ایک دروازہ اور ایک دریچہ بسمت بازار تہا کوتوال کے اجلاس کا مکان تہا سوا اس کوتوالی کے اور کوئی جگہ مجرم کی حوالات یا قید رہنے کے لیئے نہ تہی اور نہ خرچ خوراک

قیدیون کا سرکار سے ملتا تہا ہر روز تیسرے پہر جتنے قیدی پابزنجیر کوتوالی
مین ہوتے تہے گدائی کے لئے شہر مین بہیجدئے جاتے تہے سات سات قیدی
کا محافظ ایک ایک سپاہی ہوتا تہا اور وہ قیدی بازار کے دوکانداروں
سے پیسے مانگ لاتے تہے رہگذر لوگون سے بہی سوال کرتے تہے جسقدر پیسے
فی قیدی جمع ہوتے تہے نصف اُسمین سے سپاہی چہین لیتا تہا اور
نصف مین قیدی کی دو وقتہ خوراک بہم پہنچائی جاتی تہی ہر ایک قیدی
پانچ دس روز تک حوالات مین رہتا تہا پہر سزایاب ہوکر رہا ہو جاتا
کسیکے ہاتہہ کٹ جاتے کسیکے کان کسی کی ناک کسیکے پاؤن کے پٹہے کاٹے
جاتے کسیپر جرمانہ کردیا جاتا علےٰ ہذالقیاس سزا مل جاتی مدت مدید تک
سکہی عہد مین اس کوتوالی پر خدابخش کوتوال لگے رہے مامور رہا انگریزی
عہد مین بہی چند سال تک اُس نے کوتوالی کی آخر مرگیا یہ شخص اپنے
فن مین اُستاد تہا چور کو ہزار آدمی مین پکڑ لیتا تہا قلعہ لاہور مین جب
گورہ سپاہیون نے توشیخانے مین چوری کی اور مال بازیافت نہوا
تو اس شخص نے جاکر سب مال نکلوادیا ۱۸۵۵ء مین سرکار انگریزی
نے سابقہ مکان کوتوالی کا گراکر حال کے مکان کی بنیاد رکہی اور یہ مکان
تیار ہوکر ہل صاحب اسسٹنٹ کمشنر کے اہتمام مین تعمیر ہوا پہلے مکان
سے یہ مکان دوچند بنایا گیا یعنی اُس جگہہ تک جہان سکہون کیوقت
لال لکڑا یعنی ایک ستون چوبی زمین مین گڑا رہتا تہا اور جس مجرم کی ہاتہہ
ناک کان کاٹے جاتے تہے پہلے اسکو اس ستون کے ساتھہ باندہ دیتے تہے
پہر کاٹتے تہے یہ مکان دو منزلہ بنایا گیا ہے شمال کی سمت حوالات کا دروازہ
رکہا گیا ہے اور وہ طولانی مکان کوتوالی کے اور مکانات کے پیچہے ہے

اُس سے شرق کی سمت دفتر خانہ کوتوال کے اجلاس کا کمرہ ہی اور آگے برانڈہ

اور ایک کمرہ جسمین صاحبان آنریری مجسٹریٹ اجلاس کرتے ہین وہ بہی اب

کوتوالی کے متعلق ہی اور جنوبی برانڈہ جسکے دہن بند کئے ہوئے تہے اب بازار دن

کی وسعت دینے کیوقت گرا دیا گیا ہی اوپر کی منزل کے جانے کے لئے زینہ

بسمت شمال بنایا گیا ہی اس منزل مین کوتوال کے رہنے کے لئے کمرے بنے

ہین اور باہر برانڈہ ہی اور وہین مرغول بازار کی طرف کہلے ہین بالائی زینہ

زیرین زینہ کے اوپر بنایا گیا ہی جو بالائی سقف جا کہلتا ہی اس مکان کی

منڈیر کی اوپر وہ شاہی سکہ بنایا گیا ہی جو پیسہ پر مسکوک ہوتا ہی بالفعل چندسال

سے چندا سنگہ کوتوال اس کوتوالی پر مقرر ہے جو نہایت نیک نام اور صاحب

اوصاف حمیدہ شخص ہے

مکان تحصیل و منصفی

یہ عالیشان مکان اگرچہ اب نیا نہین بنایا گیا مگر پہلی حالت سے تغیر و تبدل بہت

سا ہوا ہی یہ مکان جسمین اب محکمہ تحصیل ہی راجہ دہیان سنگہ کی حویلی سے بجانب

غرب واقع ہی یہ حویلی راجہ سوچیت سنگہ راجہ دہیان سنگہ وزیر کے بہائی نے تعمیر کی

تہی اور اسی مین وہ قیام پذیر تہا راجہ ہیرا سنگہ کی وزارت کیوقت جب راجہ سوچیت سنگہ

بمقام درس میان وڈا سکہی فوج کے ہاتہہ یا بہائے راجہ ہیرا سنگہ اپنے برادر زادہ

کے قتل ہوا تو یہ حویلی بہی اُسکی اور جائداد کے ساتہہ ضبطی مین آگئی ابتداعملداری

سرکار انگریزی مین محکمہ تحصیل جو ند سنگہ موکل کی حویلی مین کئی برس رہا چونکہ

اس حویلی مین میدان کم تہا وہان سے محکمہ تحصیل اس حویلی مین آگیا اب چند سال

سے حویلی مین ہی یہ حویلی بہت وسیع ہی دروازہ کلان آمد و رفت غرب کی سمت

ہی جو ملحق بازار ہٹی ہے دروازے سے اندر جائین تو ایک وسیع میدان آتا ہے

جسکے بیچ مین باغ ہی اور جنوب اور شرق کی طرف مکانات بنے ہین اس مین سپاہیان تحصیل رہتے ہین اس میدان کا شمالی حصہ اونچا ہی اُسکے سرے پر بڑا کمرہ محکمہ تحصیل کا ہی جسمین تحصیلدار اجلاس کرتا ہی اور اہلکاران دفتر تحصیل کی نشست ہی یہ دو منزلہ مکان ہی چارون طرف اسکے دروازے ہین شمال کی سمت ڈیوڑہی ہی اسکے بالائی حصہ مین بہی باغ و درختان ہین ایک چاہ آبنوشی کا ہی اس سے آگے شمال کو بڑہین تو ایک اور بلند درجہ آتا ہی اُسمین پُرانی عالیشان عمارت عہد راجہ سوچیت سنگہ بنی ہی جو بہت وسیع ہی شمال کی سمت ایک چہوٹا دروازہ اس مکان مین آنے کا بازار ہیرامنڈی کی طرف سے ہی مگر اسطرف سے آمد و رفت کم ہے بڑے مکان مین تحصیلدار قیام رکھتا ہے اور نائب تحصیلدار دوسرے حصہ کی غربی سمت کے مکان مین بیٹھتا ہے +

اس مکان کی نگرانی و سالانہ مرمت مولف کتاب کے متعلق ہے +

مکان کچہری منصفی بہی اسی مکان کے متصل واقع ہی جسمین پہلے ہسپتال تہا یہ مکان بہی وسیع میدان ہی اور عمارت پختہ مع برانڈہ بنا ہوا ہی منصف صاحب اُس مین اجلاس کرتے ہین +

دوسری قسم اُن سرکاری مکانات کی ذکر مین جو شہر کے باہر سرکار کے حکم سے تعمیر ہوئے

کچہری صدر ضلع لاہور

بوقت چہاونی انارکلی کے اس مقام پر بارگین متعلق چہاونی کے تہین جب چہاونی فوج کی میانمیر مین منتقل ہوئی تو یہ بارگین خالی ہوگئین اور مکانات متعلق ضلع کے ہوگئے اُسوقت صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی کچہری

اُس کوٹھی مین ہوتی تھی جہان اب صاحب کمشنر بہادر کچہری کرتے ہین
اور صاحب اسسٹنٹ کمشنر حویلی راجہ سوچیت سنگھ مین اندرون لاہور اور
اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر حویلی راجہ دہیان سنگھ مین جہان اب گورنمنٹ
سکول ہی کچہری کیا کرتے تھے جب یہ مکان خالی ہوگیا تو سب کچہریان اسی
مقام پر جمع ہوگئین دفتر بھی اسی جگہ آگئے اور یکجائے کاروائی ضلع کی
ہونے لگی چند سال اسی طرح حالت رہی جب منظوری تعمیر مکان کچہری صدر
ضلع لاہور کی گورنمنٹ سے آگئی تو نقشہ تیار ہو کر منظور ہوا اور باہتمام راقم
یعنی مولف کتاب ہذا کے جو ایگزیکٹو انجینیر تعمیرات سرکاری تہا یہ مکان بننے لگا
پہلی بارکین سب گرائی گئین اور نئے سرے سے نقشہ حال پر مکان بننے لگا
چنانچہ مولف نے کمال جانفشانی وعرق ریزی اُس مکان کی تعمیر مین کی اور
باقبال سرکار یہ عالیشان مکان بنکر تیار ہوگیا اس مکان کا احاطہ بہت
وسیع ہی اور چار دیواری نہایت مطبوع سرخ رنگ عمارت کی بڑی اینٹون
سے بنوائی گئی ہی تین پہاٹک ایک شرقی دوسرا شمالی تیسرا جنوبی رکھے گئے
ہین تینون طرف سے آمدورفت ہوتی ہی احاطہ کے اندر اراضی تقسیم کر کے
گہاس لگائی گئی ہی درخت بھی بہت ہین جس سے مکان تروتازہ و سرسبز معلوم
ہوتا ہی وحوالات متعلق کچہری کے تعمیر ہوئے ایک دیسیون کے لئے دوسری
یوروپین ملزمون کیواسطے یہ دونو مکانات نہایت مستحکم بنائی گئے ہین جنکے
دریچون اور دروازون مین آہنی سیخین نصب ہین حوالاتی کسی صورت سے
نکل نہین سکتا۔ چاہ پختہ لگایا گیا ہی علاوہ اسکے مکانات اصطبل و مالخانہ و شاگرد
پیشہ ومقام مال مویشی لاوارث قرینہ قرینہ پر جا بجا تعمیر ہوئے ہین جس سے
احاطہ کی زینت المضاعف ہی خاص مکانات کچہریون کے پختہ بنائی گئے ہین

اینٹین بھی اُنپر بڑی صرف ہوئی ہین عمارت کا رنگ سب سرخ سنگ سرخ کے
رنگ پر رکھا گیا ہی اینٹ نہایت عمدہ پختہ لاکھی رنگ کی خرچ مین آئی ہی کسی
مقام پر پہلی اینٹ براے نام نہین ہی یہ مکانات طول مین ۲۳۳ فٹ اور
عرض مین ۲۲۷ فٹ ہین صورت اس مکان کی یہ ہی کہ شمال و شرق و غرب
کی سمت کو اسکے عمارت ہی اور جنوب کی سمت کھلا ہوا ہی اور درمیانی صحن ہے
اُسمین درخت سایہ فگن ہین جنکے نیچے عرایض نویس بیٹھتے ہین اور اہل مقدمات
آرام کرتے ہین اگرچہ برانڈہ ہاے وسیع اس مکان کے اہل مقدمات کے
آرام کے لئے کافی ہین مگر اکثر لوگ درختون کے نیچے ہی بیٹھتے ہین اب تینون
سمت کی عمارات کا حال مفصل بیان کیا جاتا ہی ۔ پہلی شمالی عمارت کا حال
یہ ہی کہ یہ عمارت شرقاً غرباً دوسو ستائیس ۲۲۷ فیٹ ہی اسکے اندر پانچ کمرے
ہین وسط مین ہال یعنی بڑا کمرہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے اجلاس کا
یہ وسیع کمرہ سب سے بڑا طول مین ۴۳ فٹ اور عرض مین چوبیس ۲۴ فٹ ہے
دروازہ اسکا اور کمرون سے بڑا رکھا گیا ہی اندر کمرے کے صاحب ڈپٹی کمشنر
بہادر کے اجلاس کا چبوترہ ہی جسکے آگے چوبی جنگلہ لگا ہوا ہی اور پلیڈرون
کے بیٹھنے کے لئے اجلاس گاہ کے آگے علیحدہ مکان ہی اس بڑے کمرے کے
یمین و یسار یعنی شرق و غرب چار چار کمرے عالیشان بنے ہین اور دونو
طرف گوشون پر غسلخانے بنائے گئی ہین یہ ہر ایک کمرہ طول مین تیس ۳۰
اور عرض مین بیس ۲۰ فیٹ ہی شرقی چار کمرے صاحب اسسٹنٹ کمشنر و لوکل فنڈ
و انگریزی دفتر و ہیڈ کلارک کے لئے تعمیر ہوئے اور غربی چار کمرے ایک
صاحب اسسٹنٹ کمشنر اور دو صاحبان اسسٹنٹ کمشنر اور ایک عملے
کے لئے بنائے گئے ہین اس عمارت شمالی کے تین طرف برانڈہ عالیشان بنایا گیا ہے

اور دہن مدور قالبوتی عالیشان رکھے گئے ہین یعنی شمالی وجنوبی چہرہ کچہری و شرقی سمت برانڈے تعمیر ہوئے ہین غرب کی سمت کو کوئی برانڈہ نہین شمال کی سمت وسط مین ڈیوڑہی بڑے کمرے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے ہین اُسطرف سے صاحب تشریف لاتے اور لیجاتے ہین اور یگہی ڈیوڑہی کی سقف کے سایہ کے نیچے کہڑی ہوتی ہی چہتین ان کمرون کی سب بیم کڑی کی نہایت عمدہ و موزون ڈالی گئی ہین اور برانڈون کے پیل پائے اکہرے گول رکہے گئے ہین شمال کی سمت اسکی بالائی منزل پر جانے کے لئے فراخ ومقطع زینہ خشتی بنا ہوا ہی جب انسان اوپر جائے تو وہ کل مکان تین درجے مین تقسیم کیا ہوا معلوم دیتا ہی شرقی حصہ مین دفترخانہ بال یعنی کلکٹری بنایا گیا ہی اور غربی حصہ مین دفترخانہ اشٹامپ حیذاری و دیوانی یعنی محکمہ جیوڈیشل ان دو نو دفترخانون مین بڑی بڑی الماریان چوبی بنائی گئی ہین جن پر بستے اشلون کے بندہے ہوئے ہزارون رکہے ہوئے ہین وسط مین مکان کمیٹی ہی جب کبہی مجمع ہوتا ہی تو اس جگہ اجلاس کیاجاتا ہے اس جگہ میز بچہی رہتی ہے اور کرسیان رکہی رہتی ہین اسی مکان کے شمالی حصہ مین محکمون کا دفتری بیٹہا ہے اور اُسکے سوای نقلنویس محکمہ کے کام کرتے ہین ان درجون کی چہتین قینچی دار ہین اور نہایت مضبوط باہر دفترخانون کے برانڈے قالبوتی درون کے جنکے دوہرے دوہرے ستون ہین نہایت مقطع بنائے گئے ہین بڑا محافظ دفتر کلکٹری دفتر مین اور اُسکا نائب دفتر جیوڈیشل مین کام کرتا ہے اس درجہ کی چہت پر بیم اور کڑیان پڑی ہین غرب کی عمارت مین اس کچہری کے سات کمرے ہین اور اُنکے آگے صحن کیطرف بدستور برانڈہ ہے جنکے قالبوتی دہن ہین اور اکہرے ستون ہے سات کمرے

مفصلہ ذیل حکام و عملہ کے لئے تعمیر ہوئے ہیں پولیس کا دفتر پولیس کا انگریزی دفتر - اجلاس گاہ صاحب ڈسٹرکٹ سپرنڈنٹ - اجلاس گاہ اسسٹنٹ صاحب ڈسٹرکٹ سپرنڈنٹ - جائے نشست شرف عدالت مع عملہ - جائے اجلاس منصف مگر منصف اب اس جگہ کچہری نہیں کرتا اور حکام اجلاس کرتے ہیں - اجلاس گاہ صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر یہ کمرے گویا دوہرے ہیں غرب کی طرف انکے دوسرا درجہ بہی ملحق انکے ساتھہ ہی اور اسطرف دروازے رکہی گئی ہیں چھتیں ان سب کی قینچی دار ہیں اور دوسرے درجوں کی چھتیں بیم کڑی کی ڈالی گئی ہیں شمالی کمروں اور غربی کمروں کے درمیان ایک کہلا رستہ اُسی قدر ہی جسقدر شمالی کمروں کے برانڈہ کا عرض ہی - شرقی عمارت متعلقہ کچہری میں پانچ کمرے تعمیر ہوئے بتفصیل ذیل - خزانہ کا انگریزی دفتر رجسٹرار اور صاحب مہتمم خزانہ کے اجلاس کا کمرہ خزانہ رکہنے کا کمرہ خزانچی اور خزانچی کے متعلقات کے بیٹھنے کے لئے - پلیڈروں اور مختاروں کی اجلاس و قیام کے لئے ان کمروں کے اندر ایک رستہ بہی آمد و رفت کے لئے رکہا گیا ہے جسمیں سے صاحب رجسٹرار کے اجلاس کے کمرے میں بہی آمد و رفت ہوتی ہی یہ پانچوں کمرے بہی دوہرے ہیں یعنی ایک درجہ ملحقہ انکا شرق کی سمت بہی ہی اور اُسمیں سے شرق کی سمت دروازے کہلے ہیں اور خزانہ کے پہرے اور سپاہیوں کے لئے بہی مکان بنایا گیا ہی ان پانچوں کمروں کے آگے بجانب غرب یعنی بطرف صحن کچہری برانڈہ بدستور بنایا گیا ہی اور ہر ایک عمارت کے برانڈہ کا عرض و مقدار ۱۴ فٹ کا ہی + اس عالیشان مکان کی تعمیر پر سرکار فیضدار کا ایک لاکھہ روپیہ صرف ہوگیا اور تمام عمارت پختہ چونہ کی تعمیر ہوئی ہی اور رنگ عمارت کا باہر سے سرخ رکہا گیا اور کمروں کے

اندر عمدہ سفیدی کی گئی فرش چوکہ کا لگا یا گیا غرض استحکام مکان و تزئین عمارت مین مولف کتاب نے کوئی دقیقہ باقی نہین رکھا +

مکان سینٹ ہال

یہ مکان سینٹ کے جلسے اور یونیورسٹی کے لئے بمنظوری گورنمنٹ و باہتمام مولف کتاب بنوایا گیا اور چونتیس ہزار روپیہ نواب صاحب بہادر والی بہاولپور کا اسکی تعمیر پر خرچ ہوا اور مولف کتاب ایگزیکٹو انجنیر تعمیرات ڈویزن لاہور نے اسکو بکمال توجہ و عرق ریزی سے بنوایا اسی مکان مین صاحب رجسٹرار قیام رکھتے ہین اور اسی مین سینٹ کے جلسے ہوتے ہین - بڑی اینٹ سے یہ مکان پختہ تعمیر ہوا طول اسکا ایکسو اٹھائیس ۱۲۸ فٹ اور عرض اسّی فٹ بیل پائے بیچ کے درون کے ہشت پہلو اور گوشون کے مربع ہین ڈیوڑہی بسمت شمال ہی جسکا چھتیس ۳۶ فٹ طول اور سولہ ۱۶ فٹ عرض ہے چھتین اسکے درمیانی کمرون کی قینچی کی اور برانڈے کی شہتیر کڑی کی ہین چھتون کے اوپر سلیٹ کا پتھر لگا یا گیا ہے روشندان بڑے کمرون مین لکڑی کے خوشنما لگائے گئے ہین کمرے اسکے مقطع پانچ اور چار غلسخانے گوشون پر ہین اور جنوب کی سمت ایک کمرہ دفتری کا اور ایک طرف پرائیوٹ کمرہ اور برانڈہ اور سینٹ کا بڑا کمرہ اکہتر ۷۱ فٹ طول اور ۴۳ فٹ عرض اور دوسرا کمرہ غرب کی سمت اُنچاس ۴۹ فٹ طول اور بیس فٹ عرض اور رجسٹرار صاحب کے رہنے کے تین کمرے کلان ہین ایک ۳۳ فٹ طول اور ۲۰ فٹ عرض اور دو کمرے ۲۳ فٹ طول ۱۴ فٹ عرض اور ایک رستہ ۲۳ فٹ طول اور دس فٹ عرض اور دو کمرے اسباب رکھنے کے ۱۷ فٹ طول ۱۰ فٹ عرض کے بنائے گئے ہین + اس مکان کی عمارت باہر سے سب سرخ اور اندر سے

پستہ کاری ہی اور ڈیوڑہی کی بالائی دیوار مین ایک پتہر پر مضمون صورت کا کندہ کرکے لگایا گیا ہی جسمین عبارت انگریزی جسکا ترجمہ یہ ہے کہ یہ مکان نواب صاحب بہاولپور کی طرف سے تعمیر ہوا بخط انگریزی تحریر ہے اسلیئے کہ یہ مکان نواب صاحب کے روپیہ سے تعمیر ہوا ہی +

مکان ہسپتال سرکاری

یہ سرکاری مکان لاہور کی عالیشان عمارات مین سے شمار ہوتا ہی شہر لاہور شاہ عالمی دروازے کے باہر متصل سراے دیوان رتن چند کے بنایا گیا ہے ایک لاکہہ پچپن ہزار روپے اس مکان اور اسکے متعلقات مکانات کی عمارت پر صرف ہوا سنہ ۱۸۷۰ء مین اسکی عمارت باختتام پہنچی تین سال تک عمارت جاری رہی مہتمم اسکی تعمیر کا سرکار کے حکم سے مولف کتاب ہذا تہا۔ راقم نے بکمال خبرگیری و عرق ریزی اس اہم کام کو بانجام پہنچایا اور سرکار کے اقبال سے یہ ایسا عالی جاہ تعمیر کا مکان بنا کہ جسکو دیکہکر حکام ذوی الاحتشام نے راقم کو مورد تحسین و آفرین کیا۔ یہ مکان صورت مین طولانی شرقاً غرباً دو منزلہ ہی تمام عمارت اسکی بڑی اینٹ ڈیل سے بنائی گئی ہی اور مکان کے متعلق بڑا احاطہ ہی اور چاردیواری بہی بڑی اینٹ سے ساڑہے تین فٹ بلند رکہی گئی ہی شمالی اور شرقی دو دروازے ہین جسمین آہنی پہاٹک لگے ہین + سکہی سلطنت کیوقت اس موقع پر ہری سنگہ کا باغ پختہ بنا ہوا تہا وہ ایک امیر دربار لاہور تہا جسکے متعلق تمام شہر کی سائر یعنی محصول اشیاے تجارتی تہا اب باغ کی عمارت سابقہ سب گرائی گئی صرف چاہ کلان باقی رکہا گیا جسپر اب چرخ چوب جاری ہی اور احاطہ کے باغیچہ کو اُس سے پانی دیا جاتا ہے۔ اس ہسپتال کی عمارت طول مین

چار سو اڑتالیس فٹ اور عرض ساڑھے اکیاون فٹ ہی اور ارتفاع دو منزلہ پینتالیس فٹ پانچ اسکے مینار ہین چار چار کونون پر یہ مینار خورد ہین اور گنبدیان نہایت خوبصورت دریچہ دار بنی ہین بڑا مینار وسط مین بہت بلند ایکسو دس فٹ ارتفاع کا جو دور سے نظر آتا ہی اور مکان کی عزت و شان اُس سے ظاہر ہوتی ہی گوشون کے چارون خورد مینار ستتر فٹ ارتفاع مین ہین جو نہایت خوبصورت معلوم ہوتے ہین کل مکان کے متعلق دس کمرے ہین بڑا کمرہ ہال ٹاور یعنی مینار کلان کے نیچے ہی اس جگہ کبھی کبھی ڈاکٹر صاحب بیٹھتے ہین اور رستہ دونو طرف مکان کے آنے جانے کا اسی مین سے ہی اسکا عرض و طول اٹھارہ اٹھارہ فٹ کا ہی دو کمرے بڑے ہین طول مین ایکسو پندرہ فٹ اور عرض مین بائیس فٹ ان دونو مین مریض رہتے ہین اور انکی چارپائیان بچھی رہتی ہین یہ دونو کمرے کنارون پر ہین ایک شرقی سمت اور دوسرا غرب کو اور ایک وہ کمرہ ہی جسمین زینہ بنا ہی اور اس زینہ سے چڑھ کر اوپر کی منزل پر جاتے ہین یہ طول مین بیس فٹ اور عرض مین بارہ فٹ سے اور ابھی پیمایش کے دو اور کمرے ہین جہان کچھ بھی ہوتا ہی اور مریضون کے دانت نکالی جاتی اور پھوڑے چیرے جاتے ہین اور عضو واجب القطع کاٹے جاتے ہین ان کے سوای دو اور کمرے طول مین بیس فٹ اور عرض مین تیرہ فٹ ہین ان دونو مین ڈاٹ لگا کر دو کمرون کا ایک کمرہ کیا ہوا ہے اس جگہ ڈاکٹر صاحب بیٹھتے اور بیمارون کو دیکھکر اُن کو دوائی دیتے ہین اور ایک کمرہ طول مین اٹھائیس فٹ اور عرض مین بیس فٹ ہی اسمین دوائی کا گودام جمع ہی اور قسم قسم کی ادویات بیمارون کے لئے موجود و مہیا رہتی ہین اور دو کمرے اور طول بیس فٹ اور عرض بارہ فٹ کے ہین انہین بیمارون

کی پوشاک کا گودام رکہا جاتا ہی - دوسری منزل کے مکانات اور کمرے مطابق
نیچے کی منزل کی بین ہال کمرے کے اوپر کے کمرے اور اُسکے ساتہہ کے غربی کمرے
مین وہ لوگ قیام پذیر رہتے ہین جنکی آنکہین بنائی جاتی ہین اور اُنکی ساتہہ
کے دو غربی کمرون مین طالب علم رہتے ہین اور کبہی آنکہون کے بیمار بہی رکہے
جاتے ہین ہال کمرے کی شرقی کمرون مین سے ایک وہ کمرہ ہی جسمین آنکہین
بنائی جاتی اور پیتہری نکالی جاتی ہی لیکن پہی کبہی کبہی اُس جگہ دیا جاتا ہے
اور اُسکے متصل کے دو کمرون مین دوائی کا گودام ہی مینار کلان کی تیسری
منزل مین طالب علم پڑہائے جاتے ہین اور اُنکو اوزار ڈاکٹری کے دکہلائے
جاتی ہین چوتہی منزل صرف ہوا لینے کیواسطے ہی جب انسان اسپر جاتا ہے
اسکے دریچون سے چارسمت دور دور نظر جاتی ہے اور ایک لطف نظر آتا ہے
اُسکے اوپر عالیشان گنبد ہی غرض اس مینار کی چار منزلین علاوہ گنبد کے
بنائی گئی ہین - گوشون کے چار خورد میناروں کی صورت نہایت مطبوع رکہی گئی ہے
اُنہین جنوبی دو نو میناروں کی منزل زیرین مین بیمارون کے نہانے کے لئے
حوض بنائے گئے ہین اور نیز وہ بہٹی جسکے ذریعہ سے بواسیر وغیرہ کی مریضون کو
کوئی دوائی جلا کر دہونی دیجاتی ہی اور اوپر کی دوسری منزلون مین اسباب
پڑا رہتا ہے اور زینہ دوسری طرف اُتر جانے کو بنایا گیا ہے تیسری منزل اُنکی
خالی رہتی ہے شمالی دو نو میناروں کی پہلی اور دوسری منزلون مین پاخانے
ہین اور تیسری منزل خالی رہتی ہے - اس عالیشان مکان کے چارون طرف
دو منزلہ برانڈے شمالی اور جنوبی دہن شمار ہین چالیس چالیس ہین عمارت
اُنکی قالبوتی مرغولی ہی اور تین تین دہن شرق اور غرب کی سمت ڈیوڑہی
اسکی وسط مکان جسکے آگے یعنی شاہ ودکلان کے ہال کمرے کے آگے نہایت

عمدہ بنائی گئی ہے اسکا طول چھبیس فٹ اور عرض سترہ فٹ رکھا گیا ہے اسکی چھت پر ایک جنگلہ خوبصورت بنایا گیا ہے اس ڈیوڑہی کی چھت کے نیچے صاحب لوگوں کی نگہبان آکر کہڑی ہوتی ہیں اور اسی طرح کا جنگلہ جو ڈیوڑہی کی چھت کے اوپر ہے اوپر کی منزل کے برآمدے کے درون میں بطور کٹہرہ لگایا گیا ہے جو نہایت خوبصورت معلوم ہوتا ہے۔ چھتیں اس عالیشان مکان کے اوپر کی قینچی دار ہیں جنپر سلیٹیں لگائی گئی ہیں اور زیرین چھتیں الٹی قینچی اور ڈاٹ والی ہیں فرش چوکہ کا ہے۔ مکانات متعلقہ وشاگرد پیشہ کے مکانات میں سے ایک مکان باورچیخانہ ہے جسمیں چار کمرے الگ الگ بنائی گئے ہیں ایک کمرے میں ہندوؤں دوسرے میں مسلمانوں تیسرے میں عیسائیوں و یوروپین بیماروں کے لئے کہانا پکایا جاتا ہے باورچی وملازمین جنکے متعلق یہ کام ہے ہندو ومسلمان ملازم ہیں چوتہے کمرے میں دوکاندار رہتا ہے جس سے اشیائے خوردنی لیجاتے ہیں۔ دوسرا مکان چیچک گہر ہے اسمیں چیچک بیماری کے بیمار رہتے ہیں اسمیں صرف ایک کمرہ مربع بیس بیس فٹ طول وعرض کا بنا ہے اور باہر چار سمت برانڈہ ہے۔ تیسرا مکان مردے کے امتحان کے لئے بنایا گیا ہے اسمیں وہ لاشیں رکہی جاتی ہیں جنکا چیرنا ضرور ہوتا ہے۔ چوتہا مکان پاخانہ عام ملازمین ہسپتال کے لئے بنایا گیا ہے۔ پانچویں مکان کٹہمل مارنے کے لئے بنا ہے اسمیں ایک آہنی حوض ہے نیچے اسکے بطور حمام کے بہٹی ہے جب بیماروں کی چارپائیوں میں کٹہمل پیدا ہو جاتے ہیں تو اس حوض میں پانی نہایت گرم کرکے چارپائی اسمیں رکہدی جاتی ہے کٹہمل سب مرجاتے ہیں احاطہ کے اندر سوائے چاہ کلاں قدیمہ جسپر چرخ چوب ہے ایک اور چہوٹا چاہ بہی کہدوا گیا ہے جس سے پانی پینے کے لئے بہرا جاتا ہے ✤

مکان نیو کالج لاہور

یہ عالیشان مکان سرکار فیضمدار انگریزی کے حکم سے ۱۸۷۲ء میں بنیا شروع ہوا اور مولف کتاب کے اہتمام و نگرانی میں پانچ برس کے عرصہ میں بنکر تیار ہوا عمارت اسکی نہایت عمدہ پختہ چونہ کی بنائی گئی ہر باہر کی عمارت اور برانڈون کی عمارت پر ڈبل اینٹ لگائی گئی ہر دو منزلہ مکان پختہ نہایت مقطع بنا ہر اوپر کے برانڈون اور ڈہنون کے ستون اور دریان سیاہ پتھر چنیوٹی سے بنائی گئی ہین سقف زیرین یعنی نیچے کی منزل کی چہت بیم اور کڑیون سے مرتب ہوئی ہر اور منزل ثانی کی چہت قینچی دار ہے جس پر سنگ سلیٹ کی تختیان نصب ہوئی ہین یہ پتھر کوہ دلہوزی سے آتا ہے منزل ثانی کے برانڈون کے دیشوت کے بیرحل سنگ سرخ کو ڈالے گئے ہین جنسے خوبی و استحکام اس مکان کا دوبالا ہوگیا ہر - اس عالیشان مکان کی منزل زیرین کی تقسیم چودہ کمرون اور ایک بڑے ہال مین ہوئی ہے اور بڑے ہال کی چہت بہت اونچی دو تو منزلون کے برابر رکھی گئی ہے جو نہایت خوبصورت و مطبوع نظر آتی ہر چارون طرف ہال کے دوسری منزل کی شہ نشینیں مکان کی زینت کو دوچند کرتی ہین بالائی منزل پر صرف چودہ کمرے نیچے کے کمرون کے اوپر تعمیر ہوئے ہین اور سب پر قینچی دار چھتین ہین بڑے ہال کا پچپن فٹ طول اور ۳۵ فٹ عرض ہے اور برانڈہ یعنی گیلری اسکی دس فٹ چوڑی رکھی گئی ہر اندرونی ارتفاع ہال کا سر قینچی ستر فٹ شمار کیا گیا ہر ہال کے سوا جو اور جتنے کمرے ہین انمین سے آٹھہ کمرے تو بیس فٹ طول اور بیس فٹ عرض کے ہین اور دو کمرے بتیس فٹ اور اٹھارہ فٹ عرض کے اور چار کمرے بیس فٹ طول اور پندرہ فٹ

عرض کے اور ایک کمرہ مینار کلان کے نیچے اٹھارہ فٹ مربع کا ہی یعنی عرض و
طول اُسکا برابر اٹھارہ اٹھارہ فٹ ہی برانڈہ بیرونی مکان جو ہر چار سمت ہے
دس فٹ چوڑا رکھا گیا ہی جو نہایت موزون ہے ۔ اس مکان کی چار ڈیوڑھیاں
آمد و رفت کیواسطے رکھی گئی ہین بڑی ڈیوڑھی شرق کی سمت کو اکتیس ۳۱ فٹ
طول اور سترہ فٹ عرض کی ہی اور غربی ڈیوڑھی چھبیس فٹ طول اور سترہ فٹ
فٹ عرض شمالی ڈیوڑھی بارہ فٹ طول دس فٹ عرض ۔ جنوبی ڈیوڑھی مینار
کلان کے نیچے اٹھارہ فٹ طول اور اٹھارہ فٹ عرض ہی اس مکان کے
اوپر جانے کے لئے چار زینے بنائی گئے ہین دو زینے تو ہال کے اندر سے اوپر
کو جاتے ہین اور ایک زینہ وہ ہی جسپر مینار خود بنایا گیا ہی چوتھا زینہ بگوشہ
شرق و شمال ہی ان چارون زینون سے مکان کی چھت پر آمد و رفت ہوتی
ہی کرسی اس عالیشان کالج کی زمین سے بمقدار تین فٹ کے اونچی ہی اور
بمقدار تینتیس فٹ کے ارتفاع برانڈون اور کمرون کا منزل اول تک نکالا
ہے دوسری منزل کی بلندی مع منڈیرون کے سوا پچیس فٹ ہی جسپر بلندی
اور قینچی دار کمرون کی ساٹھ ہی چودہ فٹ ہی اور منڈیر سے بڑے ہال کی قینچی کی
بلندی ۳۳ فٹ گنی جاتی ہی ۔ اس مکان کے دو مینار نہایت خوش قطع و پسندیدہ
وضع ہین ایک تو بڑا ہی اور دوسرا چھوٹا بڑے مینار کی بنیاد کی کرسی تک پندرہ
فٹ اور بلندی ایکسو چھتر فٹ مع آہنی سیخ کے ہی منزلین مینار کی چار ہین
چوتھی منزل کے اوپر گنبد طولانی نہایت خوبصورت بنا ہی اور گنبد پر چھت کی
چادرین نصب ہین جس سے گنبد کا دوچند استحکام ہی بالائی سیخ ہین چار حرف
طلائی اطراف تا چارون طرف تحریر کئے گئی ہین اور اُنپر ایک طلائی پنکھا
لگایا گیا ہی اسی مینار کی چہارم منزل کے اندر ایک کلاک گھنٹہ بہت بڑا

ر کہا گیا ہے اور اسکے بجنے کی آواز دور دور پہنچتی ہے دوسرا مینار جو زینہ گوشہ
شمال غربی پر بنا ہے بلندی اسکی ۲۸ فٹ سیج تک ہے اور تین منزلیں ہیں
تیسری منزل کے اوپر مخروطی طولانی گنبد بنا ہے تیسری منزل کے درچے کے
چاروں طرف چار محرابی کھلے ہوئے ہیں ہر ایک دہن کے ستون اور دو بیان
سنگ سیاہ کی اور حبیت اکی تختی گنبد کے اوپر لگی ہوئی ہیں اور بالائی
سیج میں ایک دائرہ سنہری شرق و غرب بتلانے کے واسطے نصب ہے
ہال اور کمروں کی بالائی فینچیوں کے اوپر نجیرہ آہنی ایسا خوبصورت نصب
ہوا ہے جس سے مکان کی شان و شوکت دوبالا نظر آتی ہے انکی بغیر ہر کمروں
کے تین روشندان چوبی ہشتی مخروطی شکل کے ایسے لگائے گئے ہیں جس سے
تازہ ہوا بھی کمروں کے اندر جاتی ہے اور روشنی بھی ہوتی ہے
دوسری منزل کے برانڈوں کے ہر ایک دہن میں جنگلہ آہنی جالیدار بطور
کٹہرہ نہایت عمدہ و خوبصورت مستحکم اڑہائی فٹ اونچا لگایا گیا ہے بلکہ بڑے
ہال کے گیلری کے دہنوں میں بھی وہی آہنی جنگلہ نصب ہے اس عالیشان
کالج کا طول شمال سے بطرف جنوب ایکسو چہیاسٹھ فٹ اور مشرق سے بسمت
مغرب دوسو چہیاسٹھ فٹ اور بنیاد تیرہ فٹ گہری رکھی گئی ہے اور استحکام
مضبوطی سے کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا گیا یہ عمارت حکام ذوی الاحتشام
نے پسند فرمائی اور چندروں میں کہ شاہزادہ عالی تبار ولی عہد سلطنت
انگلشیہ جناب شہزادہ پرنس آف ویلز صاحب بہادر ولایت سے
ہند کی سیر کو تشریف لائے تو بوقت تشریف آوری لاہور کے اسی مکان
میں اجلاس کیا پھر جناب لارڈ ڈلٹن صاحب بہادر گورنر جنرل نے لاہور
میں آکر اسی میں اجلاس یونیورسٹی کا کیا اور مکان کو دیکھکر خوشنودی

ظاہر کی اب جس روز سے کہ لارڈ رپن صاحب گورنر جنرل بہادر و وایسرائے
کشور ہند کی گورنری کے تخت پر اجلاس فرما ہین وہ بہی دو دفعہ لاہور
مین رونق افزا ہوئے اور اسی مکان مین یونیورسٹی کا جلسہ ہوا اسی مکان
مین یونیورسٹی کالج کے طلبا بہی پڑہتے ہین جسکے سرپرست و افسر جی ڈبلیو
ڈاکٹر لیٹنر صاحب بہادر ہین اور اسی مبارک مکان مین گورنر جنرل
بہادر وایسرائے کشور ہند نے دربار حال مین یونیورسٹی لاہور کی ڈگری دی
تین لاکہہ بیس ہزار روپیہ سرکار کا اس بے مثل مکان کی تعمیر مین صرف ہوا ہے

مکان آرٹ سکول یعنی مدرسہ صنعت کاری

اس مدرسے کے طالب علمون کو لکڑی کے عمدہ عمدہ کام و منبت و پہول
پتے و بیل بوٹا و مصوری نقاشی وغیرہ بہت سے ہنر سکہلائے جاتے
ہین سرکار کے حکم سے اس عالیشان عمارت کا آغاز زیر نگرانی و اہتمام مولف کتاب
سنہ ۱۸۸۱ء مین ہوا اور سنہ ۱۸۸۲ء مین کام باختتام پہنچا عمارت اسکی نہایت
پختہ چونہ و ڈبل اینٹ کی بطرز پنجابی عمارت کی بنائی گئی ہے مولف کتاب نے جو
سرپرست و مہتمم اس عمارت کا تہا بہت سی کوشش و عرق ریزی اسکی
استحکام و حسن انتظام مین کی جس سے حکام عالی مقام بہی خورسند
ہوگئے طول اسکا شرقاً غرباً ایکسو چپن فٹ اور عرض جنوباً شمالاً ۲۵ فٹ
رکہا گیا ہے اور عمارت دو منزلہ نہایت منقطع و خوش اسلوب بنائی گئی
ہے اسکا مکان کے چار کمرے اور ایک ہال یعنی کمرہ کلان ہین ایک
کمرہ بجانب شرق اور ایک بجانب غرب اور وہ باقی کمرے جو آن
دو سے عرض و طول مین کم ہین متعلق ہال کے تصور کئے جاتے ہین شرقی
کمرہ ۳۴ فٹ طول اور اٹہارہ فٹ عرض کا ہے اور اسی مقدار پر غربی

کمرہ کا عرض و طول رکہا گیا ہی اور جو دو کمرے ہال کے متعلق سمجہے جاتی ہین چوبیس ۲۴ فٹ طول اور پندرہ ۱۵ فٹ عرض کے ہین خاص ہال یعنی بڑا کمرہ اٹھائیس فٹ لمبا اور چوبیس ۲۴ فٹ چوڑا ہی جو نہایت خوبصورت نظر آتا ہی برانڈہ بیرونی صرف تین طرف یعنی بسمت شرق و غرب و جنوب بنایا گیا ہے شمال کی سمت برانڈہ تجویز نہین ہوا یہ برانڈہ شرق و غرب کی طرف آٹھ فٹ چوڑا اور ساڑہے چوبیس ۲۴½ فٹ اونچا ہی جسمین سے تین فٹ مکان کی کرسی کی بلندی منہا ہوکر ساڑہے اکیس ۲۱½ فٹ باقی بلندی برانڈے کی محسوب ہوتی ہے اور ان شرقی غربی برانڈون کے صرف دو دو دہن محرابی دوری دار رکہے گئے ہین اور صورت نہایت مقطع و دلپسند ہے جنوبی برانڈے کے گیارہ دہن محرابی بنائے گئے ہین اور چوڑائی مختلف ہے یعنی شرقی غربی کمرون کے محاذ مین تو یہ برانڈہ نو ۹ فٹ چوڑا ہی اور بڑے ہال کے محاذ مین دس فٹ - دروازے اس عالیشان مکان کے تیرہ تجویز ہوئے ہین ایک ایک تو بطرف شرق و غرب اور پانچ جنوب کی سمت جسمین ایک خاص آمد و رفت کا دروازہ ہی اور دو مکانات گودام ایک بگوشہ جنوب شرق اور دوسرا بسمت غرب جنوب دس فٹ آٹھ فٹ کی مقدار کے تعمیر ہوئے ہین ان دروازون مین سے ایک پاشت کلان انکے متعلق ہی اور تمام دریچے اندرونی و بیرونی اس مکان کے سترہ ۱۷ ہین ان مین سے گیارہ دریچے شمال کی سمت اور چار دو نو گوداموں مین اور دو مغربی و شرقی کمرون مین برانڈون کے اندر رکہے ہین - ہال اور کمرون کی بلندی یکسان رکہی گئی ہے کچھہ تفاوت نہین ہی زینہ اس مکان کا بسمت غرب بنایا گیا ہے چھبیس ۲۶ سیڑہیان چڑہ کر اوپر جاتے ہین - بیرونی دیوار کی پہلی منزل

کی حدتک جو کارنس نکالی گئی ہی اُسمین نہایت خوبصورت منوتی کام
ہے جس سے زینت وخوبی مکان کی دوبالا نظر آتی ہی پہلی چھت اس مکان
شہتیرون وکڑیون وچوکون سے مرتب کی گئی ہی اور ہال کی چھت پر لوہے
کی گاڈر یعنی آہنی شہتیر چار عدد چڑہائے گئے ہین جنسے استحکام چھت کا بدرجہ
غایت ہی- دوسری منزل اس مکان کی نیچے کی منزل کے مطابق نہین بنی
صرف مکان ہال اور اُسکے دونو متعلق کمرون کے اوپر ایک بڑا عالیشان
کمرہ بنایا گیا ہی یہ کمرہ ترینٹھہ ۶۳ فٹ طول اور پچیس ۲۵ فٹ عرض اور بیس فٹ
بلند ہی اور جنوب کی سمت برانڈہ مطابق برانڈہ زیرین بنا ہی اس بڑے
کمرے کی چھت قینچی دار ہی جو شمار مین بارہ قینچیان ہین سقف کے اوپر
سنگ سلیٹ کی تختیان نصب ہین چھت کے مہرہ کے نیچے منوت
کا کام ایسا خوبصورت کیا گیا ہی جسکو دیکھکر صاحب نظر لوگ خوش ہو جاتے
ہین قینچیون کے نیچے جو کمانچے ہین اُنکے ساتھہ چونے کے پھولون کے
گچھے نہایت خوبصورت بنائے گئے ہین اس بڑے کمرے کے پانچ درکلان
تو بسمت شمال ہین اور تین دروازے بسمت جنوب برانڈے کی اندر
اور شرق وغرب کی سمت ایک ایک دروازہ ہی برانڈہ بالائی کے پانچ
درمحرابی ہین - بالائی ہال یعنی کمرہ کلان کے چار گوشون پر چار مینار مقطع
خوبصورت ہشت پہلو پختہ نہایت عمدہ تعمیر ہوئے ہین ایک ایک مینار
پر ایک ایک گنبد اور اُسمین آٹھہ آٹھہ درمحرابی کھلے ہوئے فرحت بخش
چشم اہل نظارہ ہین یہ مینار ہال کی چھت سے برجی کے کلس تک بیس فٹ
طول اور سوا چھہ فٹ موٹا ہی اُنکے علاوہ آتشدانون کی برجیان بھی
مقطع وخوش وضع بنائی گئی ہین جنوبی دونو مینارون کے اندر سے کو زینے

دور وار اوپر کی منزل کے برانڈے کی سقف تک جاکر ختم ہو جاتے ہین۔
انکے سوائے اور کوئی زینہ نہین ہے۔ اس مکان کی تیاری اور مکانات
شاگرد پیشہ کی تعمیر کے لئے سرکار نے بیالیس ہزار روپیہ منظور فرمایا تہا
جسمین سے اڑتیس ہزار روپیہ تو خاص سکول کی تعمیر پر صرف ہوا
اور چار ہزار روپیہ شاگرد پیشے کے مکانات کی تعمیر پر خرچ کیا گیا جنوری
سنہ ۱۸۶۴ع مین جو جلسہ نمایش عجائبات صنعت کاری پنجاب نہایت
آب و تاب سے زیر نگرانی مسٹر کپلنگ صاحب بہادر پرنسپل مدرسہ صنعت کاری
ہوا تو اسی مبارک مکان مین ہوا اور ایک جدید عمارت چند روز کیواسطے
صرف اسباب کے پہیلانے اور اسکی نمایش کے لئے بنائی گئی تہی اور بارہ دری
باغ نواب وزیر خان سے اس سکول تک [illegible] عمارت بناکر دونو عمارات کو ایک
کردیا گیا تہا اور نواب لفٹننٹ گورنر وغیرہ حکام والا مقام و روساے عالیشان
نے اس جلسہ مین تشریف لاکر دربار کے جلسے کو رونق دی ایک ماہ تک
عجائب گاہ کہلا رہا سب اسباب بدستور رکہا رہا جو شخص کوئی اسباب
خرید کرتا اسکے نام کا ٹکٹ اسپر لگا دیا جاتا اور کہہ دیا جاتا کہ بعد ایک ماہ کے
یہ چیز تمہارے پاس پہنچا کر قیمت منگوالی جائیگی اشیاے عجیبہ پیش کرنیوالون
کو انعام بہی ملے جب جلسہ ختم ہو چکا اور ایک ماہ منقضی ہو گیا تو وہ عارضی
مکان گرا دیا گیا جو اس سکول اور بارہ دری کے درمیان تعمیر ہوا تہا +

کوٹہی تار گہر

یہ وہ مکان ہے جس سے تار برقی جاری ہوتی ہے اور ہزارون کوس کے
فاصلہ سے پیغام آتے جاتے ہین پہلے یہ کارخانہ ایک عارضی کوٹہی مین
تہا اور مستقل مکان بنانے کی تجویز درپیش تہی آخر کار گورنمنٹ سے اسکی

منظوری ہوئی اور ہال صاحب سابق ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور کی کوٹھی
کے غرب کے اُس قدیمیہ چاہ کی زمین پر جو سابق بعہد سکھی الاچی گلشان
کا چاہ کہلاتا تہا اور موضع مزنگ کے زمیندار معاوضہ اُسکا سرکار سے
لے چکے تہے یہ عالیشان مکان بننا شروع ہوا اور حکام اعلے محکمہ تعمیر سے
مولف کتاب کے نام جو عہدہ ایگزیکٹو انجنیر تعمیرات لاہور ڈویزن رکہتا تہا
اسکی تعمیر کا حکم صادر ہوا اور ۱۸۸۰ء میں اسکی عمارت کا آغاز ہوا *
اس مکان کی تمام عمارت پختہ چونہ کی بنائی گئی اور اینٹ ڈبل یعنی بڑی
اینٹ لگائی گئی ہے طول اسکا ایکسو پچیس ۱۲۵ فٹ چھہ انچ اور عرض اڑسٹھ ۶۸ فٹ
چھہ انچ ہے مکان صرف ایک منزلہ ہے دوسری منزل اسپر نہیں بنائی گئی
تیرہ کمرے اور ایک بڑا کمرہ یعنی ہال اور دو غسلخانے اور ایک ڈیوڑہی
ہے انمیں سے چار کمرے تو اٹہارہ فٹ مربع ہیں اور چار کمرے اٹہارہ فٹ
چھہ انچ طول اور دس فٹ عرض اور دو کمرے اکیس فٹ طول اور
دس فٹ عرض اور ایک کمرہ اکیس فٹ طول اور بارہ فٹ عرض
اور دو کمرے اُنتیس فٹ طول اور دس فٹ عرض اور بڑا ہال پچاس
فٹ طول اور بیس فٹ عرض اور دو غسلخانے دس دس فٹ مربع ہیں اور
ڈیوڑہی گوشہ جنوب مغرب پر بناکر تعمیر ہوئی ہے برانڈہ بیرونی بسمت
مغرب دس فٹ چوڑا رکہا گیا ہے آٹہہ دروازے اور چار کہڑکیاں بسمت
شرق پانچ در بطرف غرب اور تین تین کہڑکیاں بجانب جنوب و شمال ہیں
اندرونی ہال کے چار دروازے اور باقی کمروں میں دو دو دروازے
رکہے گئے ہیں کرسی اسکی زمین سے ساڑہے چار فٹ اونچی اور بنیادیں
گہری مستحکم اور کل ارتفاع برانڈے تک مع کرسی اکیس فٹ شمار میں آتا ہے

اور ہال کی چپ و راست جو دو دو کمرے ہیں اُنکا ارتفاع معہ کرسی ستائیس فٹ اور سع ارتفاع مقام ہال کے ۳۳ فٹ گنا جاتا ہے چھت اس مکان کی مختلف اقسام کی ہے یعنی نو کمرے اور دو غسلخانون کی چھت شہتیر کڑی کی اور چار کمرون اور ایک ہال کی چھت قینچی وار ہے جسکے نیچے تو تختی چوبی جڑی ہوئی ہین اور اوپر دو سرے آلہ آبادی کھپریل نصب ہین قینچی کی اونچائی علاوہ عمارت کے پانچ فٹ ہے بڑے ہال مین تین آتشدان اور چار کمرون مین جو ہال کے چپ و راست ہین ایک ایک آتشدان بنایا گیا ہے فرش بڑے ہال کا سنگ پتھر کا اور باقی کمرون مین پختہ چوکون کا اور برانڈون مین شش پہلو گلے گردون کا مرتب ہوا ہے بیرونی برانڈہ کے بارہ در محرابی اور ڈیوڑہی کے تین در چھوٹے محرابی اور دو در کلان ہین جنمین سے بگی با آسانی نکل جاتی ہے ڈیوڑہی سقف بیم کڑی کی ہے اور اُنپر پختہ چوکے ڈالے گئے ہین۔ یہ عالیشان منقطع و مطبوع مکان نہایت غور و محنت و جانفشانی سے بنوایا گیا ہے مصالح عمدہ اول درجہ کا لگایا گیا جسکو دیکھکر حکام نہایت خوش ہوئے بہت بڑا احاطہ اس مکان کے متعلق ہے اور چاردیواری پختہ بنائی گئی ہے دوسرے یہانتک ہین شاگرد پیشے کے مکانات بھی بہت تعمیر ہوئے جنکی مفصل تحریر کی ضرورت نہین تیس ہزار روپیہ خاص لاگت اس مکان کی ہوئی اور پندرہ ہزار روپیہ چاردیواری و مکانات شاگرد پیشہ وغیرہ پر صرف ہوئے اور پینتالیس ۴۵ ہزار روپیہ کُل مصارف مکان و متعلقات مکان شمار مین آیا +

چھاونی میانمیر کا گرجا

یہ عالیشان ولایتی مکان نہایت عمدہ و مستحکم عمارت کا چھاونی میانمیر
مین سنہ ۱۸۵۰ء و سنہ ۱۸۵۶ء یعنی قریباً چھہ سال کے عرصہ مین تعمیر ہوا کپتان
جی این شارپ صاحب بہادر مرحوم انجنیر بنگال کی تجویز و اہتمام سے
پُرانی و قدیمہ عمارت کی قطع و وضع پر بنایا گیا تعمیر اسکی تمام و کمال
پختہ اینٹ اور چونہ سے ہوئی صورت اسکی مستطیل شرقاً غرباً رکھی گئی
ہے جو طول مین ایکسو ستر فٹ ۱۷۰ اور عرض مین جنوباً شمالاً ایکسو دس فٹ ۱۱۰
ہے بیرونی سب عمارت پر بہت عمدہ اول درجہ کا سفید پلستر ہے جسمین
کسیقدر سرخی بھی ملائی گئی ہے تاکہ ہلکا سا سرخ رنگ پیارا ہی معلوم ہو
اور پلستر مین پتھرون کے جوڑون کی طرح خط کھینچے گئے ہین اور ٹکڑے
ٹکڑے علیحدہ علیحدہ دکھلائے گئے ہین جس سے معلوم ہوتا ہی کہ اس
عمارت پر سنگ سفید کے تختے نصب ہین سب پلستر نہایت محنت
سے گھوٹا گیا ہی کہ دور سے پتھر ہی معلوم دیتا ہے نزدیک جاکر اگر کوئی
غور سے دیکھے تو معلوم کرتا ہے کہ یہ پلستر چونہ کا ہے برانڈہ کی عمارت
نہایت خوبصورت بسمت جنوب و شمال گرجا کے بنی ہے پانچ پانچ
دہن دونو برانڈون کے محرابی مرغولی ہین اور برانڈے اندرونی
گرجا کی بلندی کے نصف حصہ تک بلند رکھی ہین برانڈون سے
علاوہ جسقدر شرقی حصہ گرجا کا ہے اُسمین برانڈہ نہین بنایا گیا
بلکہ برانڈہ کی زمین بھی ملاکر سہ گوشہ منقطع مکان باہر سے دو منزلہ
دکھلایا گیا ہے برانڈون کا فرش گلابی رنگ پتھر کا ہی ہر ایک ٹکڑا
پتھر کا مربع ہی اور قطری حالت مین لگایا گیا ہی ہلکے رنگ اور شوخ رنگ
کے پتھر ایک بعد دوسرے کی نہایت غور سے لگائے گئے ہین جو دیکھنے مین

خوبصورت معلوم ہوتے ہین برانڈے بڑھ کر جو گرجا کی اونچی دیوار ہے اُسمین مستطیل کھڑکیان روشندان جنوب اور شمال کی سمت کی دس دس رکھی گئی ہین جنمین منقش ورنگین آئینے نصب ہین جنوب اور شمال کی سمت پانچ پانچ دروازے گرجا کے برانڈون کے دہنون کے مقابل رکھے گئے ہین اور شرقی حصے مکان مین تین دروازے یعنی گوشہ جنوب شرق وجنوب غرب وشرق کی سمت ہین شرقی دروازے کے اوپر پتھر کی صلیب نصب ہے ان دروازون کے اوپر تیرہ جدور وشندان یعنی کھڑکیان آئینہ دار بنائے ہین اور اس حصہ کے ہر ایک گوشہ پر خورد مینار برجی دار ہین اور اُنپر صلیبین پتھر کی۔ پرنالے برانڈے کے جنسے بارش کا پانی اُترتا ہے سب سنگ سرخ کے ہین اُنہین کسی قدر پرنالے اژدہائی چہرہ کے اور باقی سادہ ہین۔ چھت گرجا کی کھینچی دار ہے جسپر سنگ سلیٹ کی تختیان نہایت مضبوطی سے چسپان ہین۔ بڑا دروازہ گرجا کا غرب کی سمت نہایت منقش وخوشنما رکھا ہے اور ڈیوڑہی برانڈہ کی ایک دہنی کی مقدار کے برابر بڑھا کر بنی ہے اور اُسی کے اوپر بلند مینار بقدر ایکسو پینتیس ۱۳۵ فٹ کے اونچا ہے اس ڈیوڑہی کا ایک ایک دہن بجانب جنوب وشمال کھلا ہے مینار کی تین منزلین تو مربع دکھلائی گئی ہین اور ہر ایک سمت اُنمین تین تین کھڑکیان روشندان مستطیل آئینہ دار ہین اُسکے اوپر ایک منزل مین گھنٹہ رکھا گیا ہے اور باہر مینار کی دیوار کے غرب کی سمت اسکی سویان دکھلادی گئی ہین جس سے ہر کوئی وقت معلوم کر لیتا ہے اُسکے اوپر کی منزل کے اوپر کلس ہے اور کلس پر گلدار صلیب بنی ہے یہ بلند مینار چھاؤنی کے جانے والون کو جو شہر سے

جاتے یا اور سمت سے آتے ہین دور سے دکہائی دیتا ہی اور تمام چہاونی مین
یہی ایک مینار ہے جو چہاونی کی شان دور سے بتلاتا ہی + اندر سے یہ عالیشان
مکان ایک منزلہ رکہا گیا ہی جسپر چہت قینچی دار نہایت خوبصورت نظر آتی ہے
چہت کی ہر ایک قینچی بیالیس فٹ کی دائی گرانڈ پیوار لکڑی رنگین سے جلا
رکہی گئی ہی مع ڈہلی ہوئی ٹائی روڈ یعنی کہینچنے والی سیخ کی جس سے کمال
استحکام چہت کا ہی پر لینون پہ اُسی لکڑی کے تختے رکہے گئے ہین اور اُنپر سلیٹین
جڑی ہین غربی دروازے سے جب داخل ہون تو پہلا کمرہ آتا ہی یا ایک
حصہ مکان کا یہہ حصہ نہایت عالیشان بنایا گیا ہی اسکے غرب کی سمت
دروازہ اور دروازے کے چپ رہست دو محرابی طاقچے سنگ مرمر کے نہایت
تکلف و خوشنما ہین اور شرق کی سمت پانچ وہین مرغولی جنکے ستون مرغول
نہایت منقطع سنگ مرمر کے ایسی خوبی کے ساتہہ بنائے ہین جنکے دیکہنے سے
انسان کی طبیعت مین فرحت آجاتی ہے یہ کمرہ دو منزلہ ہے مرغولون کے
اوپر چوبی تختون رنگین سے ڈہکی ہوئی چہت ہی اور اوپر کی منزل بالائی
سقف کی قینچی تک ۔ دوسرا حصہ گرجا کا مستطیل اور فراخ رکہا گیا ہے
جسکو حرم کہتے ہین اور دو نو اطراف جنوباً و شمالاً نماز گاہ کے حصہ کی قریب
اُسکو بڑہا کر وسعت دی گئی ہی جسسے اُسکی خوبصورتی دو چندان نظر آتی ہی
اندرونی دیوارون کا پلستر ایسا مجلا ہے جس سے انسان کا چہرہ دکہلائی دیتا
ہی یہ سفیدی شہر لاہور کے باہر کی پرانی عمارت کے سنگ مرمر کے ٹکڑون
کو پیس کر کی گئی ہی ایسی خوبی سے کہ اصل سنگ مرمر کی چاب اور اُسکی
چمک مین تمیز مشکل ہے پہر اُسپر خط اس انداز سے کہینچے گئے ہین کہ سنگ مرمر
کے تختے دیوارون پر نصب ہوئے ہوئے معلوم دیتے ہین جنوبی و شمالی

بڑے ہوئے حصص کی شرقی دیوارین قدآدم بلند دو طاقچے سنگ مرمر
کے نہایت مجلا و شفاف ہین شمالی طاقچے مین تو زنانہ تصویر سنگ مرمر
کی بنی ہوئی جسکی خوبی و خوش اسلوبی حد و اندازہ سے افزون ہے
جنوبی طاقچہ مین صرف پتھر کی صلیب بنی ہوئی ہے اور انگریزی مین کچھہ
لکھا ہے - تیسرا درجہ دو سیڑھیون کی مقدار بلند رکھا گیا ہے جسکو نمازگاہ
قربان گاہ و عیسا مسیح کی گدی کا مکان لوگ کہتے ہین دونو سیڑھیان
مجلا سنگ مرمر کی ہین اور کمرے کی عمارت نہایت مکلف ہے اسکی شرقی
دیوار اور دونو گوشون شرق جنوب و شرق شمال مین نو مستطیل محرابی
طاقچے بنے ہین پانچ تو شرقی دیوار مین پس پشت زیارتگاہ پتھر سے
بنے ہین اور زرین کام ہے اور بیل بوٹے نہایت مطبوع اور دو دو دونو
گوشون مین جو سادہ رنگ سے رنگین ہین زیارتگا کا علیحدہ حصہ
اس کمرے کے وسط مین تین درجہ کا بنا ہے اور اسپر کٹہرا اور گرد گرد
چوبی جنگلا ہے + اس گرجا کا اندرونی فرش سنگ مرمر و سنگ سیاہ
کا ہے جلا اس صفائی کے ساتھہ ہوئی ہے کہ انسان کے چلنے مین پاؤن
پہسلتے ہین فرش مین ہر ایک ٹکڑا پتھر کا صورت گلاب کے پہول
کی بنایا گیا ہے جسکے آٹھہ آٹھہ پتے دکھلائے گئے ہین اور وہ ٹکڑے سفید
اور سیاہ نہایت خوبی کے ساتھہ باہم ایک بعد دوسرے کے نصب ہین
حاشیہ فرش کا بھی عجیب غریب طرح سے انہین پتھرون کا لگایا گیا ہے
مکان کی سب کہڑکیان منقش آئینون کی چمک دمک سے ایسی نظر آتی
ہین کہ نظر نہین ٹھہیرتی قربان گاہ کے اندر پتیسمے کا پیالہ سنگ مرمر
کا بنا ہے اور عیسیٰ مسیح کی دعا اور دس احکام مقدس حروف انگریزی

ہین مرمر کی سلون پر پادریون کی نماز گاہ کے پیچھے کھڑے ہین سیاہ
اور سرخ رنگ اُنمین بھر اگیا ہے میز اور ممبر کا کپڑا سرخ رنگ کا ہے
اور میز پر زرین کام ہے اور بھی میزین اور سامان لکڑی کا بڑے
کمرے مین پادریون کے پڑھنے کے لئے مہیا ہے روشنی کے لئے برنجی لمپ
دیوارگیر جو دیوارون کے ساتھہ چارون طرف اور ایک سے ایک
قیمتی ہے بشیار ہین + پیالہ کے اوپر سفید پیتل کا دائرہ بنا ہے چھہ عدد جھاڑ
نہایت قیمتی اور بڑے بڑے چھت کے ساتھہ لٹکائے گئے ہین بڑے کمرے
مین بہت سی بنچین چوبی قیمتی رنگین ایک کے پیچھے ایک رکھی ہین ہر ایک
مین نو نو آدمی کی نشست الگ الگ ہے اطراف کے حصص مین بھی بنچین
رکھی ہین غرض کہ آٹھہ سو آدمی تخمیناً ان بنچون پر بیٹھہ سکتا ہے ہر ایک
اتوار کے روز اس گرجا مین نماز ہوتی ہے اور بڑی چھاونی کے انگریز
عیسائی عبادت کے لئے حاضر ہوتے ہین اکثر پادری مع بڑے پادری
کے یہان آکر دعا پڑھتے ہین مرمت اسکی ہمیشہ جاری رہتی ہے اور طرح
طرح کا سامان آتا رہتا ہے چنانچہ ایک بہت بڑا باجا جو گرجا کے اندر رکھا ہے
لائق دید ہے اس مکان کی تعمیر پر نوے ہزار روپیہ صرف ہوا جسمین سے
تینتالیس ہزار روپیہ سرکار نے دیا اور باقیماندہ چندے سے جمع ہوا
اس مکان کے اندرونی بڑے کمرے کی طوالت ایکسو دس فٹ اور
اکتالیس فٹ عرض مع اطراف کے بڑہاؤ کے ہے اور یہ گرجا سینٹ
میری میگڈلینز کا کہلاتا ہے +

گورنمنٹ ہوس یعنی کوٹھی نواب لفٹنٹ گورنر بہادر

اس موقع پر جہان یہ کوٹھی واقع ہے شاہجہانی عہد مین مقبرہ سید بدالدین

گیلانی کا تعمیر ہوا یہ شخص ایک بزرگ خدا پرست عابد زاہد تہا اور اس موقع سے بجانب غرب اس نے ایک محلہ آباد کیا ہوا تہا اور ایک عالیشان مسجد تعمیر کی ہوئی تہی جسکی ویرانی و بربادی کا حال پہلے حصہ کتاب ہذا مین تحریر ہو چکا ہے یہ بزرگ سنہ ہجری مین فوت ہو کر اس جگہ دفنایا گیا اور اُسکی قبر پر اُسکی اولاد نے ایک عالیشان گنبد بنایا جب بیرونی شہر لاہور کی آبادیان سکہون نے لوٹ کر برباد کر دین تو یہ جگہ بہی ویران ہو گئی مہاراجہ رنجیت سنگہ کیوقت شہر کے پہلوانون نے اس گنبد کے متصل کُشتی لڑنے کا اکہاڑہ بنایا اور یہ گنبد کُشتی والہ گنبد مشہور ہو گیا اخیر عہد مہاراجہ رنجیت سنگہ مین جب جمعدار خوشحال سنگہ کے ماتحت فوج کی چہاؤنی اسکے پاس کے میدان مین مقرر ہوئی تو جمعدار نے اس گنبد کی قبر کو گرا دیا اور اسکے گرد ہشت پہلو خاص مقبرہ کی قطع کوٹھی بنوالی کبہی تو خود اسمین قیام رکہتا اور کبہی افسران فوج سکونت رکہتے مختصر باغیچہ بہی جمعدار کے حکم سے یہان لگایا گیا۔ یہ مقبرہ خشتی عمارت کا تہا پتہر اسپر لگایا نہین گیا تہا ورنہ مہاراجہ اسکو پتہر کی طمع سے ضرور گرا دیتا خشتی عمارت بہی گرنے والی نہ تہی ورنہ کشمیریان خشت فروش گرا لیتے + آخر جب سکہی سلطنت پنجاب سے جاتی رہی اور ملک پنجاب زیر سایہ ابد پایہ سرکار انگریزی آگیا تو پہلے پہل مسٹر بورنگ صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر اس کوٹھی مین قیام پذیر ہوئی پہر میجر میکریگر صاحب ڈپٹی کمشنر پہر منٹگمری صاحب کمشنر جو آخر کار لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب کے ہوئے منٹگمری صاحب بہادر نے یہ تجویز کی کہ یہ کوٹھی سرکار مین لے لی جائے اور راجہ تیج سنگہ

تا بعض جائداد جمعدار خوشحال سنگھ متوفی کو یا تو اسکی قیمت دیجائے
یا مکان کی عوض کوئی سرکاری مکان مبادلہ کر لیا جائے چونکہ اس عہد مین
راجہ تیج سنگھ کی جاگیر مین سیالکوٹ کا علاقہ تہا اس نے سرکار سے
حویلی دیوان حاکم رائے کی جو سرکاری ملکیت تہی اور سکہون کے آخری
مفسدہ مین ضبط ہوئی تہی بعوض اس کوٹہی کے سرکار سے طلب کی
چنانچہ دیگئی اور یہ کوٹہی سرکاری ملکیت اور جائے قیام لفٹننٹ گورنر
بہادر و گورنمنٹ ہوس قرار پائی اُس روز سے اسکی تعمیر کی ایزادی
مین ہمیشہ کوشش ہوتی رہی ہزارون روپیہ ہر سال خرچ ہوتے رہے
جمعدار خوشحال سنگھ کے عہد کی عمارت کا اب نام و نشان باقی نہین رہا
موجودہ عمارت سب سرکاری ہی البتہ پُرانا مقبرہ کوٹہی کی منزل زیرین
مین بدستور ہے۔ یہ عالیشان و بے مثل کوٹہی ہشتی قطع پر ہی جسطرح پر کہ
پُرانے مقبرہ کا بیرونی وسیع چبوترہ بنا تہا اور حسب قطع و وضع پر جمعدار
خوشحال سنگھ کی عمارت تہی آٹہوں پہلوئن مین سے نصف زمین زیر آمد
کوٹہی کی دو منزلہ ہی اور تین پہلوئن کی مقدار یعنی نصف سے کچھہ کم
ایک منزلہ کیونکہ زمین اسکی غربی پست اور شرقی اونچی ہی نصف دو منزلے نیچے
منزل مین مکانات بنے ہین جنمین اسباب گودام وغیرہ رکہا رہتا ہی اور
نیز حصہ اس گنبد کا جسکا دروازہ آمد و رفت مسدود ہی بالائی منزل یعنی
مین کوٹہی کی عمارت کے وسط مین ساڑہی تیس فٹ لمبا چوڑا اندر سے
بصورت مربع باہر سے ہشتی شکل پر ہی یہ ہال ۳۳ فٹ اونچا سوائے منزل
زیرین جو اسکے نیچے ہی منڈیر تک ہی اور چہت تک ۴۰ فٹ اور اگر منزل زیرین
کا ارتفاع بہی شامل کر لیا جائے تو ۴۷ فٹ ارتفاع سطح زمین سے منڈیر تک

شمار ہوتا ہی ہال کے ہر ایک بیرونی پہلو پر ایک ایک کمرہ بنایا گیا ہی شرقی
کمرہ ۲۳ فٹ لمبا اور ۲۰ فٹ چوڑا مع اُس راستہ کے ہی جو اسٹیشن سے بجانب
شرق چھہ فٹ چوڑا نکالا گیا ہی غربی کمرہ بقدر ۳۵ فٹ کے لمبا اور ۲۰ فٹ
چوڑا رکھا گیا ہی اور اسی کے ملحق بجانب غرب ۲۰ فٹ لمبی ایک ڈاٹ دیگر
دوسرا کمرہ بقدر ۳۵ فٹ کے لمبا اور ۱۳ فٹ چوڑا بنا ہی اور اسی کمرے کو
تین دروازے گول کمرے میں جو ڈیوڑھی کے ملحق ہی رکھے گئے ہیں اور
وہ گول کمرہ یعنی مقام نشست مردم اہل ملاقات ۳۳ فٹ لمبا اور ۲۴ فٹ
اندر کا ہی اس کمرہ کے ملحق گول برانڈہ دس فٹ چوڑا بنا ہی جسمیں
لکڑی کی سیڑہی نہایت عمدہ و مکلف بنی ہوئی ہی اس پوٹہی کے ذریعہ سے
انسان اندر کوٹھی کے جاتا ہے اُس سے بجانب غرب عالیشان ڈیوڑھی ۲۴ فٹ
لمبی ۱۸ فٹ چوڑی ہے اس ڈیوڑھی کے دوہرے پیل پائے بناکر ایک راستہ
بجانب جنوب و شمال رکھا گیا ہے جس سے گبیان آتی جاتی ہیں غرب کے سمت
بھی تین دو ہیں ہیں چھت ڈیوڑھی کی ہیم کڑی کی تختہ پوش ہے یہہ ذکر
اوس عمارت کا جو بڑے ہال سے غرب کے سمت ہے تحریر ہو چکا ہی کمرہ
ہال سے بجانب جنوب واقع ہے وہ طول میں ۴۰ فٹ عرض میں ۲۰ فٹ
ہی مع اُس راستہ کے ہے جو بقدر چھہ فٹ کے چوڑا جنوب کی سمت نکالا
شمالی کمرہ طول میں ۳۲ فٹ اور عرض میں ۲۰ فٹ رکھا گیا ہی - ان
کمروں کے علاوہ ہال کے چاروں گوشوں پہ چار کمرے مثلثی شکل کے
ہیں جو نہایت مطبوع و خوبصورت نظر آتے ہیں - ان تمام کمروں کا ارتفاع
۲۴ فٹ کرسی سے چھت تک اور منڈیر تک ۲۰ فٹ شمار ہوتا ہے
سوائے ان کمروں مذکورۂ بالا کے اور چھوٹے چھوٹے کمرے جو کمرہا ہی مذکورہ

ملحق ہر ایک پہلو پر بنے ہوئے ہین شمار مین بائیس ۲۲ ہین انہین سے آٹھہ تو غلسخانے ہین اور باقیماندہ کوئی دفتر اور کوئی سونے اور کوئی کود آرام کے لئے مختص ہین ہر ایک پہلو مین چھہ دروازے تو بڑے آٹھہ آٹھہ فٹ کے چوڑے اور پندرہ دروازے چار فٹ کے اور بعض تین فٹ کے ہین چھہ کھڑکیان دو بخارچے لکڑی کے بسمت شمال اور ایک بخارچہ بگوشہ شمال غرب اور ایک بسمت جنوب نہایت خوبصورت بنا ہی۔ ہال کے پاس کے سب کمرون کی چھتین باہم ارتفاع مین برابر ہین اور انکے ساتھہ کے چھوٹے کمرون اور برانڈون کی چھتین بھی ارتفاع مین آپس مین برابر ہین مگر ہال کے ملحقہ کمرون سے نیچی ہین۔ برانڈہ اس عالیشان کوٹھی کا نہایت خوبصورت نوکدار ڈاٹون کا بنایا گیا ہے جنکے اوپر بہادری اور گہرے پھول بنے ہین برانڈہ ۸ فٹ چوڑا اور ۱۴ فٹ اونچا چھت تک ہی برانڈہ کے دہن اکثر کھلے اور بعض بعض بند کرکے غلسخانے وغیرہ بنا لئے ہین اندرونی ہر ایک کمرے مین مکلف آتشدان بنے ہوئے ہین اور ہر ایک کمرہ ہزار ہا روپیہ کے سامان شاہانہ سے آراستہ کیا گیا ہی چھت تمام مکان کی تختہ پوش ہیم کڑی کی ہی۔ کوٹھی خاص کے باہر مکلف و عالیشان باغ بہت وسیع بنا ہی جسمین طرح طرح کے درخت مثمر و غیر مثمر بشیار لگے ہین اور بڑھیا گملون سے زینت باغ کی بڑھائی گئی ہی اور یہ تمام باغ ایک وسیع و پختہ احاطہ مین محیط ہی اور اس چار دیواری کے اندر مفصلۂ ذیل مکانات ہین اول حوض جو کوٹھی کے باہر بجانب شرق پختہ ساٹھہ فٹ طول اور تیس فٹ عرض اور تیرہ فٹ عمیق زینہ دار بنا ہی اور نہر کے پانی سے بھرا رہتا ہے۔ دوم گھوڑون کا

اصطبل - سیوم مکان گودام - چہارم شترخانہ - پنجم فیلخانہ اور آٹھہ نو پختہ مکان نوکرون کے رہنے کے لئے بنے ہین چار پہاٹک چاردیواری مین ہر سمت جاری ہین شمالی پہاٹک کے دونو طرف سپاہیان گارد کے رہنے کے مکان بنے ہین اور کئی پاخانے احاطہ کے متعلق ہین اس مکان کی مرمت سالانہ و جدید تعمیر و اہتمام و نگرانی سب مؤلف کتاب کے متعلق ہے +

منٹگمری ہال و لارنس ہال

یہ عالیشان عمارت دو حکام عالی مقام ایک رابرٹ منٹگمری صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر ممالک پنجاب کی یادگار ہین جو مدت مدید پنجاب کے حاکم رہے اور کمشنری کے عہدے سے لفٹنٹ گورنر ہوئے اور رعایا کو اپنے حسن اخلاق و انصاف سے خوش رکھا - دوم کرنیل لارنس صاحب بہادر کی یادگار جو مفسدہ دہلی کے وقت لفٹنٹ گورنر و اعلے حاکم پنجاب کے تھے اور اُن کی کمال عرق ریزی و جانفشانی سے پنجاب کا انتظام قائم رہا اور فوج کثیر نوکر رکھکر دہلی کو روانہ کرتے رہے جسکے صلہ اور خدمات لایقہ کی عوض مین اُنہون نے گورنر جنرل و ویسرائے ہند کا عہدہ پایا بنائی گئی ہے - ان دونو مکانون کی تعمیر مین امرائے پنجاب و حکام نے نہایت رضامندی سے چندہ دیا اور وہ روپیہ خرچ ہوکر یہ دونو عالیشان مکان تعمیر ہوئے چونکہ یہ دونو مکان پاس پاس تھے دونو مین ایک مستطیل کمرہ تعمیر ہوکر دونو کو ایک کردیا گیا + منٹگمری ہال مین ایک بڑا کمرہ جسکو ہال کہتے ہین ایک منزلہ طول مین ایکسو چھہ فٹ اور عرض مین چھیالیس فٹ ارتفاع مین سقفی قینچی کے ابتدائی آغاز تک اٹھتیس فٹ اور قینچی کی اخیر انتہا تک تریپن فٹ اور بالائی منڈیر تک باسٹھ فٹ ہے

اس حال کے چارون گوشون پر دو منزلہ چار کمرے مربع عرض طول بین اٹھارہ اٹھارہ فٹ پہلی منزل انکی چہت تک ۱۶ فٹ اور دوسری منزل ۱۶ فٹ منڈیر تک ۳۴ فٹ شمار ہوتی ہی ہال کے چارون طرف گیلری دو منزلہ انہین کمرون کے مطابق ہے اس عالیشان مکان مین بیس ستون مقطع وخوبصورت بنائی گئے ہین اور ستونون پر خوبصورت ڈواٹین ویکہ ابتدائی گولہ جو قینچی کے نیچے ہی بنایا گیا ہی ہر ایک ستون تیس تیس فٹ بلند ہی اور گولہ پر نہایت عمدہ ماہی پشت کام ہی جسکو دیکھکر طبیعت خوش ہو جاتی ہی قینچی کی تمام گولایش کے نیچے پندرہ پندرہ فٹ کے فاصلہ پر گولہ دیا گیا ہی اور راسی مین ایسے موقع پر جہان مربع صورت گولے کے اندر پیدا ہوئی ہی بعض جگہ کہڑکیان اور بعض جگہ دلی بنائی گئے ہین کہڑکیان کل تعداد مین بیس چہہ چہہ فٹ گولایش مین ہین چہت بڑے ہال کی قینچی دار ہی اور لوہے کی چادر اسپر لگائی گئی ہی اور بالائی منڈیر کے نیچے نہایت خوبصورت کارنس اڑہائی فٹ دیوار سے بڑہا کر بنائی گئی ہین - ڈیوڑہی اسکی جنوب کی سمت ۵۴ فٹ طول اور ۱۳ فٹ عرض ارتفاع مین بڑے ہال کی گیلری کی چہت تک ہی ایک ایک وہین شرق و غرب کو رکہا گیا ہی جس سے بگیان اجاسکتی ہین اور تین جنوب کی سمت مین جنوب کی سمت بالائی منڈیر کی اونچائی پر سرخ پتھر کی سل نصب ہے جسمین بخط انگریزی لفظ منٹگمری ہال کندہ ہی اور دو سلین مستطیل سنگ مرمر کی ہال کے اندر ایک دوسری کے مقابل نصب ہین ایک مین بخط انگریزی اُن لوگون کے نام کندہ ہین جنہون نے اس مکان کی تعمیر مین چندہ دیا اور دوسری مین بخط فارسی

وہی نام کندہ کئے ہین - بڑے ہال کا فرش نہایت خوبصورت چوبی
قسم قسم کی لکڑی کا روغنی بنایا گیا ہو حاشیہ بھی نہایت خوبصورت ہے
باقی فرش سب چوکون کا ہو جنوب کی سمت جو دو کمرے ہال کے گوشون
پر ہین اُنہین لکڑی کی سیڑہی چھت پر جانے کے لئے بنی ہو + اس مکان
کی شمالی دیوار کے وسط کے کمرے مین ایک مستطیل کمرہ شمال کی سمت جسکو
کوچہ کہنا چاہئے ۳۰ فٹ لمبا اور ۱۲ فٹ چوڑا بنا ہو اور اسی کمرے
کے ذریعہ سے دونو مکان منٹگمری ہال اور لارنس ہال آپسمین ملا دئے گئے
ہین اس لمبے کمرے کی میانہ مین ڈاٹین دیگر یا دریعنی مینار ۲۶ فٹ بلند کلس کے نیچے تک بنا
ہو اسمین گھنٹہ رکھا ہو چھت مینا کی جالیوتی تختی ہو اندر مستطیل کمرے کی چھت بیم کڑی
کی نہایت خوشی وضع بنی ہو مکان لارنس ہال کی کرسی رہستہ مستطیل مذکور
سے ۴ فٹ بلندی مین ہو اسمین ایک تو بڑا کمرہ ساڑہے بتیس فٹ
لمبا اور ساڑہے تیس فٹ چوڑا ۳۲ فٹ اونچا چھت کی بیم تک اور ۴۴ فٹ
بالائی منڈیت تک ہو چھت اسکی بیم کڑی کی اور اُسکے نیچے گرہ دار تختے منبت
کام رنگ برنگ بنا کر چسپان ہین کمرہ کلان کے شرق و غرب کی سمت
اور دو کمرے ۲۳۰ فٹ لمبے اور ۱۶ فٹ چوڑے بڑے کمرے کے برابر
بلند ہین ان کی چھتین بھی بڑے کمرے کی طرح ڈالی گئی ہین بڑے کمرے کا
فرش تو لکڑی کا نہایت خوبصورت اور شرقی غربی کمرون مین چوکے
کا فرش ہو - اس مکان کی ڈیوڑہی شمال کی سمت رکھی گئی ہو جو ۲۳
فٹ لمبی اور ۲۲ فٹ چوڑی ہو اور بلندی اندرونی کمرون کے برابر
ہے اسکے شرق و غرب کی سمت دو رستے کھلے ہوئے ہین اور شمالی سمت
تین دہن ہین + یہ دونو مکان مختلف سنون ہین تعمیر ہوئے ہین

یعنی لارنس حال سنہ ۱۸۶۲ء میں بنکر ختم ہوا اور منٹ گمری ہال سنہ ۱۸۶۶ء میں بنکر تیار ہوا چونکہ منٹ گمری ہال کی چھت اول مسٹر گارڈون صاحب انجنیر نے لالہ میلا رام کی ٹھیکہ داری مین قالبوتی خشتی بنوائی تھی وہ دہ ناقص رہگئی اور چھت مین دراڑ آگئی اسلیئے سرکار سے مولف کتاب اسکی درستی پر مامور ہوا اور پہلی چھت اُتار کر مولف نے نمونہ ہال کی چھت سنہ ۱۸۷۵ء کے اخیر مین بناکر تیار کردی جسکو دیکھکر حکام نے پسند فرمایا اب بھی یہ مکان زیر نگرانی مولف کے ہے اور سالانہ ضروری مرمت اسکی معرفت میونسپل کمیٹی لاہور کے ہوتی ہے ✦

مکان عجائب گاہ لاہور

یہ عالیشان مقطع و مطبوع مکان بازار انارکلی چوبرجی باغ نواب وزیرخان مرحوم کے شرق کی سمت بازار کی سڑک کے غربی سمت سنہ ۱۸۶۴ء مین بنایا گیا تہا پختہ اسکی عمارت چونہ کی ہے یہ مکان اُسوقت تعمیر ہوا جب سرکار نے پہلے پہل عجائبات خطہ پنجاب کی نمایش منظور کی تہی اور اس اہم کام کی اہتمام مین ہزار ہا روپیہ سرکار کا صرف ہوا تہا بڑی بڑی ریاستون پنجاب کے امیرون سردارون جاگیردارون سے طرح طرح کی عجیب چیزین قسم قسم کے زیورات قیمتی مرصع و ملبوسات و فروش پشمینہ و قالین و مصنوعات قسم قسم ساخت کشمیر جنت نظیر و ہر خطہ و ہر اقلیم جمع کی پرانے خوشنویسون کی ہاتہہ کی لکہی ہوئی کتابین اور زمانہ حال کے خوشنویسون کے ہاتھ کے قطعات عجائب گاہ مین رکھے ہر ایک قسم کی ادویات و اوزار و سلاح و تلوارین جنکے قبضون پر مرصع کام تہا و برچہے و نیزے و خنجر و تبر و سپر و تیر کمان و قرابین و بندوق وغیرہ مع پارچات انواع اقسام ساخت ملتان

از قسم لنگی و لاچہ و کھیس و پارچات از قسم سوسی شہر بٹالہ و
پاپوش ساخت لاہور و راولپنڈی و بہیرہ خوشاب و مصنوعات چوبی
و منبت و نگین و مصنوعات عاج و آہن و طلا و نقرہ و صندوقچی ہای
عجیبہ و قلمدان ہای غریبہ و اقسام مصنوعات چرمی از قسم حقہ و ظروف
برنجی و مسی و نقرئی اور قسم قسم کے پتھر ہر ایک ولایت اور کوہستان
کے اور طرح طرح کے نمک اور ہر رنگ کے قیمتی جواہرات اور جانور
طیور و حشرات و آبی از قسم سانپ و مگرمچھ وغیرہ یہ جانور اگرچہ
مردہ تھے مگر انکے پیٹ کی غلاظت نکالکر اس ترکیب سے آئینہ دار بکسون
مین رکھے ہوئے تھے کہ سب زندہ معلوم ہوتے تھے - ہر ایک قیمتی چیز زیورات و
جواہرات و ملبوسات وغیرہ آئینہ دار بکسون مین رکھکر لوگون کو
دکھلائی گئیین اور بڑا دربار اس نمایش کا ہوکر نمایشگاہ کو کھولا گیا
صناع کو انعام دیگئے اُس روز سے یہ عجائب گاہ بنا ہوا ہے اور
اکثر سرکاری عجیب چیزین ابتک اسمین رکھی ہوئی ہین اور لوگ دیکھنے
کو آتے ہین - بڑی توپ احمد شاہی جسکو احمد شاہ درانی بادشاہ
کابل نے بنوایا تھا اور پانچوین حملے مین بسبب ٹوٹ جانے تخت
دریاے چناب پر رہگئی تھی اور صاحب سنگھ بھنگی حاکم گجرات نے
اپنے قبضہ مین کر لی تھی - شاہ درانی کی یادگار عجائب گاہ کے
شمالی دروازے کے باہر ایک چبوترے پر مع تخت موجود ہے -
چونکہ یہ توپ سالہا سال بھنگی خاندان کے قبضہ مین رہی تھی
اسی سبب سے رنجیت سنگھ کیوقت اور اب بھی اسکا نام بھنگیان والی
توپ مشہور ہے اس توپ کی پشت پر چند ابیات منبتی حروف مین

کندہ ہین جسکے اخیر مصرع مین مصرع تاریخ۔ پیکر اژدہا ہے آتشبار *
لکہا ہی اس مصرع سے تاریخ اس توپ کی ساخت کی نکلتی ہے اور
سنہ ۱۱۷۶ ہجری حاصل ہوتا ہی۔ یہ مکان شرقاً غرباً بشکل مستطیل
بنایا گیا اور دو حصے مین منقسم کیا گیا ہی ایک حصہ شرقی اور دوسرا
غربی اور دونو مین ایک رستہ پندرہ فٹ چوڑا رکہا ہی اس رستہ
کے دونو طرف یعنی بسمت جنوب و شمال دو دروازے آمد و رفت کے لئے
بارہ بارہ فٹ چوڑے اور دس دس فٹ اونچے مع آئینہ دار جوڑیون
اور آئینہ دار محرابیون کے بنے ہین اس عجائب گاہ کے عام دیکہنے والے
شمالی دروازے سے داخل ہوکر بعد نظارہ عجائبات جنوبی دروازے
سے نکل جاتے ہین دونو کمرے شرقی غربی عرض و طول وارتفاع مین
برابر رکہی گئی ہین ہیئت و صورت دونو کی یکسان ہی اسلئے ایک کمرہ
شرقی کی عمارت کا مفصل حال تحریر ہوتا ہی۔ یہ کمرہ ایکسو دو فٹ لمبا
اور ۲۰ فٹ چوڑا رکہا گیا ہی جسمین سات سات ستون جنوب و
شمال دونو طرف چار فٹ دو فٹ کے دس دس فٹ اونچے نہایت
منقطع وضع دار بناکر انپر سات سات کی اونچی دو ریان ڈالی گئی ہین
اسکے شمال و جنوب کی سمت دو کہر ۱۶ فٹ چوڑے ایکسو بارہ فٹ لمبے
پندرہ فٹ مرتفع بنے ہین جن پر سات فٹ اونچی ایک طرف سلامی دار
سقف ہی اور انہین کہرون مین دوہری دار کہڑکیان آئینہ دار روشنی
کے لئے لگائی گئی ہین یہ کہڑکیان سات بطرف شمال اور آٹھ بسمت جنوب
ہین اور ایک ایک کہڑکی بسمت شرق بمقدار نو فٹ دس فٹ دوہری دار
آئینہ دار بنی ہین اس شرقی سمت کو پیشانی مکان کہنا چاہئے اسطرف

بھی دروازہ ہے اور دروازے کے چپ و راست دو کھڑکیاں خورد دو
کی کھولی گئی ہیں اور اسی دروازے کی پیشانی پر نہایت مطبوع شیر اور
گھوڑے ہیں اور سلطانی تاج صورت چوبی بنا کر لگائے گئے ہیں نصف حصہ اس
مکان کا درمیانی رستہ سے جو سمت غرب ہے ہو بہو مانند شرقی حصہ کے
بنا ہوا ہے - ان دونو حصوں میں اور دو کمرے شمال کی سمت بڑھا کر
بنائے گئے ہیں جو طول میں تیس فٹ اور عرض میں سولہ فٹ ہیں ان
دونو کے بیچ دس دس کھڑکیاں آئینہ دار محرابی رکھی گئی ہیں - درمیانی
رستہ کی دونو طرف یعنی جنوب و شمال کے دروازوں کے آگے چوبی
ڈیوڑھیاں ہیں - باہر مکان کے چوبی برانڈہ نہایت خوبصورت رنگین
بنا ہے عرض میں آٹھ فٹ اور طول میں چاروں طرف مکان کے
محیط ہے ستون اس برانڈہ کے چوبی دس دس فٹ اونچے ہیں اور
برانڈہ سلامی وضع پر بنایا گیا ہے جسکے سلامی ستونوں سے چلکر
اخیر تک چھ فٹ ہے اور اُسپر مضبوط لکڑیاں ڈالکر چوکا و کھپریل
نصب کی گئی ہے دونو کلاں کمروں کے ساتھ کے کمرے جو تحریر ہو چکے
ہیں پندرہ فٹ اونچے ہیں اُنپر قینچیاں سات سات فٹ کی پڑی
ہوئی ہیں اور بیچ کے کلاں کمروں کی بلندی چوبیس ۲۴ فٹ قینچی تک
ہے اور اُسپر قینچی بارہ فٹ اونچی رکھی ہے بڑی دونو قینچیوں کے
سر پر دو روشندان نہایت مطبوع بطور چھوٹے میناروں کے برجی دار
قینچی کی نوک سے بارہ فٹ بلند ہیں قینچی کے شمال اور جنوب کی سمت
خوبصورت خورد خورد برجیاں مکان کی زینت کو بڑھاتی ہیں +

بڑھی خانہ یعنی زنانہ جیلخانہ

یہ مکان متصل مکان سنٹرل جیل لاہور کے واقع ہی جسمین سزا یافتہ عورتین قید ہوکر میعاد قید کی بھگتی ہین دیسی اور یوروپین عورتین سب اسمین سزایاب ہونے کو آتی ہین - یہ بدہی خانہ ایک مربع احاطہ خام کے اندر واقع ہی جو سات سو ستر فٹ طول اور اسی قدر عرض مین ہے اور دروازہ پھاٹک پختہ بجانب مغرب ہی اور پھاٹک کے چپ و راست سپاہیون گارد کے رہنے کے مکانات بنے ہین - بیرونی احاطہ کی چار دیواری بیرونی سے پچاس پچاس فٹ کا فاصلہ چھوڑکر اصل مکان بدہی خانہ کی خام دیوار بنائی گئی ہی اور دروازہ بسمت غرب رکھا گیا ہی جو بیرونی پھاٹک کے محاذ مین ہی اور ما بین دونو دروازون کے دو طرف دیوار خام بناکر ایک رستہ ۱۰ فٹ چوڑا بطور کوچہ کے بنا ہوا ہی اسی رستہ سے انسان اندر بدہی خانہ کے جاتا ہی اصل بدہی خانہ کی عمارت مدور ایک پرکاری دائرہ کی شکل پر بنی ہی یہ مدور احاطہ بدہی خانہ چھہ سو چھہ فٹ قطر زمین مین بنا ہی اسکے اندر ایک اور خورد احاطہ مدور ایکسو پچاس فٹ قطر زمین پر ہی جسمین ملازمان و محافظان بدہی خانہ قیام رکھکر ہر چار سمت نگران حال قیدیون کے رہتے ہین اندرونی مدور خورد احاطہ کی ہر طرف بیرونی مدور احاطہ کی دیوار تک جسقدر زمین ہی وہ آٹھہ حصہ مین منقسم کی گئی ہی ہر ایک حصہ مین دیوار خام بناکر علیحدہ علیحدہ کیا گیا ہی انمین سے چار حصہ مین تو چار بارگین قیدیون کے رہنے کی اور دو مین دو سنگین اور ایک مین ہسپتال اور ایک مین لڑکیون کم عمر کے مقید رہنے کی بارگ اور ورکشاپ مع پاخانون کے کچی پکی عمارت مین تعمیر ہوئی ہے چار بارگین مذکورہ طول مین ۷۰ فٹ عرض مین ۲۴ فٹ ارتفاع مین

۱۵ فٹ قینچی کی سیخ تک یہ ہر ایک بارگ دو دو حصہ میں منقسم ہی ایک حصہ ۲۴ قیدیون اور دوسرا ۲۴ قیدیون کیواسطے اور چھتین انکی قینچی دار کھپریل سے ڈھاپی ہوئی ہین - اور دو سنگین جنکا سابق ذکر ہوچکا ہی انکی صورت یہ ہی - دونو سنگینون کی ایک صورت ہے اور وسط مین ایک رستہ پٹا ہوا مستطیل رستے کے دونو طرف آمدورفت کے دروازے ہین سقف رستے کے چپ و رست بارہ بارہ مکان سنگین مشقت دینے والے قیدیون کے رہنے کے لئے ہین ان مکانات مین ایک ایک قیدی تنہا رکھا جاتا ہے اور مشقت شاقہ لی جاتی ہے یہ ہر ایک کوٹھری دس دس فٹ مربع اور ۱۰ فٹ مرتفع ہی اور سقف مین روشندان رکھے ہین ان کوٹھریون کے ملحق دونو سمت کھلا ہوا صحن بلا سقف ہی رکھا گیا ہی جو ۱۵ فٹ لمبا اور دس فٹ چوڑا اور ۱۳ فٹ بلند دیوار سے محیط ہی اس جگہ بعد مشقت شاقہ کے قیدی ہوا لیتے اور رفع حاجت کرتے ہین یہ سنگینین ۲۴-۲۴ قیدیون کے لئے بنائی گئی ہین دونو دروازے ہر وقت مقفل رہتے ہین جب کھانا پینے یا کسی اور ضروری کام کا وقت آتا ہی قفل کھولا جاتا ہے یہ سنگینین طول مین ۱۳۶ فٹ اور عرض مین ۷۰ فٹ ہین اور بارہ بارہ کوٹھریان دولین مین بنائی گئی ہین - سب سے بڑی ساتوین حصے مین کچی پکی عمارت کی ایک بارگ ہی جسمین ہسپتال ہی طول مین ۱۷۷ فٹ عرض مین ۲۴ فٹ بلندی مین ۱۷ فٹ قینچی کی سیخ تک ہی ۲۵ دروازے رکھے ہین اندرونی حصہ تین حصے مین منقسم ہی درمیانی حصہ ادویات و گودام وغیرہ سامان رکھنے کے لئے ہی اور چپ و رست

کے دونو حصون مین بیمار عورتین رہتی ہین چارون طرف بارگ کے
برانڈہ بنا ہی جسمین چار درن سمت ۹ ۲ دہین محرابی ڈاٹ دار اور
چہت برابر چہت بارگ کے ہی کرسی اسکی زمین سے تین فٹ بلند
اس ہسپتال کے متعلق باورچی خانہ اور ایک مردہ خانہ الگ بنا ہے +
آٹھوین حصے مین جو لڑکیون کے مقید رہنے کی بارگ ہی اُسکی عمارت
سنگینون کی قطع پر ہی اور دونو طرف چار چار گھر بنے ہین اور بیچ مین
رستہ ہی اور آمدورفت کے دروازے دونو طرف رکھے ہین اور اسی حصے
بارگ کی سامنے ایک ورکشاپ ہی جو ۳۰ فٹ طول اور ۲۲ فٹ عرض بلند گیارہ فٹ ہی +
بیرونی مربع خام احاطہ کے اندر بہی مکانات بنے ہین ایک تو باہر کے
پہاٹک کے چپ و دست گارد کے مکان جنکا ذکر پہلے ہی مذکور ہوچکا ہے
اُنکے علاوہ اور دو مکان خام ۱۷ فٹ طول ۴۲ فٹ عرض ۱۸ فٹ
بلند بنے ہین جو چہہ چہہ کوٹہڑیون مین منقسم ہین اور ایک باورچی خانہ
انکے متعلق ہی یہ دونو مکان اُن نئی قیدی عورتون کیواسطے ہین جو ضلع سے
بہکر آتی ہین اور پہلے چالیس روز تک ان مکانون مین رکہی جاتی ہین
من بعد بڑے ہی خانے کے اندر بہیجدی جاتی ہین اُنکے سوائے ایک اور مکان
ستر فٹ طول ۲۷ فٹ عرض ۱۶ فٹ بلند بنا ہوا ہی یہ مکان یورپین
عورتون کی قید کیواسطے ہی عمارت اسکی چار حصہ مین منقسم ہی اور ہر ایک
حصہ عرض و طول و ارتفاع مین برابر رکہا گیا ہی ایک برانڈہ اسکے
باہر بطرف غرب ہی جسکے سات دہن اور ۸ فٹ چوڑا اور چودہ فٹ اونچا
ہی اور مشرق کی سمت بیچ کو بہر جانب دو برانڈے ہین ایک باورچی خانہ علیحدہ ہی +
گوشہ شمال مغربی اس احاطہ کے اندر دو مکانات اور ہین جنکا طول

۵۰ فٹ عرض ۷ افٹ بلندی ۱۲ فٹ ہے ان دونو مکانون مین گودام
رہتا ہے انہین مکانون کے پاس ایک حوض بنا ہے جسکے نیچے آگ جلا کر
پانی گرم کیا جاتا ہے اور گرم پانی مین کمبل مارے جاتے ہین۔ شرق وجنوب
کے گوشہ مین چار ورکشاپ بنائے گئی ہین جو طول مین ۵۰ فٹ عرض مین
۲۲ فٹ بلندی مین ۱۴ فٹ اور ۱۶ - ۱۶ دہین بیرونی پتاؤ دار ہیلے بکہہ گئی ہین
ان مین قیدی عورتین کام کرتی ہین دو پاخانے ہی ان ورکشاپون
کے متعلق ہین اس احاطہ کے متعلق جو چاہ پختہ بنا ہوا ہے اسکے متعلق
ایک عمدہ پختہ حوض ہے جسکو فلٹر کہتے ہین چاہ کا پانی حوض مین
جمع ہوتا ہے اور حوض سے بذریعہ پائپ کے ہر ایک بارگ مین ہسپتا
ہسپتال وغیرہ ہر ایک مکان مین اسکی نالیان جاتی ہین اور
وہی پانی استعمال کیا جاتا ہے۔ اس بڑے ہی خانے مین پنجاب کے تمام
اضلاع کی قیدی عورتین آتی ہین اور میعاد مقررہ قید تک مقید
رہتی ہین۔ یہ مکان ۱۸۷۶ء مین مولف کتاب کے اہتمام و نگرانی
مین تعمیر ہوا اور ابتک اسکی مرمت و نگرانی بھی مولف کے متعلق
ہے جو ہر سال برابر ہوتی ہے +

پختہ پل ریلوے دریائے راوی

یہ عالیشان پل دریائے راوی پر سرکار قبضہ دار کے حکم سے تعمیر ہوا ہے
جس سے پشاور لین کی ریل گاڑی آتی جاتی ہے یہ پل دوہرا ہے نیچے کے
رستے سے گھوڑا ٹٹو پیادہ آدمی گائے بیل وغیرہ دریا کے وار پار
آتے جاتے ہین اونٹ اور گھوڑا مع سوار آجا نہین سکتا کہ بالائی
سقف بہت اونچی نہین چونکہ پہلے سرکار کی تجویز یہ تھی کہ سڑک

پشاور لین پر چھوٹی گاڑی چلائی جائے اس سبب سے اس پل کا عرض
اسکے مطابق رکھا گیا تھا پھر جب وہ تجویز بدل گئی تو سٹرک کی تبدیلی
بھی عمل مین آئی اور اس پل کو اور آہنی قینچیان اور پرزے ایزاد
کرکے اوپر سے چوڑا بنا لیا گیا جس پر اب ریل جاری ہی۔ یہ پل نہایت
مستحکم و مضبوط بنایا گیا ہی دریا کے بہاؤ کے اندر کوٹھیان گلاکر پختہ پایے
چونہ کے خشتی بنائے گئے ہین ۳۵ پائے اور ۳۴ در پانی کے بہاؤ
کے واسطے رکھے گئے ہین ہر ایک در ایکسو فٹ مقدار مین ہی اور کل پل
تین ہزار تین سو فٹ لمبا ہی اور زیرین راستہ ۱۶ فٹ چوڑا لوگون کی آمدورفت
کیواسطے رکھا گیا ہی اُسکے اوپر درست و چپ آہنی قینچیان ڈالکر دوسری
چھت آہنی ڈالی گئی ہی جسپر ریل چلتی ہی +

سنٹرل جیل لاہور

یہ ایک عام جیل تمام خطہ پنجاب کے قیدیون کیواسطے بنایا گیا ہے اگرچہ
ہر ایک ضلع کے مقام پر ڈسٹرکٹ جیل بنے ہوئے ہین اور تھوڑی میعاد
کے قیدی وہان رہتے ہین مگر بڑی میعاد کے قیدی ہر ایک ضلع سے
یہان بھیجدئے جاتے ہین جو یہان اپنی اپنی میعاد مین بھگت کر
رہا ہو جاتے ہین۔ اس جیلخانے مین قیدی ہر ایک طرح کی مشقت
جیل کے اندر کرتے ہین بڑے بڑے کارخانے دری بافی و شالبافی
و قالین بافی وغیرہ بیشمار کام جیل کے اندر ہوتا ہی چھاپہ خانہ مین
لاکھون روپے کا کام ہوتا ہے اس سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ قیدی
بھی کام سیکھ جاتے ہین سرکار کو بھی فائدہ ہوتا ہی قیدی بھی جیل
سے باہر نہین جاتے پہلے جو قیدی سڑکون پر کام کرنے جاتے تھے تو اکثر

موقع پاکر بھاگ جاتے ہیں۔ جیل کے بڑے افسر و حاکم صاحب سپرنڈنٹ
بہادر و ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ہیں داروغہ جیل اُن کے ماتحت کام کرتا ہے
نیٹو ڈاکٹر بھی معالجہ کے لئے مقرر ہی ہسپتال میں قیدیوں کا علاج ہوتا ہے
اس جیل کا بڑا دروازہ بسمت شمال ہی بیرونی دروازہ سے اندرونی پھاٹک
تک رستہ کھلا ہوا ہی صرف ڈیوڑھی دومنزلہ پٹی ہوئی ہی رستہ کے
مغرب کی سمت سپاہیوں کی بارگین اور دفتر صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر
و ملازمان جیل کے گھر ہیں اور شرق کی طرف داروغہ جیل کی رہایش کا
مکان اور ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کے رہنے کا گھر اور گارد میں سپاہیوں کی
رصفیل ہے۔ جیل کا خاص دروازہ پختہ محرابی ڈاٹ دار عالیشان
نہایت مضبوط بنا ہی اور مکانات ملحقہ کی کچی پکی عمارت مع پختہ پلستر کے
ہے۔ یہ جیل ایک خام بیرونی دیوار سے محیط ہی اور تمام احاطہ ایکہزار
چھہ سو سولہ فٹ لمبا اور نوسو چون ۱۹۵۴ فٹ چوڑا ہی اٹھارہ فٹ اونچی دیوار
رکھی گئی ہی صورت احاطہ کی چار گوشہ اور ہر ایک گوشہ پر سپاہی کے
پہرے دینے کی مکان بنے ہیں اس احاطہ کے باہر پچیس فٹ زمین چھوڑکر
ایک خندق کھودی گئی ہی جو اوپر سے چوڑی ۲۸ فٹ اور نیچے سے
۲۰ فٹ ہی اور عمق میں ۱۴ فٹ۔ بیرونی احاطہ کے اندر شمالی دروازے
کے علاوہ ایک پھاٹک بجانب مغرب ہی جو ہمیشہ بند رہتا ہی بلا ضرورت
کھولا نہیں جاتا۔ شمالی دروازے سے جب اندر جائیں تو جیل میں داخل
ہوتے ہی تین سڑکیں آتی ہیں ایک سڑک تو بجانب سرکل نمبر اول
اور دوسری بجانب سرکل نمبر دوم جاتی ہی تیسری سڑک جو انکے درمیان
ہے سیدھی ہسپتال کے دروازے تک جاتی ہی جو جنوبی سمت کی دیوار

کے ساتھہ بنا ہوا ہے۔ اس جیل مین دو سرکل ہشت پہلو بنائے گئے
ہین جنکے باہر آہنی جنگلہ کرسی تک عمارت بناکر لگایا گیا ہے کرسی کے
اوپر پیل پائے ہین اور پیل پایون مین لوہے کی سیخین نصب ہین
اندر جانے کا رستہ شمال غرب کے پہلو مین رکھا گیا ہے اندر جنگلہ کی ہر ایک
پہلو مین ایک ایک بارگ بنائی گئی ہے یعنی آٹھہ بارگین ہین بارگون
کی انتہا پر ایک اور جنگلہ آہنی خورد ہشت پہلو بنا ہے جسکے میانہ مین
ٹاور یعنی مینار کی عمارت ہے یہ جنگلے دس فٹ اونچے مع کرسی کے ہین۔
اندرونی آٹھون بارگین ۴۰۔۲ فٹ طول ۲۲ فٹ عرض ۱۷ فٹ بلند قینچی
کے آغاز تک ہین اُسپر دس فٹ اونچائی کی قینچیان معہ ہواداذون کے
ہین اور قینچیون پر کھپریلین نصب ہین ہر ایک بارگ اندر سے چار حصص
مین منقسم ہے جنمین ایک سو چار قیدی رہ سکتے ہین بارگون کے دروازے ہر چار
سمت چھبیس چھبیس ۲۶ رکھے گئے ہین ٭ ان بارگون کے علاوہ جنگلے کے اندرونی
سرکل مین آٹھہ ورکشاپ مین جہان قیدی کام کرتے ہین اور آٹھہ پاخانے ہر ایک
ورکشاپ ۷۰ فٹ طول ۱۲ فٹ عرض آٹھہ فٹ بلند اور چھت چھپر کے طور
سلامی وار ہے یہ سقف پیل پائے بناکر اور اُنپر ہٹا گرڈالکر بنائی گئی ہے اور
پیل پاؤن کے درمیانی وہین سترہ ہین۔ چار باورچی خانے ۲۰ فٹ طول
۱۰ فٹ عرض بلندی مین ورکشاپون کے برابر ہین ورکشاپون اور باورچی خانون
کی چھتین بھی کھپریلون سے ڈہانپی ہوئی ہین۔ درمیانی ٹاور کی صورت
مدور ہے اور جنگلے آٹھون پہلوؤن کے محاذ مین آٹھہ در رکھے ہوئی ہین اور
اندر دو دروازے زینہ اوپر چڑہنے کے لئے ہے یہ ٹاور ۳۵ فٹ بلند ہے اور
اوپر مخروطی شکل کی چھت اور چھت پر آہنی چادرین لگی ہین ۲۶ فٹ

مینار کا اندرونی قطر ہے اسکے اوپر کی منزل اور نیچے گارد رہتی اور
تمام سرکل کی نگرانی رکھتی ہے - سرکل کے اندر آب نوشی کے لئے چار چاہ
بھی کھدے ہوئے ہین - یہ حال جو تحریر ہوچکا ہے وہ تو سرکل کا مجملا
لکھا گیا ہے مگر غربی سرکل مین یورپین قیدیون کے رہنے کے مکان اور
سنگین بھی بنے ہین - یوروپین قیدیون کے رہنے کا بنگلہ جو بڑا ہے
۶۹ فٹ طول ۳۰ فٹ عرض ۲۳ فٹ ارتفاع کا ہے گیارہ گھر اور تین
برانڈون مین منقسم ہے اُنمین سے بڑا گھر ۳۶ فٹ لمبا ۲۰ فٹ چوڑا
اُسکے چپٹی رست اور دو دو گھر ۱۶ فٹ ۱۰ فٹ لمبے چوڑے ہر ۱۲ فٹ اونچے
مع برانڈہ کے جو ۱۰ فٹ چوڑا اور ۳۰ فٹ لمبا ہے بنے ہین بڑے کمرے
کے پاس دو کمرے اور ہین جنکا عرض و طول ۲۰ فٹ ۱۶ فٹ ارتفاع
۱۶ فٹ ہے ان کے متعلق بھی دو گھر اور دو برانڈے رکھے گئے ہین دو تو گھر
تو ۱۶ فٹ ۱۰ فٹ لمبے چوڑے اور برانڈے مطابق برانڈے مذکور الصدر
کے ہین - دوسرا مکان یوروپین قیدیون کے رہنے کا پہلے سے چھوٹا
۵۳ فٹ طول ۳۳ فٹ عرض کا ہے چار گھر اور ایک برانڈہ مین
منقسم ہے دو باورچی خانے اور دو پاخانے انکے متعلق ہین - سنگین
مکان کی صورت مستطیل تین حصص مین منقسم ہے ایک حصہ دوہرے
مکانون کا ہے جسکے درمیان مین رستہ ہے اور اُس رستہ کو چپٹ رست
ہے ہر دوہرے حصے کی مکانات آٹھ آٹھ کل تعداد مین سولہ ہین
ہر ایک مکان بقدر نصف کے پٹا ہوا اور باقی کھلا ہوا ہے پٹے ہوئے
کے اندر قیدی محنت شاقہ کرتے اور قید تنہائی بھگتے ہین اور غیر
مسقف مین رفع حاجت کرتے ہین - دوسرا حصہ بھی اُسی کے ملحق

اور چوڑائی کے میانہ مین بنا ہی مگر اسمین رستہ رکہکر دوہری لین نہین بنائی گئی اکہری لین ہین دوہرے مکان مسقف و غیر مسقف بدستور ہینے ہین تیسرا حصہ دوسرے حصے کے ملحق اُس سے چوڑائی مین کم ہے اسمین صرف دو مکان دوہرے دوہرے مسقف و غیر مسقف بدستور ہین ان سنگینون کا ہر ایک حصہ مسقف ۱۰ فٹ ۸ فٹ طول عرض ہین اور غیر مسقف ۱۴ فٹ ۸ فٹ اور بلندی مین ۴ افٹ ہی اور چہت پر کڑیان پڑی ہین - ہسپتال جو اس جیلخانہ کے متعلق ہی بیرونی احاطہ کی جنوبی دیوار کے ساتہہ شمالی بڑے دروازے کے محاذ مین بنایا گیا ہے اسکے گرد نواح چوبی جنگلہ پختہ پیل پائے بنا کر لگایا گیا ہی جسکے اندر تین بارکین ہین - پہلی بارک ۱۲۸ فٹ طول ۲۴ فٹ عرض ۱۸ فٹ بلند قینچی تک ہے یہ صرف ایک کمرہ ہی جسمین بیمار قیدی رہتے ہین اسکے چارون طرف دس فٹ چوڑا برانڈہ ہی اور برانڈون کے دونو کونون پر دو کوٹہڑیان چہت قینچی دار ہی - دوسری اور تیسری بارک مطابق پہلی بارک کی ہین اور انہین کے پاس نیٹیو ڈاکٹر کے رہنے کا مکان اور باورچی خانہ و مردہ خانہ و پاخانہ و چاہ بنا ہوا ہی ہسپتال کے مغرب اور گوشہ جنوب مغرب احاطہ کلان مین چھاپہ خانہ کا عالیشان مکان بنا ہی جسمین بڑا کارخانہ چھاپے کا ہی اور مختلف مکانات مین یہ کارخانہ جاری ہی اُسکے اور بہی بہت سے مکانات بیرونی احاطہ کے اندر مثل لوہارخانہ و نجارخانہ و کمہارخانہ و کاغذخانہ و کولوخانہ وغیرہ بنے ہوگئے ہین جہان بڑے بڑے کارخانے جاری ہین جنکی مفصل پیمایش لکہنے مین طوالت ہوتی ہے گوشہ جنوب مشرق مین دو مکان ہین ایک مکان گودام دوسرا

کم عمر لڑکون کے قید رہنے کا تیسرا ایک اور مکان ہے جس مین
چھاپے خانہ کا سامان رہتا ہے ✻

ڈسٹرکٹ جیل یعنی جیلخانہ خاص ضلع لاہور

یہ جیل خانہ متصل سنٹرل جیل بجانب غرب بنایا گیا ہی اسمین ضلع لاہور
وغیرہ سے تہوڑی میعاد کے قیدی رہتے ہین بڑے سنٹرل جیل مین نہین
بہیجے جاتے اسی جگہ بعد گزرنے میعاد کے رہا ہو جاتے ہین دروازہ اسکا
بجانب شرق محرابی ٹھاٹ دار پختہ بنا ہوا ہی باہر دروازے کے ایک
طرف داروغہ کے رہنے کا مکان اور دوسری طرف دفتر کا مکان کچا پکا
بنا ہی دونو مکان طول مین ۳۵ فٹ عرض مین ۲۳ فٹ اونچائی
مین ۱۲ فٹ کڑیون کی چھت سے مسقف ہین دروازے کی ڈیوڑھی
مسقف ہی دونو طرف سپاہیون کے رہنے کی کوٹھڑیان ہین - یہ جیل
ایک خام احاطہ چوگوشہ مین محیط ہی جسکا طول ۲۰۷ فٹ عرض ۲۵۰
فٹ رکھا ہی ۱۴ فٹ دیوار بلند ہی احاطہ کے شرق کی سمت سوائے دروازہ
کلان کے اور بہی تین دروازے ہین اور شمال کی سمت دو پھاٹک
اندرونی میدان احاطہ کا دو احاطون مین منقسم ہی اور ان دونو مین
ایک دیوار خام بیرونی دیوار کی طرح بنی ہوئی ہی پہلا احاطہ دوسرے
احاطہ سے بڑا ہے ۴ فٹ چوڑا رکہا گیا ہی اسمین بہت سے مکان بنے ہین
جنوب کی سمت ہسپتال ہی - اس ہسپتال کے میانہ مین چار گہر ہین
ایک دوائی خانہ دوسرا گودام تیسرا انیٹو ڈاکٹر کا گہر چوتہا ایک گہر ہے
جو وہ بہی متعلق ڈاکٹر کے سمجہا جاتا ہی انکے جپ و راست دو بڑے کمرے
ہین جنمین بیمار قیدی رہتے مین باہر ہسپتال کے چارون طرف برانڈہ ہے

یہ ہسپتال ۲۳۸ فٹ لمبا ۲۷ فٹ چوڑا ۱۸ فٹ اونچا اور اوپر قینچی دار
چہت ہی عمارت کچی پکی برانڈہ دس فٹ چوڑا رکہا گیا ہی ہسپتال کی علاوہ
آئین مردہ خانہ اور پاخانہ بجانب شرق اور ایک باورچی خانہ اور ایک گہر
اور غرب کی سمت ہی ہسپتال کے شمال کی طرف ایک اور دیوار خام ہی جسمین
پہاٹک لگا ہی پہاٹک سے ایک سو فٹ زمین چہوڑکر دوسری دیوار بنی ہی
ان دونو دیوارون کے درمیانی حصے پہر دو حصہ کرکے اور دیوارین بنا کر بیچ
مین کو چہوڑ رکہا گیا ہی ان دونو حصون مین دو سنگین بارگین بنی ہین جو
طول مین ۲۴۶ فٹ عرض مین ۲۰ فٹ بلندی مین ۱۸ فٹ ہین - ان
سنگینون کے دونو طرف بارہ بارہ دوہری کوٹہریان ہین اور دروازے
جنوباً و شمالاً رکہے ہین یہ دوہری کوٹہریان دس دس فٹ حصہ عرض و
طول مین مسقف اور ۱۵ فٹ ۱۰ فٹ غیر مسقف ہی اسکی شمالی طرف کی دیوار
سے جب گزرین تو ایک بڑا احاطہ آتا ہی اسمین بڑا مکان تو قیدیون کے
سونے کی بارگ ہی جسکے جنوبی اور شمالی حصہ مین دوہرے سات سات
گہر اور غربی سمت مین سترہ گہر بنے ہین ہر ایک گہر ۱۰ فٹ ۷ فٹ
عرض و طول مین اور ۱۴ فٹ بلند ہی اسکے علاوہ ایک اور بارگ
بنی ہی جسکا نام اردنری وارڈ ہی اس جگہ قیدیون کو احکام سنائے جاتے ہین
اسی حصہ مین چار ورکشاپ بنے ہوئے ہین جنمین قیدی کام کرتے
ہین ہر ایک کونے پر جنکے ایک ایک گودام رکہنے کا بنا ہی یہہ ورکشاپ
عرض و طول مین مختلف ہین پہلا ورکشاپ ۲۴۳ فٹ لمبا ۱۸ فٹ چوڑا
۱۴ فٹ اونچا ہی - دوسرا ۱۲۸ فٹ طول اسی قدر عرض اور اسی قدر بلند
تیسرا ورکشاپ ۷۵ فٹ طول عرض و ارتفاع بدستور - چوتہا ورکشاپ

۳۹ فٹ طول ۲۰ فٹ عرض بلندی بدستور ہی اور ایک باورچی خانہ متعلق
اس کل حصہ کے ہی اسی حصہ کے شرقی و جنوب کے گوشہ مین دیوار
بنا کر ایک احاطہ قرار دیا ہی جسمین ایک اور دیوار دیکر دو بڑے کمرہ ایک
طرف اور دو خورد ایک طرف بنے ہین بڑے مکان ۳۴ فٹ طول ۱۴ فٹ
عرض ۱۴ فٹ مرتفع اور خورد ۳۴ فٹ طول چودہ چودہ فٹ عرض و
ارتفاع مین ہین ۔ اسی حصہ مین ایک بڑا چاہ مع ملحق حوض کے بنا
ہے اسکا پانی جا بجا نالیون کے ذریعہ سے چھوٹے حوضون مین جا پڑتا ہے
اور وہان سے قیدی خرچ کرتے ہین ۔ دوسرا حاطہ جو بڑے احاطہ اندرونی
سے چھوٹا ہی اُسمین جنوبی دیوار سے ۲۲ فٹ زمین چھوڑ کر خام دیوار
مطابق دیوار بیرونی کے بنی ہی جس سے یہ احاطہ دو حصہ مین منقسم ہو جاتا
ہے ایک چھوٹا دوسرا بڑا چھوٹی حصہ مین دو بارگین قیدیون کے
رہنے کی سنگین بارکون کی صورت پر پیمایش مین اُنہین کے برابر
بنی ہوئی ہین ۔ بڑے حصہ مین بھی دو بارگین اُنہین کے مطابق ہین
ایک باورچی خانہ ایک گودام ایک چاہ علاوہ ہے ۔

مکان پاگل خانہ

یہ مکان سکھون کے وقت کا بنا ہوا ہے مہاراجہ رنجیت سنگہ کیوقت
جب سردار لہنا سنگہ مجیٹھہ کا قیام نولکھہ مین ہوا تو اُس نے اپنی
فوج کے قیام کے لئے یہ مکان بنوایا جو لہنا سنگہ کی چھاؤنی مشہور ہو گیا
ایک عالیشان ڈیوڑھی مع بالا خانہ کے سردار مذکور کی بنوائی ہوئی
غرب کی سمت اب تک موجود ہی سرکار انگریزی کے وقت یہ محفوظ
مکان جو بطور سرای کے بنا ہوا تھا پاگلون کے رہنے کے لئے مقرر ہوا

اور اسکی عمارت مین بہت سی ایزادی عمل مین آئی - یہ مکان ۲۰۰ فٹ لمبا اور ۱۴۴ فٹ چوڑا کچی پکی عمارت ہے بڑا دروازہ یعنی عالیشان ڈیوڑہی غرب کی سمت ہے جسکی مرغولی ڈاٹ پنجابی قطع کی بنی ہوئی ہے اور سپ چوبی جوڑی مضبوط لگی ہوئی ہے - یہ ڈیوڑہی دومنزلہ ہے اور دونو طرف سیڑہیان بنی ہین اوراوپر ایک بارہ دری پختہ ہے جسکے تین تین در چارون سمت کہلے ہوئے ہین - یہ دروازہ ۲۷ فٹ اونچا سقف تک اور دس فٹ چوڑا ہے اور ۹ فٹ بالائی منزل کی بارہ دری کا ارتفاع ہے اس دروازے کے محاذ مین ایک پہاٹک احاطہ کی شرقی دیوار مین ہے جو باغ کے اندر کہلا ہے ڈیوڑہی کلان کی چپ و دست سپاہیون کے قیام کے لئے مکان ہین - یہ مکان پہلے سے بطور سرا کے بنا ہوا ہے اور احاطہ کی دیوارون کے ساتہہ مکانات بنے ہوئے ہین - اندرونی حاطہ کی زمین تین حصے مین منقسم ہے یعنی ایک حصہ زنانہ اور دو حصے مردانہ رکہے گئے ہین اور بڑی ڈیوڑہی سے بسمت جنوب ۸۳ فٹ زمین چہوڑکر ایک خام دیوار لمبی کہینچی گئی ہے جو شرقی پہاٹک تک پہنچتی ہے اس دیوار کے کہینچنے سے کل زمین اندرونی احاطہ کی دو حصہ مین منقسم ہوگئی اُسمین سے جو جنوبی حصہ ہے وہ پہر ایک دیوار بناکر دو حصے کیا گیا ہے ان دونو حصون مین سے غربی سمت کا حصہ ۲۰۷ فٹ طول اور ۱۵۰ فٹ عرض کا ہے اسمین دیوانہ عورتین رہتے ہین اسکے متعلق نو کہر تو بجانب غرب اور گیارہ بسمت جنوب احاطہ کی غربی و جنوبی دیوار کے ملحق بنے ہین - دوسرا حصہ اسکا جسکو شرقی کہنا چاہیے ۱۰۵ فٹ طول ۱۶۰ فٹ عرض ہے شرق کی سمت اسکے نو کہر اور جنوب کی سمت گیارہ کوٹہریان ہین اسکے گوشہ شرق جنوب مین ایک دستہ دیگر ایک اور احاطہ چہوٹا سا ۵۸ فٹ طول اور ۴۰ فٹ

عرض کا بنا ہی اسکے متعلق سات دوہرے گہر ہین ان گہرون مین وہ پاگل
رہتے ہین جو نہایت بیہوش و بےخبر ہین ۔ تیسرا بڑا حصہ مذکورہ الصدر
۳۴۰ فٹ لمبائی اور ۹۰ فٹ عرض ہین بڑی ڈیوڑہی سے بجانب شمال
ہے اسکی غربی سمت کی دیوار کے ملحق ۹ گہر دوہرے وا گہرے بنے ہوئے ہین
اسمین ملازم و سرپرست پاگل خانہ کے رہتے ہین شمالی دیوار کے ملحق ۱۴
مکانات ہین جنمین پاگل رہا کرتے ہین اور ایک چاہ ۱۴ فٹ قطر کا بنا ہی
اس حصہ کے گوشہ شرق شمال مین ہی رستہ دیگر ایک چہوٹا احاطہ اُسی
قدر عرض و طول کا ہی جو پہلے حصہ کے دوسرے حصہ مین تحریر ہو چکا ہی
اسمین ضروری اشیا کے فروخت کرنیوالون دوکاندارون کی دو دوکانین
ہین گودام رکہنے کے مکان اور باورچی خانہ وغیرہ کے لئے پانچ گہر بنے ہین
ان حصون کے اختتام مین بجانب شرق دیوار پختہ اور وسط مین پہاٹک
ڈاٹ دار بناکر بڑی بیرونی چار دیواری کے اندر ایک اور احاطہ قرار دیا ہے
پہاٹک کے دونو طرف چار چار کوٹہریان سپاہیون کے رہنے کی ہین اُسکے
سوا اسکے اندر چار ورک شیڈ ہین دو ورک شیڈ تو پہاٹک کے چپ و راست
ان دونو کے دروازے شرق کی سمت ہین اور اندر پیل پائے بنا کر چہت
ڈالی گئی ہی یہ دونو ۱۵۰ فٹ طول ۳۸ فٹ عرض ۱۱ فٹ بلند ہین تیسرا
ورک شیڈ احاطہ کے جنوب کی سمت ہی اور چند کوٹہریان اسکے متعلق ہین
جنمین اسباب رکہا ہی دفتر متعلق پاگل خانہ بہی اسی مین ہی رخ اس
ورک شیڈ کا شمال کی سمت ہی اور اسی کے ساتہہ وہ مکان مع برانڈا ملحق
ہے جسمین یوروپین پاگل رہتے ہین چوتہا ورک شیڈ احاطہ کی شمالی
دیوار کے ساتہہ ہی جسکا رخ جنوب کی سمت ہی اسکی چہت بہی پیل پایون

پر ڈالی گئی ہی۔ شرقی دیوار کے ساتھہ ایک اور چھوٹا سا احاطہ ہے
جو متعلق اُس مکان کے سمجھا جاتا ہی جنمین یوروپین پاگل رہتے ہین
اسی دیوار مین شرقی پھاٹک ہی جو باغ کی طرف کُھلتا ہی۔ باغ کے
چارون طرف دیوار کچی پکی طول ۴۴۰ فٹ عرض مین ۳۰۰ فٹ
بنی ہی درخت ہر قسم کے لگے ہین اور ایک پھاٹک شمالی دیوار مین ہے
شمال غرب کے گوشہ مین ایک چاہ مع فلٹر حوض کے بنا ہی اور ایک
شمال کی سمت بیمار پاگلون کے امتحان اور ملاحظہ کے لئی تعمیر ہوا ہوا
ہی اس باغ مین پاگلون کو تفریح کے لئی لایا جاتا ہی +

سٹیشن ریلوے

یہ عالیشان سٹیشن شہر لاہور کے باہر دہلی دروازہ کے بیرونی علاقہ
مین واقع ہی اور جتنی عمارات بارگین وکارخانے وکوٹھیان اسکی متعلق
ہین اُنکی حدود انتہا نہین ایک ایک میل عرض وطول مین اسکی
متعلقہ عمارتین جابجا بنی ہوئی مین پنجاب کے کسی شہر نامی گرامی مین
ایسا سٹیشن نہین بنا جیسا لاہور کا سٹیشن ہی بڑی تعریف کے لایق
اسکا قلعہ ہی جسکی عمارت شرقاً غرباً نہایت مضبوط محمد سلطان ٹھیکہ دار
نے بنائی تھی یہ قلعہ مستطیل شکل کا ہی جنوب وشمال کی سمت دو عالیشان
ڈیوڑھیان ہین اور شرق وغرب کی سمت دو دو ہین کلان ڈاٹ دار
جنمین سے دو دو لینین ریل گاڑی کی سڑک کی نکالی گئی ہین بڑی
ڈیوڑھی جنوب کی سمت ہی اور قلعہ کی جنوبی دیوار کے شرق وغرب
کے گوشون پر دو دو کلان مینار اور ایک ایک برج اسی طرح جنوبی دیوار
کے شرقی غربی گوشون پر دو برج بنائے گئی ہین دو نو ڈیوڑھیون پر

دو دو خورد مینار اور نیز شرقی غربی ڈاٹون پر مینار بنائے گئے ہین قلعہ کے اندر بڑے بڑے عالیشان کمرے دونو سمت شمال وجنوب کی تعمیر ہوئے ہوئے ہین اُنکے آگے عالیشان چبوترہ جسپر تیہر کا مکلف فرش ہے فرش کے نیچے دو دو لینین آہنی سڑک کی بناکر بیچ مین عالیشان ڈاٹون کا سلسلہ بنایا گیا ہی جس سے دو دو لینون کے کمرے علیحد علیحدہ دکھلائی دیتے ہین جنوب وشمال کے وسط مین ڈیوڑہیان اور قلعہ کے اندر جانے کے رستے ہین اور دیوارون مین مورچہ بندی ہی جس سے یہ قلعہ دشمن کے ساتھہ مقابلہ کرسکتا ہی غرض کہ اس عالیجاہ عمارت کی خوبیون کی حد وانتہا نہین ہی جنوبی ڈیوڑہی سے گذر کر ایک چھوٹا کمرہ آتا ہی پھر بڑا کمرہ اسمین پشاور لین کے ٹکٹ بانٹے جاتے ہین اُس سے گذر کر انسان ایک محرابی دروازے سے ہوکر چبوترے پر جاتا ہی اس دروازے کے دونو طرف یعنی بسمت غرب وشرق بڑے بڑے عالیشان کمرے پختہ بنے ہوئے ہین غرب کی سمت ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا کمرہ دیسی مسافرون کے آرام وبیٹھنے کیواسطے ہی جو تیسرے درجہ کے مسافر ہون اُسکے بعد درجہ دوم اُسکے بعد درجہ اول کے مسافرون کے آرام کے لئے کمرے ہین اسکے بعد وہ کمرہ ہے جسمین گاڑیون کے نمبرون کے کاغذات اور دفتر ہے اسکے بعد تار کے دفتر کا کمرہ پھر انسپکٹر کے دفتر کا کمرہ پھر گارڈ والون کا کمرہ پھر لاوارث مال کے رکھنے کا کمرہ پھر پاخانہ ہی + جنوبی دروازہ سے بجانب شرق پہلے وہ بڑا کمرہ آتا ہی جسمین مال وزن ہوتا ہی پھر خانسامان کی رہائش کا جو مسافران یورپین کو کہانا دیتے ہین پھر میمون اور لیڈیون کی نشست کا جو فسٹ کلاس کی مسافر ہون پھر سکن کلاس

کی ہوئی کی نشست کا پہر دو کمرہ جسمین ڈاک کا کلرک رہتا ہے پہر ڈاکخانہ
کے متعلقہ دفتر کا پہر پلیس آفس کا پہر دو کمرہ افسران ریلوے سکا
اسباب رہتا ہے پہر پاخانہ شمالی دروازہ سے جب اندر داخل
ہون تو جنوبی سمت کی طرح اوسکے دونون سمت بہی کمرے عالیشان
بنے ہوئے ہین ڈیوڑہی کے داخل ہوتے ہی پہلے تو وہ بڑا کمرہ
آتا ہے جسمین ہندوستان جانے والون مسافرون کو ٹکٹ ملتا ہے ان
سے اندر آکر دروازہ کے غرب کی سمت پہلے وہ کمرہ ہے جسمین پارسل
جمع ہوتے ہین اور وزن کئے جاتے ہین دوسرا اور تیسرا لیڈیون کے
بیٹہنے کا کمرہ پہر فرسٹ کلاس والون کے بیٹہنے کے دو کمرے پہر
لیڈیون کے سونے اور آرام کرنیکا کمرہ پہر دو کمرے فرسٹ کلاس والون کے سونے
اور کہانا کہانے کے واسطے پہر دو کمرے سکینڈ کلاس والون کے واسطے پہر
دو کمرے افسران گارڈ کیواسطے متعلق ہین - دروازہ شمالی سے بجانب شرق
ایک بہت بڑا کمرہ جسکو تین کمرے کہنا چاہئے پنجابی و ہندوستانی تیسرے درجہ کے
مسافرون کے آرام کیواسطے ہین پہر تار کے دفتر کا کمرہ پہر سٹیشن ماسٹر کے دفتر
کے متعلق تین کمرے پہر ایک کمرہ تار والون کی ٹاٹ کا کمرہ پہر پاخانہ ہے ان سبکے
بغیر اور کمرے بہی ملحق بدیوار جنوبی و شمالی ہین جنمین گودام رکہا ہے اور کئی ایک
انگریزی نویس کلرکون کے متعلق ہین شمالی دروازہ سے جنوبی دروازہ تک
آمد و رفت کے واسطے ایک ایسا پل کے طور پر راستہ بلند
چوبی بنایا گیا ہے جسکے ذریعہ سے ہر ایک شخص ایسی حالت مین
کہ لینین گاڑیون سے پٹی ہوئی ہون اور راستہ آمد و رفت کا بند ہو دونون
طرف آجا سکتا ہے اس راستہ تک جانے اور اترنے کے واسطے دونون سمت

چوبی سیڑیاں نہایت مقطع بنی ہوئی دونو ڈیوڑیون کے اندر جسقدر حصہ
قلعہ کا ہے اور اُسمین دونو سمت کے چبوترے اور چار دن لینین سڑک
کی ہین اوسپر عالیشان قینچی دار آہنی ٹھپّر چھتین ہین یعنے ایک قینچی تو شمالی
اندرونی دیوار سے چلکر درمیانی ڈاٹ دار سلسلے تک اور دوسرے
ڈاٹ دار سلسلے سے چلکر جنوبی اندرونی دیوار تک چوڑی اور لمبے
بمقدار طوالت قلعہ کے ڈالی گئی ہے رات کو اس قلعہ مین بذریعہ بڑی بڑی
لال ٹینون کے روشنی کیجاتی ہے - دہلی لین اوریٹا ورلین اور سندہ لین
کے گاڑیان اسی قلعہ سے روانہ ہوتی ہین اور اُدہر کی آئی ہوئی گاڑیان اسی
جگہہ آکر کھڑی ہوتی ہین - مال گودام کی بارک ہی بہت بڑی بارک پختہ بنی ہوئی
ہے یہ وہ بارک ہے جہان سے قلعہ کے تعمیر سے پہلے امرتسر کی گاڑیا
سب سے پہلے روانہ ہوتی تہی اب وہان مال کا گودام ہے جسقدر مال لاہور سے
باہر جاتا ہے اسی جگہہ وزن ہو کر گاڑیون مین ڈالا جاتا ہے اور جسقدر باہر سے
آتا ہے گاڑی سے اتار کر اسی جگہہ رکہا جاتا ہے اور مالک کو پہنچانے کے لئے
اطلاع دیجاتی ہے وہ بارک اور اسکا تعداد دفتر متعلقہ مال گودام اسی جگہہ پر
بنے رہتے ہین -

نجار خانہ یہہ بہی ایک بڑی بارک ہے اس بارک مین سینکڑون ترکہان مسٹر صاحب بہادر
کی تحت لکڑی کا کام کرتے ہین جسقدر نئی گاڑیان بنائی جاتی اور گاڑیون کی مرمت
کیجاتی ہے اسی جگہہ ہوتی ہے یہہ بارک اتنی بڑی ہے کہ ایکسو گاڑی برابر اسمین
کہڑی ہوسکتی ہین چار لینین لوہے کی اس بارک کے اندر ہین -

لوہار خانہ اس لوہارخانہ کے سپرنٹنڈنٹ مسٹر لوکی صاحب ہین بہت بڑا کارخانہ
ہے چند بارکین اسکے متعلق ہین یہہ سب کام بذریعہ انجن کے

ہوتا ہے جب انجن گرم ہوتا ہے تو اوسکے بھاپ سے ہر ایک مشین کو جنبش
ہوتی ہے اور ایک سے دوسری اور دوسری سے تیسری مشین ایک چرخی تسمی
والے ہوئی ہین جس سے سب کو کشش باہمی سے گردش ہوتی ہے اوس سے
ہزارون کام ہوتے ہین کوئی لوہے کو سوراخ ڈالتا ہے کوئی خراد چڑھاتا ہے
غرضکہ سیکڑون کام ہے کہ انجن کے ذریعہ سے ہوتے ہین ارہ لکڑیان چیرنی کا بھی
اسی کارخانہ مین جاری ہے جو ایک ورصورت کا دندانہ دار ہے ٹہی گیلی کا چیرتا اوسکے
آگے کچھہ کام نہین ۔

انجنون کی درستی کا کارخانہ بھی ایک بڑی بارک مین ہوتا ہے جہان سینکڑون لوہار
کام کرتے ہین ولایت سے جو انجن کے پرزے علیحدہ علیحدہ آتے ہین اس کارخانہ مین
انجن تیار کرلیا جاتا ہے اور نیز شکستہ پرزے درست کیے جاتے ہین ریل کے
ہر ایک کارخانے مین پانی پہونچانے کا کارخانہ بھی بہت بڑا ہے یہ پانی نہر سے لیا جاتا
ایک عمل و پختہ دو تالابون مین اسکا خزانہ رہتا ہے تالابون سے پانی دو کنوون مین
آتا ہے وہان سے اوس مقام پر جاتا ہے جہان انجن چلتا ہے انجن کے ذریعہ سے
بالائی حوض پر جاتا ہے جو ایک مکان پختہ بہت بلند پر آہنی حوض بنا ہے اوس بالائی
حوض کو مادہ گھسنا چاہیے وہان اترکر پانی اون فوارون مین پہونچتا
ہے جنسے ریل کے انجن مین پانی بھرا جاتا ہے اور نیز ہر ایک کارخانی مین
صرف ہوتا ہے اسطرح بذریعہ زمین دوز نالیون کے پہونچتا ہے ایک بہت بڑی بارک
بارک انجنون کی دھونے اور صاف کرنے کے لیے بنی ہوئی ہے اس
بارک مین ۱۸ انجن برابر کھڑے ہوسکتے ہین اسمین سڑک کی دو لینین بنی ہوئی ہین
اور جابجا فوارے پانی کے لگائے ہین جس سے انجن دھونے والی ملازم
پانی لیکر انجنون کو دھوتے ہین ۔

اس سٹیشن کے متعلق ایک بڑا چھاپہ خانہ ہے جسمین نیدرہ پریس انگریزی

تو دستی کام کرنے کے جاری ہین اور دس شینین ہین جو بذریعہ انجن کی
چلتی ہین وہ ایک دن مین ہزار ورق کاغذ چھاپ ڈالتی ہین صرف ایک آدمی
کاغذ رکھنے والا مشین پر مامور ہوتا ہے - اس کارخانہ کیواسطے بہت بڑی
بارک بنائی گئی ہے کلرک کام کرنے والون اور کمپازیٹرون اور دفتریون کے
الگ الگ کمرے ہین اور بیشمار ملازم اپنا اپنا کام دیتے ہین غرضکہ اس کارخانہ
کے کام کا حد حساب نہین -

دستی کام بنانے والون لوہارون کا الگ کارخانہ ہے اونکی واسطے الگ الگ
بہٹیان ہین جنکو انجن کے ذریعہ سے ہوا دیجاتی ہے اور الگ ہوا ایک
بہٹی کے انجن کے ہوا سے مشتعل رہتی ہے جب تک انجن چلتا رہتا ہے بہٹیان
گرم رہتی ہین -

اس سٹیشن ریلوی کی بنیاد ۱۸۵۹ء مین جان لارنس صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر
کے ہاتھ سے رکھی گئی ۱۸۶۲ء مین گاڑی پہلے امرتسر تک جاری ہوئی
بعدازان دریائے بیاس تک پہر دہلی تک پہر ملتان تک علی ہذا القیاس
روز بروز اس کی ترقی ہوتی گئی اب سرکاری ریلوے لاہور سے پشاور
تک پہونچ گئی ہے -

رومن کیتہلک والون کا گرجا

یہ ایک نامی گرامی گرجا لاہور مین بازار انارکلی کی غربی سمت کو سر راہ واقعہ ہے اس جگہ رومن کیتہلک
مذہب والی عیسائی آکر نماز پڑھتے ہین احاطہ اسکا بہت وسیع ہے اور چارون طرف
چار دیواری کچی پکی سے محیط ہے مشرق کی سمت کی طرف بڑا پہاٹک ہے اور شمال کی سمت چھوٹا پہاٹک
ہے احاطہ کے اندر سوائے گرجا یعنی اصل عبادتگاہ کی جو وسط مین بنا ہے ایک عالیشان کوٹھی پختہ

ومکانات متعلقہ کوٹھی کے گوشۂ شرق جنوبیا میں تعمیر ہوتی ہوئی ہیں جنمیں
پادری صاحب قیام رکہتے ہیں اور غرب کی طرف ایک کوٹھی پختہ دو منزلہ
مس لوگوں کی تعلیم کے لئے بنی ہی جسمیں عیسائی لڑکیاں پڑہتی ہیں اصل گرجا
کا مکان باہر سے شرقاً غرباً عرض ۸۰ فٹ اور شمالاً جنوباً طول میں ایکسو بیس ۱۲۰
فٹ رکہا گیا ہے عمارت پختہ سفید پلستر کی ہوئی ہے پانچ پانچ دروازے
شرق وغرب کی سمت اور ایک بڑا دروازہ آمدورفت کا جنوب کی طرف ہے
برانڈہ صرف جنوب کی سمت بڑے دروازے کے آگے بنایا گیا ہی برانڈے
میں تین بڑے محرابی مرغولی دہن جنوب کی سمت ہیں اور بارہ فٹ اُسکا
عرض ہی ایک ایک دہن شرق وغرب کو ہی جنوبی دیوار برانڈے والی
کی چہت سے بڑہا کر شرق وغرب کی سمت دو مرغولی دہن بنا کر اُنمیں
دو بڑے گہنٹے لٹکائے گئے ہیں جنکا وزن تخمیناً بیس بیس من سے کم ہوگا
اور ایک اُن دونوں سے بڑا گہنٹہ گرجا کے باہر سمت غرب لکڑیوں
کی ٹہٹی بنا کر لٹکایا ہوا ہی نماز کے وقت اور ہر روز بارہ بجے کے وقت یہ گہنٹہ
بجایا جاتا ہے جنوبی دروازے سے جب گرجا کے اندر جائیں تو واضح
ہوتا ہے کہ کل مکان پانچ کمروں اور دو گوداموں میں منقسم ہے ایک
درمیانی کمرہ دروازے کے محاذ کا جسکی چہت تیس فٹ بلند ہے یہ کمرہ بڑی
کلاں ہی اور دو کمرے اُسکے چپ راست یعنی شرق وغرب کی سمت
ہیں ان دونوں کی چہتیں سولہ فٹ بلند رکہی گئی ہیں دو کمرے درمیانی
کمرے کی شمالی انتہا پر جہاں نماز گاہ ہی چپ راست یعنی شرق وغرب
کی سمت دونو طرف بڑہا کر بنائے گئے ہیں ان پانچ کمروں کے علاوہ
دو مکان گودام رکہنے کیواسطے ہیں اندرونی حصہ گرجا کا طول ۴۹ فٹ

اور عرض ۱۵ فٹ ہی اور تینون کمرے اندرونی عرض مین باہم برابر
ہین مگر بلندی مین درمیانی کمرہ بلند ہی اور چپ و راست کے کمرے اُس سے
نصف رکھے گئے ہین اب درمیانی کمرے کا حال تحریر ہوتا ہی کہ جب جنوبی
دروازہ سے اُسمین داخل ہون تو بالائی چھت کی نصف بلندی کے
نیچے جنوبی دیوار سے لگی ہوئی دس فٹ چوڑی ایک چھت ڈالی گئی ہے
اور اسکے اُوپر جانے کے لئے شرقی کمرے سے زینہ دیا گیا ہی اس جگہ باجہ
بجتا ہی جب صاحب لوگ نماز کیواسطے آتے ہین تو اس مقام پر باجا نہایت
خوبی کے ساتھہ بجایا جاتا ہے اور اسی کمرے کے اندر جنوبی دیوار سے
کے پاس جنوب شرقی گوشہ مین ایک سنگ مرمر کا بقدر پانچ فٹ
کے بلند ستون بنا ہی اور اُسپر پیالہ سنگ مرمر کا اُسمین وہ برکت والا
پانی رکھا رہتا ہے جو نماز کیوقت اُسمین ڈالا جاتا ہے جب عیسائی زن و
مرد وہان آتے ہین تو اُس پانی سے ہاتھہ بھگو کر آنکھون کو لگاتے ہین
اور اُس پانی کو نہایت متبرک سمجھتے ہین جب اُس سے آگے بڑھیں
تو اُسکے شمالی حصہ مین ایک مکلف چبوترہ پختہ مربع بنا ہوا ہی جسکے اُوپر
دو سیڑھیان چڑھکر جاتے ہین چبوترے کی چارون طرف محرابی مرغولی
عالیشان عمارت ہی یعنی چار دہن کھلے ہوئے ہین۔ اس چبوترے
کے شمالی انجام پر ایک اور چبوترہ ہی جسکو خاص نمازگاہ کہنا چاہیے اسکے
اوپر دو زینہ چڑھکر جاتے ہین اسپر پادری صاحب نماز کی وقت کھڑے ہوکر
خدا کی تعریف اور عیسے مسیح کے حالات پڑھتے ہین وہ اسکے شمالی انجام
پر ایک دیوار جسکے نیچے اوپر تین درچے رکھے گئے ہین ہر ایک درچے پر
بڑے مکلف بائے کے پیتل کی بتی دان رکھے ہین ہر ایک مین مومی بتیان

بڑی بڑی لمبی لگی ہوئی ہین جو نماز کے دن شام کو روشن کی جاتی ہین
ایک طلائی گلٹ کا بنی دان نہایت قیمتی اور مکلف اُنکے درمیان
رکہا ہی اُسکو بزبان رومن ٹیبر ناکل کہتے ہین اسکی چمک دمک لائق
دیکھنے کے ہی بتی کے اوپر ایک منقطع گنبد طلائی روشنی بخش اہل نظارہ
ہی گنبد کے اُوپر منقطع کلس ہی اسکے آگے ایک قیمتی پتھر کی صلیب رکھی ہی
اس عبادتگاہ کو رومن زبان مین آلٹار کہتے ہین ۔ اسکے پیچھے ایک
اور کمرہ ہی جسمین سامان روشنی کا رہتا ہے اس کمرے کی اُوپر کی حد مین
چھت کے نیچے ایک بڑا طاؤ دیا گیا ہی اور اُسپر بی بی مریم صاحبہ کی صورت
سنگی کی نہایت خوبصورت رکہی ہی یہ صورت اگرچہ سنگی ہے مگر خوبی و
خوش اسلوبی اُسکی دیکھنے پر منحصر ہی روغن نہایت عمدہ ہوا ہوا ہے ۔
کہڑی تصویر ہی اور دو نو طرف گیارہ فرشتون کی تصویرین ہین پوشاک
عمدہ مکلف دکہلائی گئی ہی نماز گاہ کے کمرے کی چار سمت چوبی جنگلہ مکلف
لگایا گیا ہی اور جو دو کمرے اُسکے چپ و راست یعنی شرق و غرب ہین وہ
بہی نہایت مکلف ہین عمدہ فرش ہین جہاڑ فانوس سے آراستہ مذہبی
تصاویر جابجا آویزان ہین قیمتی چوکیان و کرسیان رکہی ہین نماز گاہ
کے غرب و جنوب کے گوشہ مین ایک تخت لاٹ پادری کے اجلاس کے لئے
بچہا ہی اُسپر ایک بڑی کرسی خاص بڑے پادری کی نشست کی اور
دو کرسیان خورد چپ و راست اور پادریون کے واسطے رکہی ہین ٭
بڑے کمرے مستطیل کی چپ و راست جو دو کمرے شرقی غربی ہین وہ بھی
فرش و فروش و جہاڑ فانوس سے آراستہ ہین او نشست کے لئے
مکلف چوکیان جابجا رکہی ہین غربی کمرے کی شرقی دیوار کے ساتھہ

بہی نماز گاہ بنی ہی اور ایک چبوترہ چہہ فٹ بلند تین درجہ کا بنا ہے اسکے اوپر کے درجہ پر مٹی کی نہایت عمدہ مورت حضرت عیسے مسیح کی کہڑی کی گئی ہو اس مورت کی خوبی دیکہنے سے معلوم ہوتی ہو کہ اُستاد نے کس اُستادی سے اُسکو بنایا ہو کہ اصل اور نقل مین کچہہ فرق باقی نہین چہوڑا یہہ مورت قد آدم پورے قد کی بنائی گئی ہو دور سے اگر دیکہین تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ جیسے مسیح کہڑے ہین پوشاک اس مورت کی نہایت تکلف ہی جو اُستاد نے سانچے مین بناکر تصویر کے ساتہہ ملحق کر دی ہو مورت کے آگے ایک پتہر کی صلیب قیمتی رکہی ہو۔ غربی کمرہ بہی اُسی طرح سجایا گیا ہو اور اُسی طرح غربی دیوار کے ساتہہ ایک چبوترہ چہہ فٹ اُنچا تین درجہ کا بنا کر اُسپر ولی فرانسیس کی گلی مورت کہڑی کی گئی ہو جو جیسے مسیح کی مورت کے مقابل نہایت موزون نظر آتی ہو اس مورت کو اُستاد نے نہایت عمدہ بنایا ہے اور پوشاک سیاہ رکہی ہو ان دونوں مورتون کے دونو طرف عمدہ عمدہ بتی دان رکہے ہین جنمین موم بتیان چڑہی ہوئی ہین غربی کمرے کی غربی دیوار کے ساتہہ اور ایک درجہ چبوترہ بنا ہو اُسپر ایک آئینہ دار الماری رکہی ہو جسمین حضرت عیسے مسیح کے بچپن کی عمر کی مورت نہایت عمدہ استادانہ یہہ مورت بہی مٹی کی ہو ان کے علاوہ اور مورتین مذہبی دو کمرون مین بیشمار آویزان ہین جو نہایت خوبصورت معلوم ہوتی ہین غرض کہ اس گرجا کی خوبی دیکہنے پر منحصر ہے ❊

مکان میڈیکل سکول لاہور

یہہ عالیشان مکان پاس ہسپتال سرکاری کے بسمت جنوب سرکار دولتمدار کے حکم سے تعمیر ہوا سنہ ۱۸۸۱ء مین تعمیر اسکی شروع ہوئی اور سنہ ۱۸۸۲ء مین

باختتام پہونچی طول مین یہ مکان شرقاً غرباً دوسو فٹ اور عرض مین جنوباً شمالاً ایکسو اکتالیس فٹ ہی شمال کی سمت یہ مکان بقدر ستر فٹ کے عرض مین سے تین درجہ مین منقسم ہے یعنی ۴۸ - ۴۸ فٹ تو زیر عمارت دونو طرف ہی اور ایکسو چہہ فٹ لمبا بطور صحن کہلا رکہا گیا ہے اور دروازہ میانہ اسکا خاص ہسپتال کے میانہ دروازہ کے محاذ مین رکہا گیا ہی جو نہایت موزون و مناسب نظر آتا ہی درمیانی کمرہ اسکا جو طول کے وسط مین بنا ہی پچپن فٹ لمبا اور ۳۲ فٹ چوڑا اور ۴۸ فٹ اونچا سوای قینچی کے رکہا گیا ہے چہت اسپر قینچی دار آٹہہ فٹ اونچی ڈالی گئی ہی اسمین دو دروازے آمدورفت بیرونی کے لئے جنوباً وشمالاً رکہی گئے ہین جنوبی دروازے کے باہر بڑی ڈیوڑہی مسقف بنائی گئی ہی جسمین بگی بخوبی کہڑی ہوسکتی ہے دوسرے دروازہ کے آگے جو مکان کے صحن کے اندر ہی ایک برانڈہ بطور ڈیوڑہی بڑہا دیا گیا ہے اس کمرے مین دفتر اور کتابین متعلقہ تعلیم میڈیکل رکہی ہیںی ہین اس بڑے کمرے کے غرب کی سمت ایک کمرہ تینتالیس فٹ طول اور چونتیس فٹ عرض کا بنا ہی جسکے تین دروازے شمال کی سمت اور تین کہڑکیان جنوب کی سمت ہین اسمین ہندوستانی طالب علمون کو تعلیم دیجاتی ہی لیکچر بہی سنائے جاتے ہین جو متعلق علم جراحی کے ہوتے ہین چہت اس کمرے کی لوہے کے گارڈرون سے مضبوط کی گئی ہے اور اُسپر چوبی کڑیان اور چوکے ڈالے گئے ہین اس کمرہ کے غرب کی سمت ایک رستہ گلی کے طور پر دس فٹ چوڑا اور ۳۴ فٹ لمبا رکہا گیا ہے اسکے غرب کی سمت ایک اور کمرہ ہی جسکا طول ۴۴ فٹ اور عرض بیس فٹ رکہا گیا ہی اسمین مُردون کی لاشین چیر کر طلبا کو دکہلائی جاتی ہین

اسکے شمال کی طرف ایک چھوٹا کمرہ اکیس فٹ لمبا دس فٹ چوڑا
ہی پھر اُس سے شمال کی سمت بڑہکر ایک بڑا کمرہ بیالیس فٹ لمبا اور
بیس فٹ چوڑا بنا ہی اس مین عجائب چیزین متعلق تعلیم ڈاکٹری کے
رکھی رہتی ہین اسکے متصل شمال کی سمت ایک اور کمرہ بیس فٹ
لمبا ۱۲ فٹ چوڑا ہی جو اُسی کے متعلق سمجھا جاتا ہی - بڑے درمیانی کمرے کے
شرق کی سمت دو کمرے ۳۴ - ۳۴ فٹ طول اور ۲۲ - ۲۲ فٹ عرض مین
ہین جنپر چھت آہنی گارڈرون کی پڑی ہی ان دو نو کمرون مین علم طبابت
جراحی و علوم کیمیا کے لیکچر طلبا کو سنائے جاتے ہین ان سے بڑہکر ایک کمرہ
۴۴ فٹ لمبا بیس فٹ چوڑا ہی جسمین ہڈیا ڈیکا پڑہائی جاتی ہی اسکے شمال
کی سمت ایک چھوٹا کمرہ اکیس فٹ طول اور دس فٹ عرض کا چھوڑ کر
ایک اور بڑا کمرہ بیالیس فٹ لمبا اور بیس فٹ چوڑا ہی جسمین سخت سخت
کام متعلق ڈاکٹری کے دکھلائے جاتے ہین مثلاً پتھری کا نکالنا یا کسی عضو کا کاٹنا
تعرض کہ یہ مکان ایک گلی اور بارہ کمرون مین تقسیم کیا گیا ہے اور برانڈہ
اندر باہر بنا ہوا ہی چھت ہر ایک کمرے کی سوائے بڑے قینچی دار کے ۸ فٹ
بلند رکھی گئی ہے جنپر شہتیر اور کڑیان ڈالی گئی ہین باہر سے بلندی ان
کمرون کی زمین سے منڈیر تک ۳۴ فٹ ہی اور برانڈے کی بلندی بغیر کرسی
کے ساڑہی بیس فٹ شمار مین آتی ہی ہر ایک برانڈہ کی چھت قالبی ڈاٹ دار
ہی شرقی سمت کے برانڈے مین سے ایک دہت اندرونی کمرے کے شمال
کرکے غسلخانہ بنایا گیا ہی اور اُسکے محاذ غرب کی سمت کے برانڈے مین زینہ
اُوپر چڑہنے کے لئے بنا ہی کل مکان اور برانڈے مین چوکے کا فرش کیا گیا
ہے یہ مکان عالیشان ایک منزلہ ہے اور عمارت پختہ چونہ کی نہایت مضبوط ہے

اندر سے پختہ پلستر سفید اور باہر سے سرخ اینٹ کی جہری دار عمارت
بنی ہی اور زمین سے مکان کی کُرسی تک تین سیڑہیان ہر چار سمت
رکہی گئی ہین۔ یہ مکان مولف کتاب کی سرپرستی و نگرانی مین سرکار کے
حکم سے تعمیر ہوا جسکو دیکہکر حکام نے خوشنودی ظاہر کی اور کل روپیہ
اسکی تعمیر پر ایک لاکہہ ۳۲ ہزار صرف ہوا اور جو مکانات شاگرد پیشہ
وغیرہ متعلق اسکے علیحدہ بنے ہوئے ہین اُنکا خرچ الگ ہے +

ضمیمہ

بعض ان مکانات کے ذکر مین جو بوقت تحریر مسودہ طبع کتاب کے لکہے نہین گئے
تہے اور اب بعد اختتام مسودہ و طبع کتاب اُنکا لکہنا واجب متصور ہوا۔

مندر ٹہاکردوارہ و شوالہ سنت شاہ دویدیال واقع لاہور

اس کتاب کی تحریر مسودہ کے وقت اس مندر کی بنیاد کُہد رہی تہی اس سبب سے
اسکا حال موقع پر درج نہوا اب یہ مکان بنکر تیار ہوگیا ہی اور واضح ہو کہ یہ
عالیشان مندر شہر لاہور کے اندر سوہے بازار کے سرراہ بازار سے بجانب
شمال واقع ہے جدید عمارت اسکے قابل دید ہی بانیان مکان سنت شاہ
دویدیال نے بفراخ دلی روپیہ خرچ کرکے یہ مکان بنوایا ہی اسکی عمارت پر
سرخ پتہر و سنگ مرمر بہت خرچ ہوا ہی باہر کی دہلیز سنگ سرخ کی ہی زینہ
بہی سنگ سرخ کا بنا ہی باہر کے دروازے کے شرق کی سمت چاہ نیا کہودا
گیا ہے اور ایک مکان سبیل یعنی پانی کی جگہ سنگ سرخ کی بنائی گئی ہے
چاہ کا چبوترہ پختہ ہی اوپر سے چہتا ہوا ہی اس جگہ سے عام و خاص
بہرتے ہین مندر کا مکان دوسری منزل پر بنایا گیا ہی نیچے تین دوکانین
ہین جنہین کرایہ دار رہتے ہین کرایہ بانیان مندر لیتے اور مندر کے

اخراجات مین خرچ کرتے ہین باہر کے دروازے سے جب تیرہ سیڑہیان چڑہکر اوپر جائین تو مندر مین داخل ہوتے ہین اوپر کا مکان تین حصص مین تقسیم ہوا ہی ایک حصہ مین تو چاہ ہی یعنی وہ سقف جو چاہ کے اوپر ڈالی گئی ہی اس چہت مین چاہ سے پانی بہرنے کے لئے سوراخ رکہا گیا ہے اس جگہ کی آمدورفت کے لئے زینہ مین سے ایک دروازہ بسمت شرق رکہا گیا ہی اس چہت کے اوپر چونہ کی تہہ ڈالی گئی ہی جہان سے لوگ پانی بہرتے اور نہاتے ہین دوسرا حصہ ایک نشستگاہ ہی زینہ سے بجانب غرب یہ نشستگاہ نہایت مکلف سربازار بنی ہوئی ہے یہ نشستگاہ زیرین دو کانون کے اوپر ہی جسمین یہ چار سی رہتی ہین دیوارین اسکی پختہ چونہ گچ چہت قلمدانی ہے ایک شہ نشین اور دو بخارچہ بازار کی طرف بڑہاؤ دیکر بنے ہین شہ نشین چوبی ستونون کی نہایت خوبصورت مقطع بنی ہی اور تین دریچے اُس مین رکہے گئے ہین شرق و غرب شہ نشین اور بخارچون مین لکڑی کے بستے لگے ہین اوسی بیٹہک مین سے زینہ اوپر جانے کے لئے بنایا گیا ہے ۔ تیسرے درجے مین جسکو نشستگاہ کا صحن کہنا چاہیئے دو عالیشان مندر ایک دوسرے کے محاذ مین بنے ہین یعنی ایک مندر ٹہاکردوارہ جو صحن کے غربی حصہ مین ہی دوسرا مندر شوالہ بجانب شرق اور بیچ مین کہلا ہوا صحن ہی صحن مین سنگ مرمر کا فرش ہی اور ہر ایک سل مین کی ورزین کالے پتہر کی تیز مین دیکر علیحدہ علیحدہ سلین دکہلائی گئی ہین صحن کے وسط مین چہوٹا سا حوض ہی اور حوض مین پتہر کا فوارہ لگایا گیا ہے ۔ مندر ٹہاکردوارہ دوسرے مندر شوالہ سے بہت بڑا ہے دروازہ اسکا شرق کی سمت ہی عمارت اسکی سر سے پاؤن تک

سنگ مرمر کی جگ موہن یعنی بیرونی برانڈہ بہی سنگ مرمر کا ہے برانڈے کے ستون نہایت خوبصورت و نازک بہشت پہلو سنگ مرمر کے چہت بہی سنگ مرمر کی ڈالی گئی ہے دو زینہ سنگ مرمر کے چڑہ کر انسان مندر مین داخل ہوتا ہی مندر کی دہلیز سنگ مرمر کی اندر باہر دیوارون کے سنگ مرمر کی سلین نصب ہین سقف قالبوتی اُسپر طلائی گنبد سنگ مرمر کا ہی جسپر کلس طلائی شایقین کی آنکہون کو روشن کرتا ہی مندر کے اندر فرش سنگ مرمر کا اور تینون دیوارون مین تین طاقچے مثون کا سنگ مرمر کے مرغولی محرابی بنے ہین غربی طاقچے مین نہایت خوبصورت مورتین سری کرشن جی مہاراج وراد ہا جی دوسری رامچندر جی و جانکی جی و لچہمن جی باآداب تمام رکہی ہین مورتون کو تکلف پوشاکین پہنائی گئی ہین زیور بہی قیمتی طلائی و مرصع زیب تن کئے ہوئے ہین جنوبی طاقچے مین ہنومان جی کی مورت رکہی ہی ایک طاقچہ خالی ہے ۔ دوسرا مندر شوالہ ٹہاکر دوارے سے چہوٹا ہی باہر سے یہ بہی سرتاپا سنگ مرمر کا ہی دروازہ اسکا غرب کی سمت محاذ دروازے ٹہاکر دوارے کے ہی اُوپر گنبد سنگ مرمر کا نہایت خوبصورت طولانی شکل کا بنا ہی پتہر کی سلون مین منبتی کام نہایت خوبصورت کیا ہوا ہے مندر کے اندر دو دو فٹ تک زمین سے اوپر دیوارون پر سنگ مرمر کی سلین نصب ہین باقی دیوارون پر عمدہ گہوٹوان پلستر ہی نقش و نگار سے آراستہ فرش بہی سنگ مرمر کا فرش کے وسط مین جلہری ہشتی زمین کے اندر بنائی گئی ہی اُسمین شیو جی کا جلوس ہی اور جلہری کی ہر ایک پہلو مین جو سنگ مرمر کی سلین نصب کی گئی ہین اُنہین منبتی کام مین مورتین پاربتی و گنیش جی و برہما جی وغیرہ کی نہایت صنعت سے

بنائی گئی ہین سقف قالبوتی اور گنبد پر طلائی کلس شیوجی کے اوپر جل دہارا کرنے کے لئے دیوار جنوبی مین آبدان بنایا گیا ہے جسمین باہر کے دریچے چاہ والے سے پانی ڈال دیتے ہین اور شیوجی پر بذریعہ ایک پیتل کے سانپ کے پانی پہنچتا ہے جو نہایت قبول صورت بنا ہوا ہے سانپ کے مُنہ سے برابر باریک دہار پانی کی شیوجی پر پڑتی رہتی ہے اسی مندر کے ایک گوشہ مین چاہ غرقی بنا ہے جسمین جلدہارا کا پانی غرق ہوتا ہے۔ بیرونی صحن کی شمالی سمت ایک مسقف دالان یکدرہ بنا ہے جسمین نقاشی چونہ کے پلستر پر کی ہوئی ہے اور ایک کوٹھری اس دالان کے متعلق گوشہ شمال غرب مین بنی ہے اس دالان اور کوٹھری کے اوپر ایک بالاخانہ مقطع و خوبصورت بنا ہے اور نیچے کی منزل میت ہوجاتا ہے اور ایک زینہ گوشہ شمال و شرق مین بنا ہے جو کوچہ مین جا کر کہلتا ہے اور مستورات اُس رستے سے آکر پوجا کرتی ہین۔ اس مندر کے بانی لاہور مین نامی گرامی ساہوکار ہین +

مندر ٹہاکردوارہ لالہ نہال چند۔

یہ شخص لاہور کے مالداروں و ساہوکار رئیسون مین نامی گرامی آدمی ہے ٹہیکہ داری کا کام کرتا ہے سنٹرل جیل لاہور مین ہر ایک چیز کا ٹہیکہ اُسکے متعلق ہے جیل کی عمارت کا کام بھی مولف کتاب کے ماتحت یہی شخص کرتا ہے اس شخص نے اس عالیشان مندر کی تعمیر کی بُنیاد رکھی ہے جسکی عمارت پختہ چونے کی بنی ہے پتھر بھی بہت سا خرچ ہوا ہے یہ زمین جس جگہ اب مندر بنتا ہے سکہون کے عہد سے سفید بلا عمارت چلی آتی تھی غرب کی سمت اسکے بفاصلہ بارہ کے حویلی مہاراجہ کہڑک سنگہ کی نہایت عمدہ و عالیشان بنی ہوئی تھی جسکی اینٹین سرکار دولتمدار نے

فروخت کردین اور وہ عالیشان حویلی لوگ گرا کر مصالح لیگئے یہہ زمین
مہاراجہ کی حویلی کے محاذ مین تہی اور مہاراجہ کی سواری کے ہاتہی گہوڑے
اس جگہ کہڑے ہوا کرتے تہے اب سرکار نے بصیغہ نزول یہ زمین نیلام کردی
اور نہال چند نے خرید کر اُسپر یہہ متبرک مندر بنانا شروع کردیا غرب کی
سمت پیلو ہاری دروازے کے بازار کے ساتہہ ملحق ہو اور شرق کی سمت
لوگون کے مکانات کے ساتہہ - یہ مکان پختہ چونہ کی عمارت کا بننا شروع
ہوا ہی دروازہ سر بازار غرب کی سمت رکہا گیا ہی دروازہ مکان کا وسط
مین ہی چار دوکانین شمال اور تین جنوب کی سمت بنائی گئی ہین چوتہی
دوکان کے مقابلہ پہ چاہ ہی چاہ قدیمی کوچہ کے سرے پر تہا مگر اب
مکان کے اندر آگیا ہی دوسری منزل پر ڈیوڑہی کے دونو طرف نشستگاہین
مکلف بنائی گئی ہین اور نشستگاہون کے دریچے بازار کی طرف کہلے ہین
ایک شمالی جسکا زینہ شمالی گوشہ مین ہی دوسری جنوبی جسکا زینہ کوچہ
کے اندر رکہا گیا ہی تیسری نشستگاہ ڈیوڑہی کے اوپر نہایت مقطع بنی
ہے اور اُسکا بنجارچہ پتہر کے ستونون کا دروازہ پر رکہا ہی خاص دروازہ
ہی پتہر کا ہی سیڑہیان ہی پتہر کی چار سیڑہیان چڑہ کر مکان کے اندر
جاتے ہین ڈیوڑہی سے گزر کر ایک وسیع صحن آتا ہی جنوب کی سمت
اسکی سر کوچہ ایک عالیشان دالان بنایا گیا ہی جسکے تین بڑے بڑے
دہن محرابی قالبوتی ہین اور دریچے کوچہ کی سمت رکہے گئے ہین صحن کے
شمال کی سمت مندر عالیشان بہت بلند سر بفلک تعمیر ہوا ہے
جسکی بلندی و استحکام دیکہنے سے معلوم ہوسکتی ہی یہ ایک مندر نہین ہے
بلکہ پانچ مندر ہین یعنی وسط مین تو بڑا مندر تہا گرد وانکہ ہے

اور چار گوشون پر چار مندر شوجی و دیوی جی و سورج جی و گنیش جی
کے بہ ابہی تعمیر نہین ہوئے نیم تیار ہین بڑا مندر بہی ابہی بن رہا ہے
جسکی منزلین مع کلس سات ہونگی شرقی حصہ صحن کا بہی ابہی عمارت
سے خالی پڑا ہے غرض کہ جب یہ مندر بنکر تیار ہوگا تو اسکا ثانی بلندی مین
اور کوئی مندر نہوگا +

ٹہاکردوارہ ماکہو شاہ

یہ ٹہاکر دوارہ کہڑک سنگہ مہاراجہ کی حویلی کے جنوب کی سمت بفاصلہ ایک
کوچہ کے ہے پہلے اس جگہ ٹہاکر دوارہ نہ تہا سات برس کا عرصہ گذرا ہے
کہ ماکہو شاہ نے یہ مکان خرید کر ٹہاکر دوارہ بنادیا اب بہی صورت مکان
کی ایک حویلی کی قطع پر ہے - دروازہ اسکا شمال کی سمت سر راہ ہے جب اُسکے
اندر جائین تو ڈیوڑہی سے گذر کر ایک مسقف صحن مگہہ دار آتا ہے صحن کے
غرب کی سمت ایک کوٹہڑی اور ایک دالان اور ایک نشستگاہ بنی ہوئی
ہے جسکا دریچہ بازار کی سمت صحن کے جنوبی حصہ مین جو دالان ہے اُسکے
اندر ایک چہوٹی گنبد دار عمارت بناکر ٹہاکر دوارہ بنایا گیا ہے جسکی عمارت
نہایت عمدہ ہے اور شیشہ کا بیل دار کام نہایت عمدہ لایق تعریف کے
بنا ہوا ہے ٹہاکر دوارے کے اندر ایک سری کرشن جی مہاراج کی سنگی
مورت اور دوسری رادہا جی کی باد اب تمام رکہی ہین اس منزل کے
گوشہ شرقی و شمال مین چاہ ہے اور ڈیوڑہی مین سے زینہ اوپر جانے کا
اوپر کی منزل مین بہی مکان منزل زیرین کی طرح بنا ہے جسمین پجاری جی
کا مقام ہے پجاری اس مندر کا بالفعل رام کشن داس بیراگی مقرر
ہے اور خرچ مندر کا بذمہ بانی مکان کے - بانی اس مندر کا ماکہو شاہ

ایک نامی گرامی ساہوکار لاہور کا رہنے والا ہی اور اُسکا مکان بھی متصل اسی مندر کے ہے

مندر دیوی دوارہ رجو و دہرمون

لاہور کے پُرانے مندرون مین یہ دیوی دوارہ بھی مشہور و معروف مکان ہے
لاہور کے ہنود اسکا آداب بجان و دل کرتے ہین و باعتقاد تمام حاضر ہو کر
ماتہا ٹیکتے ہین یہ مندر علاقہ بہاٹی دروازہ کوچہ رجو دہرمون مین واقع
ہے بلکہ وہ کوچہ بھی اسی مندر کے نام سے مشہور و معروف ہے اہل محلہ
بیان کرتے ہین کہ اکبر بادشاہ کے عہد مین رجو و دہرمون نام دو عورتین
قوم اڑوڑی اس محلہ مین رہتی تہین دیوی کی پرستش مین شب و روز
مصروف رہتی تہین دیوی جی اُنپر یہان تک مہربان تہین کہ جب
وہ یاد کرتین فوراً درشن دیتی مسمات رجو ایک عورت بیوہ تہی اور
دہرمون اُسکی دختر باکرہ نہایت خوبصورت تہی دہرمون نے شادی
سے انکار کیا اور دیوی جی کی محبت مین ایسی محو ہوئی کہ دنیا سے علاقہ
اُٹھا رہا اور مالک اسمکان کا جہان اب مندر واقع ہی ایک شخص قوم
کہتری مہر چند تہا اُسکا خورد سال لڑکا بقضائے الٰہی مر گیا تو وہ روتا
چلاتا دہرمون کی خدمت مین آیا اور عرض کی کہ میرا ایک ہی لڑکا تہا
جو مر گیا اگر آپ دیوی جی کی خدمت مین عرض کرین تو زندہ ہو جاے چنانچہ
رجو و دہرمون دونونے دیوی جی کی طرف دھیان لگایا تو دیوی جی تشریف
لائین اور وہ مرا ہوا لڑکا فی الفور زندہ ہو گیا وہ کہتری بہت خوش ہوا
اور یہ مکان رجو و دہرمون کی نذر کر دیا اس روز سے وہ یہین قیام پذیر ہوئین
رفتہ رفتہ شہرہ اُنکی کرامت کا اکبر بادشاہ کے کان مین پہنچا وہ خود اُنکی
خدمت مین حاضر ہوا اور چند تخم درختان آم و انار وغیرہ کے پیش کیے

اور کہاکہ یہ تخم اسی وقت زمین مین بوئے جادین اور اسی وقت درخت سرسبز ہون اسی وقت میوہ لگ جائے۔ جو دہرمون نے یہ درخواست بادشاہ کی سنکر دیوجی کو یاد کیا دیوجی تشریف لائین اور وہ درخت اُسی وقت سرسبز ہوگئی اور اُسیوقت پہل لگ گیا اور اُسی وقت بادشاہ نے کہالیا چند مدت تک وہ مندر تیین اس مکان مین رہین جہانگیر بادشاہ کیوقت صوبہ لاہور جو ایک مسلمان شخص تہا دہرمون کے حسن و جمال کی تعریف سنکر اُسپر فریفتہ ہوگیا اور اُس نے پیغام دیاکہ دہرمون مسلمان ہوکر اُس سے نکاح کرلے اس درخواست سے وہ دو نیکذات صاحب عصمت عورتین نہایت تنگ ہوئین اور نہ چاہاکہ حاکم وقت کی نسبت بددعا دیکر اُسکو برباد کردین آخر خود اس جگہ جہان اب مندر بنا ہواہی زمین مین سماگئین دیوی جی کا جلوہ بہی جو اُسوقت موجود تہا زمین مین چلاگیا۔ چنانچہ اُس روز سے اس جگہ دیوی دوارہ مقرر ہوگیا اور پرستش شروع ہوئی پرستش ماہی مین یہان بہاری میلہ ہوتا ہی ایک ماہ چیت کی اشٹمی کو دوسرا اشٹمی ماہ اسوج کو خلقت کثیر جمع ہوتی ہی چڑہاوہ بہت چڑہتا ہی سال بہر مین اکثر جاگے ہوتے ہین اور تمام رات بہگت لوگ دیوی جی کی بہیٹین گاتے ہین ✦ یہ مکان بطور ایک حویلی صحن دار کے بنا ہوا ہی شرق کی سمت اسکا دروازہ ہی جب دروازے اندر جائین تو دو ڈیوڑہیان آتی ہین یعنی ایک ڈیوڑہی جنوبی اور دوسری شمالی جنوبی ڈیوڑہی سے خاص مندر کے اندر جاتے ہین ڈیوڑہی سے گزرکر ایک وسیع صحن مین انسان پہونچ جاتا ہی صحن مین خشتی فرش ہے شمال کی سمت پانچ در کا ایک چوبی دالان ہی ایک شہ نشین جنوب کی سمت جسکے

تین دروازے ہین یلنت ستگاہ پختہ بنی ہی غرب کی سمت خاص مندر کا مکان ہے
یہ مندر زمین کے اندر بطور تہہ خانہ کے بنا ہی آٹھہ سیڑہیان اُترکر نیچے جاتے
ہین مندر مین تاریکی بہت ہی مگر دو روشندان جو صحن مین رکھی ہین کہولدئے جائین
تو تاریکی دور ہو جاتی ہی مندر دو درجے مین منقسم ہی ایک درجہ مین فرش ہے
جو زینہ کے آگے ہی دوسرا درجہ چوبی سہ دری کہڑا کرکے علیحدہ کیا گیا ہی اُسمین
ایک چبوترہ دو فٹ اونچا دس فٹ لمبا چہہ فٹ چوڑا بنا ہوا ہی اُسپر
ایک پنڈی میانہ مین بنی ہی جو چہہ انچ بلند فرش سے ہوگی پنڈی پر
پہول پڑے رہتے ہین یہ وہ موقع ہی جہان رجودہر مون اور دیوی جی
کا جلوہ زمین مین سما گیا تہا پنڈی کے حوالے مین سنگ مرمر کا فرش ہے
اس درجہ کے جنوبی اور شمالی حصہ مین جو چبوترے سے پستی مین ہے
دو چارپایان متبرک رکہی ہین جو مسماتان رجودہرمون کے سونے کی
تہین ان چارپائیون پر بہی پہول پڑے رہتے ہین اور اعتقاد مند لوگ
ان چارپائیون کو نہایت متبرک جانتے ہین۔ شمالی ڈیوڑہی سے جب
انسان جائے تو دوسرے درجہ مکان مین داخل ہو جاتا ہی یہ احاطہ بہی
اسی مندر کے متعلق ہی اسمین چند درخت پیپل وغیرہ کے ہین اور ایک
چاہ چرخی دار ہی اس احاطہ سے بہی ایک دروازہ مندر کی طرف
جانے کے لئے جنوبی دیوار مین رکہا ہے *

ہرنی گیان مندر و شوالہ الشیری پرشاد کایتہ

یہ مکان موری دروازے کے باہر سرراہ بجانب شمال واقع ہی اسکے متعلق
زمین بہت ہی چار کوٹہی ایک چاہ اور ایک پختہ عمارت کا شوالہ ہے
اور وہ شوالا سکہون کیوقت الشیری پرشاد کایتہ نے بنوایا تہا یہہ مندر

ایک وسیع چبوترے پر بنایا گیا ہی چبوترہ اور شوالہ کی عمارت پختہ چونہ کی
ہے غرب کی طرف دروازہ رکہا گیا ہی فرش بہی اندر مندر کے پختہ وسط مین
ایک اور چبوترہ خورد ہی اسپر شیو جی کا استہاپن ہی سقف پختہ قالبوتی
اسپر گنبد مدور نہایت خوبصورت نظارت بخش دیدہ اہل بصیرت ہی +
اس مقام پر پنڈت سردہارام پہلوری جو ایک معزز و فاضل علوم مذہبی
سنسکرت و شاستر کا تہا اتوار کے روز مجمع کثیر کرکے اپنے بابرکت و پاک
کلام سے ہندوؤن کو مستفیض کرتا تہا اُسکی کتہا کے سننے کے لئے ہجوم
کثیر ہو جاتا تہا اکثر کلام اُسکا برخلاف جدید مذاہب آریہ و برہمو
کے ہوتا تہا جو مورتی پوجن کے بالکل برخلاف ہین جبتک وہ زندہ رہا
اس مکان پر بڑی رونق رہی افسوس کہ اب چندسال سے وہ فوت
ہوگیا ہی اگرچہ اب بہی پنڈت گوپی ناتہہ ایڈیٹر اخبار عام اس جگہ آکر
لیکچر دیتا ہی اور ہندو ارادت مند بہت جمع ہو جاتے ہین مگر وہ رونق
نہین ہوتی جو سردہارام کے وقت ہوتی تہی +

شوالہ و ٹہاکردوارہ

یہ دونو مندر ایک احاطہ مین بیرون دروازہ موری سرراہ بیری گیان مندہ
کے جنوب کی طرف بفاصلہ ایک سڑک کے واقع ہین احاطہ اسکا پختہ
ہی سرراہ تین دوکانین ہین جنمین لکڑی فروش وغیرہ بیٹہتے ہین اندر
احاطہ مین درختان پیپل وغیرہ بہت ہین عمارت شوالہ کی ایک
پختہ چونہ گچ چبوترے پر بنی ہی اندر باہر سے شوالہ چونہ گچ سقف
قالبوتی اُسپر مدور گنبد نہایت خوشنما ہے مندر مین فرش پختہ
وسط مین ایک خورد چبوترہ ہی اُسپر جلہری پتہر کی اُسپر شیو جی کا جلوس ہے

دروازہ احاطہ کا شمال کی سمت اور دروازہ کے پاس چاہ پختہ چرخی دار ہے دوسرا مندر ٹہاکردوارہ چاہ کے غرب کی سمت پختہ بنا ہوا ہی جو بطور ایک کوٹھہ کے ہی دروازہ شرق کی سمت اندر سے دیوارین پختہ منقش مسقف چوبی غربی دیوار مین تین طاقچے مکلف بنے ہین جنمین سنگی مورتین سری کرشن جی مہاراج و رادہکا جی و سری رامچندر اوتار و جانکی جی و شوجی و پاربتی جی کی باآداب تمام رکھی ہین یہ مکان متعلق مندر بانکے بہاری کے ہی جو شہر کے اندر ہی اور وہی مہنت اسکا چڑہاوہ لیتا ہی اور پوجاری اُسکی طرف سے متہراداس مقرر ہے *

مندر ٹہاکردوارہ باوادہونا داس

یہ متبرک مندر بہی بیرون دروازہ موری واقع ہی جو ہری گیان مندر سے بجانب گوشہ جنوب غرب بفاصلہ ایک سڑک درمیانی کے واقع ہی سکھی وقت مین یہ مندر باوا دہونا داس سادہ نے بنوایا بہت سی زمین کہنڈرات کی جو چارون طرف بیکار پڑی تہی شامل مندر کے کر لی موران طوایف محبوبہ مہاراجہ رنجیت سنگہ جسکا باغچہ اس مندر کے پاس تہا سادہ مذکور کی معتقد تہی اُس نے مندر کی تعمیر مین بہت مدد دی چاہ بہی نیا لگوا دیا نشستگاہ بہی سرراہ بنوا دی خاص مندر کا مکان ایک وسیع پختہ چبوترہ پر دو درجہ مین منقسم ہی ایک درجہ خاص مندر کا دوسرا اُسکے متعلق جسمین پوجاری رہتے ہین مندر کا درجہ پختہ چونہ کی عمارت کا اندر باہر سے پلستر پختہ کیا ہوا ہی چہت بہی قالبوتی خشتی ہی مگر گنبد نہین ہی اندر فرش پختہ اور تین طاقچہ مکلف بنے ہین تینون طاقچون مین بہت سنگی مورتین سری کرشن جی و رادہکا جی و سری رامچندر جی و سیتا جی و شوجی و پاربتی جی و ہنومان جی

ولچھمن جی وغیرہ کی ہین شوجی کی مورت سنگی بہت بڑی اور عمدہ بنی ہوئی
ہی ایسی کہ لاہور کے اور کسی ٹھاکردوارہ مین نہین پائی جاتی دوسرا درجہ
متعلق ٹھاکردوارہ بہی مسقف ہی اور دروازہ شمال کی سمت چہت اسکی
قالبوتی خشتی بنی ہی جسکا دروازہ جنوب کو ہی اور سرراہ شمال کی سمت
تین درتیچے ہین نشستگاہ کے باہر شرق کی سمت کو چاہ چرخی دار ہی بہت سی
زمین جو متعلق مندر کے سفید ہی اُسمین ایک لکڑی فروش دوکان کرتا ہے
اور کرایہ مہنت کو دیتا ہی۔ بالفعل اس مندر کا مہنت رام داس سادہ
پوتا چیلا دہونی داس کا ہی اور دہونی داس بانی مندر کی سادہ پختہ مندر کے
غرب کی سمت علیحدہ بنی ہوئی ہی جسکے اوپر چھوٹا سا گنبد ہے +

مکان سمادہ رانی راجکوران المشہور رانی نکائن و رانی چند کنور

یہ دو سمادہین پختہ عالیشان عمارت کی خاص کچہری صدر ضلع لاہور سے گوشہ
جنوب غرب ٹبہ بابا فرید گنج شکر سے بجانب جنوب واقع ہین رانی راجکوران المشہور
رانی نکائن زوجہ مہاراجہ رنجیت سنگہ والدہ مہاراجہ کہڑک سنگہ کی تہی اور
رانی چند کنور زوجہ مہاراجہ کہڑک سنگہ والدہ کنور نونہال سنگہ کی تہی دونو کی
عالیشان سمادہین اس جگہ تعمیر ہوئین جو انکی یادگار اب تک قائم ہے -
رانی نکائن کی عزت و توقیر مہاراجہ کے ہان سب سے زیادہ تہی شیخوپورہ اور
محل علاقہ ساندل بار اُسکی جاگیر مین تہا تمام عمر وہ شیخوپورہ کے قلعہ مین قیام پذیر
رہی جب فوت ہوئی تو اس موقع پر اُسکی سمادہ بنی + رانی چند کنور بعد وفات
مہاراجہ کہڑک سنگہ اور کنور نونہال سنگہ کی مالک سلطنت پنجاب کی ہوئی اور
سرداران سندہانوالیہ کی تجویز سے گدی پر بٹہلائی گئی مختار کار سلطنت کے
سرداران سندہانوالیہ ہوگئے راجہ دہیان سنگہ وزیر ناراض ہوکر جموں کو چلا گیا

چند ماہ کے بعد جب مہاراجہ شیر سنگھ بٹالہ سے آکر سلطنت پر قابض ہوا تو رانی
چند کنور محبوس کی گئی اور اُسی حالت مین مرگئی مشہور یہہ تہا کہ مہاراجہ شیر سنگھ
کے ایما سے اُسکی کنیزون نے اُسکو مار دیا تہا اُسکی سمادہ بہی اسی جگہ بنائی گئی
یہہ دو نو سمادہ مین بلند و عالیشان پختہ چبوترے پر بنی ہین سمادہ رانی نکائین
کی چبوترے کے شمالی حصہ مین ہے چبوترے کی دیوار بقدر دس فٹ کے
بلند ہی شرق کی سمت سیڑہیان رکہی گئی ہین سیڑہیون کے سامنے سمادہ
رانی نکائین کی ہی عمارت اسکی پختہ چونہ گچ ہی شکل مربع ہر ایک طرف
سے سولہ سولہ فٹ دیوارین پختہ اندر باہر سے پلستر چہت قالبوتی اُسپر
عالیشان گنبد مدور پہاڑی دار ہی اور اُسپر طلائی کلس نہایت خوبصورت
ہر سمت ایک ایک دروازہ طاق پختہ چوبی اندر پختہ فرش وسط
مین ایک چبوترہ پختہ ڈیڑہ فٹ اونچا تین تین فٹ مربع اُسپر گول سمادہ
پتہر کی بنی ہوئی ہی۔ دوسری سمادہ رانی چند کنور کی جو اسی چبوترے پر
اس سمادہ سے بجانب جنوب ہی یہہ مکان بہی پختہ چونہ کا نہایت عمدہ
بنا ہوا ہی قطع اسکی بہی مربع ہر سمت سے سولہ سولہ فٹ عرض و طول
مین ہی اور چارون طرف چار دروازے شرقی دروازے مین چوکہٹ
سنگ مرمر کی لگی ہی اندر باہر پختہ استرکاری ہی سقف قالبوتی اور
اُسپر مدور گنبد عالیشان پہاڑی دار بنا ہوا ہی کلس نہین چڑہایا گیا
سیخ آہنی موجود ہی دروازون مین جوڑیان بہی نہین بہیری گئین
جس سے معلوم ہوتا ہی کہ یہہ مکان کسی سبب انقلاب سلطنت سے ناتمام رہگیا
تہا اندر فرش پختہ ہی اور وسط مین ایک چبوترہ اور چبوترے پر گول سمادہ
بنی ہی چار دیواری اس چبوترے کی جسپر سمادہ مین بنی ہین بہت جگہ سے

بسبب عدم خبرگیری کے گرگئی ہی سیٹر ہیاں بہی گری ہوئی ہین کوئی خبرگیر
خدمتگر نیو الا مکان کا موجود نہین ہی گویا مکان لاوارث ویران پڑا ہوا ہی +

ٹہاکردوارہ و شوالہ جمنادیرو جنگم کا

یہ دونو عالیشان مندر انارکلی بازار مین سڑک سے بجانب شرق واقع ہین اور
احاطہ خام ہی جسمین مندر پختہ بنے ہین یہ دونو مندر ایک وقت مین نہین بنے
سمت ۱۹۱۰ بکرمی مین جنادیرو جنگم نے پہلے زمین سرکار سے لی اور چاہ کلان کہدوالا
اپنے رہنے کے لئے خام مکان بنوایا پہر گدائی کرکے روپیہ جمع کیا اور شوالہ کی
تعمیر کی بنیاد رکہی سمت ۱۹۳۶ مین پہر اس نے ارادتمند لوگون سے روپیہ
جمع کرکے ٹہاکردوارہ بنوایا اور اپنے نام کی نیک یادگار دنیائے ناپائیدار مین
قایم کی یہ دونو مندر ایک مستطیل پختہ چبوترہ پر جو شمالاً جنوباً ہی بنے ہوئے
ہین جنوب کی سمت شوالہ ہی مکان شوالہ اندر باہر سے پختہ چونہ گچ شرق کی
سمت دروازہ ہی فرش بہی اندر پختہ ہی وسط مین ایک چبوترہ اُس پر
شوجی کا استہاپن ہی سقف قالبوتی اُسپر ملوانی پختہ گنبد ہی مگر کلس طلائی
نہین ہی۔ دوسرا مکان ٹہاکردوارہ شوالہ سے شمال کی سمت ہی پختہ چونہ گچ
اندر باہر سے پلستر چہت قالبوتی اُسپر چہوٹا سا گنبد مگر چہت پر دکہنا
کی مکان کی چہبی اندرون مکان غربی دیوار مین ایک مکلف طاقچہ
بنا ہی اُسمین مورتین کرشن جی اور رادہکا جی کی نہایت عزت و احترام سے
سے رکہی ہین مالک و پوجاری اس مکان کا باوا جمنادیرو جنگم ہے اور
بعمر اسّی برس کے ابہی اُسکے قوی درست ہین تمام انارکلی کے ہندو
اس جگہ پرستش کے واسطے حاضر ہوتے ہین اور چڑہاوہ دیتے ہین +

ٹہاکردوارہ لالہ مہین لال

یہ مندر بازار انارکلی کی شرقی آبادی مین واقع ہی مکان اگرچہ مختصر ہے مگر عمارت عمدہ و سنگین ہی بانی اسکا آدمی نامور ہندوستانی صاحب جائداد و ذی عزت گنا جاتا ہی اس نے بفراخ دلی روپیہ خرچ کرکے یہ مندر بنوایا احاطہ اسکا پختہ اینٹ کا بنا ہوا ہی اور اندر سب احاطہ مین خشتی فرش ہی دو دروازے ایک جنوبی اور دوسرا شمالی رکہے گئے ہین جنوبی دروازہ کوچہ مین ہی جو شارع عام ہی اور شمالی دروازہ مہین لال بانی کے گہر مین صحن کے شرقی حصہ مین ہے جو جاتریون کے قیام کے لئے پختہ مکانات ہین اور غربی حصہ مین ایک مکلف پختہ چبوترہ اُسپر دو عالیشان مندر بنے ہین ایک بڑا جو ٹہاکردوارہ ہے دوسرا خورد جو شوالہ ہی ٹہاکردوارہ کی عمارت ڈیڑہ فٹ بلندی پکر شروع ہوتی ہی مندر کا دروازہ مشرق کی سمت ہی اور جگ موہن یعنی برانڈہ سنگ مرمر کا نہایت خوبصورت بنا ہوا ہی پانچ اُسکے دہن ہین اور ہشت پہلو نازک ستون سنگ مرمر کے مطبوع طبع اہل دید ہین ہر ایک محرابی مرغولی صورت کا فرش بہی برانڈہ مین سنگ مرمر کا زینہ بہی سنگ مرمر کا ہی اندر مندر کے سنگ مرمر کا فرش دیوارین سنگین مسقف قالبوتی اُسپر پختہ گنبد طولانی شکل کا اُسپر سنہری کلس خوشنما چڑہا ہوا ہی غربی دیوار مین مکلف طاقچہ سنگ مرمر کا بنا ہی اُسمین سنگی مورتین سری کرشن جی مہاراج اور رادہکا جی کی باداب تمام رکہی ہین جنکی پرستش ہوتی ہی۔ دوسرا مکان مندر شوالہ اس مندر سے جنوب کی سمت تہوڑے سے فاصلے کے ساتھہ بنا ہی پختہ چبوترے پر اسکی عمارت ہی دیوارین چونہ گچ پختہ عمارت کی دہلیز پتہر کی دروازہ شرق کی سمت دروازہ کے آگے برانڈہ پختہ عمارت کا اندر مندر کے فرش پختہ چہت قالبوتی اُسپر طولانی گنبد گنبد پر کلس طلائی

چمکتا ہوا نظر آتا ہی مندر کے وسط مین ایک اور چبوترہ خورد جھہری پتھر کی اُسپر شوجی کا جلوس ہی گاگر پیتل کی جس سے جل دہارا شوجی پر ہوتا ہے باہر صحن کے گوشہ جنوب شرقی مین چاہ چرخی دار ہے اس مندر کی پوجا انارکلی کے مندرون کے نیبن اور سب پوجا کیوا سطا ... مندر مین حاضر ہوتی ہین بانی اس مندر کا کفیل اسکے اخراجات کا ہی +

مندر شوالہ لالہ چھوٹے لال

یہ عالیشان مندر انارکلی کی اعلےٰ و مستحکم عمارات مین سے ہی اس کا بانی لالہ درگا پرشاد خلف الرشید لالہ چھوٹے لال مرحوم کا ہی جس نے ہزار روپیہ صرف کرکے یہ عالیجاہ مندر تعمیر کیا ہی - اس مکان پر پہلے ہی شوالہ تہا جو بوہڑ داس کا شوالہ مشہور تہا اور بوہڑ داس ایک سادہ خدا پرست اس مقام پر قیام پذیر تہا سکہون کیوقت اُسکی بہت مشہوری تہی چونکہ اُس نے ایک بوہڑ کا درخت یہان لگایا تہا لوگ اُسکو بوہڑ داس کہتے تہے اصلی نام اُسکا شاید کوئی اور تہا جب بازار انارکلی سرکار انگریزی کیوقت آباد ہوا اور لالہ چھوٹے لال کے خاندان کی دوکانین ساہوکاری کی اس موقع پر جاری ہوگئین تو یہ مکان بہی انکے تصرف مین آگیا اسکے گرد نواح اُنہون نے بڑی بڑی عمارتین تعمیر کین بعد اس شوالہ کو از سر نو بنوایا جو قابل دید ہی +

دروازہ اس مندر کا غرب کی سمت ہی جب باہر کے دروازے سے اندر جائین تو وسیع ڈیوڑہی آتی ہی اس ڈیوڑہی کے جنوبی حصہ مین چاہ ہے اور لوگ اُس چاہ سے پانی باہر سے ہی بہرتے ہین اور ڈیوڑہی کے اندر سے بہی پانی بہرنے کا رستہ رکہا ہوا ہی اس سے آگے جائین تو دوسرا دروازہ آتا ہی جو احاطہ مندر کے غربی دالان مین کہلتا ہی مندر کا احاطہ بہت بڑا ہی

زمین پر سنگ پختہ فرش ہی صحن کے چارون طرف عالیشان عمارتین محرابی مرغولی
دالانون کی ہین اور سب کے ستون سنگ سرخ کے ایک دالان تو غربی وہ
دالان ہی جسمین غربی دروازہ کہلتا ہی دوسرا دالان شرقی اس دالان کے
قالبوتی دہنون مین چوبی چوکہٹین نصب ہین اور چوبی جوڑیان چڑہی ہوئی
ہین اُسکے علاوہ ایک اور دالان جو محاذ دالان غربی دروازہ دالہ کے ہی
اُسکے سنگین دہنون کو بہی چوکہٹین لگاکر ڈہاکر دوارہ بنایا گیا ہی یہ دالان
نہایت مکلف و منقش بنا ہی اور شرقی دیوار مین سنگین خوبصورت طاقچے
جنمین مورتین گنیش جی و گنگا جی و سری کرشن جی و رادہکا جی و دیوی جی
و ہنومان جی کی باداب تمام رکہی ہین ہر ایک مورت کا مکلف لباس اور زیور
ہے اور خوبی اُس مکان کی دیکہنے پر منحصر ہے شمالی دالان کے ستون بہی
پتہر کے ہین اور دروازے چوبی لگے ہین جنوبی دالان بہی سنگین ستونون
کا نہایت عمدہ و مضبوط بنا ہی جسمین پوجاری لوگ رہتے ہین +
صحن کے وسط مین عالیشان مندر شوالہ ہشت پہلو سنگ سرخ کا سنگین
چبوترے ہشت پہلو کے اوپر بنا ہوا ہی اس مندر کے اندر باہر پتہر لگایا گیا
ہی فرش بہی پتہر کا چہت قالبوتی اوپر عالیشان گنبد پہاڑی وار نہایت
قبول صورت ہی ہر ایک پہلو مین پتہر کی جالیان لگائی گئی ہین صرف دو
دروازے شرقی و غربی کہلے ہین مندر کے وسط مین پتہر کی جلہری فرش سے
نیچے یعنی زمین دوز جسمین شو جی مہاراج کا جلوس ہی غرقی جلد ہار اکے
پانی جانے کیواسطے مندر کے ایک گوشہ مین بنی ہی گنبد کے اوپر طلائی کلس
نہایت درخشان آنکہون کو روشن کرتا ہی۔ اِس مندر کا پوجاری سورج پرشاد
گوڑ برہمن مقرر ہی جو تنخواہ مع دیگر خادمان مندر کے لالہ چہوٹے لال کی کوٹہی سے

پاتا ہی باہر بازار کی طرف آٹھہ دوکانین اس مندر کے متعلق ہین جنکا کرایہ مندر کے اخراجات مین صرف ہوتا ہی - باقی اس مندر کا ایک امیر کبیر لاہور کے ہندوستانی امراؤ مین سے ہے سرکار قبضدار بہی اس خاندان کی بہت عزت کرتی ہے +

مکان مندر برہم سماج

یہ مکان بہی پختہ بنا ہوا بازار انارکلی مین بیرون دروازہ لوہاری کی شرقی آبادی مین واقع ہی یہ عبادت گاہ فرقہ برہمو کی بطور کوٹھی کے بنی ہوئی ہی مکان بہت بڑا ہی دروازہ آمد و رفت بسمت شرق ہی باہر کے دروازے سے جب اندر جائین تو ایک مختصر سا باغ آتا ہی پہر کوٹھی کی عمارت عالیشان دکہائی دیتی ہی کوٹھی کے چارون طرف برانڈہ پختہ بنا ہی چھہ چھہ دروازے جنوب و شمال اور تین تین شرق و غرب کی سمت ہین کوٹھی طول مین زیادہ اور عرض مین اُس سے نصف ہی اندر کوٹھی کے تکلف فرش ہے - اس جگہ ہر اتوار کے روز برہمو مذہب کے لوگ حاضر ہوکر خدائے واحد کی عبادت کرتے ہین موحدانہ گیت گاتے ہین - کوٹھی کی حفاظت کے واسطے چوکیدار مقرر ہے تنخواہ زر چندہ سے پاتا ہی جو اس مکان کے مصارف کیواسطے باہم اُنکے مقرر ہے +

ٹھاکردوارہ پنڈت اشنانتہ

یہ عالیشان ٹھاکر دوارہ محلہ چوہٹہ مفتی باقر کوچہ جواہر مل مشری مین واقع ہی دو دروازے اسکے رکہے گئے ہین ایک دروازہ تو شرقی کوچہ مین ہے اور دوسرا جنوبی کوچہ سے شرقی کوچہ بپشت ہی اور یہ مکان بلند چہہ سیڑہیان چڑہکر مندر مین جاتے ہین جب انسان غربی دروازے سے داخل ہو تو

ایک تنگ راستے سے گذر کر کہلا ہوا صحن آتا ہے اُس صحن کے چار سمت عمارتین ہین شرق کی سمت تو خاص مندر کا مکان پختہ چونہ گچ خشتی عمارت کا بنا ہوا ہی اندر باہر سے استرکار نقش ونگار سے آراستہ اندر پختہ فرش شرقی وجنوبی وشمالی دیوارون ہین تین تکلف طاقچے جنہین مورتین متبرک پتہر کی رکہی ہین یعنی شرقی طاقچے ہین مورت سری کرشن جی مع سری ادہکا جی وبلبہدر جی کی باآداب تمام رکہی ہین شمالی طاقچے ہین مورت سری رامچندر جی وسیتا جی ولچہمن جی کی جنوبی طاقچے ہین اور بہت سی مورتین دیوتاؤن کی رکہی ہین جنکی پوجا ہوتی ہے غرب کی طرف دروازہ آمدورفت ہے اور دروازے کے آگے خوبصورت اور پختہ جگ موہن یعنی برانڈہ بنا ہی چہت قالبوتی اور اُسکے اوپر طولانی گنبد بہت بلند اُسپر زرین کلس ہے صحن کے غرب کی سمت تین دہن کا پختہ دالان جسکے تینون دہن خشتی مرغولی ہین بنا ہی یہ دالان بہی نقش ونگار سے آراستہ ہی اس دالان ہین پوجاری کا قیام ہی مندر خاص کے شمال کی سمت چاہ چرخی دار ہی اور جنوب کی سمت ایک پختہ حویلی سہ منزلہ بنی ہوئی ہی جو اسی مندر کے متعلق ہے اُسمین کرایہ دار رہتے ہین اور آمدنی کرایہ کی مندر کے اخراجات ہین خرچ ہوتی ہی اسی مکان ہین سے ہوکر جنوبی رستہ مندر کا ہی دونو رستے ہمیشہ کہلے رہتے ہین اور دونو طرف سے اعتقاد مند لوگ حاضر ہوکر پوجا کرتے ہین - پوجاری اس نسبت مندر کا پنڈت بالکشن ہی جسکا گزارہ مندر کی آمدنی پر ہے بانی اس مندر کا پنڈت وشناتہہ صاحب جائداد آدمی تہا اُس نے ایک پختہ حویلی ملحقہ ٹہاکر دوارہ مع چار دوکانین بازار چہتہ مین اور ایک حویلی پختہ دوسرے کوچہ مین اس مندر کے ساتہہ وقف کردی تہی

جسکے کرایہ سے مندر کا خرچ بخوبی چلتا ہی اور پوجاری کا گزارہ بھی حصول ہے
یہ مندر سمبت ۱۹۶۴ بکرمی مین تعمیر ہوا بانی نے اپنی خاص حویلی مسکونہ کو گرا کر
یہ مندر بنوایا اور بسبب لاولدی کُل جائداد پیدا کردہ اپنی دوکانات و
مکانات وقف کرکے اس مندر کے ساتھہ ملحق کردئے اور وصیت کر گیا کہ آمدنی
اُنکی ہمیشہ اس مندر کے اخراجات کیواسطے ملا کرے +

ٹھاکردوارہ چھوجھی مل کھتری ہروائی

یہ ٹھاکردوارہ پختہ و مکلف عمارت کا خاص بازار اکبری منڈی کے سر بازار
شرق کی سمت بنا ہوا ہی دروازہ مکان کا بجانب غرب ہی چاہ متعلق
ٹھاکردوارہ بھی دروازے کے شمال کی سمت سر بازار ہے اور اوپر
سے مسقف ایک سہ پختہ چاہ کو مکان کی ڈیوڑھی کے اندر سے ہی اور ایک
سر بازار جسمین عام و خاص پانی بھرتے اور نہاتے ہین بیرونی دروازے
سے جب اندر جائین تو ایک مسقف مکان آتا ہی جسمین روشنی کرنے کیلئے
بلند سقف کے شرق کی طرف تین محرابی مرغولی روشندان رکھے ہین -
فرش مکان مین چونہ کا کیا گیا ہی شرق کی سمت ایک دالان سہ درجہ
خشتی بنا ہی جسکے دہن قالبوتی پختہ ہین اور ایک کوٹھری دالان کی
شمالی بغل مین ہی صحن کے گوشہ شرق و جنوب مین زینہ اوپر جانے کے
لئے ہی صحن کے شمالی حصہ مین خاص مندر پختہ عمارت کا عالیشان
بہت بلند تعمیر ہوا ہی جنوب کی سمت اسکا دروازہ اور دروازے کے
آگے پختہ قالبی سقف کا برانڈہ بنا ہی مندر کے اندر چونہ کا فرش اور
چونہ گچ منقش دیوارین شمالی دیوار مین ایک مکلف طاقچہ ہی جسکے
اندر اور باہر شیشہ کا بیلدار کام نہایت خوبی و خوش اسلوبی سے

کیا ہے جسمین ٹہاکرجی مہاراج و راد ہکاجی کی مورتین یادا ب تمام رکہی ہین سقف مندر کی خالبوتی اور اوپر عالیشان طلائی گنبد طلائی خوشنما کلس چمکتا ہوا نظر آتا ہی۔ یہ ٹہاکردوارہ مسمی چہوچہی مل کہتری دہڑوائی نے سمت ۱۹۳۳ مین بنوایا تہا مرتی وضع بانی نے یہ مندر پنڈت جنا رہن کے حوالے کیا اور اُسکی طرف سے مسمی نانک اب ہین پوجاری مقرر ہوا گزارہ اُسکا منڈہی کی اُگاہی و گدائی سے ہوتا ہے بانی نے اس مکان کو جو پہلے طویلہ تہا مسمار کرکے یہ مندر بنوایا اور نیز دو دوکانین جو بانی کی ملکیت تہین اس مندر کے ساتہہ وقف کر گیا اب وہ دوکانین مسمی گنپشا بانی کے بہائی کے پاس ہین اور وہ اُنکا کرایہ کہتا ہی مندر کے اخراجات کے لئے ایک حبہ نہین دیتا +

مندر سیتلا دیوی اندرون شہر

سیتلا دیوی کے دو مندر اس شہر لاہور مین ہین ایک بیرون دروازہ شاہ عالمی جسکا ذکر تحریر ہو چکا ہی دوسرا یہ مندر جو شہر کے اندر گزر موچی دروازہ محلہ پوربیان مین واقع ہی اگرچہ مکان مختصر ہے مگر پوجا بہت بڑی ہوتی ہے اور قدامت کا یہ حال ہی کہ قدیمی مکان بطور تہہ خانہ کے زمین دوز ہو گیا ہی اور چارون طرف سے زمین اونچی ہو گئی ہی اسکو محلہ والون نے اونچا کیا اور مکان موجودہ حال بنوایا اصل دروازہ اسکا بجانب جنوب ہی اور ایک پختہ مکان چونہ گچ بنا ہے اُسکے وسط مین ایک ہشت پہلو پختہ چبوترہ ہی اور اُسپر ایک پنڈی گول بنی ہے اور اُسپر سرخ غلاف ہے لوگ اُسی پنڈی کی پرستش کرتے اور پہول چڑہاتے ہین جن لوگون کے بچون کو چیچک نکلتی ہی بعد غسل صحت کے یہان آکر پوجا کرتے ہین

زر نقد اور بکرا چڑہاتے ہین اس پنڈی کے پاس ایک چوکی چوبی چہوٹی
سی رکھی ہی اُسپر دیوی سیتلا کی خورد مورت بآداب تمام رکھی ہے اور
پنڈی کے چبوتر ے کے پاس دو سوراخ زمین مین ہین پوجاری کہتا ہے
کہ اس جگہ قدیمی غرقی پانی کی بنی ہوئی ہے پنڈی کی پوجا کرنے والے جب
کبھی لسی و پانی سے پنڈی کو غسل دیتے ہین تو پانی اسمین جاتا ہی عمیق
اتنی ہی اگر سو گاگر پانی کی اسمین ڈالدین تو سما جاتا ہی نہین معلوم ہوتا
کہ کدہر گیا دوسرا دروازہ اس مکان کا شمال کی طرف ہی اس دروازے
سے داخل ہون تو ایک مسقف مکان اتا ہی جسمین بہگت لوگ جمع ہوکر
دیوی کی بہیٹیان گاتے ہین باہر دروازے کے چاہ آب نوشی چرخی دار
ہی اور ایک کوٹہڑی متعلق مکان اور اسی طرف شرقی دیوار کے ساتہہ
پیپل کا درخت ہی سقف کل مکان کی چوبی ہی - پوجاری اس مندر کا
مہتاب رای برہمن ہی اور چڑہاوے کی آمدنی سے اُسکا گزارہ ہی +

ٹہاکر دوارہ عطر سنگہ صوبہ دار

یہ مشترک مکان بہی کٹڑہ پوربیان گزرہوچی دروازے مین واقع ہے
جوسمی عطر سنگہ صوبہ دار نے سمت ۱۹۳۴ بکرمی مین بنوایا تہا دو اسکے
دروازے ہین ایک غربی اور دوسرا شرقی غربی دروازے سے
آمد و رفت ہی ڈیوڑہی کے اندر زینہ اوپر جانے کے لئے بنا ہی اور ایک
دروازہ مکان کے صحن کی طرف لگایا گیا ہی تمام صحن مسقف ہی اور
چہت چوبی ہی صحن کے گوشہ جنوب شرقی مین خاص مندر کا عالیشان
مکان ہی پختہ اور چونہ گچ عمارت کا دروازہ اُسکا شمال کی سمت رکہا گیا
ہی اندر فرش چونہ کا دیوارین منقش سقف قالبوتی اور اوپر عالیشان

طولانی گنبد مندر کے دروازے کے آگے برانڈہ پختہ بنا ہی جسکے ستون گول
اور قالبوتی محرابی دہن ہین مندر کے اندر جنوبی دیوار مین پختہ و منقش طاقچہ
بنا ہی اور اُسمین پتھر کی مورتین سری کرشن جی مہاراج اور دو مورتین رادھکا جی
کی اور ایک دُرگا جی کی بہزار زیب و زینت مکلف لباس و زیور سے آراستہ
رکھی ہین - پوجاری اس مندر کے بھگت گوبند رام و متھورام جوتشی ہین
گذارہ اُنکا مندر کی آمدنی سے ہوتا ہی مندر کا بانی مرگیا ہی مگر بیٹا اُسکا نرندر سنگھ
بھی مندر کی خدمت بدل و جان کرتا ہے +

شوالہ دہرم چندوالہ

یہ متبرک شوالہ گزر موچی دروازہ محلہ پیپل وہڑہ مین سر بازار بجانب شرق
واقع ہے یہ شوالہ بہت پُرانا عہد شاہان سلف کا تہا دہرم چند اروڑہ
نے اسکو بہ سمت ۱۹۳۵ بکرمی مین بنوایا اس سبب سے اب دہرم چند کا شوالہ
مشہور ہو گیا دہرم چند نے مندر کی جگہ تبدیل کر دی پہلا شوالہ مسمار کر کے
جہان اب موجود ہی نیا شوالہ بنوایا احاطہ اس مکان کا بہت وسیع ہی
اور دروازہ غرب کی سمت رکہا گیا ہے دروازہ سے اندر جائین تو ایک
وسیع صحن آتا ہی اور صحن کے گوشہ شمال شرق مین مندر بنا ہی عمارت
مندر کی پختہ چونہ گچ مربع صورت کی ہی دروازہ شرق کی سمت کو دروازہ
کے آگے پختہ عمارت کا برانڈہ ہی جسکے ستون گول اور دہن محرابی قالبی
ہین چہت بہی قالبوتی ہی مندر کے اندر فرش پختہ دیوارین چونہ گچ منقش
وسط مین ایک چبوترہ دو فٹ مربع سنگ مرمر کا بنا ہی جلہری بہی سنگ مرمر
کی ہے اُسمین شوجی مہاراج کا جلوس ہی اور ایک مورت نندی گن یعنی
شوجی کے بیل کی چبوترے کے پاس ایستادہ ہی سقف قالبوتی ہی اور اُسپر مدور گنبد

نہایت خوشنما ہی جسپر کلس طلائی خوبصورت نصب ہی اور نیز چکر و ترسول طلائی جسکے دیکھنے سے آنکھون مین روشنی آتی ہی مندر کے باہر چاہ اپنی اور پیپل کے چند درخت اور چند کوٹھریان بنی ہوئی ہین پوجاری اس مندر کا سالگ رام پنڈت ہی اور مندر کے خرچ کیواسطے تمام تعلقہ خدمت کرتا ہے اور فی شادی پانچ آنہ مقرر ہین روزمرہ چڑہاوا بھی جمع ہوجاتا ہے جس سے گزارہ پوجاری کا بخوبی ہوتا ہے +

ٹھاکردوارہ رای سنگہ رسالدار خلف کرم سنگہ

یہ مندر شاہ عالمی دروازے کے سر بازار بجانب غرب ہی جسکو رای سنگہ رسالدار نے سمت ۱۹۳۸ مین بنوایا ہی پہلے بہی اس جگہ قدیمی مندر تھا جسکی وسعت بہت تہی ایک درخت پیپل کا مکان کے اندر سایہ فگن تہا دروازے کے آگے مسقف چاہ تہا مگر جب بضرورت آب رسانی شہر لاہور کے سرکار نے غربی لین بازار کی سیدہی کی تو بہت سی زمین اس مندر کی بازار مین آگئی چاہ بہی بازار مین آگیا معاوضہ چاہ و زمین و عمارت جو سرکار سے ملا اسمین اور روپیہ شامل کرکے رای سنگہ نے موجودہ حال مکان بنوایا اب اس مندر کے دو دروازے ہین ایک تو بازار کی طرف اور دوسرا کوچہ کی طرف سے کوچہ کی راستے سے مستورات آکر مندر مین پوجا کرتی ہین اور بازار کی طرف سے مردون کی آمد و رفت ہی بازار کی طرف نیچے کی منزل مین دو دکانین ہین جنکا کرایہ رای سنگہ لیتا ہی اور مندر کے اخراجات مین صرف کرتا ہی بازار کے دروازے کو اس نشستگاہ کا دروازہ تصور کرنا چاہیے چونکہ دکانون کے اوپر نہایت عمدہ و مکلف عمارت بنی ہے اس دروازے

کے ملحق زینہ ہی جب اُس زینہ سے اوپر آئین تو ایک ڈیوڑہی آتی ہی ویوڑہی
سے ایک دروازہ تو بیٹھک کی طرف بطرف شمال ہی یہ بیٹھک عالیشان
عمارت کی بنی ہی سر بازار اسکے دو ہمارچے شمال و جنوب تین تین در ہین کٹہنے
اور تین دریچے درمیانی بڑہی ہمارچے مین ہین چہت مکلف چوبی ہی دوسرا
دروازہ ڈیوڑہی سے بجانب غرب ہی یہ دروازہ اُس صحن مین کہلتا ہے
جہان مندر واقع ہی مندر گوشہ جنوب غرب مین پختہ عمارت کا بنا ہی اندر باہر
استر کاری منقش سقف چوبی ہی مندر کا دروازہ شرق کی طرف ہی اور برانڈہ
کے شمال کی طرف اندر فرش چونہ کا پختہ دیوارین منقش چہت قالبوتی
اور اُپر گنبد عالیشان طولانی کلس سنہری بنا ہی غربی دیوار مین ایک مکلف و
منقش طاقچہ بنا ہی جسمین مورت سنگی سری کرشن جی و رادہکا جی کی
نہایت آداب سے رکہی ہین اسی صحن مین سے بجانب غرب زینہ کوچہ
کی سمت اُترتا ہی۔ بالفعل پوجاری اس مندر کا مکہہ رام نام ایک برہمن
ہی جو تنخواہ رای سنگہ سے پاتا ہی خاص نشستگاہ کے اوپر ایک اور منزل
صحن دار اور جنوب کی سمت دالان بطور برساتی کے مسقف ہی۔ اس
مکان کی خوبی و رنگینی و استحکام عمارت بدرجہ غایت ہی اور نشستگاہ
بہی عجیب و غریب سر بازار بنی ہی مندر بہی عمدہ بنا ہوا ہی مگر جاہ نہین
ہی جس سے کمال ہی مندر مین رہنے والون کا ہی شرقی دروازہ کے اوپر
ایک سنگ مرمر کی سل لگی ہی جسمین یہ عبارت کندہ ہی۔ ٹہاکر دوارہ
رای سنگہ رسالدار خلف کرم سنگہ سمت ۱۹۳۰ +

مکان مندر بال ماتا

یہ متبرک مکان علاقہ شاہ عالمی دروازہ کوچہ بال ماتا مین واقع ہے مکان

بہت پرانا ہی یہانتک کہ یہ محلہ بہی کوچہ بال ماتا کہلاتا ہی اصیل مندر
دو منزلہ مکان ہی آٹہہ سیڑہیان چڑہکر اسمین جاتے ہین دروازہ بطرف
غرب ہی دروازے سے جب اندر جائین تو ایک مکلف مکان آتا ہی جسکے تین
طرف دو منزلہ عمارتین اور بیچ مین بلند چہت گمہہ دار ہی شرقی دیوار مین ایک
مکلف طاقچہ بنا ہوا ہی جسکی چہت قالبوتی اور اُسپر عالیشان گنبد ہی گنبد پر
کلس طلائی ہی اس مندر کے متعلق اور بہی بہت بڑا مکان ہے جسمین
چاہ ہی مندر کے خاص طاقچہ مین ماتا کی برنجی مورت رکہی ہی جسکی پرستش
ہوتی ہی تمام شہر اس ماتا کا بدل وجان معتقد ہی دور دور سے لوگ جبین
سائی کیواسطے آتے ہین - چوندا بہگت جو ایک نامی بہگت شہر لاہور مین ہے
اس مندر کا خبرگیر و پوجاری ہی ایک ماہ مین آٹہہ بار اس مندر مین جاگا
ہوتا ہی تمام رات بہگت بیدار رہکر دیوی کی بہینٹین گاتے ہین ایک ہر اتوار کو روز
دوسرا ہر منگل کے روز جاگا برابر ہوتا ہی ہر ایک اشٹمی کے روز بہی جاگا
ہوتا ہی اور کڑاہ پرشاد تقسیم ہوتا ہی اصل قصہ اس ماتا کے لاہور مین آنیکا
اسطرح ہی بہ بیانی اہل محلہ و چوندا بہگت کے سنا گیا ہی کہ عہد سلطنت اسلامیہ
مین ایک لشکر مسلمانان ترکون کا ہندوستان سے کابل کو جانے کیلئے
لاہور آ اُترا لاہور کے دلال ہنگ کمبل فروش وغیرہ مال لیکر فوج مین
گئے اور دیکہا کہ ایک مسلمان سپاہی نے اس مورت کو ایک پٹارہ
مین سے نکالا اور غسل دیکر اور پوشاک پہناکر پہر پٹاری مین رکہدیا
ہندو لال اس امر کو دیکہکر کمال متعجب ہوئے اور مسلمان سپاہی
سے اُس مورتی کا حال دریافت کیا اُس نے بیان کیا کہ ہندوستان
مین ایک مندر ترکون نے گرادیا تہا وہان سے مجہکو یہہ مورتی ملی

اپنے دلی اعتقاد کے ساتھہ وہان سے اُٹھا لایا اب میرے دل کی جو آرزو ہوتی ہی اس سے مانگ لیتا ہون مجھکو مل جاتی ہی اسواسطے مین اسکی خدمت کرتا ہون ہر روز نہلاتا ہون بھوگ دیتا ہون پوشاک پہنا کر رکھہ چھوڑتا ہون + جب وہ دلال جو اسی کوچہ کے رہنے والے تھے رات کو گھر آئے تو اُنہون نے یہ ذکر محلہ والون سے کیا اور دوسرے روز سب محلہ والے ملکر اُس مسلمان سپاہی کے پاس گئے اور بہت سی منت کی، روپیہ بھی دینا کیا اور چاہا کہ وہ دیوی کی مورت ہمکو دیدے مگر مسلمان رضی نہین ہوتا تہا آخر کار تیسرے روز بہت سا روپیہ لیکر مسلمان نے دیوی جی کی مورت ہندؤن کو دیدی اور انہون نے آکر اس حویلی مین رکھدی اُس روز سے یہ دیوی اسی جگہ رکھی ہے اور عام پرستش جاری ہی بال ماتا نام اس دیوی کا اُسی مسلمان نے بتلایا تھا +

شوالہ سکھہ دیال سود

یہ شوالہ سردپو کے کوچہ مین جو مابین دروازہ شاہ عالمی موچی کے ہے بنا ہوا ہے عمارت پختہ چونہ گچ ہی دو اسکے دروازے ہین ایک بسمت جنوب ایک کوچہ مین ہے دوسرا بسمت شرق دوسرے کوچہ مین ہے دونو سے آمد و رفت جاری ہی دس سیڑہیان چڑہکر انسان بذریعہ ایک ڈیوڑہی کے جسکے اندر دونو طرف سے لوگ آتے ہین مندر مین داخل ہوتا ہی ڈیوڑہی سے گزر کر ایک کھلے ہوئے صحن مین آدمی پہونچ جاتا ہی صحن مین پختہ فرش ہی اور غرب کی طرف ایک دالان جسمین پوجاری رہتا ہی مگر یہ دالان صرف نیچے کی منزل سے اس مندر کے ساتھہ ہی اوپر کی منزل سے مندر کے بانی کے مکان کے ساتھہ شامل ہے اور اس مین امرناتھہ پسر سکھہ دیال رہتا ہی سکھہ دیال نے اپنے مکان سے

ایک حصہ علیحدہ کرکے یہ مکان مندر بنوایا تہا وہ فوت ہوگیا تو امر ناتہہ اُسکا
بیٹا موجود ہی وہ بہی مکان کی خبرگیری اور پوجاری کی خدمت کرتا ہی صحن کے
شرق کی سمت عالیشان مندر شوالہ کا بنا ہوا ہی جسکا دروازہ بسمت غرب ہی
یہ مندر سرتاپا پختہ چونہ گچ بنا ہی دیوارین اندر باہر سے استرکار سفید منقش
چہت قالبوتی اوپر مطول گنبد گنبد پر زرین کلس نہایت مطبوع دکہائی دیتا ہے
مندر کے اندر فرش پختہ اور وسط مین ایک چبوترہ نو انچ اونچا دو فٹ مربع
ہی جسکے اُپر چادر پیتل کی میخون سے جڑی ہوئی ہی جلہری چاندی کی اُسمین
شوجی کا جلوس ہی پیتل کی تپائی ہی اور اُسپر پیتل کی گاگر رکہی رہتی ہے
شمالی دیوار مین ایک مکلف طاقچہ ہی جسمین ایک گنیش جی کی مورت دوسری
شوجی کی سواری کے بیل کی ہی جسکو نندی گن کہتے ہین باہر مندر کے شرقی
زینہ کے ساتہہ چاہ ہی چالیس سال ہوئے ہین کہ یہ مندر سکہہ دیال نے بنوایا تہا +

ٹہاکردوارہ لالہ بہگوانداس خلف دیوان رتن چند صاحب مرحوم

بانی اس متبرک ٹہاکردوارہ کا لالہ بہگوانداس آنریری مجسٹریٹ لاہور ہی جنکا خاندان
مہاراجہ رنجیت سنگہ کے وقت سے معزز و مکرم چلا آتا ہی انکے والد دیوان رتن چند
بہی بڑے عزت دار رئیس صاحب مراتب مدارج تہے اُنہون نے بکمال دریا دلی
دروازہ شاہ عالمی کے باہر سرای عالیشان تعمیر کی اور تالاب بنوایا جس سے عام و
خاص کو فیض پہنچتا ہی دوکانین بہی سرای کے دونو طرف تعمیر کین جنمین گہی تیل
نمک وغیرہ کی منڈی لگتی ہی اس سرای اور تالاب کا ذکر پہلے ورق کتاب ہوچکا
ہے اسواسطے اب دوبارہ لکہنے کی ضرورت نہین ہی بوقت تحریر حالات سابق
کے یہ مندر موجود نتہا اب بعد تحریر طبع کتاب اسکی عمارت اسی سال مین ختم ہوئی
اسواسطے اسکا حال بہی زیب اندراج پاتا ہی واضح ہو کہ یہ مندر دو منزلہ دیوان رتن چند

مرحوم کے تالاب کے جنوبی کنارہ پر بنا ہی عمارت چونہ کی پختہ کرسی اسکی تالاب
کی اخیر سیڑہی سے بقدر تین فٹ کے بلند رکہی گئی ہی اس طرف کرسی کے اوپر
چہہ دہن قالبوتی مرغولی ڈاٹ دار بنی ہوئے ہین تین کہلے ہوئے سہ دہن دالان کے
اوپر تین بند یعنی دیوار ہین بطور جواب کہلے دہنون کے دکہلائے گئی ہین اسطرف
کے تین کہلے ہوئے دہنون اور دالان کے متعلق ایک کوٹہری ہی جسکے کواڑ چوبی
ہین اسکے اوپر دو منزل کی عمارت عالیشان بنی ہی جسمین آئینہ دار دریچے تالاب
کی سمت کہلے ہوئے نہایت موزون نظر آتے ہین مغرب کی طرف اس مندر کی
زیرینہ منزل مین چار دہن مرغولی بطور برانڈہ بناکر اندر اسکے کوٹہریان بنی
ہین گوشہ جنوب غرب مین چاہ کہودا گیا ہی اور دونو منزل سے پانی کہینچا جاتا
ہی جنوب کی سمت برانڈہ نہین ہی صرف چار کوٹہریان ہین زینہ بہی مندر
کے اوپر کی چہت کیواسطے بنا ہی شرق کی سمت منزل زیرین مین پانچ دہن
برانڈہ کی اور تین کوٹہریان ہین اور گوشہ جنوب شرق مین ایک زینہ بنا ہے
مگر بند رہتا ہی سوا ہی اس زینہ کے ایک اور زینہ گوشہ شمال شرق مین بنایا گیا ہے
جو ہمیشہ جاری رہتا ہی اور گیارہ سیڑہیان چڑہکر لوگ اوپر جاتے ہین جب
اوپر چڑہتے ہین تو ایک سیج مکان مکلف آتا ہی جسکے دیکہنے سے انسان کی طبیعت
مین فرحت آجاتی ہی اسکی وسط مین عالیشان مندر ٹہاکر دوارہ بنا ہی جسکی خوبی و
استحکام و زینت حد و حساب سے باہر ہے مندر کا دروازہ شمال کی سمت
ہی اور دروازہ کے آگے عالیشان جگ موہن یعنی برانڈہ ایک دہنہ چہت
برانڈے کی چوبی مکلف فرش پتہر سنگ کا دوسرے برانڈے کی خشتی صورت
مرغولی برانڈہ کے آگے جسقدر مکان شمالی دیوار تک ہی دو حصہ مین منقسم ہی
ایک تو وہ جو برانڈہ کے آگے مستطیل شرقاً غرباً مسقف ہی اسکی عالیشان چوبی سقف

اُسپر گچ کی سفیدی جہاڑ فانوس سے مزین دوسرا درجہ شمالی دالان ہمرا ہی مرغولی جسکے پانچ دہن خشتی ڈاٹ دار تقطیع ہین یہ مکان بھی اپنی آراستگی و خوبی مین بینظیر ہے چہت چوبی عمارت سفید جسمین پانچ دریچے شمالی دیوار مین بطرف تالاب رکہے ہین دریچون مین آئینہ دار چوڑیان ہین اور چوڑیون مین رنگین آئینے نصب ہین خاص مندر کی چوکہٹ پتہر کی اور چوڑی نہایت مکلف بنی ہی دروازہ کے اوپر پتہر کی ایک سل نصب ہی جسمین بانی کا نام نامی کندہ ہے مندر مین پتہر کا فرش اور وسط مین پتہر کا ایک فوارہ لگایا گیا ہی جسکی مادہ چہت کے اوپر مندر کی غربی دیوار مین سے ہی جسمین سے پانی آکر فوارہ چہوٹتا ہے چارون اندرونی دیوارون پر گہوٹوان پلستر ہے جنوبی دیوار مین پتہر کے تین طاقچے ٹرہاؤ دیکر ایسے بصورت بنے ہین کہ جنکی خوبی دیکہنے پر منحصر ہے طاقچون کے ٹرہاؤ پر تین تین دہن ہین جنکے پتہر کے ستون نہایت نازک خوشنما بنائے گئے ہین درمیانی طاقچہ مین سری کرشن جی مہاراج اور رادہکاجی کی مورتین با آداب تمام رکہی ہین داہنے طاقچے مین مہادیوجی کی مورت اور بائین مین سری گنگاجی کی مکلف لباس اور زیور مورتون کو پہنایا گیا ہی اور انہین مورتون کی دن رات پوجا ہوتی ہی مندر کی چہت قالبوتی ہی اُسپر عالیشان طولانی گنبد سر بفلک بنا ہے اور اُسپر کلس اور جہنڈا طلائی وزر سول اہل نظارہ کی آنکہون کو روشن کرتا ہی مندر کی تین طرف دوسرا پردہ دیکر بنایا گیا ہی ایک وسیع پتہر کا فرش ہی جو مندر کے ساتہہ ملحق ہی اور دوسرا اُسکی باہر ہے مندر کے جنوب اور شرق اور غرب کی سمت عالیشان مکانات پوجاریون کے قیام کیواسطے تعمیر ہوئے ہین جنکی تشریح سے بہت طوالت ہوتی ہی خاص مندر کے شرق و غرب کی سمت دو دروازے ہین جنسے گذر کر انسان مکان کے جنوبی حصہ مین جا سکتا ہی اس مندر کا

کل خرچ بذمہ بانی ہی اور چودہ دوکانات مندر کی منزل زیرین مین ہین
اُنکا کرایہ سب مندر کو ملتا ہی علاوہ اسکے چودہ دوکانات جو سڑک سے
بسمت شرق بنائی گئی ہین وہ بہی مندر کے نام سے وقف ہین۔ ہر ایک
اکادشی کے روز یہان بڑا اجتماع ہوتا ہی اور قوال حاضر ہوکر راگ موحدانہ
گاکر سامعین کو خوش کرتے ہین ٭

خاتمہ

خداوند لایزال بے ہمتا و بے مثال کا کمال شکر ہی کہ یہ کتاب جامع احوال
دار السلطنت لاہور ختم ہوئی حقیقت مین یہ بہت بڑا کام تہا جو صرف بفضلات
نامتناہی الٰہی باختتام پہنچا ٭ اگر بہر موے من گردد زبانے ٭ ز حق رانم
بہر یک داستانے ٭ اس تاریخ مین ہندو و مسلمان قدیم و جدید مذہبی مکانات
کا مفصل حال لکہا گیا ہی اور جن مکانات کا تعلق کسی مذہب سے نہ تہا اُنکی
تشریح علیحدہ باب مین تحریر ہوئی ہی اور سرکاری مکانات جو میری افسری یا دیگر گورنمنٹ انجنیری
کے زمانہ مین تعمیر ہوئے انکا ذکر علیحدہ فصل مین ہی اس سے پہلے کوئی ایسی کتاب اس قدیم شہر کے
حالات مین تصنیف نہین ہوئی تہی جو ہر ایک قسم کے حال کا مجموعہ ہو اسواسطے میرے
دلی دوستون نے مجہکو ارشاد کیا کہ تم تیس برس تک سرکار کی طرف سے افسر تعمیرات کے کام
کرتے رہے ہو مکانات کے حال مین تمہاری طرف سے ایک ایسی کتاب یادگار رہنی چاہیے جس سے عام و خاص
فیض پہنچے اور اسکے ذریعہ سے قیامت تک تمہارا نام زندہ رہے دوستون کے حکم تعمیل مین مینے جان و دل
کی و اس کتاب کو بکمال شفقت جان نثاری لکہکر ختم کیا ہندون کے مندرون کی فراہمی
حالات مین پنڈت جنسی دہر گوسائین نے مدد دی اور مسلمانی مساجد و مقابر کے حالات کی جمع کرنے مین
مفتی غلام سرور صاحب لاہوری نے جو ایک واقف حالات تاریخی ہین کافی امداد دی اور یہ نسخہ
بنکر تیار ہوگیا خدا اسکو قبولیت کے رتبہ پر پہنچائے ٭٭ تمت

خاتمة الطبع

قطعہ تاریخ از نتائج طبع شاعر شیرین مقال رای بہادر کنہیا لال صاحب اگزیکٹو انجنیر مصنف کتاب

بحمد اللہ کہ مطبوع جہان گشت — بالطاف خدا تاریخ لاہور

بخوش خطی طرز خوش کلامی — بچشم اہل بینش گشت منظور

مذاق تازہ شد حاصل زبان را — ازین نادر بیان و تازہ مذکور

بہ صحبت ذکر تازہ مرقوم — بہر سطرش بہ حال تازہ مسطور

بہ خاطرہا ازان جمعیت آمد — بہر یک دیدہ روشن زد نور

دل ہر اہل دل زو گشت خورسند — طبیعت خرم و خوشحال و مسرور

مرتب گشت بعد از محنت و رنج — کتابے بے بہا نورٌ علی نور

مؤلف کرد انجام این کار — عرق ریزی نہایت سعی موفور

کمر بند شفقت بر میان بست — بہر کارے کہ از دل بود مامور

چو شد مطبوع ہندی سال طبعش — بگو مطبوع شد تاریخ لاہور

ایضاً قطعہ تاریخ اردو از مصنف سلمہ اللہ

یہ تاریخ لاہور اب چھپ چکی — خدا نے میری سعی مشکور کی

خدا سے بر آیا میرا مدعا — میری التجا حق نے منظور کی

میرے دل میں اس کام کیواسطے — جو تھی بیقراری وہ سب دور کی

جہاں میں ہر ایک شہر و دیار — خدا نے یہ تاریخ مشہور کی

رقم کی یہ ہندی نے تاریخ طبع — ہوئی شایع تاریخ لاہور کی

از مفتی غلام سرور صاحب تخلص سرور قریشی لاہوری

خدا کے فضل سے تاریخ لاہور — نہایت عمدہ نورانی چھپی ہے

لکھی سرور نے اس چھاپہ کی تاریخ — یہ کیا تاریخ لاثانی چھپی ہے